

5562

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نور الداعیین

(۶۶)

حیاتِ شبلی

شمس العلماء علامہ شبلی نعمانی ^{رحمۃ اللہ علیہ}

کے
سوانح حیات اور علمی و ادبی کارنامے

پیشکشیلماں ندوی

فہرست مدنیہ

حیات شبلی

صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ
۱۲ - ۱	۱۳ - ۵۲	۱۲ - ۵۲	۱۲ - ۵۲
۱	۱	۱	۱
۲	۲	۲	۲
۳	۳	۳	۳
۴	۴	۴	۴
۵	۵	۵	۵
۶	۶	۶	۶
۷	۷	۷	۷
۸	۸	۸	۸
۹	۹	۹	۹
۱۰	۱۰	۱۰	۱۰
۱۱	۱۱	۱۱	۱۱
۱۲	۱۲	۱۲	۱۲
۱۳	۱۳	۱۳	۱۳
۱۴	۱۴	۱۴	۱۴
۱۵	۱۵	۱۵	۱۵
۱۶	۱۶	۱۶	۱۶
۱۷	۱۷	۱۷	۱۷
۱۸	۱۸	۱۸	۱۸
۱۹	۱۹	۱۹	۱۹
۲۰	۲۰	۲۰	۲۰
۲۱	۲۱	۲۱	۲۱
۲۲	۲۲	۲۲	۲۲
۲۳	۲۳	۲۳	۲۳
۲۴	۲۴	۲۴	۲۴
۲۵	۲۵	۲۵	۲۵
۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۲۷	۲۷	۲۷	۲۷
۲۸	۲۸	۲۸	۲۸
۲۹	۲۹	۲۹	۲۹
۳۰	۳۰	۳۰	۳۰
۳۱	۳۱	۳۱	۳۱
۳۲	۳۲	۳۲	۳۲
۳۳	۳۳	۳۳	۳۳
۳۴	۳۴	۳۴	۳۴
۳۵	۳۵	۳۵	۳۵
۳۶	۳۶	۳۶	۳۶
۳۷	۳۷	۳۷	۳۷
۳۸	۳۸	۳۸	۳۸
۳۹	۳۹	۳۹	۳۹
۴۰	۴۰	۴۰	۴۰
۴۱	۴۱	۴۱	۴۱
۴۲	۴۲	۴۲	۴۲
۴۳	۴۳	۴۳	۴۳
۴۴	۴۴	۴۴	۴۴
۴۵	۴۵	۴۵	۴۵
۴۶	۴۶	۴۶	۴۶
۴۷	۴۷	۴۷	۴۷
۴۸	۴۸	۴۸	۴۸
۴۹	۴۹	۴۹	۴۹
۵۰	۵۰	۵۰	۵۰
۵۱	۵۱	۵۱	۵۱
۵۲	۵۲	۵۲	۵۲

صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ
۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰
۱۰۱	۱۰۱	۱۰۱	۱۰۱	۱۰۱
۱۰۲	۱۰۲	۱۰۲	۱۰۲	۱۰۲
۱۰۳	۱۰۳	۱۰۳	۱۰۳	۱۰۳
۱۰۴	۱۰۴	۱۰۴	۱۰۴	۱۰۴
۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵
۱۰۶	۱۰۶	۱۰۶	۱۰۶	۱۰۶
۱۰۷	۱۰۷	۱۰۷	۱۰۷	۱۰۷
۱۰۸	۱۰۸	۱۰۸	۱۰۸	۱۰۸
۱۰۹	۱۰۹	۱۰۹	۱۰۹	۱۰۹
۱۱۰	۱۱۰	۱۱۰	۱۱۰	۱۱۰
۱۱۱	۱۱۱	۱۱۱	۱۱۱	۱۱۱
۱۱۲	۱۱۲	۱۱۲	۱۱۲	۱۱۲
۱۱۳	۱۱۳	۱۱۳	۱۱۳	۱۱۳
۱۱۴	۱۱۴	۱۱۴	۱۱۴	۱۱۴
۱۱۵	۱۱۵	۱۱۵	۱۱۵	۱۱۵
۱۱۶	۱۱۶	۱۱۶	۱۱۶	۱۱۶
۱۱۷	۱۱۷	۱۱۷	۱۱۷	۱۱۷
۱۱۸	۱۱۸	۱۱۸	۱۱۸	۱۱۸
۱۱۹	۱۱۹	۱۱۹	۱۱۹	۱۱۹
۱۲۰	۱۲۰	۱۲۰	۱۲۰	۱۲۰
۱۲۱	۱۲۱	۱۲۱	۱۲۱	۱۲۱
۱۲۲	۱۲۲	۱۲۲	۱۲۲	۱۲۲
۱۲۳	۱۲۳	۱۲۳	۱۲۳	۱۲۳
۱۲۴	۱۲۴	۱۲۴	۱۲۴	۱۲۴
۱۲۵	۱۲۵	۱۲۵	۱۲۵	۱۲۵
۱۲۶	۱۲۶	۱۲۶	۱۲۶	۱۲۶
۱۲۷	۱۲۷	۱۲۷	۱۲۷	۱۲۷
۱۲۸	۱۲۸	۱۲۸	۱۲۸	۱۲۸
۱۲۹	۱۲۹	۱۲۹	۱۲۹	۱۲۹
۱۳۰	۱۳۰	۱۳۰	۱۳۰	۱۳۰
۱۳۱	۱۳۱	۱۳۱	۱۳۱	۱۳۱
۱۳۲	۱۳۲	۱۳۲	۱۳۲	۱۳۲
۱۳۳	۱۳۳	۱۳۳	۱۳۳	۱۳۳
۱۳۴	۱۳۴	۱۳۴	۱۳۴	۱۳۴
۱۳۵	۱۳۵	۱۳۵	۱۳۵	۱۳۵
۱۳۶	۱۳۶	۱۳۶	۱۳۶	۱۳۶
۱۳۷	۱۳۷	۱۳۷	۱۳۷	۱۳۷
۱۳۸	۱۳۸	۱۳۸	۱۳۸	۱۳۸
۱۳۹	۱۳۹	۱۳۹	۱۳۹	۱۳۹
۱۴۰	۱۴۰	۱۴۰	۱۴۰	۱۴۰
۱۴۱	۱۴۱	۱۴۱	۱۴۱	۱۴۱
۱۴۲	۱۴۲	۱۴۲	۱۴۲	۱۴۲
۱۴۳	۱۴۳	۱۴۳	۱۴۳	۱۴۳
۱۴۴	۱۴۴	۱۴۴	۱۴۴	۱۴۴
۱۴۵	۱۴۵	۱۴۵	۱۴۵	۱۴۵
۱۴۶	۱۴۶	۱۴۶	۱۴۶	۱۴۶
۱۴۷	۱۴۷	۱۴۷	۱۴۷	۱۴۷
۱۴۸	۱۴۸	۱۴۸	۱۴۸	۱۴۸
۱۴۹	۱۴۹	۱۴۹	۱۴۹	۱۴۹
۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰

سنہ	مسن	مسن	مسن	مسن
۱۰۱	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰
۱۰۲	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰
۱۰۳	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰
۱۰۴	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰
۱۰۵	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰
۱۰۶	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰
۱۰۷	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰
۱۰۸	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰
۱۰۹	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰
۱۱۰	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰
۱۱۱	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰
۱۱۲	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰
۱۱۳	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰
۱۱۴	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰
۱۱۵	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰
۱۱۶	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰
۱۱۷	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰
۱۱۸	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰
۱۱۹	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰
۱۲۰	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰

[illegible]

سور	تھون	سور	سور	سور
۱۰۱	۱۰۲	۱۰۳	۱۰۴	۱۰۵
۱۰۶	۱۰۷	۱۰۸	۱۰۹	۱۱۰
۱۱۱	۱۱۲	۱۱۳	۱۱۴	۱۱۵
۱۱۶	۱۱۷	۱۱۸	۱۱۹	۱۲۰
۱۲۱	۱۲۲	۱۲۳	۱۲۴	۱۲۵
۱۲۶	۱۲۷	۱۲۸	۱۲۹	۱۳۰
۱۳۱	۱۳۲	۱۳۳	۱۳۴	۱۳۵
۱۳۶	۱۳۷	۱۳۸	۱۳۹	۱۴۰
۱۴۱	۱۴۲	۱۴۳	۱۴۴	۱۴۵
۱۴۶	۱۴۷	۱۴۸	۱۴۹	۱۵۰
۱۵۱	۱۵۲	۱۵۳	۱۵۴	۱۵۵
۱۵۶	۱۵۷	۱۵۸	۱۵۹	۱۶۰
۱۶۱	۱۶۲	۱۶۳	۱۶۴	۱۶۵
۱۶۶	۱۶۷	۱۶۸	۱۶۹	۱۷۰
۱۷۱	۱۷۲	۱۷۳	۱۷۴	۱۷۵
۱۷۶	۱۷۷	۱۷۸	۱۷۹	۱۸۰
۱۸۱	۱۸۲	۱۸۳	۱۸۴	۱۸۵
۱۸۶	۱۸۷	۱۸۸	۱۸۹	۱۹۰
۱۹۱	۱۹۲	۱۹۳	۱۹۴	۱۹۵
۱۹۶	۱۹۷	۱۹۸	۱۹۹	۲۰۰
۲۰۱	۲۰۲	۲۰۳	۲۰۴	۲۰۵
۲۰۶	۲۰۷	۲۰۸	۲۰۹	۲۱۰
۲۱۱	۲۱۲	۲۱۳	۲۱۴	۲۱۵
۲۱۶	۲۱۷	۲۱۸	۲۱۹	۲۲۰
۲۲۱	۲۲۲	۲۲۳	۲۲۴	۲۲۵
۲۲۶	۲۲۷	۲۲۸	۲۲۹	۲۳۰
۲۳۱	۲۳۲	۲۳۳	۲۳۴	۲۳۵
۲۳۶	۲۳۷	۲۳۸	۲۳۹	۲۴۰
۲۴۱	۲۴۲	۲۴۳	۲۴۴	۲۴۵
۲۴۶	۲۴۷	۲۴۸	۲۴۹	۲۵۰
۲۵۱	۲۵۲	۲۵۳	۲۵۴	۲۵۵
۲۵۶	۲۵۷	۲۵۸	۲۵۹	۲۶۰
۲۶۱	۲۶۲	۲۶۳	۲۶۴	۲۶۵
۲۶۶	۲۶۷	۲۶۸	۲۶۹	۲۷۰
۲۷۱	۲۷۲	۲۷۳	۲۷۴	۲۷۵
۲۷۶	۲۷۷	۲۷۸	۲۷۹	۲۸۰
۲۸۱	۲۸۲	۲۸۳	۲۸۴	۲۸۵
۲۸۶	۲۸۷	۲۸۸	۲۸۹	۲۹۰
۲۹۱	۲۹۲	۲۹۳	۲۹۴	۲۹۵
۲۹۶	۲۹۷	۲۹۸	۲۹۹	۳۰۰

صورت	آسمان	صورت	صورت	صورت
۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰
۱۰۱	۱۰۱	۱۰۱	۱۰۱	۱۰۱
۱۰۲	۱۰۲	۱۰۲	۱۰۲	۱۰۲
۱۰۳	۱۰۳	۱۰۳	۱۰۳	۱۰۳
۱۰۴	۱۰۴	۱۰۴	۱۰۴	۱۰۴
۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵
۱۰۶	۱۰۶	۱۰۶	۱۰۶	۱۰۶
۱۰۷	۱۰۷	۱۰۷	۱۰۷	۱۰۷
۱۰۸	۱۰۸	۱۰۸	۱۰۸	۱۰۸
۱۰۹	۱۰۹	۱۰۹	۱۰۹	۱۰۹
۱۱۰	۱۱۰	۱۱۰	۱۱۰	۱۱۰
۱۱۱	۱۱۱	۱۱۱	۱۱۱	۱۱۱
۱۱۲	۱۱۲	۱۱۲	۱۱۲	۱۱۲
۱۱۳	۱۱۳	۱۱۳	۱۱۳	۱۱۳
۱۱۴	۱۱۴	۱۱۴	۱۱۴	۱۱۴
۱۱۵	۱۱۵	۱۱۵	۱۱۵	۱۱۵
۱۱۶	۱۱۶	۱۱۶	۱۱۶	۱۱۶
۱۱۷	۱۱۷	۱۱۷	۱۱۷	۱۱۷
۱۱۸	۱۱۸	۱۱۸	۱۱۸	۱۱۸
۱۱۹	۱۱۹	۱۱۹	۱۱۹	۱۱۹
۱۲۰	۱۲۰	۱۲۰	۱۲۰	۱۲۰
۱۲۱	۱۲۱	۱۲۱	۱۲۱	۱۲۱
۱۲۲	۱۲۲	۱۲۲	۱۲۲	۱۲۲
۱۲۳	۱۲۳	۱۲۳	۱۲۳	۱۲۳
۱۲۴	۱۲۴	۱۲۴	۱۲۴	۱۲۴
۱۲۵	۱۲۵	۱۲۵	۱۲۵	۱۲۵
۱۲۶	۱۲۶	۱۲۶	۱۲۶	۱۲۶
۱۲۷	۱۲۷	۱۲۷	۱۲۷	۱۲۷
۱۲۸	۱۲۸	۱۲۸	۱۲۸	۱۲۸
۱۲۹	۱۲۹	۱۲۹	۱۲۹	۱۲۹
۱۳۰	۱۳۰	۱۳۰	۱۳۰	۱۳۰
۱۳۱	۱۳۱	۱۳۱	۱۳۱	۱۳۱
۱۳۲	۱۳۲	۱۳۲	۱۳۲	۱۳۲
۱۳۳	۱۳۳	۱۳۳	۱۳۳	۱۳۳
۱۳۴	۱۳۴	۱۳۴	۱۳۴	۱۳۴
۱۳۵	۱۳۵	۱۳۵	۱۳۵	۱۳۵
۱۳۶	۱۳۶	۱۳۶	۱۳۶	۱۳۶
۱۳۷	۱۳۷	۱۳۷	۱۳۷	۱۳۷
۱۳۸	۱۳۸	۱۳۸	۱۳۸	۱۳۸
۱۳۹	۱۳۹	۱۳۹	۱۳۹	۱۳۹
۱۴۰	۱۴۰	۱۴۰	۱۴۰	۱۴۰
۱۴۱	۱۴۱	۱۴۱	۱۴۱	۱۴۱
۱۴۲	۱۴۲	۱۴۲	۱۴۲	۱۴۲
۱۴۳	۱۴۳	۱۴۳	۱۴۳	۱۴۳
۱۴۴	۱۴۴	۱۴۴	۱۴۴	۱۴۴
۱۴۵	۱۴۵	۱۴۵	۱۴۵	۱۴۵
۱۴۶	۱۴۶	۱۴۶	۱۴۶	۱۴۶
۱۴۷	۱۴۷	۱۴۷	۱۴۷	۱۴۷
۱۴۸	۱۴۸	۱۴۸	۱۴۸	۱۴۸
۱۴۹	۱۴۹	۱۴۹	۱۴۹	۱۴۹
۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰

مغز	صورت	صورت	صورت	صورت	صورت
۱۰۵۱	۱۰۵۰	۱۰۴۹	۱۰۴۸	۱۰۴۷	۱۰۴۶
۱۰۴۵	۱۰۴۴	۱۰۴۳	۱۰۴۲	۱۰۴۱	۱۰۴۰
۱۰۳۹	۱۰۳۸	۱۰۳۷	۱۰۳۶	۱۰۳۵	۱۰۳۴
۱۰۳۳	۱۰۳۲	۱۰۳۱	۱۰۳۰	۱۰۲۹	۱۰۲۸
۱۰۲۷	۱۰۲۶	۱۰۲۵	۱۰۲۴	۱۰۲۳	۱۰۲۲
۱۰۲۱	۱۰۲۰	۱۰۱۹	۱۰۱۸	۱۰۱۷	۱۰۱۶
۱۰۱۵	۱۰۱۴	۱۰۱۳	۱۰۱۲	۱۰۱۱	۱۰۱۰
۱۰۰۹	۱۰۰۸	۱۰۰۷	۱۰۰۶	۱۰۰۵	۱۰۰۴
۱۰۰۳	۱۰۰۲	۱۰۰۱	۱۰۰۰	۹۹۹	۹۹۸
۹۹۷	۹۹۶	۹۹۵	۹۹۴	۹۹۳	۹۹۲
۹۹۱	۹۹۰	۹۸۹	۹۸۸	۹۸۷	۹۸۶
۹۸۵	۹۸۴	۹۸۳	۹۸۲	۹۸۱	۹۸۰
۹۷۹	۹۷۸	۹۷۷	۹۷۶	۹۷۵	۹۷۴
۹۷۳	۹۷۲	۹۷۱	۹۷۰	۹۶۹	۹۶۸
۹۶۷	۹۶۶	۹۶۵	۹۶۴	۹۶۳	۹۶۲
۹۶۱	۹۶۰	۹۵۹	۹۵۸	۹۵۷	۹۵۶
۹۵۵	۹۵۴	۹۵۳	۹۵۲	۹۵۱	۹۵۰
۹۴۹	۹۴۸	۹۴۷	۹۴۶	۹۴۵	۹۴۴
۹۴۳	۹۴۲	۹۴۱	۹۴۰	۹۳۹	۹۳۸
۹۳۷	۹۳۶	۹۳۵	۹۳۴	۹۳۳	۹۳۲
۹۳۱	۹۳۰	۹۲۹	۹۲۸	۹۲۷	۹۲۶
۹۲۵	۹۲۴	۹۲۳	۹۲۲	۹۲۱	۹۲۰
۹۱۹	۹۱۸	۹۱۷	۹۱۶	۹۱۵	۹۱۴
۹۱۳	۹۱۲	۹۱۱	۹۱۰	۹۰۹	۹۰۸
۹۰۷	۹۰۶	۹۰۵	۹۰۴	۹۰۳	۹۰۲
۹۰۱	۹۰۰	۸۹۹	۸۹۸	۸۹۷	۸۹۶
۸۹۵	۸۹۴	۸۹۳	۸۹۲	۸۹۱	۸۹۰
۸۸۹	۸۸۸	۸۸۷	۸۸۶	۸۸۵	۸۸۴
۸۸۳	۸۸۲	۸۸۱	۸۸۰	۸۷۹	۸۷۸
۸۷۷	۸۷۶	۸۷۵	۸۷۴	۸۷۳	۸۷۲
۸۷۱	۸۷۰	۸۶۹	۸۶۸	۸۶۷	۸۶۶
۸۶۵	۸۶۴	۸۶۳	۸۶۲	۸۶۱	۸۶۰
۸۵۹	۸۵۸	۸۵۷	۸۵۶	۸۵۵	۸۵۴
۸۵۳	۸۵۲	۸۵۱	۸۵۰	۸۴۹	۸۴۸
۸۴۷	۸۴۶	۸۴۵	۸۴۴	۸۴۳	۸۴۲
۸۴۱	۸۴۰	۸۳۹	۸۳۸	۸۳۷	۸۳۶
۸۳۵	۸۳۴	۸۳۳	۸۳۲	۸۳۱	۸۳۰
۸۲۹	۸۲۸	۸۲۷	۸۲۶	۸۲۵	۸۲۴
۸۲۳	۸۲۲	۸۲۱	۸۲۰	۸۱۹	۸۱۸
۸۱۷	۸۱۶	۸۱۵	۸۱۴	۸۱۳	۸۱۲
۸۱۱	۸۱۰	۸۰۹	۸۰۸	۸۰۷	۸۰۶
۸۰۵	۸۰۴	۸۰۳	۸۰۲	۸۰۱	۸۰۰
۷۹۹	۷۹۸	۷۹۷	۷۹۶	۷۹۵	۷۹۴
۷۹۳	۷۹۲	۷۹۱	۷۹۰	۷۸۹	۷۸۸
۷۸۷	۷۸۶	۷۸۵	۷۸۴	۷۸۳	۷۸۲
۷۸۱	۷۸۰	۷۷۹	۷۷۸	۷۷۷	۷۷۶
۷۷۵	۷۷۴	۷۷۳	۷۷۲	۷۷۱	۷۷۰
۷۶۹	۷۶۸	۷۶۷	۷۶۶	۷۶۵	۷۶۴
۷۶۳	۷۶۲	۷۶۱	۷۶۰	۷۵۹	۷۵۸
۷۵۷	۷۵۶	۷۵۵	۷۵۴	۷۵۳	۷۵۲
۷۵۱	۷۵۰	۷۴۹	۷۴۸	۷۴۷	۷۴۶
۷۴۵	۷۴۴	۷۴۳	۷۴۲	۷۴۱	۷۴۰
۷۳۹	۷۳۸	۷۳۷	۷۳۶	۷۳۵	۷۳۴
۷۳۳	۷۳۲	۷۳۱	۷۳۰	۷۲۹	۷۲۸
۷۲۷	۷۲۶	۷۲۵	۷۲۴	۷۲۳	۷۲۲
۷۲۱	۷۲۰	۷۱۹	۷۱۸	۷۱۷	۷۱۶
۷۱۵	۷۱۴	۷۱۳	۷۱۲	۷۱۱	۷۱۰
۷۰۹	۷۰۸	۷۰۷	۷۰۶	۷۰۵	۷۰۴
۷۰۳	۷۰۲	۷۰۱	۷۰۰	۶۹۹	۶۹۸
۶۹۷	۶۹۶	۶۹۵	۶۹۴	۶۹۳	۶۹۲
۶۹۱	۶۹۰	۶۸۹	۶۸۸	۶۸۷	۶۸۶
۶۸۵	۶۸۴	۶۸۳	۶۸۲	۶۸۱	۶۸۰
۶۷۹	۶۷۸	۶۷۷	۶۷۶	۶۷۵	۶۷۴
۶۷۳	۶۷۲	۶۷۱	۶۷۰	۶۶۹	۶۶۸
۶۶۷	۶۶۶	۶۶۵	۶۶۴	۶۶۳	۶۶۲
۶۶۱	۶۶۰	۶۵۹	۶۵۸	۶۵۷	۶۵۶
۶۵۵	۶۵۴	۶۵۳	۶۵۲	۶۵۱	۶۵۰
۶۴۹	۶۴۸	۶۴۷	۶۴۶	۶۴۵	۶۴۴
۶۴۳	۶۴۲	۶۴۱	۶۴۰	۶۳۹	۶۳۸
۶۳۷	۶۳۶	۶۳۵	۶۳۴	۶۳۳	۶۳۲
۶۳۱	۶۳۰	۶۲۹	۶۲۸	۶۲۷	۶۲۶
۶۲۵	۶۲۴	۶۲۳	۶۲۲	۶۲۱	۶۲۰
۶۱۹	۶۱۸	۶۱۷	۶۱۶	۶۱۵	۶۱۴
۶۱۳	۶۱۲	۶۱۱	۶۱۰	۶۰۹	۶۰۸
۶۰۷	۶۰۶	۶۰۵	۶۰۴	۶۰۳	۶۰۲
۶۰۱	۶۰۰	۵۹۹	۵۹۸	۵۹۷	۵۹۶
۵۹۵	۵۹۴	۵۹۳	۵۹۲	۵۹۱	۵۹۰
۵۸۹	۵۸۸	۵۸۷	۵۸۶	۵۸۵	۵۸۴
۵۸۳	۵۸۲	۵۸۱	۵۸۰	۵۷۹	۵۷۸
۵۷۷	۵۷۶	۵۷۵	۵۷۴	۵۷۳	۵۷۲
۵۷۱	۵۷۰	۵۶۹	۵۶۸	۵۶۷	۵۶۶
۵۶۵	۵۶۴	۵۶۳	۵۶۲	۵۶۱	۵۶۰
۵۵۹	۵۵۸	۵۵۷	۵۵۶	۵۵۵	۵۵۴
۵۵۳	۵۵۲	۵۵۱	۵۵۰	۵۴۹	۵۴۸
۵۴۷	۵۴۶	۵۴۵	۵۴۴	۵۴۳	۵۴۲
۵۴۱	۵۴۰	۵۳۹	۵۳۸	۵۳۷	۵۳۶
۵۳۵	۵۳۴	۵۳۳	۵۳۲	۵۳۱	۵۳۰
۵۲۹	۵۲۸	۵۲۷	۵۲۶	۵۲۵	۵۲۴
۵۲۳	۵۲۲	۵۲۱	۵۲۰	۵۱۹	۵۱۸
۵۱۷	۵۱۶	۵۱۵	۵۱۴	۵۱۳	۵۱۲
۵۱۱	۵۱۰	۵۰۹	۵۰۸	۵۰۷	۵۰۶
۵۰۵	۵۰۴	۵۰۳	۵۰۲	۵۰۱	۵۰۰
۴۹۹	۴۹۸	۴۹۷	۴۹۶	۴۹۵	۴۹۴
۴۹۳	۴۹۲	۴۹۱	۴۹۰	۴۸۹	۴۸۸
۴۸۷	۴۸۶	۴۸۵	۴۸۴	۴۸۳	۴۸۲
۴۸۱	۴۸۰	۴۷۹	۴۷۸	۴۷۷	۴۷۶
۴۷۵	۴۷۴	۴۷۳	۴۷۲	۴۷۱	۴۷۰
۴۶۹	۴۶۸	۴۶۷	۴۶۶	۴۶۵	۴۶۴
۴۶۳	۴۶۲	۴۶۱	۴۶۰	۴۵۹	۴۵۸
۴۵۷	۴۵۶	۴۵۵	۴۵۴	۴۵۳	۴۵۲
۴۵۱	۴۵۰	۴۴۹	۴۴۸	۴۴۷	۴۴۶
۴۴۵	۴۴۴	۴۴۳	۴۴۲	۴۴۱	۴۴۰
۴۳۹	۴۳۸	۴۳۷	۴۳۶	۴۳۵	۴۳۴
۴۳۳	۴۳۲	۴۳۱	۴۳۰	۴۲۹	۴۲۸
۴۲۷	۴۲۶	۴۲۵	۴۲۴	۴۲۳	۴۲۲
۴۲۱	۴۲۰	۴۱۹	۴۱۸	۴۱۷	۴۱۶
۴۱۵	۴۱۴	۴۱۳	۴۱۲	۴۱۱	۴۱۰
۴۰۹	۴۰۸	۴۰۷	۴۰۶	۴۰۵	۴۰۴
۴۰۳	۴۰۲	۴۰۱	۴۰۰	۳۹۹	۳۹۸
۳۹۷	۳۹۶	۳۹۵	۳۹۴	۳۹۳	۳۹۲
۳۹۱	۳۹۰	۳۸۹	۳۸۸	۳۸۷	۳۸۶
۳۸۵	۳۸۴	۳۸۳	۳۸۲	۳۸۱	۳۸۰
۳۷۹	۳۷۸	۳۷۷	۳۷۶	۳۷۵	۳۷۴
۳۷۳	۳۷۲	۳۷۱	۳۷۰	۳۶۹	۳۶۸
۳۶۷	۳۶۶	۳۶۵	۳۶۴	۳۶۳	۳۶۲
۳۶۱	۳۶۰	۳۵۹	۳۵۸	۳۵۷	۳۵۶
۳۵۵	۳۵۴	۳۵۳	۳۵۲	۳۵۱	۳۵۰
۳۴۹	۳۴۸	۳۴۷	۳۴۶	۳۴۵	۳۴۴
۳۴۳	۳۴۲	۳۴۱	۳۴۰	۳۳۹	۳۳۸
۳۳۷	۳۳۶	۳۳۵	۳۳۴	۳۳۳	۳۳۲
۳۳۱	۳۳۰	۳۲۹	۳۲۸	۳۲۷	۳۲۶
۳۲۵	۳۲۴	۳۲۳	۳۲۲	۳۲۱	۳۲۰
۳۱۹	۳۱۸	۳۱۷	۳۱۶	۳۱۵	۳۱۴
۳۱۳	۳۱۲	۳۱۱	۳۱۰	۳۰۹	۳۰۸
۳۰۷	۳۰۶	۳۰۵	۳۰۴	۳۰۳	۳۰۲
۳۰۱	۳۰۰	۲۹۹	۲۹۸	۲۹۷	۲۹۶
۲۹۵	۲۹۴	۲۹۳	۲۹۲	۲۹۱	۲۹۰
۲۸۹	۲۸۸	۲۸۷	۲۸۶	۲۸۵	۲۸۴
۲۸۳	۲۸۲	۲۸۱	۲۸۰	۲۷۹	۲۷۸
۲۷۷	۲۷۶	۲۷۵	۲۷۴	۲۷۳	۲۷۲
۲۷۱	۲۷۰	۲۶۹	۲۶۸	۲۶۷	۲۶۶
۲۶۵	۲۶۴	۲۶۳	۲۶۲	۲۶۱	۲۶۰
۲۵۹	۲۵۸	۲۵۷	۲۵۶	۲۵۵	۲۵۴
۲۵۳	۲۵۲	۲۵۱	۲۵۰	۲۴۹	۲۴۸
۲۴۷	۲۴۶	۲۴۵	۲۴۴	۲۴۳	۲۴۲
۲۴۱	۲۴۰	۲۳۹	۲۳۸	۲۳۷	۲۳۶
۲۳۵	۲۳۴	۲۳۳	۲۳۲	۲۳۱	۲۳۰
۲۲۹	۲۲۸	۲۲۷	۲۲۶	۲۲۵	۲۲۴
۲۲۳	۲۲۲	۲۲۱	۲۲۰	۲۱۹	۲۱۸
۲۱۷	۲۱۶	۲۱۵	۲۱۴	۲۱۳	۲۱۲
۲۱۱	۲۱۰	۲۰۹	۲۰۸	۲۰۷	۲۰۶
۲۰۵	۲۰۴	۲۰۳	۲۰۲	۲۰۱	۲۰۰
۱۹۹	۱۹۸	۱۹۷	۱۹۶	۱۹۵	۱۹۴
۱۹۳	۱۹۲	۱۹۱	۱۹۰	۱۸۹	۱۸۸
۱۸۷	۱۸۶	۱۸۵	۱۸۴	۱۸۳	۱۸۲
۱۸۱	۱۸۰	۱۷۹	۱۷۸	۱۷۷	۱۷۶
۱۷۵	۱۷۴	۱۷۳	۱۷۲	۱۷۱	۱۷۰
۱۶۹	۱۶۸	۱۶۷	۱۶۶	۱۶۵	۱۶۴
۱۶۳	۱۶۲	۱۶۱	۱۶۰	۱۵۹	۱۵۸
۱۵۷	۱۵۶	۱۵۵	۱۵۴	۱۵۳	۱۵۲
۱۵۱	۱۵۰	۱۴۹	۱۴۸	۱۴۷	۱۴۶
۱۴۵	۱۴۴	۱۴۳	۱۴۲	۱۴۱	۱۴۰
۱۳۹	۱۳۸	۱۳۷	۱۳۶	۱۳۵	۱۳۴
۱۳۳	۱۳۲	۱۳۱	۱۳۰	۱۲۹	۱۲۸
۱۲۷	۱۲۶	۱۲۵	۱۲۴	۱۲۳	۱۲۲
۱۲۱	۱۲۰	۱۱۹	۱۱۸	۱۱۷	۱۱۶
۱۱۵	۱۱۴	۱۱۳	۱۱۲	۱۱۱	۱۱۰
۱۰۹	۱۰۸	۱۰۷	۱۰۶	۱۰۵	۱۰۴
۱۰۳	۱۰۲	۱۰۱	۱۰۰	۹۹	۹۸
۹۷	۹۶	۹۵	۹۴	۹۳	۹۲
۹۱	۹۰	۸۹	۸۸	۸۷	۸۶
۸۵	۸۴	۸۳	۸۲	۸۱	۸۰
۷۹	۷۸	۷۷	۷۶	۷۵	۷۴
۷۳	۷۲	۷۱	۷۰	۶۹	۶۸
۶۷	۶۶	۶۵	۶۴	۶۳	۶۲
۶۱	۶۰	۵۹	۵۸	۵۷	۵۶
۵۵	۵۴	۵۳	۵۲	۵۱	۵۰
۴۹	۴۸	۴۷	۴۶	۴۵	۴۴
۴۳	۴۲	۴۱	۴۰	۳۹	۳۸
۳۷	۳۶	۳۵	۳۴	۳۳	۳۲
۳۱	۳۰	۲۹	۲۸	۲۷	۲۶

سور	اصول	سورن	مضو	مضون	مضو
۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰
۱۰۱	۱۰۱	۱۰۱	۱۰۱	۱۰۱	۱۰۱
۱۰۲	۱۰۲	۱۰۲	۱۰۲	۱۰۲	۱۰۲
۱۰۳	۱۰۳	۱۰۳	۱۰۳	۱۰۳	۱۰۳
۱۰۴	۱۰۴	۱۰۴	۱۰۴	۱۰۴	۱۰۴
۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵
۱۰۶	۱۰۶	۱۰۶	۱۰۶	۱۰۶	۱۰۶
۱۰۷	۱۰۷	۱۰۷	۱۰۷	۱۰۷	۱۰۷
۱۰۸	۱۰۸	۱۰۸	۱۰۸	۱۰۸	۱۰۸
۱۰۹	۱۰۹	۱۰۹	۱۰۹	۱۰۹	۱۰۹
۱۱۰	۱۱۰	۱۱۰	۱۱۰	۱۱۰	۱۱۰
۱۱۱	۱۱۱	۱۱۱	۱۱۱	۱۱۱	۱۱۱
۱۱۲	۱۱۲	۱۱۲	۱۱۲	۱۱۲	۱۱۲
۱۱۳	۱۱۳	۱۱۳	۱۱۳	۱۱۳	۱۱۳
۱۱۴	۱۱۴	۱۱۴	۱۱۴	۱۱۴	۱۱۴
۱۱۵	۱۱۵	۱۱۵	۱۱۵	۱۱۵	۱۱۵
۱۱۶	۱۱۶	۱۱۶	۱۱۶	۱۱۶	۱۱۶
۱۱۷	۱۱۷	۱۱۷	۱۱۷	۱۱۷	۱۱۷
۱۱۸	۱۱۸	۱۱۸	۱۱۸	۱۱۸	۱۱۸
۱۱۹	۱۱۹	۱۱۹	۱۱۹	۱۱۹	۱۱۹
۱۲۰	۱۲۰	۱۲۰	۱۲۰	۱۲۰	۱۲۰



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حیاتِ شبلی

یہ متنقذ یہ پاک یہ پستی کے اور قد سون ہیں میں نے جس میں دشتِ عشق
 ایک مردان اور جدوتان سے ہر کی اصلاح و ن کو اپنا قلم کی و لقا سے سر پہ
 اپنی شعلہ نصیبوں سے گرم ہوا اپنی نور بخون سے پر فرما رکھا۔

سایا کتب جی در سر در و دود
 نہی و کہوین شہد گردوں ڈاؤسٹ
 سورج کے درج و حاکم دے تہ و دو کو محبت و بریت میں رختہ میں دشتِ عشق
 سنا اور ہر یک سس گندہ سے اور دو ہر اس طرت کہ جو کہیں اور ہر مرد و جہت
 ساتھ ہی یہ سن ہیں دشتِ عشق ان کی تین ہر کی علی و قوی اندن کے سے سر
 آیا دے بلکہ ان ہی کو ان کی تاشی ہر کی مدگی کا حال کا دست بخود ہی کا شرف
 رہو یہ گیم حیف کہ جو دود و نہت
 جو یہی جو دود و نہت کہ یہ یہ رہ
 ان کے اس مرد و تریں قصہ در گی کے کہ نہت ہر کی ہر کے سے گدے
 ہی میں لے اس کے لادہ و علیہ سے ہر بشری مجھے پوری و تحت پڑا اور اس و حیف
 نہ میں کہ یہ کی تالیف و مددی

یہ سوانہ شرف و علی یہ رہ رہ ہے

اسی روز صبح نہ بیدار ہوئے تھے نہ کسی نے خبر دی کہ وہ بیدار ہوئے ہیں اور بہت سے انجاردوں اور سادوں
کے ڈیڑھوں نے دن کے حالات مرتبے درجے اپنے اپنے انجاردوں اور سادوں میں
کئے اور شمع کئے مگر ان میں استاد کے قابل ہی میں چاروں نے ذکر مضامین ہیں اور
اس وقت سے بکر میں وقت تک مولانا کے حالات کے تعلق جو کچھ لکھا جانا رہا ہے
اس کو اختیار وہ تو پہلا اور کچھ روز بعد اور تیسرا اور چوتھا مضمون ہے

ان کی سوانحی مستقل نگینے کی کوشش سب سے پہلے مٹی محمد صدیقی صاحب نواب انصاری
تبعہ مہدیان سننے کی۔ انہوں نے شیریں بی بی زینا دہلوی کے قلم میں مولانا کے حال میں ۱۹۱۵ء
میں ایک رسالہ نکال کر شمس المصطفیٰ مولانا اہل کے اہم سے لکھ کر شائع کیا

جوانی کی تربیت کا | ماکہ سے سیرت کی معرفت اور فاضلہ اور اجنادی حالات کے
درمیان تفتیش کے سبب اس کام کو پہلے اپنے رفیق و شریک کار مولانا

جہد سجاد علی صاحب مدنی کے سپرد کیا کہ وہ مولانا سے پروری کا اور جو ملحق کا تعلق رکھتے ہیں
اس نے وہ اس کام کو محمد سے بہتر کام دے سکتے تھے چنانچہ انھوں نے اس کام کو اس
اد کام دیا کہ فاضلہ کا وقت کے ساتھ لکھنا تیب شری کے متفرق معلومات کو یہ ترتیب بیک وقت
ان اور ان کو مولانا شہوانی اور مولانا محمد کے دوسرے اصحاب اور علماء دہلوی کے دیکھ کر
مجموعہ میں نہ لکھی کی روح نظر آئی پھر یہ کام مولانا کے پانے شاگرد مولوی انیس احمد صاحب
سنبھل بیگم سے ہاں رہا ایم اے اے کیلئے منظور کے سپرد کیا گیا کہ وہ مولانا کے ذہنی
تفہات اور تہذیب کی باہر بہت کچھ لکھنے کے اہل تھے چنانچہ انھوں نے اس کام کو

اچھا تو میں یا۔ ہر مویہ جڑ نساں مہا سچے کھسودہ کو گھناڑا جا کر دھڑلی لٹو کے بہت سے
 سنے، وہ تھکتے کا لٹو کر کے اپنے دوہ قلم سے پر دم لیا مذہم کا نشان پیدا کر دی، اہی کا یہ منہ
 بہت شہلی کہہ لوں۔ سے ۱۰ مہا سچے سر سے سر پر ۱۹۹۹ء، ۱۹۹۹ء کے چم سر پر ۱۹۹۹ء
 مسلسل نکلنا دلاتا ہے کہ ہر وہ سچی کی سر کر لیا، جس کے سہا سہی انراض میں، ایسے ایسے کو
 بہت شہلی کے کھسودہ کو تار کر کے سے ۱۰ سبقت و درست کا اختلاف ہی کرتے، وہ
 یہ سب دھلی میں سہا سہا ہی گھر گئے اس سے دینا اور کے بہت سے ہوتے
 اہی یہ دھلی کے مطالعہ کے متعلق اسی اثبات قیاس میں ہے، یہاں تک کہ وہ شہلی کے
 سو جانکی دلاست اور غور میں لکھا گیا ہے، چھوٹی چھوٹی ہوتے گئے، چاہے کہ وہ سہا سہا ہی
 کہہ دیتی ہے کہ اس کے سر پر مہا سہا سہا ہی ہے کہ

میں وہ ہم پر سے کہہ گا دلائی رخصت

۱۰۔ اس نام کو چھوڑ کر یہ خیال آیا کہ اس بولی کی بدکار میں خود سوچ بولی ہی ہو
 شہلی کی سوچ بولی کا وہ کام نہیں ہے، وہ ہم پر سے کہہ گا دلائی رخصت کے لٹو
 میں پڑے چناچہ ہم، ہر کر کے لٹو میں، یہ کہہ گا دلائی رخصت کے لٹو میں
 لٹو میں، وہ ہم کو سچا، وہ ہم کو لٹو میں، اس کی پھیلائی ہی شروع ہو گئی، ہر کہہ گا
 ہے کہ وہ سب سچے کہ وہ سب لٹو میں، یہ کہہ گا دلائی رخصت کے لٹو میں
 اُن کی یہ سوچ بولی کی، یہ لٹو میں، یہ لٹو میں، یہ لٹو میں، یہ لٹو میں
 سچہ دینا کہہ گئے کہ دلت لٹو میں، یہ لٹو میں، یہ لٹو میں، یہ لٹو میں

ان کی مجلس سے پیش مل جاتی اور پچھنے کی سہولت مل

ملا اور کاشگری میں اس میں اپنے ذات نام تیر گوں اور دوسروں کا شکر جو بھروسے
اس کام کی گئیں ہیں مجھے مدد دی، یا انھوں نے جو صاحب مدد کی گئیں کے جو وہ
اور ان کے بڑے مکتب کی مدد کی گئی اور ان کے اور سہولت کی تلاش کی جس سے
بہت کچھ نجات ملی اور مدد دی، قبول حمد میں صاحب کائنات کی غریب سے حکم گزرا کہ پیش
مندی و حق اور برون کے معاملہ فی اور ہمد کی حالت کے جاننے میں بڑی مدد ملی، اس کے
بعد مجھے مشی محمد امین صاحب بری کا بروہی گزرا ان کی موت گرت دیکھ کے پڑنے کا وہ
سے بہت سی خیر تحریریں ملیں اور حق کر کے مجھے پیچھے رہی،

سب سے زیادہ مدد دی صاحب عبدیہ جنگ مراد صاحب الرحمن علی شروانی کا ممنون
ہوں جو نے مسودہ کے ساتھ اسے محفوظ کو رہی جس سے حرفت و حرب بڑھا کر
کیس اپنے علم و شہادہ کی شہ پر کچھ رقم دیا اور اس طرح میرے یہ نکتہ پرانی دینی
کی سہولت گویا تو میں کی، غلبہ

ابا بنی قریب و مستند مفتی کا کار کو یہ دعویٰ میں کرنا اہمیت و انحراف کے مجموعہ میں پورے
شہنشاہیہ، ابھیر کوشش کی گئی ہے کہ جو کچھ معلوم ہو اس کو جملہ کام سے بہرہ نکل کر دیا جائے
سوائے اس کے سوائے میں بعض دفعہ سے کام و سامان سے کچھ انجمن دینی پر دیا ہے، کوشش کی گئی ہے
کہ اس کوشش کے ذریعہ ان میں تعلقات کے نشیون کو قلم کی ہے، ہمدانی سے نہیں ملنے
پاسے اور کسی ناکو و اند کے ذکر کے ساتھ پر بھی دامن کو راہ کے کانوں سے بچا کر نکالا جائے

ہم خاص اور محبوب بشریت کا تہ ہیں اس لئے کوئی سوز و غم نہ ہو گا۔ ہمیت و معصیت کا
 کا وہ طریق بہت کر سکا، اور نہ کسی ایک وعدہ کے متعلق سب کی ایسی، ایک جو کسی بھی بچہ
 محبت اور عقیدت کی نظر چار الحمد و عود کی بہت ہی حایوں کے دیکھے سے کا صبر رہی تھا
 وہاں مگر نور کی نما ہیں سب سے پہلے اُن ہی پر پڑتی ہیں اور اُن کے کمر اور ہوا میں
 اُن کو ایسی لذت مہی ہے کہ وہ جتن کی لالت سے بھی غافل رہتے جاتی ہیں، لیکن وہ دونوں
 آئیں و حقیقت عیادت و طہارت کے مطابق ہیں، اور اس میں مستند و مستند دونوں مستند

صلوات الرضا عن علی علیہ السلام و لیکن عین صبر و بردباری

معاذ اللہ کی نگہ بر صیغ کے شاہد سے کا صبر ہی جو لیکن، ماضی کی نگہ بر صیغ ہی کا کر کے جو
 بہاں شیل شیل تھے حیدر شیل تھے

وہ جو یہ کا علم اور ہوا کا رنگ نہ قیام ملے سے دین کا نہ جی کا پاک مستحضر
 مانا ہو میں رش و ہدایت اور نہ صبر میں دوس و تدبیر میں اگر نہ ہوتا تو سے جو
 کے تہ کروں کے لئے کا جو یہ ہوا تو چاہتے تہ کر کا کو جس سے سے رست پر چلے ہیں
 کوئی دستور ہی پیش نہ آئی بلکہ یہ ہمہ جدید کے سب سے پہلے عام کی ذمہ داری کے متعلق ہیں جس کا
 قہریم کے ساتھ ایسے جدید، چنانچہ بھی پسند پہنچیں جو حد قدیم کی مانوس تھا جو اس کی
 کہیں کہیں پیدا کرتے ہیں کیونکہ ان کے ہمد میں ایک سے دور کی فیاضی تھی اس نے
 قہریم و جدید کے ایک، ایسے نگر سے جس میں دونوں ہمارے کے دھارے لگ گئے تھے
 صبح بصر میں ہے لہذا، اور اسی لئے اُن کی زندگی کے کار نامے کہ تہ سے دین کے کار

سے نہایت محنت ہیں۔ وہ وہاں سے تہذیب و تمدن کی علوم کے عالم بھی تھے، اور جدید علوم کے بہت سے
 راویوں اور استاد تھے۔ راقم بھی تھے۔ تہذیب و تمدن کی محبت بھی انسانی تھی، اور جدید تعلیم کے راقم
 اور جدید تعلیم یافتہوں کی محبت میں بھی رہے تھے، ساتھ ہی عشق و محبت بھی تھے، اور یہ بھی تھے۔
 سادہ بھی تھے، انشاپوردار بھی تھے، حبیب بھی تھے، مودع بھی تھے، حکم بھی تھے، مفکر بھی تھے
 مدبّر بھی تھے، سیاسی بھی تھے، واپار و تہذیب بھی تھے، اور سننے والے کے ساتھ ساتھ اور مدبّر بھی تھے
 استاد ہیں، اس سے ہی آثار میں انقلابی بھی تھے، اور یہ سب کو، گوئی رنگ، ان کی زندگی کے
 سرشار میں پایا ہی نہیں، بہن کی تحصیل ان دنوں میں نظر سے گئی۔

کتا بک کے نئی ماسٹریس کا نتیجہ یہ ہے کہ جو روٹوں کی کتاب صرف اس لمحہ کے لیے
 شخص کی سوانح عمری نہیں، بلکہ وہ حقیقت، مسلمان ہندو کے یکساں پس کی گئی، وہاں سیاسی
 تعلیم، مذہبی اور قومی، و قوت کی تاریخ بن گئی ہے، اسی سلسلہ میں بعد سے یہ ہے انھوں نے
 مختصر حالات اور سوانح عمری بھی درج ہوئے ہیں، انہوں کو اس لمحہ کے لیے لے جایا تا صورت حال
 میں ایک مفصل ویڈیو ہے، میں میں دیا برسرِ حق میں علوم اسلامیہ کی تعلیم و تہذیب کے تاریخ کو جو
 بڑی ویدیا ریزی سے کیا ہوئی ہے۔

تصویر ۱: ہم، ہندو کے حقیقی حامی کو کہیں میں صاحب سوانح کی کئی تصویر بھی ضروری
 اسلام ہوئی ہوگی، مگر فقط و سنی کی رنگ، تہذیب سے ان کی جو چھی اور ملی تصویریں اس پورے
 اس میں نظر آتے ہیں، وہ اس قریب نظر آئے کہ جو کہ لذت کی تصویر سے زیادہ پامنا
 اور زیادہ قیمتی ہے، ابتدا میں کی کوشش ہے کہ ان کی حیوانی یا ملی تصویر کے بجائے ان کے باطن

ملا کاف کا سب کی تصویر سے ان اور اسی کو چن کر کیا جائے وہی ان عارفوں کی تصویریں
ویدی یا نہیں ہیں ان کے ہاں عبادت اور عبادت کا جو یہ محکم ہے

تو یہ کا نام اس کا نام بھی خود صاحب سر کا نہیں انتخاب ہو سوتا ہو، عبادت کا نام
اور اس کے خلاف میں یہ شعلی خود ان کے قلم سے نکلا ہے اور پسند کے قابل ہو

عسی کی شکل کا ہے اس بات میں کو کرا کر اگر میں یہ سمجھوں کہ اس طرح اس کا جو دم کے واسطے
کے بارے میں یہ کہہ دے ہو کہ نہ پنا شکری ہو گی کیونکہ میری غیرت پر ان کے جو اساتذہ

میں ہر کیفیت و حکم کے واسطے باہر میں اس کی کتنی سیجے ہوئے اس کی صورت میں
میں جن سے طبع و آہنہ شکل ہی سے جس کے آواز کو کہ انہوں نے اس سے باری کو بھی کر کے

سکھا ہوا اس قابل کیا کہ وہ حرف کو نہ کر ہی اس کی صحت کے بموجب دن و رات کی کو
نہ سب پر لا سکے، دوسرے کہ تعلیم سے فراغت کے بعد عبادت کا جس کے بارے میں

تہا ہے اس میں اس کی ایسی دشگیری ہوئی کہ حصول علم و تحقیق میں اس کے سوا کسی اور راہ
نہا نہ سکے، دیا اور عبادت ان کے ہر گوش سے کہہ دینا کہ عبادت کے خلاف نہ ہو سے ہر کام

علم و حق کے ساتھ ہر کام کو کر دیا، اور جسے تربیت کے خصوص سے اپنی زندگی میں اور ہی نہ
کے ہر بھی پیش و پسند میں کو سرور و کائنات، غرض جو روایت، رحمت عالم، مہربان و ہر کام

غیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سوا کہ اس میں جہاں وہ پہنچے اور پہنچے تھے سب سے اول
پہنچا، میں حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مآد کے عبادت میں و تقید و عبادت و تقید

کی خدمت، اپنا ہی میں ہر روز فرمائی ہر اللہ شہیدان اس کے لئے سعادت کا درجہ ہے

اور اقتدار اللہ وہاں اس کے لئے آخرت کا ذخیرہ ہوگی، اور اس کا نتیجہ ہے کہ ظلم کی ہزار بکریوں
 کے باوجود عمار کے بچائے ترکستان ماننے کی غلطی اس سے سرزد نہیں ہوئی، اور ساری
 ظلمی و غلطی کو، بیرونی کے باوجود بھی، اسی سایہ رحمت کے راسخ سے وہ ساری عربوں پر
 اس طریقہ سے مرکب نہ رہا۔ نہ یہ سے اس کو بہت سے کادہ و جریہ عطا ہوا جس سے وہ جنگوں کی فوجوں کے
 قابل ٹھہرا، اور اسلامی مہمات کی توفیق سے سرزد ہوئے۔

ملک یہ نکتہ چارہ دے چکا کہ آخر شد

پہچان مسلمان

۳۵۔ محمد مصطفیٰ

۲۲ فروری ۱۹۴۳ء



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

دیباچہ حیاتِ شبلی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَبِذَلِكَ تَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ

اللہ تعالیٰ نے ہے وحیِ فیض کی صاف کلام، فرمایا ہے: ”اس وعدہ کا پورا ہونا بالکل یقینی ہے، لیکن اس کے بھی ہر سہ کے یہی نہیں کہ اس کے لئے ظاہری تدبیر کے عقبہ کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ وعدہ اللہ تعالیٰ اس کی یہ تدبیر بھی فرماتا ہے کہ ہر تدبیر اس نہ نہ کی ضرورت کے مطابق ایسے اشیاء پیدا فرماتا ہے جو اس ضرورت کو پورا کرنے میں بالکل کی صاف کلام کا مہم دیتے ہیں، یہاں تک کہ یہ کام کبھی کبھی ایسوں سے بھی یہ مانتا ہے جو اپنے ظاہری اعمال کے لحاظ سے اس کے مستحق بھی نہ تھے،

دار و کاریت شرط نیست بلکہ شرطِ قانیت و اداوست

سوائے سہا ہی حیدر علی تیس جو آئینک اس کا یہی ایک کام کہ مذکورہ میں اس نے پانی
کی دبی لکھ رہی تہا پڑا تو آپ کہ اس کی انکس نہ جوتے ہی بہت کا دردانہ میں کھنے
در کھل جائے۔

پہلی صدیوں میں جو کچھ پیش آیا اور ہر دور میں اسلام کی حق ثابت و شہدوں کی قوت
اور قوت کی یہی غرضت کے مطابق انعام میں طرح پیدا ہوتے رہے ان کے حالات
تاریخ کے محسوس نہیں ہو سکتے ہیں۔ اور بعد میں یہ دیکھ کر کہ اس غرضت سے اسلام اور صلہ
کو بہت سے کام سے پہنچے مگر ان کے بعض قدامد اس کی کثرت دینی سے دور سے بھی
پیدا ہو گئے ایک یہ کہ ان کی اور اور سلطنت میں اقتدار حاصل ہو گیا اور دوسرے کہ متعدد
کو خوش کر کے کے سب سے سب سے اس پر رسوم کو ملی الاطرافوں کیوں کر کیا گیا۔ تو ان
ادواروں غرضت سے دو مہلک پانچوں سے اسی کو بھی وجہ دو اسلام کی مبادیوں کو بھی
اور ہم پر ہم کر رہا ہے۔ میں نے ہی وقت سر سہ دہائی کے دو خانوادوں سے وہاں شاہی
جو سے جنہوں نے ان غرضتوں کے منہ بند کئے اور اسلام کے تھوڑے کسی مرتضیٰ میں اور
تھوڑے تھوڑے کا اور جب ختم ہوا اور سکھوں نے سرخیاں اور ہمدانی حوزہ سے پہلی
کے خانوں سے وہاں کا پڑھنے جنہوں نے پورے ہمدانستان کو بگاڑا اور ہر طرف
میں اور حوت اور تہذیب دینی کا دور پیدا کر دیا۔

انگریزوں کے ہر سرحدیج سے ہی تہذیب سے ملوں کا خد بردار ہے جس کی شہر ہو
نے ہی ہی ہی سب سے قیامت کے بل بوتے پر اسلام کے غرضتوں میں پہلے غرضت کو

دوسری طرف بعد اسی آدہ تو محکم نے اپنے سابق مسلمان حکمرانوں سے نجات پا کر ان کی
 مدد کی جزا پائی اور سب سے غریب یوں ہیں علوم و فنون و تہذیب کی جاہری پکک ایک مسو
 کتا انھوں کو حیرہ کرنے لگی، خدا نے جیسا یوں کے مقابلہ کے لئے سولانا رحمت اللہ علیہ
 بکر دی۔ ڈاکٹر وزیر علی صاحب ریگر عا، اس کے بعد مولانا محمد قاسم صاحب قند
 مولانا محمد علی صاحب انگوری، مولانا عثمان بیٹ رسول صاحب چریا کوٹی، مولانا
 سید محمد علی صاحب سوگبری، ربانی ناظم ندوۃ اسلامیہ، وغیرہ اشخاص بدستگئے جنہوں نے
 جیسا یوں کے تمام اعتراضات کے پر مسوڑ دیئے اور خصوصیت کے ساتھ ڈاکٹر وزیر علی
 صاحب اور مولانا رحمت اللہ صاحب کیراوی کا وجود و حیثیت کے باب میں ناہید
 غیبی سے کم نہیں اور کون باور کر سکتا تھا کہ اس وقت میں پوری قند کے مقابلہ کے لئے
 ڈاکٹر وزیر علی صاحب آدی پیدا ہوگا جو جیسا یوں کے نام سزا کا واقعہ، عدان کی مدتی
 تحقیقات کا اہر کائی اور ہلزلہ و جانی کا ایسا واقعہ ہوگا جو جیسا یوں کو خود ان ہی
 کی تحقیقات سے لازم ٹھہرے گا، اور مولانا رحمت اللہ صاحب کے ساتھ مل کر سلام
 کی مخالفت کا ناقابل شکست خود دم کے دم میں کھرا کر دے گا۔

یہاں کے دبانند سرسوتی کے مقابلہ کے لئے خاص طور سے مولانا محمد قاسم صاحب
 رحمت اللہ علیہ کا طور پر تیسرے غیبی ہی کا نشان تھا، وہ پھر جس طرح حنا بدستگئی اشاعت
 اور ترور و عات کا ہم کام مولانا علی قاسم اور مولانا رشید احمد صاحب لگا رہے، اس وقت
 کے دیگر تھیں، انھوں کے بعد یہ کام باور دے گا، اور باقیہ اب بھی ہماری جگہوں کے سامنے

ہر سہ کی نئی تھی سائنس، ان قوانین قدرت کے نئے نئے سرو کے کثافات نے جو
 پیدا کئے، ان کا اہلی جو ب تو وہ امداد سے بکٹتے تھے جو ہر دستہ فہم تخلیق کی طرح جو تمام
 فلسفہ میں ماہر تھے، سر زور کے سے علوم، اور نئی تحقیقات سے وہ وقت چوستے، اگرچہ
 اسلامیات ملک کھنڈ و حیرت و کھنڈ کہ اگرچہ۔ دل بکھتے تو دھندلایا ہی اس کے اسوں کے
 مطابق، نئی ہی کوکوں میں سے جو کو غم مام تھے، لیکن اگر نیا دل سے وہاں سے ملنے تھے۔
 اس کے علوم و خیالات سے کچھ نہ تھے، اس پر تیار، اور نئی چیز غ علی اور دوسری
 کراہت علی صاحب جون پوری وغیرہ چند ایسے شہسوں کو لے کر، جو کچھ جنوں سے
 اپنے سپے چل کے مطابق، اس عرض کو اور کراہا، اور ان سے بہتوں کو ایک مہنی کر
 اور بھی پہنچا لیکن جو کہ وہ باقاہ و نام نہ تھے اور نہ علم سے نئی کی کشتوں سے مستفید
 انہوں نے اپنے کلاس میں جگہ جگہ غلیان کیا، اور یوں، دیوں کے شکار، جو سے
 جو حقیقت سے بہرہ ریل دور تھے، ان کی غلیوں کا سبب، ایک ہی تھا اور وہ یہ کہ
 وہ اپنے زمانہ کی کبھی تحقیقات اور ان کے قیاسی نتائج کو قطعی اور قطعی، ان کو مسائل
 ترمیم کو ان کے مطابق کرنے لگے اور یہ دینی علمی نئی سماجی و مقامی فلسفہ پر ان
 تیسری اور چوتھی صدی میں، طیفہ فرقہ کے عل، اور مستفین جتنا جو چکے تھے، ان کا یہ
 کہا تھا کہ عل و فلسفہ جو کہ کہتے ہیں وہی، انہا، اور مشعل طیس سلام کہتے ہیں، اس سے
 دوسرا میں ایسی تحقیق، ہی پائے کہ، ایسا کلام کسی، کسی، دل سے کل نہ نکلا۔ نہ کہ
 خیال کے مطابق ہو جائے، لیکن متکلمین الہیہ سے یہ غلط فہم اختیار نہیں کیا، بلکہ

یہ کہ تب عظیم اسلام نے جو کچھ فرمایا اس کو قطعی دیتی، ان کو ملے و خلاصہ کے ان مسائل کی جو قطعاً مخالفت تھے، وہ لال سے غلطی یا جھٹ کی، اور جو کسی قدر تصحیح سے سمجھ ہو سکتے تھے، اس کی تاویل کر دی، اور جو تاہم مردِ طالب تھے یا کم از کم مخالف تھے، یا انبیاءِ عظیم اسلام نے ان سے نفیاً یا اثباتاً جھٹ ہی نہیں کی تھی، ان کی توثیق کی

ہے۔ آگے بڑھ کر ایک اور دور آیا، جب یورپ کے ستر فریق نے مسلمانوں کی تعینات کو پڑھ کر، اور ان کے علوم کو سیکھ کر، سلام اور مسلمانوں کے علوم و تاریخ و تمدن کو اپنے اعتراضات کا نشانہ بنایا، اور ان کے یہ اعتراضات، بڑی تیزی کے ساتھ تعلیم یافتہ توجروں میں مسخریت کرنے لگے، اسی دور میں، اسلام کی خدمت کی سعادت جس کے حصہ میں آئی، وہ ہمارے ساتھ ان اوراق کا ہیرو ہے

مولانا شبلی رحیم کا کام متعدد وجوہ سے اہمیت خاص رکھتا ہے، مرحوم میں مسلمانوں کے جو بیکے لئے تھے، وہ انہی پانچ مشنوں میں نہ تھے اور نہ مناظرہ، یا الزامی جواب الگ لئے کافی تھے، ان کے جواب دہنے کے لئے ضرورت یہ تھی کہ ایک ایک کونہ سے مذمتیوں کی تلاش اور دوروں گرونی کی جائے، ان کے بتائے ہوئے حواہی کی عقل و ذکر مدعی بنائی جائے، اور اس کے بالمقابل اسلامی علوم و عقائد اور تاریخ و تمدن کے شائد و واقعات اور احکام کارِ انہوں کو پناے نما کے سامنے لایا جائے تاکہ اسلام کی تاریخی و تمدنی عظمت اور ملی جلالت مد کے سامنے آجائے، اسی سے قوم کے افسردہ دلوں میں اندر فرو تازگی، صفا رنگ بھی پیدا ہو، اور دشمنوں کو اپنے اعتراضات

کی ہے، مگر کبھی کا بھی اذکار ہو۔

مردم کا مقصد تنگی اگر نہیں تک فخر ہو یا تو بھی کام فیض پہا ہوتا، مگر اس سے کس
بڑا کر انھوں نے اپنی زندگی کا مقصد یہ قرار دیا کہ وہ اپنے سامنے اور اپنے بعد بھی ملے گا
کسے گروہ ایب پوز چاہیں جو اس سے زمانہ میں اسلام کی اس نئی صورت کو پوری کرنا
ہے، یہی وہ چیزیں ان کی زندگی کا بڑا کارنامہ ہیں، اور ان ہی کی تعمیل اس کتاب
کی غرض و نیت ہو۔

اس دوسری غرض کے سے انھوں نے اپنے پروردگار میں لکھے اور تقریبی کیں
جن سے یہ ثابت ہو کہ ہمارے مولیٰ تعظیم کا پرنا صاحب اصلاح کا غرض ہے، اور ہمارے علم
کو نہ کی نئی ضرورتوں کا احساس ہونا چاہئے، شریعت شروع میں ہر نئی تحریک کی طرح مکی
سچی مخالفت کی گئی، اور شدید مخالفت کی گئی، مگر جب کھنڈ میں دانا علم کی بیاہ والی ہو گئی
اور اس کے نتائج سامنے آئے تو نہ، نہ مخالفت کی آواز دہم پڑتی گئی، اور مولانا اور
مولانا کے قاضی کے انمولیہ میرا با دوست جانوں پر تک اور خاص طور سے صوبہ ہست
متمہ اور بہار کے مدرسوں اور ڈھاکہ اور چیتا پور کے مشرقی ویدی شہر میں عظیم شان
اعلامات نمودار ہوئے، یہاں تک کہ اب صوبہ ہندو کی مقدس دہلی اور گاجوں تک
میں کے اثرات پہنچ رہے ہیں۔

مردم ہر جم غفیر وہ اصل کے جوڑے پہلے ہی اس کے متعلق عجیبے پائی اور وہ سچ
دوم و معروضات میں پہنچنے میں، خدائی تھی، اور صمد و شان کے ساتھ قسطی اور معر کے

خطیوں کی اصوات کے ساتھ انگریزی پڑھیں، اس مسئلہ میں دو وقتے مجھے یاد آئے ہیں۔ ایک
 وقتہ تہائی تھی تو اس کا سارے عرض کیا کہ قریح علم و منطق کی کتابوں کو نہایت غائب کر گئے
 سے آپ کا مقصد کیا ہے، فرمایا: یونانی علوم، جس سے ہمیں علوم ہیں اور نہ ہمارے مذہب
 کی فہم و معرفت، ان پر موقوف ہے، اہم خدائی رحمت اللہ علیہ نے اپنے زمانہ سے ان علوم
 کو علم کے نصاب میں اس لئے داخل کیا تاکہ ان یونانی علوم کے ترست جن کو اس زمانہ
 میں زیادہ تر باطنیوں نے پیلا رکھا تھا علم سے اسلام و اہل حق جو کراس زمانہ کے احادیث کا
 عقائد کو سنبھالیں، لیکن اب نہ وہ طور ہے نہ وہ یونانی علوم جو رہے تھے، ان کے ان مسائل کی
 سمجھت کا شیون عقل کے درمیان کو ہا میں لئے ان کا اثر خود بخود زائل ہو گیا، اور آپ
 سے اسلام کو کسی گزند کا خوف نہیں رہا، اب اس کی جگہ نئے علوم میں، اس کے مسائل میں، نئی
 تحقیقات ہیں، اب اس بات کی ضرورت ہے کہ جاریست علم، ان نئی چیزوں سے واقف
 ہو کر اسلام کی نئی مشکلات کا حل نکالیں، جو نئے تہماس کے تحقیقی جواب دیں۔

مجھے یونانی میں اس سے سیکھ کر اہل علم کے نام طلبہ کے لئے انگریزی لازمی کر کے
 تفان رہتا چنانچہ ایک دن موقع پا کر میں نے عرض کی کہ آپ مدرسہ میں انگریزی کو
 لازمی کریں قرار دیتے ہیں، انہوں نے ایک آدھ سو دیکھی اور فرمایا: دیکھ رہے ہو کہ نئی تعلیم
 کس تیزی سے پھیلی جاتی ہے، اسی کے ساتھ عربی زبان کی تعلیم علی سلطان خاندانوں سے
 شکیبائی ہے، آپ نے تعلیم یافتہوں کی مذہبی و تہنیت کا سارا انگریزیوں کی کتابوں اور
 اسلامی کتابوں کے ترجموں پر مہم جو ہے، اس وقت ہمارے مذہبی علوم کی کیا حالت ہے؟

اسی ہی وجہ سے نبی کریم ﷺ کو قرآن پاک کے مجھے کا شوق ہونا ہے، تو وہ اپنی اس
یاد میں کوسل کے اگر بڑی زبردستی سے بھاتے ہیں، فقہ اسلامی کا دار و پاہ کے اگر بڑی زبردستی
پر رہ گیا ہے، یہ کام ہمارے علماء کا نہیں ہے۔

یہ خیالات ان کے میسوں مضامین اور متعدد تقریروں میں بار بار دہرائے گئے
ہیں، اور اس سید کے زمانہ میں علوم جوانی کی اشاعت اور علم کلام کی اشاعت اس کی اصلاح
کی مثال برہان کے سامنے ہی، ایک تقریر میں وہ پوری تفصیل کے بعد فرماتے ہیں
علاء کو اس بات کا مطلق خوف نہیں کہ چاہئے کہ علوم جدیدہ و سبب اسلام کے برعکس
ہیں، اور ان کی تقسیم سے حکماء مذہبی میں قتل آجاتا ہے، کیونکہ سبب اسلام غزوان کی طرح جو
ان علوم کو خود حاصل کریں گے، قرآن کو وہ مصلح علوم ہو جائیں گے، جن میں وہ بھی قتل
کا احتمال پیدا ہو سکتا ہے، اس صورت میں وہ ان مسائل کی تردید یا اسلام سے ان کی
مطابقت ہو کر سکیں گے، اور جدید تعلیم یافتوں کو وہ بھی شکوک و شبہات سے محفوظ
رکھ سکیں گے، صاف ظاہر ہے کہ جب تک ہمارے قوم کے ہی، جدید فلسفہ اور جدید علوم
کو بذمت خود حاصل نہ کریں، ممکن ہے کہ وہ ان اعتراضات کا جواب دے سکیں، جو
یورپ کے علماء و مذہب اسلام پر کرتے ہیں، اور جن کا اثر ہمارے قوم کے جدید تعلیم یافتہ
پر پڑتا ہے۔" (خطبات شبلی ص ۱۹)

یہ خیال کے برخلاف انھوں نے خود مسرت کی اور اپنے ہی ہوتے کے مطابق
تدویم علم کلام میں سے جدید علم کلام کے مذاہب جمع کئے، اور انفرادی، مجموعی، ملامت اور مدح علم کلام

اور علوم میں حق کو ترجیح دے کر ان کتابوں میں مضمون کی یکساں محسوس ہوتی ہے۔ ایک
 ہر گز یہ علوم و مسائل سے نفی کی و نسبت بھی بعض شے نہ نفی جو قومی یا انویسیہ کی نفی نہ
 لئے نہ ان کے خلاف کسی پر ہی تصدیق نہ کر سکتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نفی قومی
 کہی۔ جوئی کہ انہوں نے اسلام کے مخالفانہ کو شکلیں ان کے سے اسلام کی کتابوں سے نفی کر
 کیا گیا۔ اس کو کہن کا کلی سرچشمہ نہ تھا۔ لیکن اس وقت جوئی قومی اگر یہ دوروں میں یہ
 درست نہ سے رکھی جاتی تو منزل مقصد کا جو پتہ نہ ملتا، اخیرہ زمانہ میں طورہ ان کے
 رخنہ اور طریق کی تصدیق کے مطابق نے یہ نقطہ نظر ان کے سے کہ اس کا مگر تفسیری
 کا وقت گذر چکا تھا۔ جہت یہ کہ جوئی کی کتب کا روشنی کو غلط طورہ اور ان کے نفی کر سکتے
 اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اس کے دورہ ان و غیرہ کا اعلیٰ کا فلسفہ یہ کہ ان کے
 نے ہر نفی نہ کر کے وہ اس سے اس میں داخل نہیں کیا۔ بلکہ ان علوم کو پڑھ کر انہوں نے
 کو یاد اور اس سے سنا اور نے ان علوم پر اپنی سب سے طرز پر جو کہ میں کہیں ان کو طے اس کے
 میں میں۔ کہ اس کا نتیجہ یہ کہ کچھ ان علوم کو جو اسلام بنایا پھر ان کو مسلمانوں میں
 رواج دیا۔ وہ اس کے سامنے ہی ہیں کہ اس پر کی تقریر میں ہے بھی چیز نفی کر سکتی کہ اس
 پر اصل اب تک اس نے۔ جو کہ ان علوم کو طے اس تک۔ اصل ذکر کے بعد ان کے
 ان کی شہادت کا۔ تاہم اہل و عوام سے تاہم جو اہل کتب ہے۔ وہ بھی ہے کہ کچھ
 ان پر یہ علوم کو مسلمان بنانا چاہے۔ جوئی کہ اس دور میں مسلمانوں کو بناوئے۔ وہ نہ غیر
 اس کے کہ وہی حقیقت اس نہ ان میں ہی پچھلے جو اسلام حوالی سے ہے پہلی نفی۔ بلکہ میں

کنا جو اس وقت نگر کے اور تھنوں کے ضمن میں دو سہیل بھی رہی ہے۔

جو پت کے اس نئے دور میں اہم کام کر کر کے اس سے سب کچھ مست کرنا یا کچھ
مستل ہو گیا تھا۔ اس دور میں تاریخی منہ واد بیت پانی جو اس کو پہلے نصیب یعنی سب
اک اس کو سکھوں اور کاجوں کے نصیب کا جز اور ملی حقیقت کا بڑا شہید بنایا گیا اور
خصوصیت کے ساتھ محکوم عرب کی دس گاہوں میں ان ملکوں کی تاریخ کو دھندلا کر کے
رکھا، مردی قزاق یا گیا۔ اس سے ان کا مشا و تاکہ وہ اپنی ملی و قومی برتری کا اعلان
کریں اور اپنے ساتھ ہیں اپنی محکوم قوموں کی تاریخ و تمدن کے دشمن چہرہ پرستے سے طرز
سے ایسی بازی چھریا کہ ان کو خود اپنے مسلمان سے آپ نفرت سے اور بلوچ کے
اور ناموں کے سامنے ان کو اپنے مذہبی و تہذیبی و سیاسی و قومی کامن سے پھیلے تفریق سے
اس طرح فن کا ذہب جو ان کی نادر تحریکات کی روح ہے ہیبت کے لئے مردہ ہو جائے
اس کام کے لئے سب سے پہلے انھوں نے خود مراد کا نیت علیہ السلام و اصول و
ان کی اسٹاپک کو اپنا و اس کو اپنے ہر قسم کے اعتراضوں اور شبہوں کا مورد قرار دیا۔ اس
کے بعد غلطی سے داشتین بھابہ کرام دہی، اندر غم اور سلطانین، اسلام، غم اور کونپنے
افرادوں کا نشانہ بنا، اور جو صیت کے ساتھ سلطان بادشاہوں کی مسلمانوں کو
اور اس طرح سے غلامی و شہادت کرنے کے لئے سچ جبرٹ کسی سے دریغ نہیں کیا۔ اسلام
کے جتنا بھی سیاسی و مذہبی کاموں کو متاثر کیا کہ ان کے لئے خود مسلمان نے
تسلیہ منتوں کو اپنی تاریخ سے آپ گن آنے کی در مسلمان بے چارے سکھوں اور

خلافت میں تھا، اپنے خواہش فاسد کے، ہر پرچہ ملی تحریکات کا خطاب چڑھایا کرتے تھے اور خود مسروں ہی کی کتابوں سے کوچ کوچ کر اپنے کام کا بان بٹاتے تھے اور اس کے لئے سچ سے کہ وہ ہر ملاق، بڑی کرتے تھے، ہمارے کتابوں کی خوش و خوش کرتے تھے، مختلف کے ساتھ پڑھتے تھے اور ان مسائل پر اپنی تصدیق و تحریر کیا کرتے تھے، اور یہی وہ اپنے ان کاموں میں اسی طرح مصروف تھا۔

ایسے ہوش مند عربوں کے مقابلہ کے لئے ساری دنیا سے اسلام میں سے عربوں اسلام کی صفت سے مستحکم پہلے نکلا، اور لائیکلی ہی تھے، جسوں نے ان ہی کے طریقے کو اپنی کے اصول پر ان کی جواب دینا شروع کیا اور یہاں کہ اسلام کے فیض و برکت کا کوئی براؤں نہ دیا کے تم دونوں کی صورتوں کو یکساں دیا گیا ہے، ہاتھ اور ہاتھوں اور ہر دستاویز کے ساتھ وہ صوم میں کیونکر اپنی غنوں اور تحقیقوں سے ہی رہتی،

اس مسئلہ کا بازو لانا نے اپنی کڑی تہذیب سے کیا، میں میں دیکھا کہ مسلمانوں نے علوم و فنون کو توڑی دیا، سری قوموں کی، ہاتھوں سے کتابوں کو ہی رمان میں نہج اور دیا کے جو کہ یہی دیکھ کر اس کے غم کے دنیا کی ترقی میں کیا کھڑا ہوا، انہوں نے ہے، چہرے کے ہاں کہ سلوات کے الفاظ کے بعد اس مغربی کو مستعد و غنوں میں تسلیم کرنا مسلمان بادشاہوں کے خلاف ہندوستانی میں ہر ہندوستان سے باہر بھی مستحکم

اور وہ قدرت انگیز، چاہے اچھے کے نام سے چار کی کیا جاتا تھا، یعنی وہ مصلحت جو مصلحت اور نہ صرف اپنی غیر مسلم رہا ہے وہیں کرتے تھے، اس کو غائب میں اس کے لئے جو

میں پیش کرنے تھے کہ اسلامی سلطنتوں میں غیر مسلم پر ٹیکس تھا یعنی کوئی غیر مسلم مایا تھا
 مذہبی ٹیکس کے اور کسی غیر مسلمی اسلامی سلطنت میں ہی ہاں حال کو حنفیہ نہیں کہنتی
 تھی اور اس میں شک نہیں کہ بعض تھانے یہی کہتے تھے کہ جو یہ غیر مسلم کو قتل نہ کئے نہ ہانے کا
 سوا دھند ہے جس کو وہ مان کرنا ہے لیکن ہر ملک ان مسلمانوں کو سوا کا تھا جن کو
 ہندوستان کی رمانہائی نصیب ہوئی مولانا نے بڑی تحقیق سے اس بات کو پایا ہے
 کہ پہنچا کہ جو یہ قتل کا نہیں بلکہ نصرت کا سوا دھند ہے یعنی اسلامی ملکوں میں ان غیر مسلم
 سے جو فرق میں برتری نہیں جوتے تھے اس لئے ٹیکس وصول کیا جاتا تھا کہ وہ انکی
 فوجی خدمت سے مستثنیٰ ہرے کا سوا دھند تھا تاکہ مسلمان سپاہی ہر فوجی سوا دھند سے
 ان کی جان و مال کی حفاظت کریں یہی لئے جب ملے تھے یہی دینی مسئلہ غرض کے
 اور یہ غیر مسلموں نے فوجی خدمت اور کھانے پر دھندہ کی خاطر کے اور مسلمانوں
 ان کی اس خدمت کو نبویا کیا ہے تو وہ اس ٹیکس سے مستثنیٰ کر دئے گئے ہیں مولانا
 یہ مضمون شائع ہوا تو لوگوں کو ان کی اس اچھوتی تحقیق پر حیرت ہو گئی اور تعلیم یافتہ
 مسلمانوں کو اس کی اتنی حیرت ہوئی کہ مولانا کی پتہ تحقیق ہی ان کے نزدیک نہیں تھے
 کہ نامہ شخصیت کے لئے کافی تھی مولانا کا نام سرمد لال کتب فوج و تاریخ سے تھا
 اس لئے نکل چکا کہ بعض لوگوں کو اس کے ماننے میں اب بھی تاں ہو لیکن حقیقت یہ
 ہے کہ فقہ سے اسلام جسم اند گواہی دہیں خلعت میں کو جو یہ بٹا علی لکھنوی غیر مسلم
 بھنے کا سوا دھند ہو گیا قتل کا بدل ہے یا قتل کا (دق وی سر جی و فتح اللہ) یا

ہا سے معتبر حاصل النصیحۃ والحقایق
 لو کان مستعلاً کانت یمنہ بشاراً کجاً و
 وسط الخلال کانت یمنہ لئلاً سروراً کجاً
 ولفائف فی المصی یکب وکعب علیہا
 قضا کای حلقا علی المصی فی صافوت
 بتھا رت الخال ایضاً وریسوط
 حرجی جلد ۱ ص ۱۰۰ مصر

ہی اس شیت لکھی کہ شیش کا اعتبار رکھا گیا ہو کہ کوگر
 سلطان آباد رہے تو وہ حرجی اپنی دانت چوبہ برون
 کو تیرہ روگہا و متوسلہ اہل سلطان گھر دے پر سوار ہو کر گئے
 اور وہ حرجی سلطان ہو و بھی سوار پر گیا گا اور پڑھام کو بھی اپنا
 سوار کو کہی جائیگا اسی واسطے کہ ساری نیون بھی چرب گیا
 بتھا کھل نموی کیا گیا بھی بن ملکہ لالہ ایچ بتھا کھل
 اور چرب کر گیا اس جگہ کہ یہی ملکہ متا فیر پر لیا گیا
 اسی امر افسردہ جب کو تیرہ محموداوی شتی بنہر و اپنی شہر و مقبوس تغیر فرما گیا

میں نقل کر کے لکھتے ہیں

و تہی عیاد با فہا بدل عین النصیحۃ
 المقتاتکہ مسا و تہا انعا و تہا
 کل من کان من اہل دار الکاشغ
 یحب علیہ النصیحۃ لہ ایامہ
 و مانی و حیث ان الکاشغ نصیح
 لہا فیلہا فی دار الخیر اعتقاداً
 ائمتہ الخیریتہ الامہ خودیۃ المصروف
 الی الخیراتہ مقامہا وحت عشرتہ

اور اس کا جواب اس طرح دیا ہے کہ یہ خوب عار و کشت
 پیامبری کی ممانی و درانی املا کا لالی سادہ ہے اور
 اسی سے اس کی نقد و شیت لالی کے سببی گفتمی پرست
 رہتی ہو کہ تیرہ و را حرجی میں سب سے ذوق و ذکا
 کی اصلاح لائی کہ خودی کی اور اسلئے کہ خودی سے اس
 کہ وہ ملکہ اور بھرے ان کی طرف متا فیر دینے لگتا ہے
 چرہ و ہنر سوار ہوا چاہے کہ وہ ان سلطان پیامبرین
 پر حرجی کیا جائے جو

طے سے اخلافت کا یہی مسلک ہو، چنانچہ ہادیہ کتب پبلشرز اور اس کی شہرت خفا
 میں یہ مسائل مذکور ہیں، اس وجہ سے مولانا کا حسان ہے کہ انہوں نے اہم سرکاری
 نظریہ کی تائید میں غازی و قورچ کی کتابوں سے تائیدی و اخلافت کیا کرے جس نے
 نظریہ کو تھکا قابل تردید مستند بنادیا، نہ فیض اسلام کی طرف سے اس پر بڑے غلیظ
 خاکہ اسلامی لکھو میں غیر مسلم عایا کو عام حقوق زندگی عی مائل نہیں، اتفاق سے یہی
 ذہن میں آدینیا کا واقعہ پیش آیا، یعنی ترکی نے آرمینیا کے عیسائیوں کی ہندوستان کو
 بدوہر تم کر دیا تو وہ پ کے صاحب قلم نے اسلامی ملکوں میں غیر مسلموں پر مفاد کے دعوے
 مرتبے چھپے، اور اس کا دعوہ اسلام کو قرار دیا، اس مرتبے پر مولانا نے دینیت کے مفاد
 اسلام کے حساب، ملک لکھے اور حقوق الہیہ بیان کر دیے بتا دیا کہ اسلام سے ای ہی غیر مسلم
 رعایا ایسی ذمہ دار کو جو حقوق دے جس وہ تمام تر صل و انصاف پر مبنی ہیں، بلکہ اس کی
 ہندی ایک اور پ کی سلسلہ کتب کے حصہ کا پروردگار ہونہ میں پہنچا ہے۔

اس صورت نے غرضوں کی نگہیں بھی کھول دیں اور اس وقت سے ہر برصغیر
 جی تو اس کے جواب میں مبعوث ہیں اور سب سے آخری کتاب اس کے جواب میں پرنسپل
 ہادی اسے اس میں نہیں لائی ہو غیر برائی مسلم یورپی کی کتاب غیر مسلم رعایا اسلام
 کے زیر حکومت
 اسلامی برصغیر کے خفا سے شادی اور خفا حضرت محمد فاروقی رضی اللہ عنہ کے
 خطاب ایک جیسے ہیں اور یہ تمام کی خاک انہوں نے اسکندریہ کے کتب خانہ کو جو پنا

انکی صدقوں کی غنوں کا حراز بنی، چلا کر خاک کر دیا اور اس سے یہ قیصر کا دیکھا کہ اسلام علم
 اکو شمس و آگواں پر صحت ہو سکتی جو کہ ہر فراغت کا محور علیٰ غرہ سونے کا مستحق کیوں
 ہو سکتا ہے، تاہم سوائے انکی آگے بڑھے اور تاریکی حقیقتات سے یہ نیت کر دیا کہ
 یہ اقوام صلوٰہ پر سرسبز خطہ ہے، بلکہ حروریہ میں انکی سے پہلے، ان میں صدیوں پہلے
 ہر باد کو باد تھانے، تھیں بھی بہت تھیں ہوئی اور اس کے بعد خود یہ، یہی حقیقت حضرت
 اس حرام کی تجدید کی ہے، تاہم کے عربی رہنے سے سوانہ کے سمون کا جواب کہ
 اندھ تائی نے دائم اتم کو تو رفتی تھی کہ اس کا جواب لکھے، چنانچہ "اندھوں میں سناج ہو،"
 اسی عربی زبان سے لے کر اسلام میں لے کر تشریف اسلامی لکھ نام سے متعدد جلدوں
 میں اسلامی عربی تشریف کی تاریخ لکھی اور اس میں بڑی ہوشیاری اور چالاک سے بھرا ہوا
 خطائے کا اس دور حقیقت ان کے صاحب کا دفتر تیار کیا کہ ان کی ساری اس کے
 شکر گزار ہیں، لیکن ان دشمنوں نے اس کی اصل حقیقت کو کہ اس کی یہ قدر دانی کی کہ
 کیسے جو یہ میری کے ہر وہ خبر اور کہہ تو نے اس کا اگر تیری میں تیرے کیا کہ رسولی تھا
 کے ملنے، اس پر ہر وہ وہان کر کم کر رکھنا ہے، اس وقت ساری دیکھتے اسلام اور
 اس سے احکام میں سے سوانہ کی قائم نیام سے غلو اور حقیقت کے سارے اعتراضات
 کی غنوں کو وہ ہم پر ہم کر کے لکھ یا اس کی یہ قدرت ایسی تھی نہایت ہوئی کہ سحر کے
 خدا نے اس کی پر ہی تم کی حد رہا، کی جالہ مرتبہ کا اثرات کیا

چند دستاویز مسلمانوں کے خلاف انگریزوں نے سیاسی اغراض کی خاطر

پر مانگیر کے غور و مطالعہ کی یہ تقریر کی کو خود مانوس کو بھی اس کا یقین آ گیا۔ اور یہ ہندوؤں
 میں خود کو اتھرو کا بیٹے یعنی مہنت پیدا ہو گئے۔ جنوں سے مانگیر کو اس بنا پر کہ وہ گمراہ کے بعد ہندو
 میں اسلامی سلطنت کے قیام کو رو روڑہ کرنا چاہتا تھا، براہِ رحمہ کا موردِ دہشیا اس وقت
 سارے ہندوستان میں صرف مولانا جی کا قلم تھا جو پیام سے باہر آیا اور تمام مقررانہ مسائل کے
 متعلق جو بات دینی، یہاں تک اس باب میں بے مثال تصنیف ہے اور مستعد زبان
 میں ترجمہ ہو چکی ہے، اسی طرح مسلمان بادشاہوں کے ملی و تہذیبی کارناموں کو پوری آہٹ
 تاب سے بڑی حق برداری اور بافتشائی سے جمع کیا، ادا کیا کرتے بنے کیا۔ سو ہی کہتے
 اسلامی شعائے ہندوستان پر اسلامی حکومت کے اثرات، ترک جمائگیری وغیرہ
 اسی فہم کے مطابق ہیں وہ کہنا بہت آسان ہے اور ایک حد تک سچ بھی ہے کہ یہ مسلمان
 مسلمان مرد و خاتون مگر اسلام یا اسلامی طرزِ حکومت کے نام نہ نہا نہیں دیتے، اس سے
 ان پر اعتراضات کرنے سے پہلے اسلام پر نہیں پڑتی لیکن اسلام ۱۱۰۰ برسوں
 کے اندر مسلمان بادشاہوں اور اسلامی حکومتوں نے اپنے مسلمان ہونے کا کوئی پاک اثر
 اگر ظاہر نہیں کیا تو اسلام کی بے تاثیر کی دلیل اس سے بڑھ کر کیا ہو گی،

اسلامی طرزِ حکومت کی جو تصویر کے لئے انھوں نے صرف حروفِ مذہبی و مذہبی
 معنی کی جگہ ہمارے کہ کتاب کی اہمیت سے ہے کہ انھوں نے اپنی تلاش و محنت
 اور اپنی کوشش اور وقت و دلی سے حمدِ مال کے انتقاد کے مطابق یہ تصویر ایسی محدود کھینچی
 کہ وہ کچھ دلوں کی زبان سے یہاں نہ سمجھائی، اللہ عز و جل انھوں نے دینا

سنتوں سے علی الاطلاق کیا۔ اور اس طرح اسلام کی سرحد کی کھینچاؤ میں کوہِ شام کا رونا چاہا گیا
تھے۔ اور ان کے دست و بازو نے ٹیٹھ کو علی کار بند رکھا۔ اور اس کے سے وہ ماری دیتے
اسلام کے شکر کے مستحق ہیں۔

جیسا ہی مدت سے کوشاں ہیں کہ وہ قرآن پاک کو محض ثابت کر سکیں۔ اس کے لئے
وہ طرح طرح کی تدبیریں اٹھادیں۔ لاکھ لاکھ روپے خرچ کیے۔ اور انھوں نے وفات پائی
ہے۔ اسی سال پر پلِ مشکٹ میں لندن سے ایک عظیم ہندو کہ نمبر پوجہ رشی کے
لاسٹ پوجہ ڈاکٹر شکا نے لاسٹ پوجہ کے ایک گوشہ میں قرآن پاک کا ایک ایسا پڑاؤ لٹکی
نہیں پڑے۔ جو موجودہ قرآن سے بہت مختلف ہے۔ ڈاکٹر شکا نے اس کی پوری تفسیر کی
چنانچہ وہ پلِ مشکٹ کو اعرافِ مذہب نے اس پر ایک درخت لٹکیا اور جسے دعویٰ کیا
اس کا اعلان کیا۔ اس اعلان کے مقابلہ کے لئے علی مولانا ہی کاظم سید نے یہ کیا وہ شہر
معاذ اللہ جس کا جواب دیا۔ اس تحقیق کا سارا دارہ پور کھیرا۔

اس زمانہ میں علی نوکچ لکھتے تھے وہ عربی میں، فارسی میں، ہونے والی کڑھ
سے پہلے تک اس کے معنی کی حوالہ میں لکھی، لہذا یہی مسئلہ بڑی کوشش سے لکھتے تھے ہر
ایک رسالہ قرآن کا ترجمہ صرف لکھ دیتے تھے۔ اور وہ میں لکھا، مگر اس کو اپنے نام سے نہیں
چھپایا لیکن میں طرح چارے اس کے کرم نے زمانہ کی زبان جس کے ساتھ عرب کی کتب
میں عام ریاضات فارسی میں شہرہ رکھ دیں۔ اور پھر جاری کا پلن دے ہوئے ہر حضرت مولانا
شاہ رفیع الدین صاحب و ہر وی حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب پوری و حضرت مولانا

ساجیل شہید رحمہ اللہ تھے تھے امداد میں نابینا شرف کی، سوچا ہے بھی سوچا اور نہ ہی
 کو چھڑ کر، وہ کی طرف توجہ فرمائی، اور اس زبان کو جس کی نسبت بطور مذمت میں لکھا
 میں یوں لکھا ہے میں مع حرمیت ہاؤر و زون میں نہ ہوں، اپنی گتہ نیچوں اور خوش رہا
 سے یہ وہی جہان کہ میں سے مانگے لئے اس میں لکھ پڑھا مطلق عار نہ ہا، اور میں نے کیا
 ان کے فکر سے اس زبان میں تائید پائیں اس سے آگے بڑھ کر یہ اس میں بعض عمل سے
 علامہ نے بھی کہ میں لکھیں جو اپنی بہت مدعا ہے اور مذہب کی بنیاد نہ ہے کے
 کا اسے قابل قدر ہے، اگر یہ ان کے شک میں، بغیر کی وقت ملی وقت، مدعا کی کثرت
 اور فلسفیانہ طرز بیان کے نتیجے کے سبب عموماً عوام سب سے خواہش کے اس میں
 وہ باہر ہیں جو انہوں نے پہنے لئے سان کی سولہ، عمارت کی، دانی ترتیب کی تو
 عام عوام کا اسے کتاب اور تنبیہ و ستارہ کی حد سے وہ طرز نہ کہ ان کی کتاب میں آ
 و اشاکا علی مودت قرآن میں، اور تعلیم فتنہ تو علیہ نہ حضرت علی کو بھی، الاخر اس کی تعلیم
 سے چارہ نہ ہا، اور اب تو وہ علی و ذہبی علوم کی نگاہی زبان بن گئی ہے،

اس موضوع پر ایک اور رخ سے نظر کیجئے، اس وقت تک حضرت علی، اس قسم
 کے صحابین پر وہاں تائید قرار ہے نئے وہ دونوں مومنوں سے، ہر تھے ان
 فقہ کے امتدادی مسائل کی تحقیق باقر باطل کی تردید، سولانا نے جب اس میں نہ ہی قسم
 رکھا تو اس میں وہ رہا کہ یہ سب سے پہلے ذکر رہا تاریخی غلطی، تمدنی، ادبی، علمی، نفسی، سیاسی
 غرض ہر نفس میں وہ غلبہ کی کہ ساری زبان فقہ و علم کے چھوٹوں سے پڑھا ہو گئی

اب اس کی تعریف میں علی کی تحریر یہ لکھتا ہے کہ اپنی دوست و رفیقہ سوزہ بنت ابی اسحاق
 میں مرضعہ کا ایک دن گزرا تھا وہی پردہ کستی کا قیاس ہے جس سے کہ وہاں پر شہنشاہ
 میں اہل میں مٹاؤ تھا۔ اس وقت کہ ظلم کا دم گویا ہی طرہ ظہور ہی تھا۔ بظاہر اب معلوم
 ہوا ہے کہ مولانا نے اپنی تالیف کے لئے اس کو جو کو قید نہیں کی مگر غرض سے دیکھا
 تو معلوم ہوا کہ ان کی ساری عمر ہی سو بوجہ من فروہ ہی میں گزرتی تھی اس وقت صریح
 کے ساتھ چار فرقوں میں منظر سے ہا۔ یہ تھے اعلیٰ درجہ کے صلیب کشی و شیعہ ہندو
 و عیسائی مسلمان اہل تہذیب۔ اس مولانا کی تالیف سے ہر فرقہ نے تقرباً غرض کے
 گروہ سرور ہر گز نہیں دیکھا۔ شیعہ ہندو مت و گنگا جیوت

انہوں نے منظر کی بدنامی کو مٹا دیا اور حقائق و واقعات کے لئے راہ ہائے
 مطابق ایک اور نقشہ کشی پیدا کر دی۔ ان کی سب سے پہلی کتاب سیرۃ اہل حق کا مکتبہ
 حق اور اہل بدعت کا منظر نہیں ان کی دوسری کتاب اہل حق کا منظر و منظر حق کا منظر
 کا فیصلہ نہیں ان کی تالیف و تالیف کی کتابیں جہاں مشرعوں اور مشرعوں اور مشرعوں
 مشرعوں کے جوہر میں نہیں لیکن یہ ہے کہ قدیم تہذیب و تمدن کا طریقہ
 تعصبات جوہر ہوا تھا۔ چنانچہ وہ مشرعوں و مشرعوں اور مشرعوں و مشرعوں
 ہو گئے تھے کہ ان نے تاثیر و تہذیبوں حق کی ساری ساری جہت سے انکار کر دی تھی
 حالانکہ حقائق اور واقعات اہل حق کا منظر و منظر ہے اور ان کی راہ
 حالی میں رہ سکتا ہے۔ مولانا کی تالیف نے ان کی تہذیب کو سب سے پہلے

جنگ کے نقشہ کو جس پر اسے سب سے پہلے چھڑک کر دے اور اسے جواب دے گا
 جسے ہی جسوں کو یہے نشین دیکھ اور عقائد طریقہ سناں سے بیان کیا ہوتا ہے
 کی نسبت طریقہ تیسرے کی سیدگی در دلال کی قوت حکم کو ب کے قابل ہی دیکھے چکے
 سیرۃ النعمان اور اللہ وق صد القرو و غیرہ کے جوابات میں جو اپنے دلوں سے تھری
 چون کا وہ لکھ کر چھڑک دیا اپنی جگہ پر رہی اور ان سے بے نیل پنا اور اس نے بھی
 اس پر داند پتا ہی لکھی ترغیب کر دیں جو مینہ ہاں بھی

مولانا سے پہلے ہمارے علم پر نہ سمجھتے تھے ہمارا ہی قی کر ان کی نظر دیکھ کر پتا
 دے ان کے شروع دواشی تک مدد ہو کر رہی تھی اور جس کتابوں کے علاوہ کسی
 ان کی کتابوں کو دیکھا کسی اور طریقہ کی کتاب سے استفادہ قلمی کتابوں کی تلاش اور فوائد
 اس کے ساتھ ساتھ کثرت مولانا پید تھا مولانا کو آمدنی سے یہ ذوق فطری غایت فرما
 سب سے ہر ملازم کا کثرت کتابت یہاں ملازم گیس فواد کتب کثرت ہم یہاں سے کثرت
 چھوٹے دنیا کے کوئی کوئی سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس کا مطالعہ کرتے تھے یا نہیں
 غلطہ منطق کا کام لے کر مراد جمع کیا اور اپنی تصنیفات اور معاینات میں ان کے کوشش
 دیتے تھا جب تھیں میں ان میں سے بعض کو داخل کیا۔ علم اور علم کو ان کے مطالعہ کی ضرورت
 دے اپنے شاگردوں اور ہم نشینوں میں اس کا ذوق پیدا کیا۔ خود کے ایک ہر جس میں
 ان کے مطالعہ پر تقریر کرتے رہے حاصل ہے۔ سے اور قوم کو ان کی دیکھ کر وہ
 تحفہ سونی شکی کہ یہ سب کے مشترک ہیں کو اسلام سے کوئی دھندلے وہ نفس اور

اگر میں دماغ کا ہائی بولی برفو سکرلزٹ کے مصدعی دعائے کے قبول کر رہا ہوں

آئندہ ہوتا ہے (۵۰)

مولا، اگرچہ اس علمی، طبعی اور دینی تعلیم و تربیت میں کما رسائیک ہی بہائی
برقی، اس کا فیصلہ، نظریے کے ہاتھ سے، ان کی یہ کامیابی صرف، ان کے طبع، کائنات، خود
نہیں، بلکہ دوسرے عقول کے حق اور تسمیہ، فخر بھی اس سے متاثر ہوئے اور جو رسائیک ہی
جاسے جس میں رسائیک کہ ان کے حریف، کمبر، مسو، بقیہ، اور طرز تہذیب کی تہذیب سے
ان کی صفات عالی نہیں رہا۔

وہ بھی دہشتے کے علمائیں، باجم، اب، اسک، تھو، اور بحیثیت ایک جماعت کے ان کا یہ
علمی و مذہبی وقار، جو کہ صدر سے مسلمان ان کی ہر دلی کو اپنا شعار بنالیں اور ان کو پوری قوم پر
تہذیب، عدل، ہونا، حکومت، وقت، اس وقت جن کے سامنے سرحد کا رہے گی چنانچہ وہ اپنی اس فکر
میں جو ملک کے فرائض پر وہ کے ایک اجلاس میں کی تھی، فرماتے ہیں:-

”اے میں، اس امر سے، کہ، نہیں ہو سکتا کہ مل، کو تو قوم پر، اب بھی ثابت و مستند

مائل سرحد ہیں، ان وقت، جب کے مائل ہوئے کی شاید مل، کو ضرورت ہو

لیکن قوم کو اس کی ضرورت، اور صحت، ضرورت، ہو کر کہ مل، کا جب تک قوم کے

ملائ قوم کے چاہت، قوم کے دن و رات، قوم کی طاقت، قوم کا اثر،

غرض قومی نہ کہ کے نام پر سے بڑے شخصوں کو اپنے بغض، قیام میں نہیں رہے۔

قوم کی سرگزشت میں جو سستی، اس وقت، مدد دہی کر سکتا ہے کہ اس وقت کے

لاکھ روپے جو مشہور لوگوں کے ہاتھ سے سرمایہ بنے اور دیئے گئے یا دوسرے ہیں ،
 دودھ کے ہاتھ میں دیدیتے ہیں ، اور اگر منت عبارت ہوگی ہے اس دھرمی کو قبول کرنا
 نہ وہ دھرمی کر سکتا ہے کہ اگر یہی دھرمی ہی ہوں گی ، اسی کا تھا جب تمہیں جو اس
 وقت دھرمی کی حالت میں ہے ، اس کی اصلاح کرنا اور اگر سٹ کر اس دھرمی
 پر بہت کچھ کا جگا

دودھ دھرمی کر سکتا ہے کہ اس طرح دھرمی ۱۰۰ میں بدلتا بدلتا حتیٰ سال کے
 لئے کافی دستیاب کر کے ہائے تہ ، اچھا دھرمی سے جو کم کیا جائے

دودھ کو جس وقت یہ قوت حاصل ہوگی کہ تمام حالت ، اسلام اس کی جائیداد
 کی جائیداد ، اس کے ثبوت کے لئے سر جھکے ، اس کے بیٹوں سے سزا
 نہ کر سکے ، اس صورت میں ، دودھ نام قوم کو یہ دودھ حاکم سے غلاب فتویٰ ہوتا ہے
 ، اچھا دھرمی سے جو روک سکتا ، اور جاہل ، اسلام کو ، اور دودھ کا سچ کا ، کہتے
 کا یہ دودھ کر سکتا ہے ، اور دودھ کا نہیں ہوگا ، بلکہ ، شائع منت کا اور انتہائی
 ، اچھی کا جگا : (صحابہ شریف ، ص ۱۰۰)

مولانا کی خواہشیں علم کے فرائض کئے (سیرت تھے ، وہ خود اس وسعت پر حال اور
 ہر صورتوں کو ہی اسی وسعت خدمت کی طرف دھرت دے رہے تھے ، علم ، یہ رہا پہلے
 شخص نے جس نے وقفہ کی جاسی ، توں میں پچھلی لاگو کرپ کی حایہ کی بندہ مسلم
 سیاہی مصاحبت پر نمایاں لکھے ، علم ہیگ کے راویہ نظر دے کے لئے مشہور و مضامین

اور یہی وہی نظمیں تھیں جو اسلام کی پہلی نئی، عصائی کی پہلی راہروں کی پٹنوں کو روکنے لگی تھیں۔
 جسے بعد ازاں مسلمانوں میں عالمگیر فکری تحریک کے وہ واضح اول تھے، اور ان کا اسلامی وضع علی الاطلاق
 تعطیل پر بعد ازاں دوسرے اسلامی مسائل کو حرکت و وقت کے سامنے پیش کر کے تحریک کو
 کامیابی کی حد تک پہنچایا اور عام مسلمانوں پر ان کا اثر نمایاں ہوا۔ اس روشنی میں برکت
 کا یہ نیک جو صحت کا، سیاسی گرمی ہے، مسلمانوں کے سیاسی حقوق کی حفاظت
 کا جو سب سے اعلیٰ مطالبات کے ساتھ ہم آہنگ ہے اور مسلمانوں کے حقوق کے ادا کرنے
 کے لئے جو دیرینہ ہے اور مختلف سیاسی شراہوں میں منتظم ہو کر بھی بہر حال سیاسی مسائل
 سے جدا رہتی ہے، اس کی پکار کا نتیجہ ہے۔

مولانا نے علم کے طبقہ میں جن سے جماعت اور جماعت کی ہر روشنی کی اور ان کی
 باہر سطح میں جو حرکت پیدا کرنی چاہی اس کا یہ مختصر خاکہ جو ان کے دہن میں اس قلم
 کے ذریعہ کی ضرورت تھی، اور اپنی تصنیفات میں اس پر بھی پورے پورے چنانچہ مسلمانوں کی ایک نئی
 دہریہ تھی، یہ کہیں علم اور جماعت کو جس سطح پر لانا چاہتا ہے اس کے لئے
 دیکھ رہا ہے، اور اس کی پہلی اور سب سے بڑی اور سراسر تاریخ علم کا نام، پھر اس سطح پر
 علم کا کام جدید ہے جو یہ تصنیفات ہیں، اور ان میں اگر کمال کی جگہ تو ان دہریوں کی ترقی
 کے لئے ہاتھ سے مل جاتے، اور ان کو ان سے کٹ کر ایک جدا اسطر میں لکھ دیا
 میں تو وہ اہل علم کے لئے، کوئی نئے نئے اور نئے

لیکن حقیقت یہ کہ مولانا کی ان سیاقوں کو اچھا دیکھنا ان کے ہاتھ میں نہیں تھا اور وہ چاہتے تھے کہ

اسو نے اپنے فرض عمل کی غلطی محسوس کی ہوگی، ایک روز نہ تک ان کو کسی پر تعجب نہ تھا
 کہ ایک طرف میں بھی بہت سے علماء اور ائمہ گزرتے ہیں جن کے بہت سے معاملات اور
 نفیضی عبادت جو وہ علماء سے مخالفت کے ساتھ وہ قدر کی تھے باور پائی تھے پھر بھی وہ مقبول تھے
 اور لوگ ان کی قدر کرتے تھے۔ پھر وہ خود بھی مجھ سے اس کی وجہ ظاہر فرماتے تھے کہ ہمارے
 بے کفن برادر گروں کے یہ نفیضی خیالات ان کے زہر و جہاد و اتعا کے ساتھ تھے کہ
 نئے وہ عقیدوں تھے اور یہاں یہ کیفیت نہیں اس کے بعد وہ دور یا جب ان کا خیال
 اور حرج و مرج ہو کہ اختلاف عقیدوں کے باوجود وہ علماء میں کھپ سکے ہیں اور ان کی تعظیم
 کے خلاف کسی خطے سے قطع نظر کہ ان کے کام آدھوں سے فائدہ نہ پایا جاسکتا ہے۔
 چنانچہ دس برس کے بعد بھی مستقیم میں ایک صاحب نے اس زمانہ میں جب میں تھا
 سے سرکار بہاولپور میں یہ تحریر لکھی کہ سیرت کی اصلاح دہندہ کر دی جاسے، مولانا کو
 راہبرداری کا شاکہ سیرت کی تعظیم میں، وہ عاقبت سے قطع نظر نہ ہیں مولانا اس
 کے جو سب میں لکھتے ہیں:-

تاجک کے راجہ، مولانا سے دوسروں سے دشمنان کرتے کے لئے بہت سے انتفا
 ترانے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ظالم شخص ہیں، روحانی شخص نہیں ظالم
 شخص عالم ہے لیکن دیندار نہیں لیکن ایسی ہی دینداروں کو میوں دیکھتے کہ نہ
 ظالم کو نصیب میں چوٹی، باوجود اس کے ان کی دینداری، وہ عاقبت پر
 نہ بے فرق نہیں تھا،

یقین فرمائیے۔ زمانہ کی جدائی دیکھ کر دنیا میں زندگی بے اہم معلوم ہوتی ہے، جو جس
 تک حرام بن گئے ہیں، جن وائل کی تیز کار وادہ سب بھڑکاتے، اور یہ یونہی سنی
 کے صاحب پر جو کہ بہ حضرات کو رہے ہیں، کیا سچائی پر مبنی ہے، صرف یہ کھوشی
 ہے کہ ان کا ہم کو سب میں پایا گیا۔

قرآن شریف پر قطعے چنانچہ بنی وصف سے لگائے، اور کسی نے نہ کہا کہ چنانچہ
 پر قوم کو جو وہ سنیں، بلکہ وہی منقول قرآن آج تمام دنیا میں پیدا ہوئے۔ جو چوڑا
 حجاز سے کہہ بھی جائے کی ہے

یادداشت: ہر پیر الیٰ ہم سے قرآن مجید میں ہر جگہ کام پاتا ہے، یا خداوند
 جبرائی سلائی جرم پاتا ہے، وہ سب سوزن گئے کسی نے نہیں کہا کہ ان پر قوم کا
 ہیں، تفسیر کرنا نہ تمام وہ نہیں پڑھتے تھے، حالانکہ ان کتاب، خزانہ عجز ہو، جو
 قوم میں بے نیلک وہ کی تیر مونی ہے تو وہ کسی چیز سے نہیں نکلتی، اس کو
 خود بخود سامع ہے کہ وہ خدا صانع کرے گی جب علم میں رہتا اور بعد ازینک
 کے سوا کوئی جو نہیں موجود جو تا تو لوگ اس قسم کی باتیں کہ کر اپنا دین خوش
 کرتے ہیں، وہ لوگوں کو بدگمان بناتے ہیں،

اور جب وہ جو بد سامع ہے، اور وہ مشتعل ہے، اس کے ساتھ دین نظر
 بھی نہیں ہیں، تاہم چاکر مجلس میں ہیں، انہی سے وہ نہیں چھوڑتے، کوئی بوجھنا ہے
 جو مانتے ہیں بنا دیتے ہیں، (عبداللہ علیہ السلام)

لیکن ایک ہی سال کے بعد اسی مسئلہ کو حسبِ ممانعت دہرے کے مسئلہ میں
 دہی کے بعض علما نے علم الکلام اور الکلام کی بعض باتوں کی بنا پر حسبِ ان کی تفسیر کا حق
 دیا تو صاف اعلان فرمایا۔

”سیرۃ عابدی ہیں جو حضرت فقید کے عقائد ہیں، میں عقائد، سلام اور مسائل
 فقیدہ، وہ توں میں عقلی ہوں۔“ (دیکھئے زیرِ بحث ان عقائد و خلافات میں ۲۰۷ ص)

اسی اعلان کے بعد وہ بعد مرانا کے وفات پائی

میں پر ایک بات ترک نہ لیا پڑتی ہوتی ہے مسلمانوں کو شکرک و شہادت اور
 اسی دو چیز پر سنا جانے کے جسے جو تدبیر جاری رکھ کر سب کے عقائد میں اختلاف کی اور بھی گویا
 جو پر ایک چیز ہے، لیکن متبقت یہ ہے کہ محض علوم، رہا۔ کے درمیان مسلمانانِ زمانہ کو
 زندہ کی تعلیم سے بچا کر رہیں اور زمان کی سڑیں متعدد ایک پہنچانے کی جو تدبیر نہیں
 مشکلیں کے علاج سے ہر ممکن ہے کہ جاری کر کے پھر، فن، نئی ہو جائیں، لیکن اس
 صحت کا وہ کہیں حاصل نہیں ہو سکتا، فقیرت صحتی شیعہ کا ظہور میں زمانہ میں ہوا اور ہم
 اور ہر دین و دہر میں اس میں یہ فلسفہ علوم اور حیات کے یہ شکرک و شہادت پورے کے
 پورے موجود تھے اگر اس کی اصلاح علم کا امر کی بجا دے نہیں کی گئی، بلکہ قوتِ ایمان
 اور حسی غل کی زندہ مثالوں نے ان کے شکرک و شہادت کے پردوں کو پاک کر دیا
 تعلیم و تحقیق پرست، جہاں پیچھے رہ گئی، سادہ ای ان کے ہر گچ میں حقیقی معنی و قدر کا
 صورت میں تھی اور اسوا رسوں میں کے وہ خود غور تھے، وہ وہ پرورش ان کے دماغ میں تھے

جی کو سنے کر وہ آگے نہ ہٹے گئے اور ماہ کی لاج روہ چاک چوٹا گیا مچھاپ کے دو، کے بعد آؤں
 درجہ ترقی نامین کا دور آیا، ان کے زمانہ میں تبدیل، خلافت، نظام اور چارٹو غیر متعلقین بھی
 تھے، مگر تاریخ بتا سکتی ہے کہ اسلام کی ہدایت کا سرچشمہ کس نوع سے ہوتا ہے اور دین و اخلاق
 کی خشکدین کس سے سراب ہوئی رہی، یہی صورت حال اس دور کے بعد بھی رہی
 پنج ارب میں ہوئی حسینا اللہ حضرت ابوسعید بن الخیر، محمد احمد علیہ ایک زمانہ میں تھے، اگر
 وہ مانی ماریتہ کا بی بی علی اور حضرت ابوسعید کا حکیم مشرق ہوئی سینا کو یہ فرمایا اس بھی
 صادق ہے "نہ ترمی گوی من می و الم و انچه ترمی و لی من می ترمی" دوسرے ملکوں کو چھوڑ
 صرف اپنے ملک کو رکھے، یہاں بیانی اور شرح موصوف پر حاشیہ چھانے والوں نے
 لکھنے والوں کو متوجہ کیا، اور چھٹے دھندہ دس کے خانہ داروں نے، اپنے نواداروں سے لاکھوں
 کو روٹن کر دیا، مانتا ہے کہ ہم کلام صرف مترخوں کی رو، مگر نہ کرنا سکنا ہے، لیکن
 بندہ ہوں کو کھوٹا اس کا کام نہیں۔

یہی تقریر کا یہ مطلب نہیں کہ کلام سیکارہ بیچ سے، "یہاں بھٹا غلطی ہو تب اسکا
 ایک ناگزیر سلطنت ہو اس میں اونٹنی سپاہی سے لے کر امرا اور دربار تک کی کھڑکی
 ہے، میں سلطنت میں وزیر ہی وزیر ہوں سپاہی نہ جو وہ ایک دشمنوں سے محفوظ
 رہا سکتی ہے، لیکن ہر ایک ملزم اور ہمدرد دار کا ایک خاص مرتبہ اور وجہ ہے، ہر ایک
 ہی اپنی اسلحہ و دربار ہے، کے حالات مختلف ہیں، لیکن ہر ایک کام کے لائق بنائے
 گئے ہیں، اور وہ ہیں جو سلطنت اور فہار وائی کے قریبہ کو انجام دیتے ہیں، اور ان میں جو

دوز سلطنت سے شیراز کا پرانا ہے سپہ سالار جو ملک کے ہر سرحدی دہانہ پر
 کے ملکوں کے مقامات کی دیکھ حال میں مصروف ہیں اور ان میں سے ہر ایک کی تمام
 سلطنت کے انتظام اور اس کی حفاظت و بقاء اور ترقی کے لئے ضروری ہے اور ان میں
 سے اگر دوز دار اور عوامی کچھ سپہ سالاروں کی ضرورت نہیں تو سلطنت کے انتظام و بقاء
 کے واسطے سے ناواقف ہیں اور اگر سپہ سالار کچھ سپہ سالاروں کے لئے وہی سبب کچھ
 ہیں۔ اور اگر اس کی ضرورت نہیں تو وہ بھی اس سلطنت کے برخلاف ہیں، کہ وہ نہیں
 و ملک میں نہ ہی پرہیزگار نہ ہیں۔ بلکہ جو کہ مرکزی سلطنت کے مصالح و حکم
 کے واسطے کارآمد سلطنت کی پالیسی کے دوز دار اور اس کے نفع و فائدے کے نگران و وزراء
 اور سربراہ ہیں سپہ سالاروں کے مشفق حربہ تھے ہی حصہ کی حفاظت فرض اور اس کے
 مصالح و حکم کی رعایت ان پر واجب جو ان کی صلاح و کامیابی کے سپرد کیا گیا ہو
 شکیں کی مثال اس سلطنت کے سپہ سالاروں کی ہی جو ان کو ملحقوں کے
 سطروں اور دشمنوں کے حوس سے متوجہ رکھے کے لئے، یہ علم و فن کی بجا کا بھرپور
 کرتے ہیں، اور حکومت میں وقت و مصروفیت صافی کی مثال سلطنت کے دوز دار اور سربراہ
 کی بدترین کچھ تھے ہیں حکومت کی پالیسی سلطنت کے مصالح و حکم کی نگرانی اور مادی
 کے حسن انتظام اور برائے انتظام کی حاکمیت جو تھی ہے۔ اور اگر ہر دستہ اپنی جگہ پر اپنے
 مقام پر اپنی اپنی ایثار، انصاف میں ہی ملحق و مددگار ہیں وہی میں تین ذات ائمہ کا احاطہ کیا گیا
 ملک کے کائنات و متون سے ان کو کشادگی ہے درباب العلم و فن کا جو درجہ رکھتا

منفرد حقہ ملک کی فوجی حفاظت کا ذمہ دہ ہے، مگر سلطنت کی پالیسی اور رہنمائی
 اور ساری سلطنت کے امن و انتظام اور جو سے احکام سے اس کو تعلق نہیں۔ اسی سے
 گے تڑے کر اگر وہ کہیں گرفت کے قیام اور حکم کے وہ گروں ہیں تو وہ غلطی کریں گے
 اور اگر اسی طرح حضرت محمد عین وقتاً پہنچیں کہ دشمنوں سے حفاظت کے یہ فوجی دستے
 بیکار رہیں تو وہ بھی غلطی پر ہیں۔

اس مثال سے وضاحت چلی طرح رہن ہیں آجاتی ہیں کہ ہمارے منظمین نے، ہے
 اس طرح ان کے سامنے یہ تھا کہ جو وقتاً کر لکھا ہے اس کو وقت کے ساتھ
 نہ تعلق نہیں۔ وہ تو ان کے فوجی مندرجات سے ہیں جو دشمنوں کے ساتھ ہیں ان کو
 کرنے کے لئے انہوں نے کھڑے کیے تھے۔ اسی طرح حضرت محمدین وقتاً کو چاہئے کہ ان
 منظمین کے ان فوجی مندرجات پر اس وقت تک ان کو وقت کا وہی دھاری غور کران کو
 کا کرنا چاہی کریں، جب تک وہ یہ دعویٰ نہ کرنے لگیں کہ ان دھاری مندرجات میں ان کی اور
 دھاری سے جو کچھ مل رہا ہے وہی میں اسلام ہے اور اگر وہ ایسا دعویٰ کریں تو یہ ہر دھاری
 حفاظت کے یہاں جو ان کا رہنما ہے ہر گروہی سلطنت کے، ساس و انتظام ملک
 کے رہنما ہر دھاری و قراہ و احکام میں حفاظت ہے، جس کا دوسرا نام طائف امور کی
 بہارت ہے، اسی لئے یہ دست بطور انہوں کے ان کی جی ہے کہ لازم مذہب مذہب
 نہیں۔ یعنی منظمین کے آثار و تقریرات سے جو حفاظت لازم آجائیں، اور ان کا مقصد
 نہیں، ضروریہ چاہئے گا۔

کہ کہ وہ دشمنین کو چھوڑ کر جو اندھا دشمنین تھے اس گز سے عجب تھوڑے ہی
 جب تک وہ اہل سرسبٹ کے بڑے بڑے آدمی ہیں اور گائی آتی ہے اور مثل کے چند ملک
 عود کی جیتشت عود کو کئی عود ہے تو دوائی و برائیں عقل کے کاہنہ ری الہی
 اور خیم ہوتی کی مذاق کے گے سر حکا مینے ہیں اور پکارا ٹھٹھے ہیں۔ رتی و تحفہ
 دشمنی و لہجہ قطعاً استعدات و کائنات حقیقتاً و مآثر میں نفس پرکھیں۔ امام
 پر حیدر احمد علیہ نے علم کام ہی چھوڑ کر فدا کاران کر تھے۔ امام ابوحنیفہ صری نے
 چائیں برس کے اطفال کے بعد ہسٹہ کے منبر پر کثرت ہو کر قوں میں کا جان کتے
 میں کہ جب ہم قرآنی کا نشان ہو تو میرے ہمارے ان کے پتہ پر و حریقی اور بجلی نے
 لکھا ہے کہ جو بخاری و صحیح مسلم کی اخیرہ کی کا منط حیات تھی۔ غلام بن تیبہ صاحب
 بن تیم و علی شادی نے متعدد و کثرت و مشکوٰۃ کی نسبت لکھا کہ ان کا اثر مثل کی کوئی
 کے، خرافہ اور وہی نبوی کے عقیدہ کے اقر۔ پر جو، حسنہ و صفہ امام جوینی کی زبان پر
 و تھا۔ میں اسلامی علوم کو چھوڑ کر عقل کے حیدر میں غرضے لگاتا ہوں۔ اگر نہ نہانی کا فضل
 انشال حاصل نہ ہوتا تو نفوس ہوتا اب میں اپنی اس کے عقیدہ پر مرزا حوں پر چکا
 انہ اب میں بیش چھوڑ کر بڑھوں کے عقیدہ پر مرزا حوں کی قسم کے انوں غلامہ تھے
 شہرستانی و خسرو شاہی وغیرہ مشکین سے منتول ہیں۔

غلامہ صاحب عالمی قادی بدلت۔ عقیدہ صوفی لکری و صوفی، ابی حیدر مصری، ابو حامد غزالی
 و صاحب ہند و صوفی و صوفی بنیم سہ سٹ

وہ عزہ فی نے ایجاد معلوم میں اپنے ذہنی تخیل و تہذیب کے بعد علم کلام کے متعلق جو کچھ
 لکھا ہے وہ پڑھنے کے قابل ہے اور وہ بالکل درجہ میں بھی اعزالی میں اس کو نقل کیا ہے
 جو بظہر میں دستیاب ہو۔

اگر یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ اس علم کلام سے صفائی کس یا نہ ہے اور ان کا پورا پورا
 علم جو ہر نامور لیکن اس میں علم کلام میں بڑے شہد کے لئے کافی ہیں۔ بلکہ اس کے کثرت
 حقیقت کے عین ہے جو ہر نامور لیکن اس میں بڑے شہد کے لئے کافی ہیں۔ بلکہ اس کے کثرت
 یا کا ہر پرست کتا قوم کو چال چلنا گناہی میں چیز کو نہیں جانتا اس کا دشمن جو ہر نامور
 لیکن یہ بات وہ نہیں پڑتی خود نام صاحب (میں جو میں نے علم کلام کو کسی حد تک لکھا
 کیا کہ مستحق ہیں اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ بلکہ اس علم کلام میں اس کی دل حال کرنے
 کی عزل سے معلوم ہے جو اس میں ہے نہ سمجھتے۔ کچھ تھے۔ واقعیت یہ تھی۔ یہ
 سب کہ کہ وہ علم کلام سے بیزار ہو گیا۔

وہم واری نے ایسی کتاب تصانیف اہل سنت میں لکھا جو

میں نے علم کلام کے بارے میں بحث اور مباحثہ کے بارے میں اب پورا پوری طرح خود کو
 کر دیا تو میں نے نوید کیا کہ ان سے یہ خط شہد سے جوا ہے اور نہ پورا پورا سیراب اور
 میں نے پورا کر لیا۔ حضور ملک کے جانے والا ہے۔ فریب اسے قرآن پاک کا

یہ عزہ فی نے ایجاد معلوم میں اپنے ذہنی تخیل و تہذیب کے بعد علم کلام کے متعلق جو کچھ
 لکھا ہے وہ پڑھنے کے قابل ہے اور وہ بالکل درجہ میں بھی اعزالی میں اس کو نقل کیا ہے
 جو بظہر میں دستیاب ہو۔

میں ہر صفت نے اپنی طرف سے اپنی تہمتیں لگائی ہیں اور کلامی سباحہ کا آخری ٹیپہ یہ پیش کیا ہے
 ولقد ابدعوا من الطیر الکلامیہ میں نے تمام کلامی اور علمیہ طریقہ ان کو لڑا کیا
 وانما ارجع الغضب بکلمہ صارا بیت تو میں نے ان کا کلام اور اس کا ہر دگر برا
 فانتما تذاکری العاصف والحق نہیں پایا جس کو میں سے قرآن عظیم میں پایا
 وجب تعالیٰ القرب العظیم
 (طبقات الانبیاء میں ہے ص ۱۱۱)

اور اس کے بعد یہ لکھا ہے کہ میں محض اقد قافی کے دم و گرم کا حیدر و جو گرم راہوں میں
 میں وجہ ہے کہ اس کے آؤ پیچھے دس دن کے بعد کم شیں مستندہ کو نشون نے نہانے
 میں یہ احوال ہیں طرح دوسروں کو پیش آئے اس عیادت نامہ کے میر کو بھی
 سے اور اس کی کو کہہ پڑا

فلسفی سر حقیقت تواتر کثرت
 گشت دانہ دگر بن از کوفی کر
 مستندہ سے جب وہ ہر طرف سے صحت کو سرکار بن لٹ مانتا ہے کہ کشتہ پر حاضر
 کے متنبہ جب وہ ہے تھے ان کی ساری ذہنی توجہ دوسرے علمی و کلامی سباحہ کو
 مست کہ صحت ہی ایک مرکز پر غنیمت ہو گئی تھی ان کے پاس یہ بے ابن رشد و غزالی
 و زانی و برقی مینا کا گزیر ہے تاہم کلام و فلسفہ کا نام ہے شب و روز میں اور کتب
 جلدی و سیرت کا مطالعہ تعلیمت خبری کی ترتیب اور انہی کی تحریر و تصانیف
 بخوبی کی تھی اس سیرت خبری کی ناکتہ ہوں کی خبر جو مابین کمری چا پانی ہے

چائی جو حرارت حدیث کی کتابوں اور سیرت کے نسخوں کا ذخیرہ ہو گا۔ اور ان ہی حدیثوں کی ہم نشینی میں ان کا سارا وقت گزر جائے اور خوش ہوتے کہ جب وہ ہیں امدت و بارگاہِ حیات کا تہذیب و سکاتیب اس ہندو کیم ۳۰ پناہ پر سوتے پاتے بچتے پھرتے ہیں ایک چٹاں ان پر چھوڑا تھا وہی ان کی مجلس کی نعلنگہ تھی اسی کے لئے صلاؤ کرتا تھا تھی اس زمانہ سے کہ خیر عزمک ان کے سارے خطوط کا تہذیب کو پڑھوئے ان میں تین بائیں آپ کو میں نے مذہب کی اصلاح و سلام کی اشد محنت و حفاظت اور سیرت یورپی یہاں تک کہ ہم نے اس کے غیر منقطع خوان کی زبان سے نکلا وہ سیرت ہے

سیرت کی حیثیت ان کی نظر میں یک کتاب کی نہ تھی بلکہ وہ وقت کے علم کا نام کی سب سے بڑی ضرورت کا نام ان کی اصلاح میں سیرت تھا فرماتے ہیں:

”اگرچہ ہندو میں سیرت کی صورت صرف تاریخ و واقعہ نگاری کی حیثیت سے تھی علم کا نام نہ اس کو واسطہ تھا لیکن سرزمینِ حان کہتے ہیں کہ اگرچہ سیرت کے اختراع کا نام ہے تو بحث یہیں تک رہ جاتی ہے لیکن جب فقرہ سیرت بھی جزو مذہب ہے تو یہ بحث پیش آتی ہے کہ یہ شخص مالی و دینی اور سیرت میں تھا اس کے حالات و احاطہ اور احادیث کیا تھے۔ (مقدمہ سیرت)

اس بنا پر ان کی اصلاح میں سیرت لکھ سلام کے دوسرے جزو یعنی غور و سب و تہذیب و اصلاح کے لیے ایک پتہ تھا یہ سیرت شریعہ کا اہم تھا۔ یہی ان کی تہذیب کی کارآمد خاصا ہی کو رہا سیرت کا وہب و ادب ہی سمجھتے تھے اس کا تہذیب اتوں حصہ اضافہ ۶)

کیا ان کے دل کا حکم کی مقبولیت کا ہمارا دلی سے نہیں کیا جاسکتا کہ وہ ان کے
 قلم نے سیرت کی تعریف کا اعلان کیا اور اور سلاہوں کی زبانوں سے ایک دوسرے
 کی حمد و ثناء ہوئی اور ہمارے دل سے کہ خود ایک دوسرے کے چڑی اور اب چہرہ منو
 سیرت سیرت کا لفظ ہر سلاہ کی زبان پر تھا، چہرہ اس کی وہ جہری مقبولیت کا نشان دیکھے
 وہ زبان میں ان کے اعلیٰ سے مجھے مرثیہ بظاہر ان کی قسم کے رسالوں کی ایک
 کہ تواریخ حبیب اللہ کی پڑائی طرز کی سیرت کے حوالہ کوئی ایک کتاب بھی موجود تھی
 مرثیہ ہندی کی ہر کتاب سے چھپیں ہوں گے انہ سیرت پاک کے موصوع پر چھپتی بڑی
 ہر اردو کی زبان کے دفتر سے ملے، چھپتی ہیں، کوٹشیں ہیں متعدد میں ملے، یہی شریک ہو گئے، خود
 تعلیم دہندہ اہل قلم بھی کہ گروہ ہمارے سلام فرستے ہیں، دینے فضل، مقبولیت، مقبولیت



اسلام ایک دیرگم تر اور سچ جاگ کے ایک ایک چہرہ پر بسا لیکن اس قدر مصدقہ چہرہ
جس جاگ میں قدر زیادہ تاجیستہ تھی اسی قدر زیادہ عیبیہ چہرہ تھی

ہندوستان کی جو صنفیں پیدا ہوئی ہیں ان پر کرم سے فروم نہ رہی ہجرت کی پہلی صدی کا خاتمہ
تھا کہ اس اور کرم کے عیسیتوں نے ان کے سرحدوں کے کناروں اور پانوں کے دستوں کو
سرسبز و شاداب کر دیا۔ پھر ہندو کے سوائے ہندو سے بیکر گرجا و کاتھیا و انکس سرحد
کی آبادیاں تاہم ہر گیس و دوسری طرف سدھ کی داری اس کی فوج طرحت سے معذور ہو گئی۔
تیسری صدی کا خاتمہ تھا کہ عربی میں ترکوں کی ایک فوج تاج و دوم قوم سے جو ابھی اسلام
کے نام سے پیش ہوئی تھی اپنی سلطنت کی طبعی فانی اس کا پہلا بانی الپ گلین اور اس کا جانشین
سلجوقی ہندو اس کے تحت و تاج کا عارف و دہ معذور ہو گئے ان کے ہاں کے پان
سے بیکر خرمند کے کناروں تک تھک رہا کر دیا۔

سلطان محمود نے ہندوستان کی سرزمین کی اسلام کے خرموں سے پرشاد کر دیا اور خرموں
سے بیکر پنجاب تک ایک محلہ اسم کی مکوہ تاہم کر دی چھٹی صدی میں خرمی سے کسی فوج
نے اندون کے خرم خرموں نے سادہ ہندوستان کو اسلام کے بیکر گیس کر دیا۔ وہ دوی ہوا

حترقی ایشان نہ گنجد، و نه معاصران بعد از السی که غالب تمام پچاس سال ست و ان روز خیم چای میں
 خود گشت و نہی کہ صورت ہم دانی ایام تیرے، اچانک و کباب ایشان اور گنگ کر دم و اور ورنہ روزی بہتر
 نہ تھے کہ ان دریم اشکوں، جو از دست رہب معانی میں پر سنا نہ ہو نہ جو خوب صورت سے ہادی
 تری گزرد و بہرہ ایشان شکر ایشان و نہ پر دم بجز ذرات ایشان مزہا گیسے و انظار نہ، بے کف
 جست ایشان و بخت ہم کہ گزرا کہ اساطیر ہم و تفتی برکت کلب و صریح منتہی و شتم و دران ایام کہ
 استادان کہ بر یکے جو صحت فاضلی و تکریمانی حمد و صبر و حق بود و بر حد حیات، حادثی کی کہ
 اگر سستی طلاق اسنادی بر سر گرد و آفراسان و اطلال و التھر و تو غم و یاد از تھر و دیگر مدہلی پر مدہلی و
 کی لاسط و ہم جن گمانی نہ گشت نہ بر روی سبقت، گشت و معنی ایشان، دوسے رہ
 مدہلی، و اگر چیت ان استادان و تفتی صریح بر یکے کہ دریں گشت و دیگر مدہلی، و دیگر مدہلی
 خبر گزردی کہ اگر استادان خبر با ان تصدیقت و استعانت و وقتہ کی، و دیگر مدہلی، و دیگر مدہلی
 با تھر و مقصود و از گزرا ایشان و نمایان حقایق آن مسے کہ چہ تھر و نہ و دیگر مدہلی، و دیگر مدہلی
 چندین متفنان فطاس علوم بر صریح است و با قوت علوم شعوب، و دیگر مدہلی، و دیگر مدہلی
 علم و ان شھر متفانے تھر کے رنج سکون، و باشت و دیگر مدہلی، و دیگر مدہلی
 علم کا فائدہ پس کو ان بزرگوں کی نسبت و تفتی بر خود کی بجا و ان کے معلوم ہر گز نہ
 یک طرف اگر کائنات فاین، کے گزرد و دیگر کے اسد تھے تو بن سکے ہیں و دیگر
 مدہلی، و دیگر مدہلی کے ساتھ لاہور سنام دیا، و دیگر مدہلی، و دیگر مدہلی
 و دیگر مدہلی کے پاس، گزرد و دیگر کے پاس، کوئی دلی گشت، پائل شکر و دیگر مدہلی

[illegible]

کرو۔ آج کے بد حال کے ہم پر تو سبھی ملک خیر ہو گراں۔ ہاں میں نے سوسٹ کے خلاف
 سوسٹ کے سرکاری شہر میں سوسٹان پر یہ نہا غمی کے قتل سے سوسٹان سے سوسٹان غمی کے ختم
 کا وہ سوسٹان پر تین سوسٹان سے سوسٹان سے سوسٹان سے سوسٹان سے سوسٹان سے سوسٹان سے
 سوسٹان سے سوسٹان سے سوسٹان سے سوسٹان سے سوسٹان سے سوسٹان سے سوسٹان سے سوسٹان سے
 کے سوسٹان سے سوسٹان سے سوسٹان سے سوسٹان سے سوسٹان سے سوسٹان سے سوسٹان سے سوسٹان سے
 سوسٹان سے سوسٹان سے سوسٹان سے سوسٹان سے سوسٹان سے سوسٹان سے سوسٹان سے سوسٹان سے
 سوسٹان سے سوسٹان سے سوسٹان سے سوسٹان سے سوسٹان سے سوسٹان سے سوسٹان سے سوسٹان سے

میں کہ وہ اس شخص کے موصوفے کا فخر حاصل کیا، جب بھی قبضہ پاؤں کے پاس، جو وہ سب کے ہمراہ مشغول
 ہوئے، وہ نے اس کا سب سے محفوظ اور دیکھا اور ایک چور سے محفوظ رکھا۔

وہی تھا وہ جس نے حضرت غلام الدین سلطان لاہور کے قور سے بچھا رہی تھی اس کی کریم
 چمن چمن کو دودھ کے حلقہ کو روشن کر رہی تھیں، اس مطلق خورشید سے جس سے پہلے اس کا تب طلوع ہوا
 اس کا نام شمس الدین بنی لاہور ہی ہے اور وہ کے قور سے بچھا رہی تھی اور وہی کہلاتے ہیں، یہی وہ ہیں اب
 تیرہ دن اور بارہا ایک ایک چمن بھی جلا رہی ہے خود کو روشن ہوئی اس کا نام شیخ نصیر الدین
 لاہوری چرخ دہلی ہے،

ان کو پہلے مولانا عربی الدین کا نام تھا جو مذہب کے شاہی اور وہ وہ کے شیخ الاسلام تھے اور وہ
 فرید الدین لاہوری اور نصیر الدین بیکوئی کے شاگرد شمس الدین بنی لاہور ہی تھے اور شمس الدین لاہوری
 کے شاگرد شیخ نصیر الدین لاہوری چرخ دہلی ہیں اس چرخ سے اور بہت چرخ بنے ہیں سے اور وہ کا
 شہرہ مشہور ہے۔

سید محمد کمالی سید لاہوری جس نے حضرت نظام الدین دہلی کے حال میں سب سے پہلی اور پہلی
 آیت پر لکھے ہیں: ہمدانہ علیہ السلام بنی کریمین سلطان ملک خور۔ دو کتب جو اس
 کتاب سے معتبر تھیں، وہاں شمس الدین بنی لاہور کے شیخ الاسلام اور وہ جو خود ہی کتاب
 نے مسند مولانا علیہ السلام بنی لاہور، وہ نہایت سرفراز شمس الدین بنی لاہور سے اور وہ صاحب روزنامہ
 اس کو معلوم ہوا کہ حضرت نظام الدین بنی لاہور کے خاندان میں شیخ الاسلام اور وہ کی زندگی
 میں اور وہ کے علاوہ ایک ایک بنو جس کو شمس الدین بنی لاہور کے خاندان میں شمس الدین بنی لاہور کے

اور جو سے علا حب شدہ رہی گو سورہ قطب الدین سہلوی کا شاگرد بنایا جو

محققان حدیث ہادی ا قاضی حب شدہ ہادی کے ایک اور صاحب مرہم وقت تھے ان کا نام حافظ

ان کا تعلق نور شہر تھیں جیسا کہ دکن تھانہ قطب الدین سہلوی اور دوسرے شاہ میر

۱۰۰ سے دس ایک گروہ تھے جو سے تو علی گڑھ تھے ان کو گروہ میں ملتی کا مصعب آیا جا صاحب کا

مرتب تھا کہ محمود چون پوری نے ملا باقر ۱۰۰۰ شہزادی کے علاف چور سال لکھا تھا حافظ صاحب نے

دو سو کے درمیان لکھا کہ لکھا جو شاہ خوب اندازہ ہادی کے وہ یہ مرہم تھے سہلوی پوری کو گروہ

تھانہ علا میں بند رہیں وہاں دین کی عاقبت مرہم وہ صاحب رہیں ایک ایک ایک

ہے وہ رہیں نے اس کی دس گروہ

۱۰۰۰ علا میں دینی دینی ملا قطب الدین کی شہادت کے بعد سہلوی نے ان کی اور کو گروہ میں

سہلوی شہادت میں ایک بڑا مکان مرحمت کیا جس میں کسی ایک کوئی سوداگر، داکتر، قاضی

ای صاحب سے وہ فرقی محل کلام تھا یہی وہ فرقی محل جو چائے کے محل کو پورے کے بڑا اعلام

قطب الدین کے کسی صاحب سے تھا مگر ان میں رہے امور مطلق الدین جو سے جن کی

نہایت کو علی کا دس نظامی شہر جو موصوفت کا سب سے پہلا شہر فیض جو ان کے والد ماجد کا

توفیق تربیت جو آپ کی شہادت کے بعد جو کے مشہور علی کے توفیق و برکات کو پوری میں

سہلوی جو وہ کے شاگرد وہ علا میں تھے تھانہ علا میں تھے تھانہ علا میں تھے تھانہ علا میں تھے

توفیق تھانہ علا میں تھے تھانہ علا میں تھے تھانہ علا میں تھے تھانہ علا میں تھے

توفیق تھانہ علا میں تھے تھانہ علا میں تھے تھانہ علا میں تھے تھانہ علا میں تھے

توفیق تھانہ علا میں تھے تھانہ علا میں تھے تھانہ علا میں تھے تھانہ علا میں تھے

مجاہدین کے نام سے اور وہ سرحد چڑھ کر وہاں اسلام لائے۔ یہ عجیب
 طرز کا کارنامہ ہے۔ سرحد پر پہنچ کر وہاں تپ بہہ نذر قادی کے تھیں۔ شہر کا محل کی اور
 یہاں واقعہ۔ پانی ان کا سرسبز اور کئی علاقہ تک پھریا وہیں ہوا۔

انجا لائیں کے پتے غیر لائق سے شعرا و ادیب ہیں۔ نام یہاں کی اور ان کے تعلق کے۔ یہاں
 شاہوں کی صف میں داخل ہوئے۔ پھر میر تقی میر ہوئے۔ انہوں میں ترکہ شیب کر کے حضرت
 نظام الدین کے محل میں آئے۔ وہ ان کا کسی اور صورت میں اور مولانا کا دو گار ہوئے۔

یہاں کی ترقی پر یہاں دہشت علی ترقی کے چاروں ہیں۔ ایک سلطان شری کا
 چاروں اور سلطانوں کا یہاں ترقی ہوئی۔ یہاں سلطانین اور خصوصیت کو شاہ جہاں اور شاہ

کا نام ہے۔ شاہ اور کی ترقی کے نام پر

شرقی سلطان کا اور سلطانوں کے شریح ہو کر مستند بن گئے۔ انہوں میں دور کا طوائف سلطان
 جہاں شری اور اس کے بیٹے سلطان محمد شری کا نام ہے۔

عہد حکومت حضرت محمد علی پور سے ہندوستان میں علم و فن کی بے شمار کارنامہ تھیں۔ انہوں کو
 ایک ترقی تک گاہ گاہ میں ترقی کی ترقی ان تمام جہاں تھیں۔ انہوں میں ترقی ہوئی۔

یہ ترقی کے نام سے ترقی ہوئی۔ وہ سلطانین شری کے نام سے ترقی ہوئے۔

۱۔ سلطان شری جہاں۔ ۲۔ سلطان شری۔ ۳۔ سلطان شری۔ ۴۔ سلطان شری۔

۵۔ سلطان شری۔ ۶۔ سلطان شری۔ ۷۔ سلطان شری۔ ۸۔ سلطان شری۔

۹۔ سلطان شری۔ ۱۰۔ سلطان شری۔ ۱۱۔ سلطان شری۔ ۱۲۔ سلطان شری۔

جو پادشاہ خود کر کے اس کے ہند میں میری مائت مستقری قبول فرمادے اور وہی گجریچے مشہور ہو
اس دیا سے نصرت ہو گئے

۷۔ جہانچ بہار ملک جہاں فاروقی بن نواب املاؤ ملک و در بر سلطنت شرفی شاکر دیک
شہاب رطبت آبادی دکنوی مشہور

۸۔ ملا علی اللہ بن علی ملک پادشہ شیخ علی ملک شاکر تاحی شہاب دولت ابوی بکری
موجود ہے پٹناری شیخ اکبر می پور اس شاکر دیکر کیا ہو کہ کسی کے ساتھ خاص سے یکلی گئی
۹۔ شاہ پیر الفیج جہاں پوری شیرہ تاحی جہاں اللہ دہوی استولی مشہور
۱۰۔ شیخ محمد عیسیٰ جہاں پوری شکر و تاحی دوست آبادی

۱۱۔ تاحی تہاوردین قسطنطین و تبر سلطانی شرفی استولی مشہور

یہاں دو تہاوردین عجیب نظر آوے اور چہاں پور کے جہاں تاحی آباد کے احباب اور کھوس جہاں پور
سناریج دینی و مسلک ہیں و خاتما ہیں و درنگا۔ یہ گھر تے تہاوردین جہاں پور کھوس میں شیخ اسلام شیخ
سلطانہ قرار کہ وری استولی مشہور شیخ قوم الدین استولی مشہور شیخ سنگ استولی مشہور
شیخ محمد عالم کھوس شیخ سید الدین کھوس استولی مشہور شیخ حیا کھوس شاہ صبا استولی مشہور
خبر دین شیخ سید الدین شیرہ دوی استولی مشہور و دوی دین اندوم جہاں تاحی استولی مشہور
شیخ دین الدین استولی مشہور شیخ علی الدین تاحی کے پانی تاحی علی الدین دوی شیخ علی الدین
سکالہ استولی مشہور کھوس دین احمد دین استولی چاگر جہاں تاحی مشہور ۱۰۰۰ جہاں پور
شیخ محمد تہاوردین کھوس مشہور اور جہاں دین شیخ سید الدین تاحی استولی مشہور علی الدین تاحی

سندھ پر حملہ کرنے کے

تو ہم شہر تہ جائیگر میں نہ کے کثرت میں ایک خط نامی شہر تہ جائیگر کے نام
 لکھا کہ میں سلطان کا ایک شرفی ہے کسی سدا رہا ہر کد کہ جو شہر تہ جائیگر کے نام سے سلطان
 شرفی کے نہ پر ماہ قبیلہ قبیح مان کے ہاں وہ شرفی کے خدمت میں تھے شہر تہ جائیگر کے نام سے سلطان
 لکھوئی کے کتبہ میں ایک خط نہ پر موصوفہ کے نام سے جو میں میں شہر تہ جائیگر کے نام سے سلطان
 وہاں تک کہ میں سلطان کے قبیح مان کو دیکھ کر سوچا کہ وہاں کے شہر تہ جائیگر میں تھے۔

وہاں تک کہ میں سلطان کے قبیح مان کو دیکھ کر سوچا کہ وہاں کے شہر تہ جائیگر میں تھے۔
 وہاں تک کہ میں سلطان کے قبیح مان کو دیکھ کر سوچا کہ وہاں کے شہر تہ جائیگر میں تھے۔
 وہاں تک کہ میں سلطان کے قبیح مان کو دیکھ کر سوچا کہ وہاں کے شہر تہ جائیگر میں تھے۔
 وہاں تک کہ میں سلطان کے قبیح مان کو دیکھ کر سوچا کہ وہاں کے شہر تہ جائیگر میں تھے۔
 وہاں تک کہ میں سلطان کے قبیح مان کو دیکھ کر سوچا کہ وہاں کے شہر تہ جائیگر میں تھے۔
 وہاں تک کہ میں سلطان کے قبیح مان کو دیکھ کر سوچا کہ وہاں کے شہر تہ جائیگر میں تھے۔

وہاں تک کہ میں سلطان کے قبیح مان کو دیکھ کر سوچا کہ وہاں کے شہر تہ جائیگر میں تھے۔
 وہاں تک کہ میں سلطان کے قبیح مان کو دیکھ کر سوچا کہ وہاں کے شہر تہ جائیگر میں تھے۔
 وہاں تک کہ میں سلطان کے قبیح مان کو دیکھ کر سوچا کہ وہاں کے شہر تہ جائیگر میں تھے۔
 وہاں تک کہ میں سلطان کے قبیح مان کو دیکھ کر سوچا کہ وہاں کے شہر تہ جائیگر میں تھے۔
 وہاں تک کہ میں سلطان کے قبیح مان کو دیکھ کر سوچا کہ وہاں کے شہر تہ جائیگر میں تھے۔
 وہاں تک کہ میں سلطان کے قبیح مان کو دیکھ کر سوچا کہ وہاں کے شہر تہ جائیگر میں تھے۔

وہاں تک کہ میں سلطان کے قبیح مان کو دیکھ کر سوچا کہ وہاں کے شہر تہ جائیگر میں تھے۔
 وہاں تک کہ میں سلطان کے قبیح مان کو دیکھ کر سوچا کہ وہاں کے شہر تہ جائیگر میں تھے۔
 وہاں تک کہ میں سلطان کے قبیح مان کو دیکھ کر سوچا کہ وہاں کے شہر تہ جائیگر میں تھے۔
 وہاں تک کہ میں سلطان کے قبیح مان کو دیکھ کر سوچا کہ وہاں کے شہر تہ جائیگر میں تھے۔
 وہاں تک کہ میں سلطان کے قبیح مان کو دیکھ کر سوچا کہ وہاں کے شہر تہ جائیگر میں تھے۔
 وہاں تک کہ میں سلطان کے قبیح مان کو دیکھ کر سوچا کہ وہاں کے شہر تہ جائیگر میں تھے۔

۱۔ سلطان احمد غوری
 ۲۔ سلطان احمد غوری
 ۳۔ سلطان احمد غوری

پہلے میں ہی دونوں عزیزوں کا درگاہ کو کال ٹکے ایک سیال خانم سہلی، انوں مشتمل
 اعداد و سرے کا اعداد و جو پہلی ملتوں مشتمل پہلی کی نسبت کا پانچویں نے لکھا: اگر کہ صورت نے لڑکی
 رخصتے پر وہ ستار کا، اچھا ایس دھوٹے، پانچ سٹول کا دریں وہ، اچھا دوسرے کی نسبت لکھا: اگر کہ
 انوں کے ہاتھ میں تار کی عمریں کا تیر کی عمریں، اور تیسرے بڑے بڑے کی

مولانا الدہ چوری اہل علم میں وہی حیثیت رکھتے تھے جو شریوں کے۔ میں قاضی
 کی تھی، پہلے مولانا الدہ کے شاگردوں، اور شاگردوں کے شاگردوں جو حضور پروردگار کے ہونے پر
 ان کے لکھنے میں مولانا کی درگاہ تھی، مگر اب نشان بگم نہیں، ان کے صاحبزادے شیخ جلیل
 چوری تھے، مولانا کے مددگار تھے،

مولانا کی زندگی کے آثار میں ایک اور حیرت انگیز واقعہ یہ ہے کہ مولانا نے اپنے
 معاصرین کے خلاف غیر لڑائی میں، بہت سی باتیں کہیں، مولانا کی وفات کے اور حدیث میں، مولانا
 نے ان کے خلاف مولانا کے لکھنے کے خلاف میں، مولانا کی وفات کے اور حدیث میں، مولانا
 کے خلاف مولانا کی وفات کے خلاف میں، مولانا کی وفات کے خلاف میں، مولانا کی وفات کے خلاف میں،

ان میں مولانا کے خلاف مولانا کی وفات کے خلاف میں، مولانا کی وفات کے خلاف میں، مولانا کی وفات کے خلاف میں،
 ۱۔ یہ ایک سورت ہے جو مولانا کی وفات کے خلاف میں، مولانا کی وفات کے خلاف میں، مولانا کی وفات کے خلاف میں،
 ۲۔ یہ ایک سورت ہے جو مولانا کی وفات کے خلاف میں، مولانا کی وفات کے خلاف میں، مولانا کی وفات کے خلاف میں،
 ۳۔ یہ ایک سورت ہے جو مولانا کی وفات کے خلاف میں، مولانا کی وفات کے خلاف میں، مولانا کی وفات کے خلاف میں،
 ۴۔ یہ ایک سورت ہے جو مولانا کی وفات کے خلاف میں، مولانا کی وفات کے خلاف میں، مولانا کی وفات کے خلاف میں،

- ۱۔ شیخ محمد بن طاہر سیاحی جو ہمدانی تھے فی مشائخہ و نقباء میں مزاجی
 ۲۔ شیخ محمد بن علی شیخ نعم بن علی جو ہمدانی تھے مشائخہ میں ہیں وہی جو ہے
 ۳۔ کافی ملاح میں ہیں فیہل جو ہمدانی تھے و تسمیہ کافی ملاح میں ہیں کہ گمانی

شیخ محمد بن طاہر سیاحی جو ہمدانی تھے مشائخہ میں ہیں کہ گمانی
 ملاح میں ہیں وہی جو ہمدانی تھے و تسمیہ کافی ملاح میں ہیں کہ گمانی
 ملاح میں ہیں وہی جو ہمدانی تھے و تسمیہ کافی ملاح میں ہیں کہ گمانی
 ملاح میں ہیں وہی جو ہمدانی تھے و تسمیہ کافی ملاح میں ہیں کہ گمانی
 ملاح میں ہیں وہی جو ہمدانی تھے و تسمیہ کافی ملاح میں ہیں کہ گمانی
 ملاح میں ہیں وہی جو ہمدانی تھے و تسمیہ کافی ملاح میں ہیں کہ گمانی

فیہل جو ہمدانی تھے

و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے
 و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے
 و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے
 و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے

و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے
 و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے
 و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے
 و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے
 و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے و ہمدانی تھے

سے شہنشاہ کی پادشاهی پر جس کا وہ سر تھا وہ بیٹہ شاگرد خدوہ ملکیت مجمل گیا فی سہا ہر دم
 وادان کی گیل کے بیرون پر کر پی مینہ برکات کھڑ کر پناہ اس دور کا، کے نہیں ہے جو چو کہ وہاں
 بنا ویا ہوتا تھا اس کی، بان آکر وہ خزاں کو دیا جو ایک ہر گاہ رہ گیا۔

پادشہ شہنشاہی رہا مست

شہنشاہ
 اس طبع علم سے جو ملے وقت پہنچا، ان میں وہ آفتاب و پہاڑ پائے ہیں، جہاں کے علم کی
 کسی ماہر ہو گیا، ایک و جان بہرہ ریز شہنشاہی تہذیب اور دوسرے طہ و نور جو ہری تہذیب
 استاد کٹر کیا کرتے تھے کہ جس تہذیب کی وہ سربراہی کے بعد وہ اپنے علاقے و ملک کی دیکھا حسین
 وادان بہرہ ریز تہذیب کے لیے ان کے ہاں رہی، و خیر و کھجی جو ہا سے نہایت حد میں، واپس اپنے
 استاد تھا جس کے، در احوال پر ہی حکومت کا ذوق صاف ہی بہرہ دہ نہیں رکھا، ظاہر ہوئے کہ وہ کو کھسے میں کھسے
 رہا، وہ بہرہ ریز تہذیب کے خزانہ میں کئی نہیں دیں، پہلے شاہراہ اس کے بعد وہی تھے ہر ایک حد میں رہا
 میرا جو رہی کا طعنہ شکر ان پر رہی، در سلاہ چاکر ہے چہ کچھ کر چہ رہا،

استاد ملک کے دوسرے شاگرد کا فیہ الدین تھے شہنشاہی چندین تہذیب وادان شاہراہ
 ماہر تہذیبی تہذیب ہے، استاد ملک کی بی بی کے سین جلی، ملکیت کے مادی شیخ محمود ان کے
 اپنے شیخ وادان کے اپنے کا جو بہت حد میں کے چہ شہنشاہی کے چہ کا فی سلطان علی
 کا فی کوہ ہماں آتا، و میر و ایک دوسرے کے بہرہ دہ سے وہاں رہا،

عہد شاہراہی دیکھ کر میں کا فی تہذیب نے تہذیب جو تہذیب، دیکھ کر کے کہ تہذیب میں سے
 ایک ہے، و محمود ان کی تہذیب شاگرد و تہذیب شاہراہ و تہذیب، شہنشاہی تہذیب جو تہذیب

شہنشاہی تہذیب
 کا فی تہذیب

الحمد لله رب العالمین جو تیری دعا تیری دعا دے گی اور میں کا بابہ اللہ جو تیری فرستے تیرا فضل تیرا پوری رہا پوری

دے گا تیری علم و دان کے ساتھ فرمانہ اللہ ہے

ہاں
ہاں لکیر کے زانہ میں سنائی گا آداب بندہ جہاد میں و طلب الدین و طاعتہم الدین و طاعتہم الدین و طاعتہم الدین

اور اس کے ساتھ ساتھ ساتھ ہی شیخ نعمت اللہ محمد پوری لکھو گی کا شفیق اللہ پوری لکھو گی

لا حول و لا قوة الا باللہ العلیّ العزیز و لا حول و لا قوة الا باللہ العلیّ العزیز و لا حول و لا قوة الا باللہ العلیّ العزیز

ہر ہے جن کے ہر وقت اوجہ کے ہر دور کو لکھو گی اس کی تیرا سرور و علم و ان فضل و ان کی ہر ہر

دعائے اس وقت تیرا جہاں ہر ہر لکیر کی پوری لکھو گی تیرا دانی کے ہر وقت تیرا صبر و ہمت

ہر وقت تیرا جہاں ہر ہر لکیر کی پوری لکھو گی تیرا دانی کے ہر وقت تیرا صبر و ہمت

ہر وقت تیرا جہاں ہر ہر لکیر کی پوری لکھو گی تیرا دانی کے ہر وقت تیرا صبر و ہمت

ہر وقت تیرا جہاں ہر ہر لکیر کی پوری لکھو گی تیرا دانی کے ہر وقت تیرا صبر و ہمت

ہر وقت تیرا جہاں ہر ہر لکیر کی پوری لکھو گی تیرا دانی کے ہر وقت تیرا صبر و ہمت

ہر وقت تیرا جہاں ہر ہر لکیر کی پوری لکھو گی تیرا دانی کے ہر وقت تیرا صبر و ہمت

ہر وقت تیرا جہاں ہر ہر لکیر کی پوری لکھو گی تیرا دانی کے ہر وقت تیرا صبر و ہمت

ہر وقت تیرا جہاں ہر ہر لکیر کی پوری لکھو گی تیرا دانی کے ہر وقت تیرا صبر و ہمت

ہر وقت تیرا جہاں ہر ہر لکیر کی پوری لکھو گی تیرا دانی کے ہر وقت تیرا صبر و ہمت

ہر وقت تیرا جہاں ہر ہر لکیر کی پوری لکھو گی تیرا دانی کے ہر وقت تیرا صبر و ہمت

ہر وقت تیرا جہاں ہر ہر لکیر کی پوری لکھو گی تیرا دانی کے ہر وقت تیرا صبر و ہمت

الحمد لله رب العالمین جو تیری دعا تیری دعا دے گی اور میں کا بابہ اللہ جو تیری فرستے تیرا فضل تیرا پوری رہا پوری

کے آئینہ کی اسب دیل مرستہ دی، جو دھوکا دیکھ کر شاہ کے ایک کسے وہ کام نہیں۔

۱۔ مدرسہ کسے سحرانی شہاب الدین شمس الدین، مدرسہ شمس الدین، مدرسہ

اشرفیہ مدرسہ،

۱۵۔ مدرسہ سلطان احمد شاہ،

۲۔ مدرسہ مولانا ابوالحسن علی شاہ، مدرسہ

۱۶۔ مدرسہ میرزا محمد علی، مدرسہ

۳۔ مدرسہ مولانا محمد علی شاہ، مدرسہ

۱۷۔ مدرسہ مولانا محمد علی شاہ، مدرسہ

۴۔ مدرسہ مولانا محمد علی شاہ، مدرسہ

۱۸۔ مدرسہ مولانا محمد علی شاہ، مدرسہ

۵۔ مدرسہ مولانا محمد علی شاہ، مدرسہ

۱۹۔ مدرسہ مولانا محمد علی شاہ، مدرسہ

۶۔ مدرسہ مولانا محمد علی شاہ، مدرسہ

۲۰۔ مدرسہ مولانا محمد علی شاہ، مدرسہ

۷۔ مدرسہ مولانا محمد علی شاہ، مدرسہ

۲۱۔ مدرسہ مولانا محمد علی شاہ، مدرسہ

۸۔ مدرسہ مولانا محمد علی شاہ، مدرسہ

۲۲۔ مدرسہ مولانا محمد علی شاہ، مدرسہ

۹۔ مدرسہ مولانا محمد علی شاہ، مدرسہ

۲۳۔ مدرسہ مولانا محمد علی شاہ، مدرسہ

۱۰۔ مدرسہ مولانا محمد علی شاہ، مدرسہ

۲۴۔ مدرسہ مولانا محمد علی شاہ، مدرسہ

۱۱۔ مدرسہ مولانا محمد علی شاہ، مدرسہ

۲۵۔ مدرسہ مولانا محمد علی شاہ، مدرسہ

۱۲۔ مدرسہ مولانا محمد علی شاہ، مدرسہ

۲۶۔ مدرسہ مولانا محمد علی شاہ، مدرسہ

۱۳۔ مدرسہ مولانا محمد علی شاہ، مدرسہ

۲۷۔ مدرسہ مولانا محمد علی شاہ، مدرسہ

۱۴۔ مدرسہ مولانا محمد علی شاہ، مدرسہ

۲۸۔ مدرسہ مولانا محمد علی شاہ، مدرسہ

۱۵۔ مدرسہ مولانا محمد علی شاہ، مدرسہ

۲۹۔ مدرسہ مولانا محمد علی شاہ، مدرسہ

صاحب شوقی نے لکھا تھا: جہاں عزیز صاحب کے دادا دادا لکھنؤ میں تھے وہ شہید ہو گئے تھے۔
 مرحوم صاحب کے

ایک دوست نے لکھا ہے کہ مرحوم صاحب کی دہلیت کے باعث شہر پر سلطان صاحب نے ایک ترک فیر کرنا
 نہ کر دیا تھا۔ اس وقت کے زمانے میں بڑا کم کیا۔ ان یوں کے شاعر اور شاعر کے شاعر سارے!
 ایک ہی گول ہے تو اس سے چھٹا کہ اس کا طریقہ نہ تھا، خاص طور پر اس کے اوقات میں یہ
 شہر بڑا کم تھا۔ ایک کام میں گئے تھے تو

۱۔ سوئی کو کھست علی جوئی پوری شہر پہنچے تھے کہ وہ کو پیوند پڑا۔ یہ کتا بچا اس کے
 بچا تھا۔ اس صاحب کی شاعری اور سلاطین کی اصلاح کا کام نہیں تھا۔ کراچی سے، انعام حسین دیوانہ ^{۱۱}
 نقویں مختلف اخبارات کی اس کتاب پر شہر میں وقت پائی، اس کا مدنی کے مکتوب سے
 یہ سب ایک ہی شخص کی کسی طرح کام سے ہوئی ہے۔

۲۔ مولانا صاحب صاحب نے لکھا ہے کہ شہر میں پیدا ہوئے تھے۔ شہر میں پیدا ہوئے تھے۔
 شہر میں پیدا ہوئے تھے۔ شہر میں پیدا ہوئے تھے۔ شہر میں پیدا ہوئے تھے۔
 بنائے ہوئے تھے۔ شہر میں پیدا ہوئے تھے۔ شہر میں پیدا ہوئے تھے۔
 صاحب نے لکھا ہے کہ شہر میں پیدا ہوئے تھے۔ شہر میں پیدا ہوئے تھے۔

۳۔ مولانا صاحب نے لکھا ہے کہ شہر میں پیدا ہوئے تھے۔ شہر میں پیدا ہوئے تھے۔
 شہر میں پیدا ہوئے تھے۔ شہر میں پیدا ہوئے تھے۔ شہر میں پیدا ہوئے تھے۔
 مولانا صاحب نے لکھا ہے کہ شہر میں پیدا ہوئے تھے۔ شہر میں پیدا ہوئے تھے۔

پھر دھت اٹائی کے تھوڑے ہی دنوں میں جو باقی حصہ دھت اٹائی میں بقیہ کو دہاڑے سے دہاڑے میں سے
 حقیقت کے غلوں کے ساتھ بڑھت و صحت کی پروائی کا حال دونوں میں پیدا ہوا، شاہ دل نواز صاحب
 مرحوم نے جب صاحب کا سفر کیا، وہ غلبہ غلبہ کے حملہ سے میں اپنی قوت کا سہرا، وہاں دہاڑے سے
 اور پھر اس کی ہی بہت کڑی نظر رہی جیسے وہ مجھ کو نشان رکھتے تھے۔ اس شان کا یہ وجود
 میں کی اس کی دھت اٹائی میں نظر آتا ہے، باقی حصہ کے ساتھ کھتا ہے میں جو ہماری کھد ایک قلمی سرور
 میں ہر شے صاحب کے ہر ایک قلمی سرور میں میں انہوں نے جو کہ خلافت میں اور غلوں میں دھت اٹائی
 کھد جو دھت اٹائی میں قوت فائز تھیں وہاں دھت اٹائی میں کو ترجیح دی اور غلوں میں کھد
 شاہ صاحب کے بعد یہ رنگ اور نگر کی صورت شاہ اسحاق صاحب مرحوم، شاہ جہد یعنی صاحب
 مرحوم شاہ اسحاق صاحب مرحوم شاہ احمد علی صاحب مرحوم کے بعد دھت اٹائی میں دھت اٹائی میں
 شاہ جہد یعنی شاہ اسحاق صاحب مرحوم کے بعد دھت اٹائی میں دھت اٹائی میں دھت اٹائی میں
 دھت اٹائی میں دھت اٹائی میں دھت اٹائی میں دھت اٹائی میں دھت اٹائی میں دھت اٹائی میں
 صاحب جہد یعنی شاہ اسحاق صاحب مرحوم کے بعد دھت اٹائی میں دھت اٹائی میں دھت اٹائی میں
 شاہ جہد یعنی شاہ اسحاق صاحب مرحوم کے بعد دھت اٹائی میں دھت اٹائی میں دھت اٹائی میں
 میں دھت اٹائی میں دھت اٹائی میں دھت اٹائی میں دھت اٹائی میں دھت اٹائی میں دھت اٹائی میں
 دھت اٹائی میں دھت اٹائی میں دھت اٹائی میں دھت اٹائی میں دھت اٹائی میں دھت اٹائی میں
 دھت اٹائی میں دھت اٹائی میں دھت اٹائی میں دھت اٹائی میں دھت اٹائی میں دھت اٹائی میں
 دھت اٹائی میں دھت اٹائی میں دھت اٹائی میں دھت اٹائی میں دھت اٹائی میں دھت اٹائی میں

و سلطانہ دہلی صاحب چنانکہ لی دوسرے نذیر حسین صاحب دہلی میں ایک ہزار میں سے ایک
 نری و دھرم نری چھپکے ایسے دیکھنے میں نہ کر فرما جائے کہ ایک اور نری دہلی
 ہمارے جو کرب نری کی شہرت لگی ہی ہیں۔

اعظم گندہ اور اس کے اطراف

اعظم گندہ ایک ایسی آبادی ہے کہ اس کے اکثر مردم نیز نصابت پائے ہیں اور پہلے وہ
 بہت ہی تھا۔ جو تھے اس سے موجودہ قس اعظم گندہ کے اکثر گھنے تاجیرین دہلی شہر
 اس زمانہ میں سکوا رہتے تھے۔

سکوا رہتے تھے۔ اس موقع پر ایک احمد علی خلی کا دربار میں ایک نری پر صوبہ کے زمیندار
 کی جو غرض تھی وہ موجودہ انگریز کی تعمیر ہوئی ایک گلی کے دیکھ کر اس نے
 میں سکوا رہتے تھے کہ وہ قریب سے اس کی سڑک سے ہرگز موجودہ ایک گلی کے
 جن کو اس کے احاطہ شری کے ہیں سکوا رہتے تھے۔ اس میں ہم کال میں پر گزرتے تھے
 ہر گز کے قصبہ کے بنام میں تھی کہ اس کے گلی میں ایک کو سلام ہو کہ موجودہ ایک
 و موجودہ مسیح مہاراجہ کے گلی کے شادی باوجود تھی کہ اس کے گلی کے
 بہت سے تھے۔ سکوا رہتے تھے۔ اس میں ہم کال میں پر گزرتے تھے
 اس میں ہم کال میں پر گزرتے تھے۔ اس میں ہم کال میں پر گزرتے تھے

اس میں ہم کال میں پر گزرتے تھے۔ اس میں ہم کال میں پر گزرتے تھے
 اس میں ہم کال میں پر گزرتے تھے۔ اس میں ہم کال میں پر گزرتے تھے
 اس میں ہم کال میں پر گزرتے تھے۔ اس میں ہم کال میں پر گزرتے تھے

جہاں گئے اس کی بہت قہقہہ کی اور دولت میں کے خط اپنے اس کو سرور دیا اور چہاں اس کو سرور کی نسبت
 بھی ملے گی یہ چہاں کے بہت زور و جہاں کے گم گم ہیں وقت سے ترک جہاں گری کے سال چہاں میں لاکھ
 چہاں میں لاکھ زور و جہاں کے گم گم ہیں وقت سے ترک جہاں گری کے سال چہاں میں لاکھ
 چہاں میں لاکھ زور و جہاں کے گم گم ہیں وقت سے ترک جہاں گری کے سال چہاں میں لاکھ

اسی تمام دن میں ایک کتابی نوہاں چہاں کے گم گم ہیں وقت سے ترک جہاں گری کے سال چہاں میں لاکھ
 چہاں میں لاکھ زور و جہاں کے گم گم ہیں وقت سے ترک جہاں گری کے سال چہاں میں لاکھ

چہاں میں لاکھ زور و جہاں کے گم گم ہیں وقت سے ترک جہاں گری کے سال چہاں میں لاکھ
 چہاں میں لاکھ زور و جہاں کے گم گم ہیں وقت سے ترک جہاں گری کے سال چہاں میں لاکھ

چہاں میں لاکھ زور و جہاں کے گم گم ہیں وقت سے ترک جہاں گری کے سال چہاں میں لاکھ
 چہاں میں لاکھ زور و جہاں کے گم گم ہیں وقت سے ترک جہاں گری کے سال چہاں میں لاکھ

چہاں میں لاکھ زور و جہاں کے گم گم ہیں وقت سے ترک جہاں گری کے سال چہاں میں لاکھ
 چہاں میں لاکھ زور و جہاں کے گم گم ہیں وقت سے ترک جہاں گری کے سال چہاں میں لاکھ

چہاں میں لاکھ زور و جہاں کے گم گم ہیں وقت سے ترک جہاں گری کے سال چہاں میں لاکھ
 چہاں میں لاکھ زور و جہاں کے گم گم ہیں وقت سے ترک جہاں گری کے سال چہاں میں لاکھ

چہاں میں لاکھ زور و جہاں کے گم گم ہیں وقت سے ترک جہاں گری کے سال چہاں میں لاکھ
 چہاں میں لاکھ زور و جہاں کے گم گم ہیں وقت سے ترک جہاں گری کے سال چہاں میں لاکھ

شہید محمد تقی دوسری مرتبہ شہید ہوئے شہادتِ حق میں مدظلہ ہیں۔

سڑک سے سڑک کے واسطے پرچہ مگر ایک حکم میں جو میان کی پانی آبادی جو بعد میں میں
ہوئے عہد کے آداب تک نظر کرتے ہیں دوسری پانی آبادی مال کی ہے جہاں چائے شربت سکون
میں سڑک سے مشعل پھر یہاں تک ایک گاؤں ہے جہاں انصار کا ایک گھر آباد ہے یہی گاؤں
شہید کا مکان ہے اور سولہا عید النورین صاحب کا وطن ہے۔

اس کے بعد انکم گزہ کا شہر ہے جس کی مشرقی سمت میں دوسرے مشہور و اہم مقامات ہیں
جن میں سے پہلا گھوڑی کا عہد ہے جہاں کے محل نظام مختصہ ہے جو گھوڑی میں قیام کے عہد کا
مشہور ہے۔ اس کے چالیس پچاس برس پہلے یہاں سوری عہد تھا جو صاحب نام ایک مشہور عالم
اور زید مرتھے جن کو امامت کا دعویٰ تھا اور یہ گزہ کا حصار مذمتی ہے گاؤں کے کہا اور گزہ
پہنچنے سے دور آگئے ہیں کی شان میں انچا مذکر جو صاحب و چوکی نے جو انکم گزہ میں رہا تک تعمیر
جو روایت ہے جو کہ ایک تہیہ کی تھا جس کا اوجا صاحب سولہا نامی مرحوم کی رہتی تھی اور
یہاں جو خ تہیہ تھیں وہ تہیہ آؤتہ کی ایک شہر کے پاس ایک عہد کا نام تھا انچا
ان کے صاحبزادے کے پاس ہے۔

انچا صاحب میں انکم گزہ کا دوسرا مشہور عہد ہے چوکی کو تہیہ آبادی ہے اور انکم گزہ
میں اکبری میں اس کا نام یہ ہے اور اس میں تہیہ ہے اور چوکی کی آبادی بتاتی ہے یہ چوکی ہے
اور انکم گزہ کے چوکی میں واقع ہے عہد کا مشہور حق کو قضا کی خدمت میں رہتی یہاں آباد تھی یہاں
ملازم سے سولہ تہیہ الی اکبری ملازم کے صاحبزادے سولہ تہیہ اور سولہ تہیہ واقع ہے۔

حکم نامہ پر پکارت کے پڑتے سنا نہ بھی دے جو جس کا درواں غلام کے راجا ہوں کے لئے
 لڑاؤ میں جو کہتے ہیں کہ قبہ شہزادی جہاں رہا ہے شاہجہاں کی جاگیر میں تھا وہی ہے اس کا شاہ
 آدم ہمان کا دیکھا گیا تھا شہزادی نے پڑتوں سے یہاں کپڑے بننے کے اور گروں کو چھو گیا وہ
 ایک جانتا مہر بنی ہوئی کے چاروں درخت علیہ کے لئے قبر ہے قبر اس قبہ کے پڑتے کی کمال
 معیت و معرفت کے ساتھ علم میں کی خدمت میں انھیں وہی خلیفہ شاہی سہریں اب بھی ایک نیا
 معارف و علوم کا نام جو انسانی کے چاروں گروں کی جگہ سب سے بڑے ہیں اور ہیں اس قبہ میں
 اثرات و عبادت ہیں اور اب بھی ہیں مولا محمد صاحب غازی پوری کا محل وطن ہے جو
 مولا حکم نامہ کے پیر ہیں مولا جو کہ شاہ شہزادہ قبہ جو حضرت مولا غلام فرید صاحب
 جن کا ذکر ہو رہا ہے ان کے باشندے تھے مگر یہی حد میں یہاں کے شرفاء نے تعلیم پا کر رتی بکری
 اسے حال کئے ہیں خالی و درختی جو کہ کریم صاحب ہیں جوئی کہ وہی تھوڑے زمانہ میں سرشت
 کے تھاویں تھے وہ دو سو خانہ دار ہیں بندہ عزت صاحب کا جو کا قبہ کو مشتمل ہے پڑ
 کا قبہ جو جہاں کے مولا ہر کوئی تھے جو شہزادہ ہیں ورنہ پڑ میں نصف شہزادہ ہے وہ
 ہے کہ اتنی و غیرہ اعتبار میں اس و مستحق و سہر ہے ساتھ ہی مولا کا بھی تھے مولا ہی کہ
 حق تھا مولا خدائی صاحب جو ان کی پہلی شادی و کسندہ میں ان کی صاحبزادی کو جوئی
 تھا کہ ان کے تریب و تہذیب نام پڑتے ہے پڑتے و مستحق و پڑتے کا ذکر جو جس جہاں
 چلے نایاب ہیں شاہجہاں پڑتے ہیں

حکم نامہ میں جو جس صاحب کے گروں کے قبہ میں ایک سو چوبیس

سے یہ صریح حال کیا کہ یہی وہ کائنات ہے جس کے اوصاف کی جو دھرتی پر نصب کی گئی ہیں اور ان کے
 کے عبادت انجیل کی تعبیر داری سے کہہ دو چلتا ہے منصب ہند تک اس ماحول میں قائم رہا
 سڑک ادیب کے ہوتے ہوئے نے دنیاوی خوف کے خلاف بھی اور نہ ہی حال کیا یعنی اپنی باطنی
 اپنے عزم و ہمت کی کہ ان کے عزم سے ان کو سیدھا کی جائز دی اور پھر شمع کے عزم و شہد
 سرور کی، اس لئے تو ہم ہم قوم کے ہم دستہ کے صاحب و رگ خلق کے پاس سے شیخ گھسٹے کیا
 تحصیل حاصل کیا شاید اس نے تو ہم راہیوں کے ہم دستہ کے گھٹان بن و گور نے شادی کیا
 اس عزم سے پہنچا نہ ان تک حدود و پست کی پابندی نہیں کی بلکہ دھرم سے سبقت شرف کے
 نام نہ نہ ہی انہوں نے ان کی چنانچہ ہون کے واسطے جو بے حد صاحب کی شادی سے ہی شیخ
 کے گھر سے میں جوئی جو چہرہ پائے ہوئی شیخ صاحب کے خوار و سوس کے، اکام ہم چلا کر پھر صاحب کی
 دنگی کے لئے سوانت کے خدائی شریک و رفیق صاحب کی کو پی کے اسہ فی نظام کے لئے
 بعد سے کے لئے میں صاحب نے صاحب نے دنی آدمی سے تھا و اسام خیرین پر نام ایک ملائے خیرین
 جس میں اس پادشاہ تھا یہ ملائے صاحب کی ملائی کے لئے میں چلائے

مولانا کے دو اشعار میں ایک رحیم الدین کے ہائی نشی و نشست علی مرات کھڑکی افروز کیا
 تھے اور مولانا کے، اشعار قرآن قرین نصاری اگر پر ہی منتقل کے بندہ فی زمانہ میں افروز کے
 ایک شعر میں ہے اور مولانا سے سنا کہ ان اشعار میں کرتے تھے ان کے شعر میں تھے جو
 شاید عجیب و غریب نہ ہم کی منتہ میں تھے مولانا ہی صاحب رحیم الدین تمام شرف میں ہی
 قرآن قرین نصاری کے ہوتے ہیں

موتنا کر چیتہ پہلا اور موتنا کر چیتہ ہی سے نکوس بہت تھی جہاں چوبیہ ابریل چستہ میں رواں چیتہ
 کو رواں ہوئے بعد شیخ صاحب مرحوم نے اس تفریب میں ایک جگہ شفق کیا تو مولانا مرحوم نے کہا
 یہ ایک طبیعت فطریہ تھی کہ کائنات میں مشورہ مانید مصرعہ شائع یہ سلاست دہی دہا زانی اس نظم
 کے عرب و اشعرا کمال سہل صاحب کو یاد ہو گئے۔

خود دریا نہ ہو دشمنی حاسداں را مگر گدازنی
 نام نہور و در بہت باشم کہ تو گر در در را آئی

مشترکہ کی حق مرحوم نے فی اسے ایک وصیت ہی میں نظم چاہل کرتے کہ بہر پر شری پاس کی کیا
 اور میں چونکہ یہ یاد آتے تھا کہ شیخ صاحب مرحوم نے ہنسے رنگ اور دھڑکنے سے اس کی نظم
 دہی تھی اس نے دہا کتر چستہ نہ کو ان کی دہا ہی پر ہی دھوم دھوم سے ان کی استقامت کیا کیا تھا
 اور اس تفریب میں یہ نظم مشاعر میں مایہ گیا کہ سات روز تک مسلسل بل شکر کی دھوت کی گئی
 پر غمگن کی آغوش میں پہلا اور نہ آوری واقعہ تھا اس کو یہ جگہ نہ سوسنا کی تفریب سے بچ سکا
 اور جو خفا سے مشرکہ ہی تھی کی خبر ہوئی کہ بہت ہو وادہ تھیں پوری نہ ہو سکیں وہ وقت ہی میں انکی
 مست خواب ہو چکی تھی جو وجہ بہت کے بعد ہی مسلسل انکی عہد زانی طبیعت سے دھڑکنے شروع
 ان کو شخصی قبل کرنا چہی اس چند سال کی ملازمت کے بعد غلط طور میں دہا کو دہا سنا تھا
 دہا نے گھر مرحوم کی یادگار ایک صاحب ہوئی تھیں جو موتنا کے کاموں نہ دہا کی حاجی شیخ محمد صاحب
 سے رہا ہی تھیں وہ گماشتہ ہی کے مشورہ میں اولہ وقت جو تھا

یہ میری ۵۰۰ جہاں چیتہ ہی دیکھنے (صفحہ ۱۱)

ابتداء میں جب موجود تھے تہی و حیدر نام سے تو کہا کہ یہ پتہ دو سے آئے ہیں،

”نہانی کی اس نسبت سے جس رنگوں کو یہ دھوکا ہوا کہ وہ مدام عظمیٰ جو عیدہ تھان بن کر ہر گز کی
 دوا دے کر سر، پاؤں، ہاتھ کوئی کے فائدہ ان کی طرف منسوب کرنا چاہتے ہیں، لیکن یہ دونوں خیال غلط
 ہیں، واقعہ یہ ہے کہ سونے، چاندی، مسک، عقیقہ اور حقیقہ کا پتہ پانے کے موجب فرج کھنچے تھے
 اور عیدہ سے جنت پسند تھی اس لئے عقیقہ کے بدلے، اور آپ کو نہانی کہا، بلکہ یہ نسبت انھوں نے خود
 اسے اختیار نہیں کی، ان کے اسناد و مولانا فاضل صاحب چرایا کوں نے ان کا مقب نہانی رکھ کر اسناد
 مولانا فاضل صاحب عظمیٰ مسک، عقیقہ حقیقی تھے اور ان دونوں مولانا عیدہ صاحب دعویٰ تھا جو مولانا
 کے سب سے پہلے جو ہی نہیں کے بہتے دے تھے متعدد ویر متعلقہ کی سدا میں اس امر میں پسند نہیں اور
 احوال بدیہ میں صبر کے پرانے، اور طریق میں مناظرے اور سالہ ہزار کی ہندی تھی اسی احوال میں
 اس دے اپنی گور کو نہانی کہ کچھ اور عیدہ کو شاگرد کے ہم کاجن بن گیا
 مولانا نے جہد سے جو فی میں، دو میں اپنا تعلق شہید کیا تھا، عازری میں تہی اگر وہ، ایک نام
 فوس میں نہانی ہی رکھا جو،

پہلے ہی کہ نہانے سے نوریت نہانی گلاب برہم کہ ان میں پس و گرنی آئے

وہو اور اس پر نام ہی تعلق میں بنا رہا ہے،

نور تہی ہائی میں یہ وہی ایک مسک دینا کہ زور و گنتی سن ہر ہر مدام

ہم رئیس شہابی نہانی اسے دہی کہ نہ ہر شہابی پکت ہر مدام

اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ تہی عرق، وزن کے سب سے جو اسکا مطلب تہی کہ نہانی، ان کا تعلق

پہنچے | مریدانہ حرم کا چھین مسد ہوا دروازہ میں گذرنا خطرہ دین تھا، وہ حافظ بھی قری تھا، بہت سے بچے کی پیش ہاتھیں مناسبت تو ایک دفعہ کا اسی لڑکا ایک دستوخیان کرتے تھے کہ چار دینی ذات تھی: صحن میں بیٹے تھے اور لوگ، لٹا کر ان کو سائبان میں سے پانا پاتے تھے، وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ ان کے پاس تھوڑی سی برسی کا لٹا جو برباد ہو، چار تو نکلا جو پانی کیلئے برے لٹا لوگ اس پر ہنس رہے تھے مگر اس دہشت کے ساتھ ان کی کسی اطلاع نہ ہوئی کہ خود بھی تھے، ہر جمعرات کو سولانا کا ایک بیٹا مقرب تھا، بیچ جرات کو اس کا انتظار رہتا تھا شیخ صاحب کا ایک چنانچہ ملازم ان کی کچھ جالی کرتا تھا وہی چوبہ بیا کرتا تھا، سولانا اگر کہیں پہلے بیٹا لگے بیٹے اور شد کرتے تو وہ چوبہ کو لگ پڑے کھڑتا تھا کہ تاکہ بھی چوبہ بچا، اور آفرود میں کمر جرات ہی کو تھا۔

تسلیم و رست | مولانا کی والدہ ماجدہ تھیں اور نور علی صاحب بھی اس زمانہ تک خود ماری کی آیت تھے، ست ماہ آتا تھا، اس نے اپنی پہلی بار دو کو صدا کا، م سے کمر دین کی خدمت کے لئے رخت کیا، ابتدا سر سید مرحوم کی وجہ سے اس احمدی بیٹے دفعہ و متری اختلاف میں بہت دفعہ ٹک ما کمر خدمت سے غریب دفعہ کے آؤ سے بہت کچھ متاثر ہو گئے تھے، اسی سے وجود سوچ ہو کر ان کی نگینہ فی عالم دنیا شیخ صاحب مرحوم سے قریب رونق کے مطابق بڑی 'حرم و عمارت' سے اپنے سے بیٹے کا کتب کیا، قرآن پاک اور نادی کی امتدائی تعلیم کا وہ بھی حاصل کی، لیکن کے گاؤں کے قریب تک پہنچے کے ایک بڑے لوگ کچھ عہدہ صاحب، انتہائی پیچیدہ و متحرک جو مفتی محمد رفیع صاحب فرنگی علی ہر مولانا مسد و سبیل صاحب و جوئی کے شاگرد تھے، وہی پہلے حکم دیا کہ اسے چنانچہ وہ لکھے انتہائی تعلیم ہی ہی سے پائی، اور کچھ دوسری شکر مند صاحب، انتہائی پیچیدہ و متحرک جو سیر

خوش فہم لکھنے کے لئے ہر روز قریب صاحب زلی می کے شاگرد بنے رہا۔

تو ہی آنکلیں سووی جو اس صاحب معروف بیان فرماتے تھے کہ سووی لکھتی ہیں چھ ہی سو تہ
لکھن بنے ہاتھ تھے ایک دہائی کو ہی سوہا غار قریب ایک بیچ کا وقت تھا ایک ایک میرا
انکلیں کل گیس ہو گیا دیکھتا ہوں کہ سووی لکھتی ایک گونہ میں بیٹھے ہوسے کہ کہ روزی ہی ہوجاؤ سو
ہو کہ اس قصہ تاریخ لکھ رہے ہیں حالانکہ ان کا بیچن تھا سووی کہ صاحب بڑا لکھان قدیم کی
ایک سوہو دھار تھے وہ مولانا مرحوم کے ہم تالان میں نے کے علاوہ ان کے بیچن کے وہ سوہو
وہ سبیل آگے ایک دور رہتے تھے کہ مولانا میں دیکھتا ہوں میں پچیس برس سے تھا ان میں
میں جب وہ محل بند ہی تھے اکوٹی لکھی لکھ دیکھتے تو اس کے پڑتے کے نے یہاں پہنچتے اور لکھتے
اچھا شریعتی تو ہیں کہ وہ جاتا تھا۔

وہ لکھتے سے فرماتے تھے کہ بیچن میں فرصت کے اوقات شکر کے ایک گنہ روئی کی دکان
پر سر کر کے تھے کہ ان میں اپنے بیٹے ہی شکر کے دیوان میں تھے اور نہایت بیچ سے ان کے بیچ
مشاورہ دے دے ہاتھ تھے۔

میرے اکلنے شیخ صاحب مرحوم اور شکر کے دوسرے اہل استطاعت صحابی لکھنے لکھنے لکھتے
اس مرحوم صاحب کا ایک سرور خانم کیا تھا میں پہلے غور سے صاحب مولانا شکر کے علی چوہدری
مرحوم کے شاگرد صاحب سووی انش صاحب مرحوم صاحب اہل مقرب ہوسے مولانا صاحب ہی

صاحب مرحوم صاحب سووی انش صاحب مرحوم صاحب اہل مقرب ہوسے مولانا صاحب ہی
صاحب مرحوم صاحب سووی انش صاحب مرحوم صاحب اہل مقرب ہوسے مولانا صاحب ہی
صاحب مرحوم صاحب سووی انش صاحب مرحوم صاحب اہل مقرب ہوسے مولانا صاحب ہی

میرے اکلنے شیخ صاحب مرحوم اور شکر کے دوسرے اہل استطاعت صحابی لکھنے لکھنے لکھتے
اس مرحوم صاحب کا ایک سرور خانم کیا تھا میں پہلے غور سے صاحب مولانا شکر کے علی چوہدری
مرحوم کے شاگرد صاحب سووی انش صاحب مرحوم صاحب اہل مقرب ہوسے مولانا صاحب ہی

Handwritten musical notation on a page with 20 staves. The notation consists of rhythmic marks and some illegible text. A small, illegible label is visible on the left margin near the middle of the page.

اسلمہ کے شہد پہنچے ہواؤں کے تھیں میں شاعر کے نکتے بتاتے

چو کہ ان کی کوئی کلی کیفیت سناج نہیں ہوئی اس لئے ہم چند شعراء صفا کر سنائی گوشت خور و جزوی

سید سید و گلشن دل و خوش چمنے یکس گوش چمن و دھوکہ و ساختہ گدا

گلشن دغا نم دروں جبر گروہا نیم آسمانہ و ہر گل آتشی دغا

درد دل و گراں بے سید نکاح و بے شمس و ملک آستانہ

درد چشم من تاپ جالہ بیا چوں در و یک در و جہ جاکن

زمانہ گزشتہ حکم تو بہ چہ سسر دور مستند شہد و زخم تو شہد

یوں لہنا کا دوق مروج مطلق کی تعلیم صرف نظری ہی نہیں بلکہ عملی بھی دینے سے معنی سب سے

اقتضایہ ہوتا تھا کہ سب کی امانہ و عشق کرتے تو اس کے لئے شوق طالع کاروں میں خاص تھا

دیتے تھے چہاچہ مولانا تھی مروج کو بھی ان کی عشق کرا لی تھی وہاں کا و مہ و انشا و در اسلام میں

مولانا کا دوق صاحب نے ہادی کا صفا کو بھی تخریب ہی اصول سے نہ مانی تھی اسی کا ثبوت

کو مولانا تھی اپنی تحریر و تقریر میں مطلق کی تربیت کے عو گروہ و ماطوس میں عشق ہو گئے تھے اور مطلق

اور ان سطور کے اہل سے ان کا ہر قدم انشا تھا اور نہ تھا

ان کا گزرا ہی تھا کہ دوق کی استعداد میں جمع ہو گئی تھیں اسی اتحاد وفاق سے استاد و شاگرد کے

سویا چکا کہ وہ یہ قوی کردہ اور انہیں طبع استاد کی کشش شاگرد کا غارتی پر پہنچ کر کئی

بہی گزرتی کشش استاد کو غم گھٹا پہنچاتی یہ وہ توحیدانہ منظر کشی ہے جس میں ہر جہاں ہر جہاں

پر شمع صاحب کے کام کا غم مولانا اس صاحب مدد کا قہار ہوتا ہے اور ہر سے ہی پھر حلیہ صبح کرتے

میں سے صرف ایک کام ہی معلوم ہو، ڈاکٹر خداداد داس، اسی مرحوم جو ڈاکٹر خداداد ہی کے فقہ نام سے
 معروف تھے اور جو دوست اور شاگرد جو کہ رہے وہ سب تھے ان کے پاس جہاں ان کی کچھ چیزیں
 صاحب جو حکیم، شیائے نام سے مشہور رکھتے ہیں اسی زمانہ میں مولانا علی مرحوم کے ساتھ اسی مدرسہ میں
 مولانا ذوق صاحب بھی پڑھتے تھے، قایم شاگردوں میں حکیم صاحب بھی ہیں، میری ملاقات مولانا علی مرحوم
 اس واقعہ کا ذکر کرتے تھے، اور اس مدرسہ کا حال پوچھتے تھے۔

مولانا علی جیسا طرح تلمذ اور مولانا ذوق کا ساتھ مولانا علی ترمیم کے سونے پر سالگرہ کا
 کام کیا چند ہی دنوں میں وہ جوہر قابل، ایسا پہلا کہ علم میں خیرہ ہو کر رہ گئے، اور مولانا دینار داس
 کے لئے دینار بن گیا، مولانا ذوق صاحب ہی نے ان میں اکثر خیر فرمایا کرتے تھے، مولانا صاحب
 دینار بننے میں بہت سی باتیں تھیں، اس میں بھی کی کچھ قابل توجہ ہے۔

فلسفہ کی تعلیم پر مولانا نے پوری جست و خیز کی تھی، اور ان کے پاس ہی پوری فلسفہ سے حاصل
 کی تھی، ایک صاحب نے فرمایا کہ میں نے فلسفہ پڑھی فلسفہ سنتے تھے، کچھ فلسفہ میں بہت کچھ

اور مشیت یہ ہو کہ میں نے کلام کلام کی عادت مولانا میں اس کی عادت نے خاص طور سے مولانا
 مولانا کو سالہا سال کے بعد بھی جب فلسفہ کا مسئلہ چھوٹ گیا تھا، فلسفہ اور مسائل پر مولانا صاحب
 تھا کہ فلسفہ میں چارے وہ میں شمس آباد کا سبق شروع ہو، اور اس سلسلہ میں شروع ہوا کہ بارہ
 استاد مولانا جیلا اندھ صاحب پوری تیار ہی تھے اس کو پڑھاتے تھے، مولانا صاحب میں ان کے پاس
 مولانا صاحب مولانا صاحب مولانا صاحب مولانا صاحب مولانا صاحب مولانا صاحب مولانا صاحب

نے اندر میں کہ بہت کچھ مولانا صاحب میں مولانا صاحب میں مولانا صاحب میں

ہرے وری دوستوں کا یہ سنا صاحب بگوانا ان دونوں لوگوں کی مسئلہ قیراؤ کے
 شخصہ دہی میں کچھ اور میرا کہ صاحب کے لئے ہے، جب وہ چھٹیوں میں گھر جاتے تو رات
 میں گھنٹوں میں ہم لوگوں کے پاس ٹھہرتے تھے سنا کا قیام اس زمانہ میں نہ وہ ہی میں ہی وہی سنا
 صاحب کے پاس ایک دو دو فرمے گئے تو مسئلہ قیراؤ کے تعلق سے ہی سے میں نے غصہ کیا
 اسکا چہرہ اور اس کے ہوا ان پر ایسی چمک بھٹکواں کہ وہی سنا صاحب اب تک گھٹا ہوا ہے
 سنا صاحب نے فرم کیا، سنا صاحب قریب قریب وہ فرم کیا کہ آج اس میں سنا صاحب
 وہ کہ کاشٹر قلم پائی چہرہ سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا
 سے سنا صاحب پر سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا
 یہاں اس صاحب کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا
 پر سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا
 رات میں اس کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا
 جوئی باغ کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا
 گیتوں کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا
 کے لئے باغ کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا
 یہاں سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا

چاہئے کہ اس کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا
 سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا صاحب کی سنا

عالمی شہر گزراں بندہ شد کا
بہاؤی کی جگہ اسے فنا ہوئی اس قدر

جب خدائے مہربان نے اس کو پیدا کیا تو اس کے دل میں جو چیزیں تھیں ان کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ سب میری نعمتیں ہیں اور میں نے تم کو اپنی رحمت سے نوازا ہے۔

آفتاب سے ذکرِ حبیب و مستزول

[illegible]

مرد و زنان کے قتل گزرتوں میں اوبہ تھے اور میرٹھ کے جہانم خانہ اپنے انگریزوں میں بھی مدد حاصل کر کے اپنے اہل سے بھی استفادہ کرتے کاشوں والے انگیر ہوا، مولوں کے والدہ رحمہاں کو قید و بند پہنچنے تھے، طواغیر کہ وہ با ضرورت شدید اپنے خود ویرانوں کے سے اوچل کرنا بھی پسند نہ کرتے تھے، مگر سوشل کے والدہ نے جو بہت باہمت خاتون تھیں مولانا کی بیٹا بی شوق کو نکال دیا اور دیکھا کہ نیکہ بھی کی جس سے انگریز کا اثر خفاک باہر فرعون نے طلب علم کے شوق میں وہ وطن کی پیروی کو محسوس کر دیا۔

اس مہر میں غلامی کا رواج کم تھا، مگر موشا ہیر مل، اپنی اپنی جگہ پر سترہ دہائی اور دو گز
دستہ جو تھے، بڑی آستانے میں وقت کی پونیر دنیاں تھیں، بلکہ تھیں موشا ہیر مل کی رنگی ملی مرحوم کے
دستہ سے پیدا، غلام تہ قبی سہائی پیر میں سو، موشا ہیر مل کی خدمت اور دو پونہ میں موشا ہیر مل کی خدمت
تاکہ موشا ہیر مل کی خدمت میں موشا ہیر مل کی خدمت میں موشا ہیر مل کی خدمت میں موشا ہیر مل کی خدمت میں
کی جو ہر شایہ میں نے ہر فی کے ار پاب کہاں کیا کر دینے تھے، بلکہ تھے موشا ہیر مل کی خدمت میں موشا ہیر مل کی خدمت میں

ضرر ہی نہیں کر سکتے۔

مولانا فیض الحسن مرحوم کلچر میں ملازم تھے۔ اس نے یہ وہ وقت وہی صرف نہ ہوا تھا۔ یہ وقت بھی غائب تھا۔ کیونکہ شہر و پستہ تھا اس وقت مستحضر کر رہتے تھے جن کا کلچر سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اور ہر ایک کے اوقات مقرر تھے۔ اس ماحول میں اگر کوئی اور ملتا دیر تو ہونا مشی جیسے فارغ التحصیل طالب علم کو درس دینے سے تو ناانگوار اور ملنا کے بجائے کوئی دوسرا طالب علم اسی استعداد کا ہوتا جس کو وہی وقتوں کا سامنا کرنا پڑتا تو ہرگز وہی نوعیت کی رحمت فرما کر کے لئے بند نہ ہوتا۔ اگر ایک طرف تو مولانا فیض الحسن کا عزم اس لیے نزل حرم واپس آنے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ دوسری جانب سب مولانا فیض الحسن کا وقت فاضل دینے ستا تھا۔ وہ مستعد طالب علم کہہ سکتا تھا۔ اور کیا تھا۔ آخر کار یہ ملے ہوا کہ مکاتین کا کلچر تک کی مسامتہ کرنے میں وہ وقت صرف جو تاجی ہی ملے۔ مولانا ادبیات کا درس لیا کرپا۔ یعنی آنے والے میں ہی نظم کا قلم بھی اٹھنے لگا۔ مولانا فارغ التحصیل طالب علم سے غالی نہ ہیں۔

یہ کہ گزشتہ صلیب و خستہ نام نہ تھا

دانی پیرم میں تھی زور کو خرم نام

اسی نظم کے تحت میں قلم چل رہی تھی۔ مولانا فیض الحسن صاحب دعاؤ کے لئے سدا چہرہ اپنے وطن شہرہ سے گئے تو اس جیل سے کہ اب وہ ہونا گئے ہیں ساتھ ہی سفر کا مدد و کیا پچھلے کلچر کے لئے یہ حقہ اسکا۔ وہی قلم ہی صلیب و خستہ نام وہی اس قدر خواہش کو کہ ہر نام سدا چہرہ کے درجہ پر تہہ جانی ہند مولانا کے لئے مولانا فیض الحسن صاحب کی پامیت بہت سزاوارتہ تھی۔ اور انہوں نے کہ اسی درس سے مولانا فیض الحسن کا ادب کا مجموعہ کا لکھنا کہ مولانا کا وقت

روم گفت فنی کے علاوہ تھے اور وہ شاعری شمس العقب کو جس کا سرخی متنبی ہی شروع باہریت
 بہترین مہر تھے مولانا ابی رحیم کا ہی ابتدائی مدق مانتا ہی رہا ہوگا مگر کلام آفس خود نیا پہلی گئی تھی
 باہریت کی تقریریں فنی پر ہی ملاد اور سچی شاعری لاٹھہ سے دور رفتہ زمانہ میں اس کی گئی تھی
 کہ مولانا نے علامہ کی پانڈکرن اور وزیر عزمک جانا نہ چھوڑا کہ اس کے شاعر گنگا باگرتے تھے
 جگر، العرب شعراے باہریت کے علامہ کی دوسری کتاب بھی جو رسا تھی، لیکن صاحب
 دیر سے ان کی کتاب پہنچی اور پڑی وہی اس کو اس کا سے لگے کہ ساتھ سے، اور مولانا علامہ کی کتاب
 کو دیکھ کر وہی ایک خط میں لکھتے ہیں: "اس صحت پر مانتا ہوں میں ہے وہی ہے اور سب سے بڑا
 اثر مولانا فاروق صاحب طلب اور دور میں پڑیں۔" (ماہ نامہ ۱۲۰)

مولانا کو اردو کی شاعری کا شوق جاحد کی کتاب سے پیدا ہو گیا جو میں علی گڑھ آئے
 کے بعد میں، مگر میری اس کا نظم مولانا فیض احمد صاحب ہی کی صحبت میں پڑھا تھا، چنانچہ میں نے
 کائن کا ایک حوالہ خدائے مہربان سے نقل ہو گا

مولانا فیض احمد صاحب کا سب سے بڑا فیض قرآن پاک کی جو ترجمہ خاصیت، بلاغت کی کشتی
 تھی مولانا فیض احمد صاحب اسی مولانا سے قرآن پاک کا اعلیٰ دورہ اور ترجمہ ہے عالم طلب
 کو پڑھاتے اور خاصیت و جہت کے نکتے بتاتے تھے مولانا شمس رحیم میں بہ ذوق اخیر تک رہا
 اندر کے ایک جیسے کی تقریریں جو بھی بولتی ہے اور شاعر سے جس جہت سے پادیں اس سے شاعر
 جو بھی تقریر فرماتی، مولانا ہمہ ہیں اگرچہ طالب علموں کو جن میں یہ کتاب بھی تھا قرآن پاک
 اعجاز کی کتنی پرستود وری دیتے،

خوش دل سے دعا ہے کہ جو ممکن ہو کہ مولانا ایضاً محسنِ سماج کے میلِ ملت سے درسی کا نقشِ طائرِ مروج
 پر کسی قدر سرگرم ہو جائے اور ہم کو اپنے زمانہ میں سے سولہ بیضِ امنِ سماج کے ساتھ
 شیشی تھی سولہ کے بھی بندھا ہے کی ہلکی سی جھلک اس مریض میں عداوتِ ظہر پر ناپاں ہو جو مولانا
 ایضاً محسنِ مروج کی وفات پر عامیہ عالمِ تاثیر میں اٹھا ہوا اس مریض کا پہلا ہندوانہ اشعار کو شوقِ برتاوی
 جو میر تقی میر نے غمِ دم نہ گونامہ رنگِ گرم
 چرخِ سحر میں چرخِ سحر سے مراد
 بے گشتِ علم و فن دینا نامہ اس مریض پر
 گئے چرخِ سحر پر ہم گشتِ بزمِ سحر نامہ
 آگے چل کر دوسرے ہندو سوانح

مرزا قاسم علی شاہ نے مولانا کی وفات پر ایک شعر لکھا ہے جس کا ترجمہ
 کرتے ہوئے مولانا کو کسی سا خوب کلام کا جو میں میں معلوم ہوا اس کے ساتھ لکھیں
 انہی اور علمِ سب علوی سے کہ کو پیچھا دو اور ایہ تریں ان کا وہ مریض کہ کجوان کے گشتِ سحر
 سولہ ایہ علی شاہ صاحب نے مولانا کی وفات پر ایک شعر لکھا ہے جس کا ترجمہ
 مولانا کی وفات پر ایک شعر لکھا ہے جس کا ترجمہ
 شہرہ سے مولانا کی وفات پر ایک شعر لکھا ہے جس کا ترجمہ

[illegible]

ماخذ صاحب جو اس وقت قلعی بنھاتے تھے کہ جو کوڑا قتل ہوا کہ اپنی منقہ صاف کرنے کے لیے
ماخذ صاحب نے اپنا دوسرا احسان یاد دلایا کہ وہ، یا ہے جو سہرہ کی حاجت سمجھ رہی تھی اور حق
جو دفتر تو کی سے حاضر ہوا تھا اور چنانچہ جہان کے ساتھ وہ پوری تھا سے ساتھ تھے اور آخر میں
نے ہار دی تھی۔ انتہا کر لی۔ اور ہم کو کرم کر اپنی صاحب میں یکریہ نگاہ پر رہے۔ وہ یہ کہ
وہ تھے اور مولانا مسکرا رہے تھے۔

مولانا نے خود ہی کتاب میں شتی جید اور صاحب تو کی کو باجم سہو لکھا جو درویشی کا
ہم سنی سہا تھیں جو فی باب وہ اور مولانا وہ اور مولانا احمد علی صاحب تھیں سہا تھیں جو تھیں
تھے، مثنوی کے صاحبزادہ مثنوی، قرار تھیں صاحب کی کتاب، انجیل، اور پیر اللہ دہر سہرہ
میں لکھے ہیں وہ وہ، یا آگیا جو جید اور مولانا نے مثنوی احمد علی صاحب، ایک ساتھ حضرت
اور مولانا احمد علی تھیں سہا تھیں جو تھیں سے عرش میں کہتے تھے، سہا تھیں چاہنے کے لیے جب مولانا
سے تھے تو پہلی منزل تکسٹری، یہاں ان کے ہیں صاحب فری محل میں مولانا تھیں صاحب
پڑھتے تھے، وہ صاحب طوں کے جمع میں ہار و فہرہ تھیں کی سہرہ میں ہار و فہرہ سے ہار و فہرہ

لے بہرہ کوڑا چھوڑ کے یہاں اب بھی جو، اور سہرہ چھوڑے وہاں جو سہرہ، ایک، و سہرہ نے قبر ہے یہ
سہرہ بھی جگہ تھیں کہ اس کے ایک، رحمت فری محل میں ہار و فہرہ کے سہرہ تھے، اور سہرہ رحمت ہوئی
اور یہاں صاحب تھیں، ہار و فہرہ تھے، اس لیے یہاں علوم میں اور رحمت ہیر کے صاحب میں کا سہرہ تھیں
بہرہ تھیں، اور سہرہ میں صاحب کا سہرہ ہار و فہرہ تھیں، اس لیے یہاں کا سہرہ تھیں اور سہرہ تھیں، اور سہرہ تھیں
کہ اس سہرہ کی خصوصیت اب بھی کہ تھیں، ہار و فہرہ تھیں، اور سہرہ میں سہرہ تھیں کہ تھیں
اس لیے یہاں صاحب کا سہرہ ہار و فہرہ تھیں، اور سہرہ میں سہرہ تھیں، اور سہرہ میں سہرہ تھیں

کہ یہاں کے جلسہ میں جو بیک کو وہ دشت بگانی کی نظر روکنے لگا، مگر وہ دس مشتکے ظہر ہی میں سے
تھے۔ جس دشت و بگانی کا ذکر مولانا فرماتے ہیں، وہ اسی سافرنہ طاوت کا اثر تھا،

غیل | مولانا احمد علی صاحب کا آستانہ علم مولانا کی تحریریں درگاہ حق، اس وقت متنِ احمدی کا
ہو، جو پختہ کہ مولانا کے والد اور داماد کے ماضی و حال کے سچ کا قصہ کیا مولانا کو بھی اس سفر
کا شوق و شگرت تھا، مگر دھرم دیت، دھرم کی کنش تھی، احمد، دھرم دھرم دھرم دھرم دھرم دھرم دھرم دھرم
نے خود اپنے شیخ کو اپنا میر بنا لیا، وہ رانی سے مشورہ پایا، فرمایا کہ ٹھہرنا تو ہر وقت ہو سکتا ہے، احمد یہ
سفر ہر وقت جیسے نہیں آ سکتا، چنانچہ مولانا نے بھی اہم سفر کیا، احمد رب رب سے بھی کئی کئی بار ہو گئے
اس وقت مولانا کی عمر ۱۹ سال کی تھی، اور کل قریب چوبیس برس ہے جس کے ماضی کا
کہ یہ سبھی قریب قریب ۱۹۱۰ء میں تمام ہوئی،

سیرتِ حبیبؐ یعنی سے صاحبوں کے کسی شخص کا دل کے ساتھ مولانا بھی جاکر روانہ ہو گئے
اس واقعہ کا ذکر مولانا نے اپنے ماضی قریب کے ایک شعر میں کیا جو ہمیں ان شعروں نے ملا ہے
میں سیرتِ حبیبؐ کے واقعات کو نظم کیا ہے،

آج سیرتِ حبیبؐ کی یاد تازہ ہے، مگر وہ سب
مولانا کے ایک شاگرد مولانا محمد علی صاحب کی بیانی سے ایک شہری کہ وہ چند شعر
میں جن کو مولانا نے روضۃ الطرب کے ساتھ چھاپا تھا،

مولانا کے والد مولانا محمد علی صاحب مولانا کے والد مولانا کے والد مولانا کے والد مولانا کے والد
مولانا کے والد مولانا کے والد مولانا کے والد مولانا کے والد مولانا کے والد مولانا کے والد مولانا کے والد

اسے بزم کا دریاں کر دے اور
 ہر پہر دیکھتا تو اسے نیا تو
 جو بہا بہت سے ہم آہید
 از گرم خوشیں کن نامید
 چوں ہر دم آمیدوار
 ساقی غلے ز مسمر ہر بار

اب دہی سر پہ سونے کی ٹلی لگے دو بھی باری رہی، چنانچہ دیر نہ ہو وہیں چو کھینے
 ہیں اس سب کے سیر کی انفرماتے تھے کہ خرب حریت کا پیر و تیر وہاں دیکھی کہیں دوسری جگہ نظر
 نہ آیا، یہ تیر البر کی کتاب، تمہید کا جو موصوفہ نام لک کی شرح اور حدیث کی دائرۃ المعارف ہو
 ایک مرتبہ اور لکھا تو فرمایا میں نے دیر نہ ہو وہیں اس کا غلی نہ ہو دیکھا تھا۔

اس صبح سے بھی عجیب اثر گزیرا وقت نہ آیا کرتے تھے، قریب آگے تھے، کہ ایک طالب
 شہد ہی رہی کے دایہ نہ شوق کا عالم تھا کہ ہر پا کرے پار کی منزل میں ملے جو رہی تھیں، تو اسے
 اکاٹوں سے چیلو جو رہے تھے، وہ چلتے چلتے خاک کر رکھ کر کھینے گئے تھے، ہر روئے سے کھینے
 نہ جاتی تھیں، جو سماجی یا کر مانتے کھینے جو گئے، بیٹھے کا نشانہ کیا اور نہایت پر سوز لے میں
 مسرت تھی

آہستہ آہستہ یہی کتب سے بڑا جوتا ہے
 کوئی کا سا جو کتب پاس ہے چاہا ہے

تو سر پہ اب تو ب کی فاضلی اسو کی، غیر تمدنی، اور صرفیات، اخلاق کا بھی اور دیگر
 چیز بھی، چہ بہ شعل کے طور پر پڑھنا کرتے تھے کہ جب کبھی میں اپنے تئیں ان کے کھانے کی کوئی
 چیز دیکھتا رہا، اگر تھانہ لکھتا اور ہلکا، کہ کوئی اس کے اور تھانہ کو جید کر لیتا اور کھانے
 مستحکم کر لینے کے بعد دیکھتا، اچھا، ایک مرتبہ اس کو صرف ایک بولی دی گئی، ہر کسی طرح نکلی

نہی مگر شرابان نے اب بھی دو سرے ساتھیوں کو بلا کر ایک ایک ورثہ تقسیم کیا تو موصوفے اس سے
 پرچھا کہ انہیں سے کیا تجربہ دہائیس کو ذرا ادا تھا تو اسے کسی سامنی کو شرابان نے اس کا جوہر سب
 دیا اس سے سوپ کی شرافت قومی کا پتہ چلتا ہے اس نے کہا۔ یا شعیب حدیث ادا عیدنا انما کل
 وحش نارا سے بڑا کچھ کھا پینا ہمارے ہاں بھی مردانہ غیرت و مردانہ داری اور شریعت و مروت و رگم
 کی مثال ہیں یہ وہ افریسان فرستے کہ ایک ہاں کسی منزل ہیں مومن کے ساتھیوں نے ہڈی چننا
 رکھی تھی ایک ڈھابا دو بار بار دھرے گزرا اللہ اس سے گروڑی تھی جو ہڈی میں پڑی تھی تو
 کے ایک دقیق سفر کے بار بار مسخ کیا گروہ نہانا عاجز اگر انہوں نے اس پر دو ایک شیر کھینچ مارا
 یہ دیکھ کے یہ تو بھانپا نا قابل برداشت تھی انھوں میں ہر اس نے ایک آف دی ویس پاس کے نام
 پر واقع ہو گئے جو بھابھو چشما شہم میں بیٹا ہے تھوڑی سی خاک بیکر ایک دست
 پر کھتا وہ چوٹ مار کر نہ کہ اس طرح تم کو یہ بدکردی ہو گا موصوفے اس سے بہت ہنسنا
 سامانی آئی زحمت کیا بہت مکن ہو کہ ملازم حرم کے منہ نہ ذیل شرک موصوفے اسی واقعہ پر فرما
 بادہی پر سید قشیری را کہ چوں بر وقت شست ما کے در حوا پیش پریشان کو دادا
 موی اقباس ہر صاحب تہیل فانی ہیں کہ ہاں شہزادہ میں وہ ملازم حرم سے حاضر پڑے
 تھے ایک سے دین پائے اتنی کا یہ شعر سبق میں تھا۔

المرح لاہ ملائکہ کوفیہ

والفلسف کا تتبع مرد اللہ

نیز دوشی محمد کو نہیں بکرتا

اور یہی کے کہے کسی میں نہیں کسکت

اس شعر کی شروانی میں مولانا نے ج کا ایک و افریبا ہی کیا کہ ایک بدوی نے ان کو زیور

کا حریف کا سکھایا، اب ہمارا اس شوق کا منہم جو ہم پر بھی پڑا، خود نے لے کر اہل حبیب سے
 لے کر خانہ کو حبیبہ میں پڑے ہلکے گرفتہ نہیلی رکھنے میں، اور تھیلی اور انگلیوں سے جو منہم خیر کی
 اکرمت کے لئے بنائے ہیں، ان کی تھنہ اور چھوڑتے ہی، اور تھنہ باہری کے رخت سا ازورہ دار و
 کی جنبش پر حرکت کرتے ہیں، تاکہ حریت کے ہم میں نہرے کی اتنی کافی حد تک پرست ہو سکے کہ
 مرے تھلی، وہ کہنا ہے، ان کا فرق بیان کرتے ہوئے ایک مرتبہ فرمایا کہ دو، پہلی میں جب بچے
 حریف ہیں، تنگ کر دیتی ہیں، دوسری چھری چھری کرنا، اور گنگہ میں بھی جواب کا پورا چھوٹا رکھتا ہے
 دیکھ کر خال نے آخر تک، اور گنگہ کا سنبلی است خوی میں سے جو ہر اور تھنہ سے چھوٹا
 چھائی یا فتنہ ہر محسوس کیا، مگر یہ کہ وہ تہ چاہیہ تھنہ فی نہر میں۔

بہ قوی کام مٹنا | میں نہ نہیں مولا، قیوم سے داروغہ ہے، اور نہ سے اسلام میں ایک ہوتے
 رہی تو ایک سبیل ہی تھی، وہ ان کا واسطی کی ترکیب تھی، اس ترکیب کے پیروں ہی بہر حال ملک کا
 اتالی مرحوم تھے، جنہوں نے تہذیب میں قیام کر لیا تھا، یا قیام کو نہ پر میرے تھے، انہوں
 سلطان محمد علی خان نے جو سلطان دوم کے ہم سے آئے، ان میں مشورہ تھا اس ترکیب کا نہ تھا
 حریف سے اسلام کی غنیمت اس کی عظمت کے قرائن کی حیثیت سے ان کو بہر حال قیوم اسلام
 میراث میں تسلیم کیا گیا، وہ کہ ہم کا فتنہ پڑھا جاتے تھے، میں وہ قیوم ترکیب بھی نہیں سے
 میں کی وہ میں بھی نہیں سے، اس میں کی زمین شاخوں پر چھوڑ پڑی، جی تھیں، اور میں کی عظمت
 میں نہیں کر، اور تک سلطان بنے تھے، میں سے وہ نہ تھا، اس است کا تھہ کرنا کہ وہ اس عظمت
 کو نہ کہ وہ نے لگا، مگر یہ کہ اس سفر میں کے سال پر مد میں کا فتنہ بداشت نہیں کر سکتے تھے

سے دشمنی کی جنگ ہو آئے شیر عثمان پٹاس کے شکار کا ناموں کی یاد آئے کے دل میں کس
 طرح ہوتی تھی، تو وہی نامور خزانہ میں لے چکا میں بہتیں ہزاروں مادی بصری اور آتش پرہیز تھے جس کے
 لئے جس کے شاہد ہیں شہشاہ، دوس نے پتلا کی رو ہی قوت صرف کر دی تھی اور خود پہر شاہد ہیں کہ
 آگیا تھا، جس سے لاچار و حیرت کی گئی اور دھمکا اٹھ کے، دوس کی جبری طاقت کا تھک گیا تھا تاکہ
 اور میدان جنگ میں لڑی ہو کر گرتا، ہوتا خود شہشاہ اور دوس کے آگے کی کریم نکو راہ ہوا اور میدان
 کھینچا تھا اور لگا، یہ واقعہ شہشاہ کی رہا تھی، انہماک کے قدیم سے تمام جہود و ستان میں مشہور ہو گئے
 تھے اور کچھ پر بھی نامور ہوا، دوس کے مات سے واقعہ ہو گیا تھا، قسطنطین میں اگرچہ کسی بھی اور سے ہے
 بلا لیکن یہ کیونکر ممکن تھا کہ دینے نامور روزگار کے رکھنے کا ستون، دل میں نہ چہتا، صرف شاہ دوس کے دہا
 میں ایسی ذات سے جس کا دوسنی کا جذبہ پیہر ہو، اور اس کا تھا جس کے کہ اختیار و قوت کتب وہ
 ان کے دل سے میں نکلا، بلکہ وقتی قوتاً اور اندر ہی اندر بڑھ کر پڑ گیا۔

ان تمام میں صرف کچھ اور بہت کم حشر سے مستند کتب	سولہ سترہ سترہ کتب انہماک کے نام اور اس کے اطراف میں رہے، کبھی کبھی کا عثمان دیکھیں، انہماک کی کبھی بیل کی تھا، اور دینہ وری کا کام دیکھ کر ان تمام بے المیہ انہماک اور ہنگاموں کے ساتھ ان کے عملی کار
--	--

تو یہی اور قوی مثال پر حال یہاں جاری رہے،

تعمیر و ترمیم کی خدمت بہت سے ظہار کی زندگی کا لازمی جزو رہا ہے، خواہ کوئی وزیر
 کی کریم و جواں یہ تھا اور آقا کی مشہور پڑا لکھی رہا، یہ مذہب ہے کہ یہ مثال دنیائے کونیا
 سے سفر اور خیر عثمان پٹاس کی طاقت ہو۔

اسی طرف سے نکلیں جس رکھتے تھے چاہے رنگی لال کے یا کہ ٹہلے جو ابلی کے یا میں نے تانے کی خدمت پر حاضر تھے یہاں تک کہ ہوشیاری کے ساتھ اس کے معنی جو فرست صاحب ہی جب تک کہ میں غم نہ ہے جس میں میں کی نہ مست بھی انجام دیتے تھے یہی حال نہیں تھا کہ وہ صرف سرکار کی عہدہ دار تھا، شفا مولا افضل فی صاحب چیز زادی سرشتہ دار وہی یعنی صاحب صاحب دینی احمد زکریا صاحب دینی، سیدی محمد صاحب مراد آبادی وغیرہ۔ یہ سب لوگ سرکار کی خدمت کے ساتھ میں میں معروض تھے ہوشیاری کے ساتھ جو بوی عرفیہ و حق صاحب کبھی کبھی وکالت کیا کرتے تھے وہاں ہی، اچھا وقتہ اس کے کاغذوں کے ساتھ طلبہ کے اسباق کی کتابیں بھی لکھی رہتی تھیں۔

شاہ شیر نام صاحب مادی بیکہ جو مہلے آگست ۱۸۸۸ء کے مسلم پریوٹ اور میں ہوشیاری کے حالات پر مگر میں میں جو مومن لکھا جو درجی کے واقعہ میں ہوشیاری کے ہائے ہوشیاری میں لکھا ہے۔ تجلی سے فرحت کے ہندو میں وہ جس میں وہ میں اور ملاحظہ ہو میں میرے

میں نے میں ہوشیاری میں لوگوں کو پہنچاتے تھے ان میں سب سے پہلا اور تمام تو قورموا کے احقری اور بھائی مولانا محمد زکریا صاحب مرحوم تھے جو عربی ہوشیاری سے بہت دور میں چھوٹے تھے دوسرے صاحب مرحوم مولانا محمد صاحب مرحوم میں جو مولانا کے شایع فریاد میں شاعر و شاعر کی کتاب میں چری میر جو میں لکھی ان کا ذکر مذاق بہت اچھا تھا اور وہی نام میں یعنی ملت میں اس وقت میں لکھی تھیں جو میں وہاں کے لکھی تھیں اور

لکھنؤ
۱۸۸۸ء
۱۸۸۹ء
۱۸۹۰ء
۱۸۹۱ء

نوش کے اکثر پرستہ خطروں اور قساقوں کے پاس غلام تھے، تیسرے صاحب دینار، وہ غالب نام کے مروی پر مرصع صاحب تھے، چوتھے کو جون چور کے حیر میں پھنس گئے، چوتھوں کا بہنہ نہادی نوہیں تھے، آٹھویں سے لے اسی زمانہ تک، اپنے دلی دوست و بہنوں کے مروی پر مرصع صاحب ہند، دلی کو فارسی میں خطا لکھتے تھے، دہریں مرصع صاحب کا دوام و جو چہ سنا صاحب ہی و آف و ابی جاسو و دیگرے کی اس کو نام (مکاتیب نامہ ص ۱۷۷)

مقدم میں، جاسکس کو پڑھاتے تھے، اکبر صاحب ہندوستان صاحب و فیروز بہن و دوست و عزیزوں کو پڑھائی، علامہ سیکی کو پڑھایا کرتے تھے، دہادیچ مرصع صاحب کو اپنے ایک شاگرد مروی پر مرصع صاحب دینار مروی کو لکھتے ہیں، "ہر میں داند و کاکان کن و ام و حق ہی ہا و حق کای و دوداد"۔
 رہا تہ قادیان ص ۱۳۰

ہندو نامہ میں مولف کا دوسرا نقل شروع ہوا ہی خاص زمانہ کے بعض سربراہان و علماء نے سچے سچے صاحب الدین نامہ جو غالب کے ہمعصر اور دوست تھے، سفار کے ساتھ اردو کے بھی متاع تھے، مولف نے یہ بھی صاحب عربی کے ۱۰۰۰۰۰ روپوں میں بھی شکر کرتے تھے، مولف فاروقی صاحب خود بھی شاعر و دروہ صرف شاعر تھے بلکہ موسیقی کا فن بہت اچھا جانتے تھے، مولف فرماتے تھے کہ مروی صاحب کثرت کے قیوس پر اٹھا دیتے اور پڑھتے، شبلی بھروی صاحب کے پیر کا کہنا ہے، قوی ہمدان مروی تھی و رحم جہ پڑا کرتے ہیں، اپنے قیوس پڑھتے تھے فرماتے تھے کہ وہ بھی اس کو کافی فحش تھا اس زمانہ میں عرفا فارسی غزلیں لکھتے فارسی قیوس لکھتے، ہندی زبان سے بڑی محنت سے انشا کرتے، اور اردو شاعری کا قرآن و نور عام چاہتا، اور انظم نامہ میں مناسبت کرتے، مولف

چسپی ہائیں وہ وہ کاشدہ بلند ہوا

ان کی اسی مہ کی ایک چیز راہیہ کالی و قندھار کی دوسری ستارہ میں بختیاریا سے لے کر لکھی
 ہوئی اس کی نقل ہمارے سامنے ہے مگر کون کون اگر نیرنگا میں نے کار بہ کالی و قندھار میں دیکھ
 کی تھی وہ مگر نیرنگی شرمس اس کا کچھ حال نظم کیا تھا میں نے مرہستان کے واسطے خواہش کی کہ اس کو
 کوئی آرد و نظم میں ترجمہ کر دے یہ کام مرہستان نے اپنے ذریعہ اور جو نیرنگی میں پختہ وہ اس کی
 نظم کر لیتے شرمس کے تحریر یہ ہے۔

مرہستان پرچہ و ساس کی داستان دیکھ و طبل و نساں کی داستان

پہلو اپنا جہاں کی داستان شاہ کے اعزاز و دنیا کی داستان

مکران بسو واکاں کی فتح ہے

تیمور جہد دستار کی فتح ہے

دوا کاہل نے کی جب سرکشی ملک میں پنہانہ سے دست کی

غیر سے ڈالا مخاطب جہد شہنی ہر چاہ تھا کچھ میاں خود سری

دوس پر نہ جوگی بن اختیار ہاتھ سے چوٹی سان اختیار

میں سے بجا خزان ہمارے جہاں ہر گئی آہ مستہ فرخ گراں

تھار دس لڑائوں جنگاں کا ساتھ جس کے ہم ہوئے قہر و گراں

اس کے بعد انگریزوں کا لکھنؤ کی سرحدوں کا اٹھنا بھی یاد کرنا چاہیے کہ ان کے ہاتھوں میں ہونے لگا

دانش کے نام میں یہ خصوصیت سے لے گئے ہیں۔

ہے۔ اس سے ہم اس پر عمل نہیں کرتے، اہل اذراہ فریب و کرست اور شربت ہے کہ حضور اعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 صریح فرمایا کہ کسی قدر گنہگار ہو کر کام میں لگتے ہیں اور جو کام گنہگار میں چاہتے ہیں
 سے پرہیز نہیں کرتے۔ اسلام اس مسئلہ کو خوب طور دیکھ کر اور جب نہیں سمجھتا تو اس سے کہہ دیتا
 کہ جو نبی کی صحبت میں فریب اور گنہگار بن کر رہے ہیں تو ان سے میرے جو بھائی اور بھائیوں کے
 دام فریب میں آؤ

اگر عقل و ادب کے بغیر عقل ہی کا یہ دعویٰ ہے کہ معتدی کو سزا دینا چاہئے
 اور نصیب سے، ہر نامی و ناموس و دوسری جو جو دھڑلے، ہارے، دعویٰ ہے کہ معتدی کو کسی قسم کی
 ہار دینا عزت ہے تو کہہ دیجئے کہ یہی اسلام اور وہ جب کا تو کیا کہ گنہگار سے ہم وہ فائدہ نہیں کرتے کہ
 جس سے ہمارا دنیا، آخرت، جان و مال کا دعویٰ باطل ہوتا ہے۔

اس مسئلہ کو میں نے یہاں اسی نوعیت سے فعل کیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ علی گڑھ جانے
 سے پہلے ہی مولانا کے علم میں اور ولایت پروازی کا کتنا زور تھا، نیز یہ کہ دماغ اور تقریر کا کتنا
 سرسبز تھی اور دماغ کی تاثر سے پہلے بھی کس قدر تھا، دعویٰ اور دلیل کی ترتیب اور اسے
 جو سے مسکوں کو سمجھ کر کہنے کا میلان ان میں نظریات دوسری، تہ اس سے ان کا وہ تاثر
 ظاہر ہو رہا ہے جو اس وقت کہ رہا تھا، یہی فرقہ بازیوں سے ان کے دل کو بچا تھا۔

اعانت میں مولانا ابھی اس حد تک ہی مناسب فرمائی تھی قرأت عطف، ان کے مسئلہ
 میں ایک حد تک دیکھتے تھے یعنی ان کو اس مسئلہ میں وہ عقوۃ تھا جو اس زمانہ کے لوگوں
 کے اہل انصاف کو تھا، مولانا مولانا نے مسئلہ کو میں تمام، کلاماً، متعلق باقرۃ خلف انما

کے نام سے ایک سخیل کتاب بطور خاکس کے لکھی تھی اور اسی میں ختم ہے اور جس کے مسلک کی تسخیر
کے ساتھ بیان کیا تھا اور قریب یہ تھا کہ شاگرد اساتذہ کے نزدیک امام کے پیچھے سجدہ کرتا
وہ نہ جانتا تھا کہ یہ سجدہ نہیں بلکہ واجب کہ کبھی پڑا جاتا ہے بلکہ جس پر اس کے بھی قائل ہیں اور کم از کم یہ
کہ مقتدی پر فائز کا پڑنا اور جرم پر نہ مکر وہ بلکہ اسے صرف اتنی بڑی کردہ شائنیوں کی طرح
اس کا پڑنا ہر حال میں واجب نہیں سمجھتے تاہم میں مولانا عبدالحی صاحب نے اپنی تحقیق یہ ظاہر فرمائی
ہو کہ جہری ہیں امام کے مکتب میں بھی سورہ فاتحہ پڑھنے میں خاص جوں امام پڑھتا ہے اور
میر کا یہی امام حیدر نے مقتدی سے سورہ فاتحہ پڑھا۔

امام سے اسباب کی طرف سے اس کا یہی ارادہ کہ یہ جیسا تھا کہ امام کے پیچھے قرآن کا ترجمہ صرف
ہو کہ واجب نہیں بلکہ مکر وہ ہے اسی بنا پر اسکا شاگرد اللہ ہی علی ضلالت و فتنہ کی شک کے امام سے ہر طرف
کا ایک مختصر سار عربی میں لکھا اور میں نے اس کا ان میں سے کسی ایک میں کو بیجا پڑا اس کے
پچھونے کا یہاں ان کے چار شیخ جیسے اس سے بڑے بڑے فاضل تھے اور ان میں سے ایک نے امام سے اس کا
ہر اور اس کے گروں نے ہاتھوں پر پڑا دیا یہاں تک کہ ہندوستان کے کچھ کچھ اور تمام اور وہ
تک پہنچ گیا۔ پہلے پہل میں جب سورہ اے اسلامی ملکوں کا سفر کرتا تھا اس کے اساتذہ کے احسان
کہ شیعہ سے بعض ملے نے ان کی بری قدر کی تھی اور ان کے لئے اسے سرفرازیں تھیں
اور کہ کا فوڈ کر کے پور دلتا۔

میں سورہ میں سوانہ لکھی تھیں میں یہاں بعض اسباب لکھ کر رفت و آمد کرتی
میں سب فرنگی علی کی تحقیق کا وہ ایک فائدہ دینا انتظار میں سورہ ناچہ بھی صاحب کے نام کی بھی

اور سحر کی ساتھی وہی تھی جس نے اُن کا خطرہ کارنامہ تھا وہ اسی میں اُن کے اہل گھر سستا کا بھی
 دفتر تھا جو ہر مہینہ شام روح کو اپنے کام سے سحر کرنا خاص کر اہل گھر میں پڑتے تھے اور شہ
 ہی تعلق سے اسی مٹی ستارہ میں صاف کیے دہرے سے بروا کی مٹی تھی، صبح دینے اور میں روں کی
 گدہ شہ تعلیم پہلی دھڑا جی۔

اس زمانہ کی بعض اور دونوں ملکاتیب میں مٹی ہیں اور میں پڑنے شاگردوں کی
 یہ عورت میں نقل ہے۔

کتے بوس کا مطالعہ اور نامور کتبوں کی تلاش مولانا کا فطری ذوق تھا، جس زمانہ میں
 میں موجود تھا، گویا زمانہ کا نقطہ نظر کہ اور تھا، فرماتے تھے کہ انکم گزاد میں کتبوں کی کوئی
 دکان تھی، مولانا اکثر اس میں چلے جاتے اور شام تک ملی کتابیں پڑھ کرتے، بعد وہیں
 دیکھا کرتے، اس زمانہ کے خطوط میں بھی اس کا تذکرہ ہے، مولوی محمد صاحب دینپور کا
 اکوٹاری ہیں، اور ماہرچہ سلسلہ کرتب سے جہاں دکانست کر رہے تھے، چونکہ یہ دکانست
 وہاں ہاکن جیسے ریاضت و محنت سہانہ اور زمانہ میں۔

ان اپنی جہتوں کی عقلی و معنی میں شہ کی ایک تالیف کا نام دیا، ان تصانیف ہے،
 اس میں اس نے سب عقائد کے و تھا، اور عشق و محبت کی لطیف عربی نہیں اور
 غزلیں جمع کی ہیں۔ اس کتاب کا ایک تہی موزون تہی کے پاس تھا جو اس وقت میں
 میں ہے، میں دیکھوں کہ اس میں مولانا کے دوست، مولانا، ایک عربی مدد کسی کے نام لکھا
 دیا گیا ہے اس نسخہ پر سوادین مجدد عربی طبعیت کی مرچہ، اور اس میں سوادین چہرہ

١١- الاجور والاقساط قصير

کے کچھ عزیز کا دلچسپ، صبر پس حالت میں

جلیل روحانی و نعمت الکریم

محب ہے اور اللہ تعالیٰ مجھے پس ہے۔

(وہ متبہ فانی)

اور کھسکا اور ہسکا نہ ہو۔

یہ خطا نہا سکتا یا سکتا؟ کہہ کر کہہ کر سوئی محترم صاحب کی بیاض و بکے سے معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہی کر کے دستخط دیا اسی زمانہ میں کرتے تھے، اس خط سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں، ایک تو یہ کہ ان کا عربی، انشا، اسی زمانہ میں کسی صاحب دست خط صبیح الدعا میں دیا گیا ہے، اور ہندوستان سے ہندوستان سے عربی کے تحفہ جہاں سے باطل ایک ہے، دوسرے تاؤر کن ہوں کے دیکھنے اور پڑھنے کے حقوق کا ادا نہ ہوا ہے، تیسرے یہ کہ ان کا تاریخ دستخط پہلے ہمیشہ کسی ہندو شہنشاہ کا غالب تھا، اسی دو باتوں میں ایک دوسرے کو کھتے ہیں :-

[illegible]

حضرت خواست کہ میں صاحب اردو مکتبین نہ خواہوں، وہ دودھا درہم، لالہ و چونرب
تبادل ہوا تم اہل شعر ہو۔

انچھ جہت تک ادا جیتہ معلوم رہی تھوہت کہ غیر قضا خواہ

ناہدی و دیر خندم غم و دہی نا توے حیاں ششم چنا ہوں وہی جھٹ کہ ہم چنا ہوں
بجئے دل میں دکھ نہ ہو دیر میں تلکتن اپنی پہرہ کوچ توں کوکر سرہنگ اندا و مستانوں
وہ تو ایک کلا رنگ اندا دوسرے صحت کو پاس طلب مدد کن کہیدم دھوپ و مدیم غریبا
گوید کہ غیر و قلم و قوری غواہی سر پر دواویا کو پھوٹ استہجے دہی کر سچہ و اگر بری
خود نہ دہا ہوا ہنر صاحب بیلی دی رہند آتوہ تحصیل دی و غیرہ اوغوش و شرفیست افی و ہر ستر
چرخ و آتوہ شہادت برنامہ آدہ کہتے رہے، اوہی پانی و ہرنہ مدلی گدا تم بہر حال تیرہ ہی اول
میں کافہ خامو نا اتفاق تک اکا صاب رہے و یکپاٹ کہ کہ مدلی حسی پاس ہو گئے
اس و آخر سے سوانا کی غیرت کو صحت نہیں لگی وہ تیرہ کر یا کہ اب و کامت پاس کر ہی کے
ہم میں گئے چاچر اس خوش کے لئے انہوں نے پہلے خانوں کی ایک ایک کتاب کہ نا بیجا
ہندہ کہ ہوں انہی صفت مرعہ کے اور دہات کے جزئیات کو سمجھنا رکھنے کے یوں سے چہ
مقرر مشا رات وضع کئے اس طرما پر ایک اپنا خاص مرعہ کیا وہی دواویا کا وئی کی جوت
سائی کا وئی پر خود چہرہ چوگا، دودھ دوسرے سال منتہا میں پاس چہرہ، سوانا کا بیجا
اسکا کارہ ثابت ہوا کہ اس کی مدد سے ان کے چند اجاب ہی دکاشت کے متعلق ہو گیا تھا
لے مکاتیب نامہ سے فارسی ہم

صاحب کو خیال بھی تھا، قی طرح پر اسکی جانب مائل ہوں، اور صوفیہ فکر سے بچ کر مگر کسی ہی غم غم تمام
 قتل فرمیں کی علامت و عداوتی اتوار دن روپیہ باہر دیتی تھی جس میں سے قورہ پیسے نو روپے
 سے پکری تک کر یہ تہہ و نت میں آتے تھے، اس کے بعد فرق امت کی اسالی مار میں
 پر مانی ہوئی تو اس کی بھی نام نہائی کی، اور رات کے رخصت اس و رات سے ناام و بیٹے
 کو اہل معاملہ کے کام میں پینا تو بڑی چیز سے ان کے سب و پورا میں آوام کرنا بھی سعیت کھتے
 گریوں کا سوچا، مضائقہ کہینہ تھی ہوئی و پورا و چھٹا و پے وائی و چھپ میں روہ و کھ
 ہوئے گاؤں گاؤں کو تہہ سے پورا پورا کرتے تھے، انکی و خر کا کوئی سابق نہ ہوتا، سائیں
 وال پامل، اس دین کی کو کھالتے، ان صاحب کو پھر بھی دکات پر نوج دیتے،

جنا پہ اپنے ایک عزیز کو کسی نہ نہیں وہ ایک گشت گشتہ کو ایک خط لکھا جو جیسے فرما
 ہیں، "ماہر و دو کو رات و دراد شب نشا تم و دراد طلب" تا یہی جو وہ صاحب و قورہ صاحب
 خوب تو عاقل و سہل و نہ ششہری و شور و دراد می حق تا میرش کے فی و دام و کور و زور و
 و پھر نہ خلف کا دم بید و جس و افادہ است، انکوں و دے میں کہ میں سر محنت پر و دہی و قورہ گے

اتوں و دوست و دام کہ نہ تھے چند و جم ہا، اور و رست، نا و پیش کس و جو و قورہ و رست
 نبوت و جہت و رہا نہ خدا کی، و نوز و شش و جمل کھتے تھے، اور محنت و دہانت کے ساتھ
 و رخصت و نام دے کھتے تھے، مگر ان کو خروں کی و بار واری کا میلہ کماں تھا، و اس کے نذر
 لازم و دہی انکی کی مٹی پر کھو، و دل میں جاسے تو بقی کے دین چنانچہ ہا محنت کے
 دے چند و در و دہی و قورہ کا اقام خود مٹی کی بانی بنیہ اسکا حوائی و دے میں رہا و پھر کھتے

ماہ پر نظر رہا۔ یہ تمام وہ تھا جس کا ہر کس جہانکس ساتھ گرا ہی چلا گیا۔ یہ سب وہ وقت سے
 واپس آئے۔ اسے وہ وقت و دراصل قیامت کشیم و مان افریجہ و اونڈا تاہ سہ کار گزاری
 چلا رہا تھا۔ (ماہ فلوری ۲۰۱۰)

نیل کا کام تھا۔ وہ لڑکھانے والے زچنداری کے ساتھ نیل سازی کی تجارت میں پانچ پانچ کرتے
 تھے۔ وہ اپنے ساتھیوں نیل کے ساتھ کارخانے و جہان افریجہ میں آکر کام لگے پاتے ہیں۔ ان
 کے تھے مرنے کی شہی و کھڑا کرنے کے واسطے ان کام کی گرا ہی آتی کے پہر کی مہر و شکر
 کے ساتھ کہ وہیں یہ کام ہی نہ لگایا گیا ایک دوست کو لکھتے ہیں کہ یہ چلا رہی ہے۔
 دیگر وہ وہیں کام پر کام و متعلقہ ان تمام ہر چہاں چلا رہے ہر سہ اسے ہی چلا رہا
 ہو گا کہ وہ اس سال (مصر) قیامت ہی چلا رہا۔ (۲۰۱۰ ماہ فلوری)

یہ چلا رہا تھا کہ ان تمام سالوں میں
 یہی چلا رہا تھا کہ ان تمام سالوں میں
 یہی چلا رہا تھا کہ ان تمام سالوں میں
 یہی چلا رہا تھا کہ ان تمام سالوں میں

یہی چلا رہا تھا کہ ان تمام سالوں میں
 یہی چلا رہا تھا کہ ان تمام سالوں میں
 یہی چلا رہا تھا کہ ان تمام سالوں میں
 یہی چلا رہا تھا کہ ان تمام سالوں میں

یہی چلا رہا تھا کہ ان تمام سالوں میں
 یہی چلا رہا تھا کہ ان تمام سالوں میں
 یہی چلا رہا تھا کہ ان تمام سالوں میں
 یہی چلا رہا تھا کہ ان تمام سالوں میں

میں بہت دور تک رہے تھے اس نے اس تحریک نے دین اسی طرح کے مسئلوں میں
 کافی شریک کر لیا تھا اور خود مولانا کے والد شیخ حبیب اللہ صاحب اس کے برہمن دوست
 ہو گئے تھے اس کا پہلا اثر تو یہ ہوا کہ انہوں نے اپنے نچلے بنے ہندی میں صاحب کو ساتھ
 بائیں کے بعد اپنی مشین میں انگریزی پڑھانا شروع کیا اور ان کو ملی گزہ کا کچے کے مسئلے
 میں تعلیم سکے بچی چار ماہ مشین تک رہے۔ بعد میں سے ان میں سے ان میں سے ان میں سے
 اکثر پڑھنے میں تیس ماہ تک رہا کہ وہ ہندی میں درجہ سے شے کے لئے لکھتے تھے
 کے لئے ہادی کی بیٹے اور وہی نام آئی یا اس کے کئی نوٹوں میں لکھے تو غالی پائے
 گئے تھے کہ مدت میں عربی کا ایک قصیدہ لکھا گئے۔ اور یہی ہے اس قصیدہ کو دیکھتے تو
 اس کے قصیدہ میں اور عربی کا کو دیکھتے کہ بہت متاثر ہوئے اور قصیدہ کو اپنے اخبار میں لکھا
 گوشت دھوا کر اور اکثر پر مشتمل ان میں چھوٹی

والعزم عن قوسا لا زال يترقب	الرجل يمشي عذما صديا بصل
سے باقی ہوا مالاکہ کم جاوی قوم سے جو رہا	ہر گئی چار چار ہاں جو قوم کو لکھا ست
ادرا ییری فیدہو جل و لا عید	مالک و من الدار سا لا مادہ حد
نہیں ہدی تھی کہ کہ کیا ہیں۔ مرقوم تھی	جاری قوم کو دور وقت حال جو کسی کو حاصل
لکھ لکھ لکھ و عذما صقت بھم جید	اور اتنا ہی تھی بہت شے تھو
ما صحتہ مستعدہ ہر گئے ہیں	تو کاشین اور ان کے ہر گئے نام

لا یرجون فی ما کان یحضر

مید بخور کی وقت ان کا یہاں نہیں ہے

ترجمہ ابو عرفی کا یہ وہی خلق

ان قرآن کریم کا دلم ہی بیکار ہے

لا یرجون وقت حاقوا بیا

ما جو دکھائی جا رہا یوں کارہ پڑے کہیں

وہل چار یہ لاپتہ کسب

صلوات کے عات کو یہ نہ ہو کیا اس کے

حسن حق ابو عرفی اصلاح حال

پس یہی شخص ہے وہی امداد کے لئے کرت

اب کنت تستلنی من حدیث

اگر تم مجھ سے پوچھو کہ حدیث تو میں کرتا

ہو الذی عاف فی الاقامت

وہ وہی کو تم کہہ میں جنت رہا اور

من اقبل الذین والدہ نیا علیہا

جو کہ مانتا ہے والدہ کی طرف سے

ماں دیکھ کر حسن آتش و شہ

جلت صفتہم للی و الخطل

ای کا نام شرکار نہ گواہی دے یہاں

فلا افادہ تیلہ ما نہ اشتہو

کہ مال ان کو وہ جو بھی دے نہیں پتہ

عن موع صبح فقلت باؤا اسما

ان بزرگ سے تیرے کو کہنے کا لگا یہاں

من کان من عذک الا حکا

ن کہ اور کوئی عادت نہ ہے - مکتہ

خاندان جانید یہاں قطع

کی حد اس کو یہ حد میں حد دے گا

فکت الزمار لہما و لیس یطل

ہام مسرور - یہاں نہ مسرت

و بالسانہ سند اکامر

بانت خال کی جو خدا و بھی جانیں ہی

والان فی شیخ ما قد سر حوش

پتہ خاندان کی گاہ - یہاں مشورہ

فی لکیرات علی آثار

میں مومن کی کوئی سبک چھوڑ دیتے تو میرے گھر کو کچھ پریم جوہر بیٹھتا۔ یہی مومن الہی
 اعلیٰ شمس خداداد علی محبت اس سے اس لذت کے سے انھوں نے اس کی کو گوارا دی۔ آگے
 چل کر ہونٹا کی تھوڑی تھوڑی پیو ہو ہو گئی اور عربی کے پرہیز ہو گئے اور قرآن پاک اور
 دیانت کا درس بجا دیا ہے۔ کالج کے علاوہ ٹھہر کے مومن کی تعلیم کی کمی اگر پڑھتے تھے۔ یہاں
 میں بیگم نہیں مومن سنی ملت اور صاحب کی درگاہ اور پیکر کا مرجع امام بنی ہوئی تھی۔
 اُن سے جو لوگ پڑھنے سے تھے اُن میں سے جس کو ادب کا شوق ہو تا وہ عوام سے پرست
 آتا تھا مولانا صاحب علی صاحب جنھوں نے ہم کو ہمیشہ سے اس کے شرف حاصل کی۔ وہ
 مولانا کے ادب میں اسی روز کے شاگرد ہوئے گئے، ملا صاحب سے متاثر ہی ہے۔ کہ ضروری
 ماہر علی بیگم شاگرد ہیں، ادب اور علم سے پڑے ہیں۔ دوسرا فی

نیم | مولانا چندی برونہی جو کہ میر صاحب کے بہن ۱۲۰ برسے یک روز ہی مستند
 شہر میں پڑ پڑ رہے ہیں اور ایک مکان سے کر رہے ہیں انھوں نے مولانا کے چیلے بانی موری
 اور اس کا رحم اور ان کے چچا اور دینی خدمتوں صاحب اور ایک اور طریقہ اور انھوں صاحب نیم
 کی ان سے اُن کے ساتھ گئے تھے چنانچہ یہ شہر فادر اسی مکان میں جا کر مقیم ہو

لیکن اس مکان سے کچھ دور تھا اس سے سنے جانے کے لئے موری کو انتظام کر دیا
 اس مکان میں کئی چیمے رہتے اس مکان کے قریب فوہم قریب صاحب کی علی گڑھ

میں مولانا صاحب کے شاگرد ہیں۔ مومن صاحب کے شاگرد ہیں۔ مولانا صاحب کے شاگرد ہیں۔
 مولانا صاحب کے شاگرد ہیں۔ مولانا صاحب کے شاگرد ہیں۔ مولانا صاحب کے شاگرد ہیں۔
 مولانا صاحب کے شاگرد ہیں۔ مولانا صاحب کے شاگرد ہیں۔ مولانا صاحب کے شاگرد ہیں۔

اور ان تمام چاروں ٹیڈ صاحب پر مشتمل کامکان بھی تھا۔ ۱۰۰ روپے پر ملنے لگا۔ اپنے عزیز شاگرد
 اور سب صاحب کو ایک خط لکھا جو مکاتیب میں شامل ہے۔ اس خط سے اس مکان کی خوش
 رہنے سے آواز اور اس زمانہ کے احباب اور متاثرین کا ہر چہ پتا ہے۔

<p>چل کر کے اتنی دن میں عام قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی چاہو تو کہیں، ہر چہ ہے تو کہیں</p>	<p>دعائے کو اس موئے کے یاد آئے ملک قدح صوفیہ خیال ہوتا ہے کہ کس مکان میں</p>
--	---

پہلے کا کچھ یہ سہ ہوتی ہو گی، کی شکل پر گاہ دوست احباب کچھ جو سگے بھائی و چچاں تمہیں جو وہ
 ہو کر ہیں تمہاری طرف سے رہن کر کے پڑھنی حافرت کا خاکہ کہتے ہیں اور امید کرتے ہیں
 کہ تم حیات کی رئیس امتثال و شہادت کی تلاش تھوڑے کا یہ پر کے لئے چڑھو گے اور سہ سے
 مصروف رہتی حالت کرو گے جس میں مکان میں رہنا ہونی شروع کے کار سے پر ہے۔ وہ مکان ایک
 مختصر مگر خوش موقع مکان ہے۔ وہ مکان کی طرف ایک وشتا غراب راہ چھوڑا سا دکان ہے اس
 میں نہ تو چہ ہوتا ہو، ایک جانب پانگہ ہوا، دھڑلے پر مہات، اور پانگہ پانگہ پانگہ
 انکھا ہو ہے۔ صدر مقام کے دائیں جانب ٹوکی جا ہزاروں ساتے ایک رنگین، اور ایک ساڑھ
 رکھا ہو ہے۔ اوپر اس میں چھپ چڑھائی ہے جو شب کو دیر تک روشن رہتا ہے۔ اس دکان کے
 اصل ایک جانب ایک چور ہے جس میں سووی ہوا شور و غلاب متروک رہتے ہیں، آبی دکان کے
 منہ پر دو مری جانب ایک گول کرد ہے جو غریبی، ساقی کی حکومت کی بجائے، اور جو کوئی اور
 بر سے راستہ ہے، کوئے شعل و قزو ہے وہاں یہ کھانہ کے رہنے کی جگہ ہے۔

یہ مکانی سے شعل و قزو پرست کا مکان ہے۔ اور وہی ایک قدم متروک رہا ہے۔

شہر کے مسئلہ اور واقعی تخی کے اندر وہی رہتے ہیں، پھر سے انکڑے ہیں، اور تیسری کس کرتے ہیں
عراق و عراق سے ملک کی طاقت ہوتی ہے :

موجودی بیج انسانوں کے بھی ملنا رہتا ہوں، اور جھبہ اور طور سے ملتے ہیں، امیر اگر حسین
مستند سے تو خوب بھیجتی ہے، میرے قاری، اسکا بھی اچھو رہنے سے اور وہی، اور اس کے
بھی بری جلاست کے مشرب، اسکا بھی،

اور اس کے میرے قصیدہ کی مستند کا پیاں نہیں، ایک پرچہ میرے پاس تھا، وہی قدر
میرے میرے جتنوں تک، دست پرست، چرا کوئی دلی کو پرستہ پرستہ ہو گیا، اگرچہ بہت
لوگوں سے اس کی نقیض بھی کر میں، مگر چپا ہوتا تو خوب ہوتا
مزید جو تم بھی، یکہ چکے جو کے، جن لوگوں سے اس کی قاری دیکھی ہے، انہیں پسند دانی ہوا
میر کر حسین صاحب بھی، ان میں وہ بھی ہیں،

مہاں ایک شخص جو غیر تائی، اور کھڑکھڑی ہیں، وہ صاحب ویران ہیں، اور کئیوں کے
بہتہ شائق ہیں، سب سے مستند ان کی تھوڑا کائنات میں صرف ہوتا ہے، ان کو وہی شائق کو
وہی ان کو قاری کا، یہاں نہیں، جو چپا ہو، اور میرے پاس نہ ہو، میرے ان کو جیت ہی کتا ہے
کھوادی ہیں، اور وہ مست ہوں، ان کو ملگوا، پاتا ہے، یہ خوب ادبی ہیں، ان کے میرے سے کتا
دیکھنے کو خوب شائق ہیں، یہ پکارے قریب کتا ہیں، میرے یا کرتے ہیں :

نئے سالہ رنگ، بولی قاری، میرے دیر و باری میں شائق، میرا مگر یہ کہ، اگر کتا میں چپا ہے،
نئے شہر و قاری، میرے دیر و باری میں شائق، میرا مگر یہ کہ، اگر کتا میں چپا ہے،

سریہ سے میں بول | مولانا چونکہ کالج کے واسطے سے رہتے تھے اس لئے وہ دوسرے کا باہم
 جملے کا موقع کم ملتا تھا، مگر جیسے پیچھے ایک دوسرے سے ملتے تھے ایک دوسرے کی قدر
 پہناتے تھے۔ دونوں اکو سرہندہ کے کتب خانہ کی جنت فی عود مرید کو ایک ایسے شخص کی عزت
 حق جو عقلی مسائل کی گہرا کتابوں میں ان کو دوسرے سے مرید کے ہنگام کے قریب ایک
 ہر تاسا جگہ تاجران کا تفاق اب بھی باقی ہے۔ سرہندہ مولانا کو اس میں جگہ دی۔ دوسرے
 شہر سے آکر کسی نگاہ میں ہے آئے۔ یہاں آہانے کے بعد دوسرے کی روزانہ ملاقات ضروری
 ہو گئی، اگر سہ روز کسی وقت، چاہے تو وہی میکر ہوا تھے اور گفت و شنید ملی اور قوی ہو کر
 رہتا ہوتا۔

مولانا فرشتے کے ایک دفتر تیار، جب یہ قلمی بیان کی شایستگی جو غصے کی دم کن
 ہے دیکھ رہے تھے کوئی بھی داپہ حق نہ ہو وہی نہیں رہ سکتے تھے۔ اتنے میں وہ چارپائی
 تیار ماسکے کیا خوب آئے۔ یہ تمام کچھ میں نہیں آتا۔ مولانا فرشتے تھے کہ بلا تھمہ میری رہا
 سے نکل گیا کہ آپ مجھ بھی نہیں کہتے تھے۔ کتب خانہ کے شہر نہ گئی چوٹی تیار ماسک
 چپ۔ ہے۔ مولانا نے آپ کا مطلب سمجھا تو ان کے چہرہ پر ہنسنا شروع کیا۔

مولوی عبد کلیم صاحب شہر بھونہ سے چلے دوڑتے تھے، اسی میں
 کہ اس وقت نے کتب خانہ ہے مولانا شیل کے پاس بیٹھ کر۔ ہا کر کبھی کسی حلقہ ہوتے تھے
 چنانچہ میں لکھتے ہیں۔

مولانا نے مسند صاحب سے انہیں اپنی کوئی کتاب دلا کر کے ایک چھوٹے

جو ان دونوں مت میں ہوئی تھی۔ صبح اٹھیں۔ میں اس اخبار میں اس خبر نے مسلمانوں کی
 غلط فہمی اور سید صاحب کی برکت سے ان کے سپرد ہو جانے کو نہایت ہی مضطرب
 اور سوکڑا لگا تھا۔ میں غلام مسٹر کہتا ہوں اور اسی زمانہ میں علی گڑھ کے ایک طالب علم
 مینٹنریہ اخبار نے ہی ایک قوی نظم سنائی تھی۔

علی گڑھ میں ابتدائی تعلیم و تدریس کے واسطے علی گڑھ میں سولہ سال کے ابتدائی قائل خود شاعر
 متامل ایک محدود معلوم ہوتے ہیں، ان ہی لوگوں سے ان کو پوچھی تھی، جن کو
 شروع میں سے وہی نئی نگاہی آئے اب بھی لکھتے تھے۔ گرامر تعلیم نے بروہا کا بھی لکھا
 کہ وہ پانچاں میں خوشی اور تھیں اور وہیں صرف خوش لکھتے تھے۔ اور پانچاں میں
 کے مذکورہ بالا خاصے ان کا ان حوالہ ذوق بالکل نیاں ہیں اور وہ غریب بھی لکھ کر لکھ کر
 عربی دیا۔ دوستوں کو کہتے۔ مکتبہ ہندو میں محمد صبح صاحب کے خطوط میں لکھی تھی
 خوشی غریب کی ان غریبوں کی کئی خاص بات تھی کہ، جنوری ۱۸۵۵ء کے خط میں
 لکھتے ہیں: "آج کل شہر کے دو بے گھر تاجروں کو کہتا ہے کہ اس کا چہرہ کبھی کبھی بڑا
 کرتا ہے جو اس بات پر بے چین ہے کہ ایک غریب کو اولیٰ و دینی شہر کے کسی نہیں سمجھتا ہوں۔"
 چہرہ ۱۸۵۵ء جنوری ۱۸۵۵ء کے خط میں اپنی دو اور غریبوں میں صاحب کو اور ایک اور
 سرخوئی تھی۔ مکتبہ صاحب کو بھیجیں۔ ۱۸۵۵ء جنوری ۱۸۵۵ء کو چھ ایک اور غریبوں میں
 صاحب کو ان کے خط میں سنائی دیا۔ اسی ہے۔ اسی تاریخ کے خط میں ایک قصیدہ چھپنے
 لکھ جانے کی شہرت ہے جو مشہور میں لکھا جا چکا تھا اور گزرت میں چھپا تھا۔ اور وہ

میں بھی شامل ہے، یہی خدائیں، چہ فارسی دیوتاؤں کے ترجمے جاننے کے خیال کا بھی اسی ہے۔
 ۱۶۰ فارسی سائنسہ لوگوں نے خیال اٹھا لیا ہے کہ اے استاد مولانا، مولانا مولانا صاحب
 در خواست کرتے ہیں کہ ان کے فارسی کلام کو دیکھیں کہ وہ کچھ دیکھ چکا ہے گا، اسی نام
 کے خط میں ایک فارسی دوست اور ایک اردو نامہ نگار نے جاننے کی خبر دی ہے، فرماتے
 ہیں "قابل دیدہ ہیں، خود اپنی زبان سے سنائوں گا ترجمہ ۱۶۱۔ پہلے سائنسہ لوگوں کے سنا
 (پیش ۱۶۲) میں فرماتے ہیں "اس وقت فارسی کے چند ہند ہیں، اپنی وہ سناؤ اور اسی قدر سناؤ اور
 کے حضرت استاد نے ہی اس وقت کو غایت پسند کیا میں خاصہ تھا کہ عرب و ہندوستان اور نامہ سنا
 چھپ بات کر رہے ہیں۔"

لاہور مولانا کے شاگرد نکال | اب لاہور مولانا کے شاگردوں کے چچا سے پچھنے لگے، اسی
 کا مشفقہ |
 دونوں پہلے سائنسہ میں تیاروں و رواؤں کے خاتمہ اور چچا گھر
 کی مدد سے ہی عربی کی غریبوں کی طرح لکھی، ان کوں میں چچا ہوا، کہنے کے کیا کہ استاد کی سوانح
 حوالہ لکھے سے کیا مائل ہوا خواہی زمانہ کے دو مشہور فارسی شاعروں حاجی غلام علی صاحب
 مسکن قیصر نامہ پر قمر کیننگ کا لکھنا، افسانہ کے شاگرد و مولوی کو لکھان کر سنا، اور
 خیر دو دنوں کی غریب ہند متعلق بھی گئیں، دونوں نے قیصر کیا کہ مولوی شمس الدین جو کچھ وہ
 دہلی زبان کا کلام ہے، حضرت پڑھنے تو بہت قریب کی اور لکھا کہ مسکن کے کلام کا چچا پڑھا
 (۱۶۳) (۱۶۴)

یہ نوید صاحب کثیری مولانا کے کلام میں نہایت ہی غریب لکھی، مولانا نے ان کی غایت پسند کیا ہے

سے کام سر بیج جو وقتہ وقتہ سے بڑھتا گیا، یہاں تک کہ مکتبہ میں تین اسکول اور مکتبہ
 میں اپنی اسکول ہو گیا اور وہاں کے مکاتیب میں بچوں کے حواریوں کے نام کے خطوط میں اس اسکول
 کا جن کو کہتے تھے ڈاکرے اور اس کی حوت اپنے تئیں برون کو جس شہر کے ساتھ مکتبہ کیا ہو
 اس سے ان کے اس کا پیر ہوتا ہے جو ان کو دھرم میں انگریزی تعلیم کی شہادت کی شہادت ہو گیا تھا
 یہ دھرم کے لوگوں کی سلام ترقی کی جانچ کے لئے سوار بڑھتی تھی کے نام سے ایک علی
 کی بیہوشی میں ایک کی طرف سے ہر حال بدلتی کی تعلیم ترقی کی مدد دے تھے۔ ہر حال بدلتی میں
 تسلیم ہوتی ہے اور اس کے مکاتیب میں اس سوار بڑھتی کا ذکر کیا جا رہا ہے،

ایک دوسرا اسکول اپنے گاؤں پندوں میں قائم کیا جو خان احمدانی تھا اور تھے جو
 مکاتیب میں شہر میں سرسید کے زمانہ میں سے نامی صاحبین صاحب اور دوسرے ہیں
 شری کی کوشش سے چھوڑ کر ایک اسکول قائم کیا، جو ایک نام ہے اس زمانہ میں مسلمانوں کو
 دوسرے ہونا اور اس میں آٹھ بزرگوں سے پانچ مسلمان بزرگوں کا اعتراف اس کر آیا اور واقعہ تھا
 ہمیں پر خوشی کی بات تھی چنانچہ۔ یہی شہر کو مراد اعزہ صرف کے ساتھ اس کی اطلاع ہے
 حواریوں کو سمجھتے ہیں۔ یہی بڑھتی اسکول سے جو دھرم مسلمانوں کے دھرم ہے وہ بڑھتی بڑھتی
 برپا ہے جو بڑھتی ہے پانچ مسلمان بڑھتی۔ یہی بڑھتی کو اگر بڑھتی کی عورت کا احساس تھا
 ہو گیا تھا کہ اس کے لئے بھی اس کا پانا ضروری سمجھتے تھے، اس میں ضرورت کا ایک پہلو
 واقعہ اور اس کے لئے بھی ایک تقریر میں یہ ضروری تھا کہ بڑھتی بڑھتی کی ضرورت
 کے مسئلہ میں ضروری ہے وہیں پانا ضرورت سے گزریں۔ یہی بڑھتی ایک دفعہ کو

[illegible]

10/10/2020
10/10/2020
10/10/2020
10/10/2020

تاریخی دوق | یہ نیکو سوانح کا تاریخی دوق غلوں نہ تھا لیکن کالج بچے کے ساتھ ہوا ایک رنگ
تاریخی دوق | دوسرے مرتبہ کی حیثیت میں اس دوق کا بچہ دبا سلوم چاہے کہ وہ جدید
تاریخی دوق | (L.A. LATIMER) کی کہ بچہ تین سو سو کے ساتھ بچہ کو کرنا شروع کرنا
کے شہر دبا سلوم میں کالج لایہ کے لی دوق میں جو دوق نے عربی کے دوقوں کے ساتھ

جس پر اسلام کے نام سے اُردو میں اسلام اور عرب کی ایک مختصر سی سی اور ملی تاریخ درج ہے
 میں ملکی مٹی اور اہل کتب کی نایف اور احاطہ میں ملنا کبھی ممکن صاحب سارچر می روغیر
 اور نیشنل کالج اور مولوی غلام مصطفیٰ صاحب جودوی تھی اور اس کی اور دو زبان کے درست
 کا کام سرسید صاحبین اور سندھ بنام دیاتھلہ جانا تاریخ کی یہی پہلی کتاب تھی جو عربی خواں صاحبوں
 کے ہاتھ میں آئی اور غلطی مولانا کوثر کتاب ان کے لائبریری کے ساتھ قیام میں ہوتی تھی
 سے مناجو کہ موشن اس کتاب میں سلمان اور شاہ جوں کے حالات اور سلطانوں کے علی کا
 کے واما چرہ پر کہ بہت خوش ہوتے تھے۔

مولانا صاحب علی گند پور میں کتاب کی یاد کی کہ چرخی اس کا مسودہ اس کے
 بعد مولوی حیدر حسین صاحب نے لیا تھا ۱۲۵۱-۱۲۵۲ ہجری مسند کو وہ اپنا عنوان سے منگوتے
 ہیں۔ ۱۲۵۱ھ اس سے پہلے ۱۲۵۲ ہجری کو مولانا حسین صاحب ان کو خط لکھتے ہیں کہ
 کتاب کا ایک نسخہ ان کا ایک صاحب کے پاس موجود ہے۔ ۱۲۵۱ھ اس سے ایک سال پہلے
 مسند میں مولانا نے جو نام سی عیدہ قصیدہ لکھا تھا اس میں تاریخ اسلام کے بعض قضا مشرووں
 نامور خاندانوں کے واسے ہیں۔

اب تک مولانا کے تاریخی مسودہ ابھی قسم کی کتابوں کے ذخیرہ سے تھے جب وہ علی گڑھ
 پہنچے اور سرسید کے کتب خانہ میں عربی تاریخ و جزا کی وہ نواد کتیں ان کو نظر میں جو وہ پہلے
 سرور شام و قسطنطنیہ میں بھی تھیں تو ان کی انکسیر کمل گئیں اور اس سے تاریخ اسلام کے مطالعہ
 کا نیا دور شروع ہوا۔

جانشین رونق اور شیرازی، اس کو زجر مولا لکھنے پر نظر قائم کی شہادت مودی احمد نراق صاحب
مستند ہے، مگر کہنے پر ان کے سامنے یہی دلی ہے، مولا نے اٹھاسو بیس لکھن کا کئی حکامات پر ان
پانچ صاحب کا ایک درجہ ذکر کیا ہے۔

حضرت کی چند ہی ان کتابوں کے مطالعہ سے مولانا کو پہلے پہل ایک نکل اسلامی مکتب کا خیال آیا
اور پھر دو گھنٹہ کر کے تاریخ بنی عباس تک محدود ہو گیا اور غائبانہ اس کے لئے ان کے سامنے پہلے
سلمان کا نقشہ تھا۔ پتا پر اس دوران میں، انوں نے وطن سے سینہ اسلام کا نقشہ شکر دیا تیس
اور ایک سال مستند رہیں تاہم بنی عباس کا کام بڑی غنت سے شروع کیا۔ اسی طرح ۱۰۹۰
درجہ کی مستند کو کو فیض مستقیم کے حالات تک پہنچ چکے تھے، اسی طرح ۱۱۰۰ لیکن یہ کام مناسب
شاکی اس کو چھوڑ کر ہر خاندان کے ایک ایک سیر کی تاریخ لکھنے کا ارادہ کیا، اور اس کو ماضی
فیض کا بیان اس قسم کے سلسلہ سے موسوم کیا۔

یہ جانیہ ۱۲۰۰ء اس کا چوتھا اسلامی، سبیل صاحب میر تقی نے دوسرا کر دینا کافی کے ہو کر ایک ماضی
ایک صاحب نے مولا صاحب مرحوم شروانی کو لکھنے پر ۱۲۰۰ء کو ایک نیم جلد پر ترقی قلم کی ہوئی جس کے زجر
کی جرت میں سید صاحب نے مودی بڑی صاحب کو جو پیدا ہوئی، فرمایا، ایک جلد روئے و انظار لکھنے کی اور یہ
باجا کی ہی لکھ کر چھوٹے جن کو جو حشری میں لکھ کر وہاں لکھنا دیا یہ چھوٹا ہی اور اکثر چھوٹا ہو کر سرکاری
سہا قلم سے لکھا ہے، اور چھوٹا لکھنا یہ ہے، مگر ہر ایک جی چلی کی لکھنے اس کے سوا اس مسودہ کے ہر
دی پچھلے مسودہ جو ہیں، ہر حال یہ مسودہ ہر سے قلم میں لکھا ہے، لکھا تو کسی لکھنے کا پاس میر صاحب لکھنے
لکھنے والے مشنہ و اس کے پاس، دوا شکر و اس کو لکھنے کی لکھنا ہے، یہ زورہ لکھنا ہے اس کے
میراجی چھوٹے کتاب کی بدست میں لکھنا، لکھنا حال مسئلہ حل و حل

بربادی ہو جائے تو یہ ضرور ہذا وقت اور بھی دور کے قابل ہے۔ اور ایسے قابل قصدت کو رانچا مار کر بائیں
 پے مٹا ہے۔ اسی کے دستوں اور جرئت سے مجھ کو بھی وطنان ہوا آٹھ گھنٹہ کے بعد بھی درست ہے۔
 اور ہذا ستر چلنے لگے تو سونا کا کچھ میں رہ کر کسی قدر انگریزی سے حرف شناس ہو گئے تھے۔ اور صرف
 عمارت کو جتھے تھے۔ اور کڈ صاحب سے انھوں سے فریج کی کمی شروع کی کہ کوئی اسلامی باسٹ پر
 اترتا ہے۔ اور جی میں نہیں اس لئے ان میں سے کسی ایک کو ان کو جانے بغیر مسابقت
 کے متعلق اہل یہاد کی تہنیت کا کہہ کر اس سے ہوا درست و قیمت ملن نہ تھی۔ اور کڈ نے انڈ
 صاحب سے سوچا یہ کہ کیا آپ تہذیب اسلام بستانہ تھے۔ اور جس میں میں پڑھتے تھے وہ ترک
 دار اہل سنت کے کتب خانہ میں اب تک موجود ہے۔

مولانا کو پورچین تصانیف اور مطبوعات سے جو وہ قیمت برقی اس کا ایک دوسرا چرچہ بھی
 تھا جس کا تعلق علی گڑھ سے نہیں بلکہ حیدرآباد سے ہے۔ اور وہی پیدلی جگرانی جو عربی اور انگریزی کے
 علاوہ عربی اور عربی و عربی ہست کی زبان میں دانتے تھے۔ اور جو عرب کے فطرت اور ان کی تہذیب
 سے ہر ہر دست خطا سے رکھتے تھے اور ان کے کتب خانہ میں ان مطبوعات کا ہر صوبہ تھا۔ ان
 اور سونا سے ملاحت کو سرفراز میں ہوئی اگر خلافت کا آثار اہل سن کی اشاعت سے ہو گئی تھے
 و خلافت طاعت کا اور ملاحت طاعت کا تہذیب ہو گئی۔ اور وہی تہذیب صاحب بگری نے سونا
 کو پید کی مطبوعات کے بہت سے نسخے بھی لڑ گئے تھے جو مولانا کے ذہنی کتب خانہ میں تھے
 اور ان کو ہر کو خطوں نے دودھ سے وقت کر دیا اور اس وقت وہ اس کو سونا میں غمرست
 جین تہذیب کا تہذیب سونا کو ان ہی سے ملاحت پیدلی بگری نے جس کے پرانی مصرع کے

سوری سلطان کا مزاج | اسی مسئلہ میں کانچ پتھر مصر کی نئی عربی مطبوعات تصبیحات سے
 بھی سونے کو نکال دیا۔ جون خضر کی حالت اس کا واسطہ سندھستان سے بستر قحی کو دو ہفتوں تک
 کی طرح انگریزوں کا چہرہ نام نہ تھا۔ وہاں کے علمی حلقہ پر انگریزی کا تسلط تھا۔ یورپ کی
 قوموں کا ہاؤں میں سے مصر کا سب سے پہلے فرانسیسی سے ساتھ ہوا۔ انہوں نے شہر کو جس
 سر پر مشرک بوداؤ بیٹھ کر جیسے ہندو۔ نہ گھر کی کالنی و ادبی تنظیمیں سرورین سے نہیں
 اس نے مصر کو یورپ کی بہ نور میں سے تیسوں کی انگریزی زبان سے واسطہ میں نہ بلکہ
 یورپ کی ایک ہی زبان سے واسطہ نہ جو سرتا علمی قحی اور کہاں اسلامی مصداق و تحقیق
 کو بڑھادیا تھا۔ سرتا حال سرتا امر و حب کے اسی سرور تمام کے مکتوب اور اجوبوں کی کتابیں بڑھ
 راستہ قحی تھیں۔ وہ وہ خود بھی وہاں سے بڑی کتاب جو میں سے چھپ کر غلطی قحی سنگو کا
 انجیل یا مذہب میرے۔ جدید تعلیمات اور عربی صورت و فکر باقی پر سی کی حرکت کی جو کہ میں
 علمی ہائی قحی وہ ان کے اسی پہنچ قحی۔ اور مولانا ان کے خبر سے یورپ کی جدید تعلیمات
 سے واقف پیدا کرتے تھے۔ اسی صورت قحی کی ضابطہ جو متاخرین کی کتابوں کا وہ انہوں
 برساتا مولانا کی کئی اور جدید تعلیمات و تفسیر کے پاس نہ وہ وہاں اور سات میں مولانا ان کے
 ہر سے سہرہ وان تھے۔ وہ وہاں سے ان سکھیں ان کو سنگو نے تھے اور نہ تھے قحی برینس
 تو ان کی قحی تھے۔

عربی جدید اور ساری کا پڑھنا اور سمجھنا انہوں نے میں ہر ساری کا کام تھا۔ تمام
 سندھستان میں شہر مولانا پچھلے قحی تھے حوں نے ان کو پڑھنا اور سمجھنا شروع کیا۔ لکھنؤ

تشریح و تہذیب کے ساتھ کسی نہیں دیکھا تھا۔ ایک ایک اور اس پر سے احوال میں رو کر اس طرح
 سب میں سہاگہ کر دے کہیں سے بیٹا نہیں چرے پایا، جو جاسد خود ایک کمال ہو اور اس کے
 قدیم و جدید کی جس ہر شے اور تہذیب سے بڑا تھا، خلیا اور وہ تھیں اور کٹا کٹا کر وہ نہ پائی
 جس کا جو ایسے اور میں صردی تھا۔

اس ہم میں گو وہ سب میں بھی شریک تھے، مگر وہ جہاں تھے وہیں رہے، لیکن وہ تھیں
 حال و تھا کہ وہ ہر عقل پر چھا رہے تھے، اور ہر جگہ میں ان کا قول فیصلہ خود وہ اپنے فضل
 کمال کی بنا پر چکا ہے اس کے کہنے علوم و فنون کے بل کمال سے مرعوب اور اپنے علوم
 حق کی تلاش میں ہیں، یہ تھیں، انہوں نے نہ صرف اپنی جگہ میں اسلام کی تہذیب و فنون
 بڑھا دیا، اور اپنے قدیم علوم و فنون کے مزید کو تیار کیا کہ وہ دیکھ کر نہ کہہ سکتے تھے، مگر نہ
 یہ وہی تھیں کہ ان کی تعلیم بلکہ تحصیل پر مجبور کر دیا، اور ایسے نہ تھے جہاں کچھ بھی ہر طرف سے
 نئے علوم نے مسافر اور نئی تحقیقات کی، دانش برہنہ تھی ایک سو فیصد ہی کا جو وہ تھا، اس
 دانش کے طوائف میں اسلامی علوم و فنون کے ساتھ کہ اس معبر علی سے اپنی جگہ پر اسے تھا
 کہ ان کو اس طوائف میں چیزیں سب سے کوئی خط نہ رہا۔

کلیج کوئی پر نے طوائف کا وہ کام نہ تھا، جہاں عربی تشریح و حاشی کا جس دیا جاتا تھا
 مرنے پا جہ یہ علوم و فنون کے برعکس مسافر کا تاشا تھا، اس تھا میں طہر کے اندر اپنے پر
 علوم نامہ ہی، پ اور عربی زبان کا ذوق پیدا کر دینا کتنا مشکل کام تھا، مگر وہ تھے کلیج
 اس سبب کام کو ایسا انجام دیا کہ کسی چہ تہذیب نے ان علوم میں ناموری حاصل کی، سو ہی تھیں

صاحب، مولوی سادق صاحب، مولوی داؤد علی وغیرہ اس کی تائید میں ہیں۔

مولانا نے آگے چل کر کالج کے طلبہ کو قرآن پاک کا درس دینا شروع کیا، اور اس کی سرپرستی میں ایک دیکھ بھلے اور ظہری بنو سے اس کو پڑھنے لگے، اور ان میں قرآن پاک کا وہی پیدا ہوا۔ لگا بھولی مرحوم جسے کہنے لگے کہ میرا قرآن پاک کا وہی وہی زمانہ کی یادگار ہے، سید سید سید۔ اسے جب کہتے تھے کہ مولانا قرآن کے درس کے وقت قرآن پاک کے اصولی بات، اور مولانا وہ بڑے کو بتاتے تھے، اور اس کی متابعت کی شاعری میں ایسے۔ بچے ہندسی شاعری سے تھے۔ کو ہم دیکھ کر کہتے تھے

حقلہ میں ذات پاک قدر مسوں اللہ بڑی توفیق کے ساتھ میں حیدر علی، اور نصرت پیدا کرنے کے لئے عربی میں سیرت کا ایک شعر رسالہ، اسلام لکھا، اور وہ کالج کے نصرت تعلیم میں داخل ہوا، اور شایعہ مب تک ہے، اسی سلسلہ میں مولانا کالج میں بیٹا دلی مجلسوں کی بنیاد ڈالی، شروع شروع میں یہ جلسہ خود اپنے ہنگام پر کرتے تھے، اور خود سے آوی دھو جوتے تھے، نشست کری، اور نیز پڑھتی، اور مولانا خود سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کی پڑھتے، پھر قرآن پڑھتے، اور مولانا جلسوں کو بھی پڑھنے کی توفیق دیتے، اور سیرت، وسیلہ کا پڑھتے، اور جلسہ نہایت شاندار شوکت میں سالانہ منتظر میں ہوا، اور کچھ جلسہ بعد مولانا کی ال میں مولانا نے انگریزی کے طالب علموں میں جہاں کی مصالحت کی، اور جوتی سے مذہبی رنگ پیدا کرنا، ان کے علمی کام کو ترغیب دینے کا کام میں اس کام کو میں عربی عربی زبان خود ان کی زبان میں کرتے

ان کے کلام میں مولانا نے مولانا صاحب میر وایت حسین صاحب

اس وقت جو سے دہریہ طبیعت کا حال پرچھو نہ کوئی ورنہ تو تپ نکلے اور جس سے نکلے
 اس سے جوش سے ایک نہا، ایک ہیٹ سنا اور ایوں کے بعد اسے اعظم کے قواعد میں داخل ہے کہ رکے کر
 کی تیار جماعت سے نہیں، اگر ان دوں جو کلا نڈی ہی میں گی وی، کو کو سارے خود یکا جسوں عالم
 کی ہے، ان کو وہ بکثرت اختلاف کہتے ہیں، ایک ہی سے مکرثری سے، اور سب سے نتیجہ پانچوں کے
 میں دیا، اس کے بعد ایک وجہ بن، اگر یہی ترقی نہ کرے کہ اس پانچوں میں سے ہم نکال دیا ہے،
 الصلوات حشر میں انوار پانچوں وقت کی عاریں با جماعت ہوتی ہیں، اور بعض یہ کہ بعض پانچوں
 سے میری ترقی کا کام ہی میں اس میں کیا، ان کے ساتھ ساتھ وقت سے چوتھے ہے کہ اس
 الیٰ بنیٰ ہے، یہ خود یہ صاحب بھی شریک بننا ہر تہ میں، اور چونکہ وہ حال یا کھریف میں، ان کے
 دوسرے کہتے ہیں، ان کی تہیں کی گوج، یہ بھی جوش کی رنگ میں حوت نہ جاتی ہے، میں کسی کسی سلام
 ہر گز دیتا ہوں، سب سے کی تہاوی ہے، یہ خود وہ صاحب کی سرگرمی سے اس کے پیٹہ تعمیر کو ساتھ
 و میں کو یہ ہے، وہ فہم خاص ہیں، اندیشہ ہزار چہ وہ خود میں گئے، میں نے بھی مشہور دیکھ میں نہیں
 عمر صاحب عودا میں پناؤں میں گئے، اور سب کی تہاوی میں گئے، لاکھ کا قلم نہ ساتھ ہزار چہ
 نے کوئی بات کا فز کا حال ہے کہ اس میں مدد کی کے پید ہوئے میں میری خدمت میں اس کا
 جوش، یہی کا پناؤں کی سب سے میں بھی تھا، اس جوش سب سے میں، اور بھی کھن گھر کی سب سے
 پناؤں کی خدمت میں، اس میں دشمن پناؤں گئے، اور یہ اس جوش میں حرج تھا، ہر گز میں حرج کا
 کا سب سے دوسرے گئے ہے،

ان حرجوں سے ترقی و پناؤں کا فز کا فز سب سے میں گئے، یہاں تک کہ قلم بھی نہ رہا

سے زانی نہیں، چرند و خشک و سب سے (طایب کھڑو)

مندانہ کالج میں پڑھ کر تائیف و تصنیف کا جو کارنامہ کیا اس نے کالج کے، جن کو کون
 علی رنگ میں رنگ دیا، جس نام میں مولانا حاکمی، اکثر بیان آتے رہتے تھے اور
 سب سے اعلیٰ علم کی تدوین تھی، اس کا مجموعی اثر وہی یادہ صاحب ہیں یہی
 کچھ بڑے کا دوق پیدا ہو سوائے ان کی زندگیوں میں علی رنگ نواں ہو، مولوی عزیز
 مرحوم، خواجہ غلام نقی، مرحوم، مولوی عبدالحی صاحب، غلام بخش ترقی اور درپیش علی
 تائی، اسی آپ دھوا کی پیدا رہیں، جی طالب علموں میں تحریر و نشا کا ذوق تھا، مولوی
 جی مولانا کی تحریک سے جو کرنا پاں ہوا، اسی سلسلہ میں پیدا ہوا، حیدر صاحب، مولوی
 پیدا ہوئے، صاحب بدایونی اور شیخ محمد تائیف، حیدر صاحب و غیرہ کے نام لے جاسکتے
 ہیں، جی طالب علموں کو شروع کرنے کا چسکا تھا، مولانا کی علمی پیروی سے متاثر ہوئے، مولوی
 غفر علی خان مولوی، ہدایت اللہ صاحب، اسی (پنی) اور مولوی عیسیٰ محمد صاحب، انظر
 کی سفیدی اگر نہا مولانا کی میں تو مولانا شبلی اور مولانا حاکمی دونوں کی دو گروہ تائیدوں
 کی رہی، مشہور، ان صاحبوں میں سے جنہوں نے مولانا کے اس فیض، اثر کو تسلیم کیا، اسے ایک
 نامی ذکر مستحق مولوی سودا علی صاحب لے، سے، نقی، جو مولوی کی ہے، جو حیدر، مولوی کی ہے
 تاج، مولانا، اور اب و، تقریب میں ہیں اور مولانا کے خوش مذاق شاگرد ہیں، ان کا مولانا
 نظم فارسی در حدیث کے نام سے مشہور ہیں، مولانا کے شاگرد ہیں، اس کے تلامذہ میں مولانا
 مرحوم کے بھی صحبت اور فیض تعلیم کا اثرات فرمایا ہے، مولانا کے شاگرد، مولانا کے شاگرد

گر یہی گوت ہو گئی جگہ سے اور خود تو ماحول پر اور صاف ہے گذر

ہر دم میں حد سے وسیع گئی گزرو انہ کے تاش کی دین تظہر گہری گزرو

تا خود زمانش نہ گزرتاں خواہد ہو سے بنی بے گزرو راں خواہد

کہ ہر طالب ان رشتہ پر خواہد کرد تا بد قلم و دانش طلباں خواہد کرد

ذاتی طور پر جو نشانے پیشہ مرہ کی مدح سزائی کو کار بھیا بیگیں کوئی ضرورت کی بنا پر وہ
اس رنگ کو گوارا کر کے وہ بیوں کی تہیں کوستے تھے اگر یہ بات ان کو دوسرے سپرد تھی اس
پر فرشتی تھیں ان کے غارتی تھی جس جگہ پر پاسکیں۔

بھی ہونے لگی تھی گئے ہی تھے کہ چہرہ نہ کے بعد فردی سے پہلے میں چہرہ نہ کو کسی
سنوورہ پر ہر الدیام سر سلاز رنگ اول سے آفتان کی مالا چنگ نشین کا رخ کے خاطر سلاز
نہ نشین کی وجہ سے کاست صدمہ ہوا اور کار ان کے باطن میں ایک اور زندہ گویا کے تپتہ ہوئی
وہ زانو تک پہنچا ایک خاص طے جو حالت نے اس سکو پر ہادی میں مرید کو اتھا جبکہ بنی پر چکر شا
تو اب یہ غم ہو کہ چاہتے دست تو مر گز تو اس چہرہ انکست کہ خون شہن در چکر
تساہیں نہ وہ صدمہ کست و در نظر ہم شریعہ نام نہ کہوں مستی ہو کر

مالا چنگ مر جیب سے گشت و دیدہ تر

شہر کا دل و بسہرہ دول راں و میرہ شہر

نہ ہونے کے بعد ویشیکہ سے رہے شہر سے اول چکر

ہم ایک پانچ و ہم اسلام طہار

اس کو بچھا چاہئے

یاد رہے کہ مسلمانوں میں ہر بڑا ملک و دیار نہ وہ شیعہ یہ کہ جس میں سب و قریب یا سب سے بڑا ملک
ہیں اس کے قورٹھانے کا نام ہے جو یہ کہ کوئی فریادش سے غارتی کے بندہ بدہشت چینی پٹلا سے

اسے ال ایس ایس اعطاء کرے کہ

چشم شوق سے یہ راگداز کرے کہ

ایسا چہی نام نہ ہو گا جو کہ مست

پر وہ دیدنا فرشتہ را کہ است

موسلموں کو دعائیں ملنے ہیں کہ اس بندہ کے بڑے وقت بچ سہاں بندہ کی تھانہ

جس حقیقت میں بناب ہو گئے یہ محمود و نوکر بر نہ کوئی گنی یہ بڑھوئے تھے ویرج

سے بڑے کر کہا کہ انہوں میں جو کہ تھانہ خود میں آپ نے میرا ذکر کیا ہے ورنہ میں اس کی پوری دانہ

مستند میں وہ ب اقبال الدولہ دارالافتاء دارالعلوم دارالحدیث دارالعلوم دارالحدیث دارالحدیث

میں تشریف لے دی کے موقع پر سرسید کی تحریک پر ایک قہقہہ نکلا اور پڑھا میں میں مسلمان

کے اور باغی گندہ تحریک اور کلاں کی ضروریات اور امیدوں کا دیکھنا اور غور کیا تھا یہ

اس قہقہہ کا ترجمہ تو یہ تھا کہ اے خداوند

اور جہاں میں امن اور شہرت اور سہولت

میں ہر قسم کے قہقہہ و گارہ افرا

اسے خوشامیختی کے ساتھ دیکھنا

یہ دیکھنا کہ مثل تازہ گلستاں ہے

نام و ستور و گنی پر سب سے

انگ گرووں پر رش بد و رباں گد

بہر حد و پناہ سر دس باں گد

خدا و ابرہیت کے بطن گستاں گد

تاجدار اور سب سے ننگ گئی بائیں ہندوستان آج بھی

عورتوں کا غیر اور جب تک زندہ ہے کھلنے کے وہ باہر کی سوانح اب بھی ہندو روکا
ہیں اور رہیں گے

۱۸۵۷ء میں مومنا کے پے پے تختہ مذہب میں اقبالی کا عرش کے چھلے اور مازانہ نصیب
سے اور عورت ہندوستان کے ہندوستان سے ہر بھی کالج کا نام روشن کرنے میں بڑی مدد دی
نہیں کالج ہر ٹھہر گئی مادی تحریک کا مرکز تھا۔ اس سے نئی کئی نئی تہذیبیں نئی تہذیبیں
سے برقی تھیں۔ اوسے نے تختہ مذہب میں کائنات برقی تھی۔ ہندوستان سے نئی کر
روم، شام، مصر، ہندوستان جہاں گئے نئی گزشتہ کالج کی شہرت کے دائرہ کو بڑھاتے چلے گئے اس زمانہ
میں ریاست بھارت، غیر میں کالج کا نام اور اس کے ساتھ میں نئی اور ریاست کی سادہ کاغذ
مومنا کی نئی ہی تعلیمات کا موجد ہے۔ اسی طرح ہندوستان میں خدایاں ملک نیر حسین بکر
کالج کی طرف میں سرور کار نامہ نے اپنی طرف متوجہ کر دیا مومنا کی ہی نصیبانے میں
اس کا ذکر سرید کے یہ خطوط میں سے جو مومنا نے روپ کا اور ایک کو لکھے ہیں۔

وہاں سے ہی ان تصانیف کے دیوید کالج کے زمانہ میں گئی کالج کی طرف متوجہ تھی
میں رویش کی بکر جاسانک جو سکھوں نے اس زمانہ کی اپنی تمام تصانیف کالج کے تر
کر کے نئی مادی میں بھی صدمہ پایا نہ ان کی یہ نیاسی باور گئی ہائے لکھنے کے زمانہ
تو جبکہ انھوں نے اپنی تہذیب سے ایک چیز کا بھی غائب نہیں کیا۔ ماما گریہ کا کتب
کا یہ عام تھا کہ تین تین میں ان کا پورا ڈھنڈا ختم ہو جاتا تھا۔ ایک بار عرش کے ایک

دوست نے ایک کھک قائم کیا اور اسی کے سے اُن سے اُن کی تعلیمات پر پڑا اُنہیں کو ان کی
 افسوس کے ساتھ یہ لگنا پانا یہی وہی تعلیمات تھیں کہ کھک پیری تعلیمات پر جس وقت عرض
 پہنچا رہا ہے۔ الامور و العجائب ہیں۔ وہ دور کہ آپ نے یہاں لکھ کے لکھ رہا ہے۔ جو کہ وہ تعلیمات
 میں صرف ایک سو فیصد حوالہ دے دے نہیں سکتا۔ اس وقت تک میں نے اپنی کئی تعلیمات کو
 چھاپا۔ وہی سے قائم رکھا۔ اس کی تعلیمات خود سرسید کے ایک خط سے جوتی ہے جو انہوں نے
 ۲۰ مارچ ۱۸۸۱ء کو لکھا۔ واللہ اکبر بلکہ اس کے نام تک ہے لکھتے ہیں۔ یہ پاس سے اسی
 کے پاس سے تعلیمات والی لکھ دے گئے ہیں۔ مگر نہ تعلیمات والوں کے لئے صرف خود دوسرے پندرو گئے
 ہیں۔ اس لئے وہ نہیں بھیج سکا۔ آپ نے جو کہ فرما دیا ہے آپ کو یہاں جو کہ ایک اہانت
 سرکاری شیلی کی ہے۔ مگر خود ہی شیلی نے یہ کتابیں میں نے تعلیمات وغیرہ لکھ کے لکھ دی ہیں۔ اُن کی
 قیمت یا منافع سے ایک سو کا فائدہ انہوں نے حاصل نہیں کیا۔ اور چندہ جو کہ وہ کر رہے ہیں صرف
 کھک کے نام کے لئے لکھتے ہیں۔ اپنی ذات کو ان کو خصوصیتیں دے چکے ہیں۔ وہی ہیں کہ انہوں نے
 پندرہ سو کے ناموں کے باغیچہ اپنے دوستوں کو بھیجنا چاہتے ہیں۔ ہر پندرہ سو کا ایک سو تھوڑا
 روپے ہے۔ ہر سو کو سالانہ سے صرف کئی سو روپے دوستوں کو بھیج رہے۔ دفعہ سرسید
 کھک میں ملنے والی زبان کی ترقی اور رہے ہیں۔ ان کی ترقی کا شوق وہ ان کے لئے لکھتے
 نے ایک بکسٹ ڈوب کی بنا ڈالی۔ اسی بکسٹ ڈوب میں طلبہ ڈوب سے شوق سے سنتے ہیں
 تھے۔ اور عربی کے حامی اہل عربی میں تقریبی پڑھتے تھے۔ تھے۔ تھے۔ اور تقریبی پڑھتے
 تھے۔ دوسری طرف ان اصف کے نام سے قائم تھی ہیں۔ اور اس کے حامی مخالفین پڑھتے

اور تقریر کی کہانی تھیں، اُن میں بھی مولانا کا حصہ تھا۔ ان ہی دونوں اُنہوں نے لی کرشمہ علی
کے خطاب پر سونا کو تہنیت دینے کے لئے ۱۹۔ جنوری سن ۱۳۳۵ء کو جلسہ کیا تھا، جس میں تھام کا ترجمہ
یہاں علیہ کی جیسے پڑی جس کو ام یومین تھا اور جو اب بھی ہے، مولانا اس میں بھی
حصہ دیتے، اور علیہ کی امی تقریر کا سلبقہ پیدا کرتے تھے، یہ دیکھا جویں ہے جس سے مفہوم ظہر
و نامہ سے دیکھی پر مولانا کے لئے ۲۰۔ دسمبر سن ۱۳۳۵ء میں بزم دعوت ترتیب دی تھی اور جس میں
مولانا نے یہ فیصلہ دیا تھا،

نامہ خوش خیمہ روز بروز سازا آہ	کرستہ دستہ کو روزگار آہ
در سحر شہدائے کالج پریدہ	یا مگر مہل شیرازہ شیراز آہ
کالج اور درانی غزوہ شان اکوٹہ	بزم دارگری بنگلہ جان اکوٹہ
یونین انک بائیں و گنہار خوش	بم داسان امر موہیاں اکوٹہ

ایک نو ۱۹۔ نومبر سن ۱۳۳۵ء میں یو پی میں اسی موضع پر ہمارے تھا کہ کیا ہمارے گھر
طرز تعلیم موجود، طرز تعلیم سے بہتر تھا ہونا چاہی ایک دلیل تقریر میں یہ ثابت کیا کہ بے شمار
مسائل کا گائے طرز تعلیم موجود، طرز تعلیم سے بہتر تھا، تقریر ایسا مؤثر ہوئی کہ طالب علموں
نے عموماً حضور کا ساتھ دیا، یہاں تک کہ ستر ستر گھوڑوں نے اُن سے مواخعت کی اور صبح ۳۰
سولہ تاغریاں تھے کہ ایک دفعہ یونین میں یہ بحث تھی کہ جو بی طرز حکومت بہتر ہے یا
شعبی، وہ میں یہ ماحول بھی موجود تھا، مولانا نے جسے بی طرز حکومت کی تائید کی اور
اس موضع پر ایسی دلیل اور مؤثر تقریر کی کہ تمام طالب علموں نے اُن کی مواخعت میں حصہ

۱۸۰۱ء میں مسیح کے ذاتی سیاست کے مؤثر عناصر تھا۔ چنانچہ انھوں نے نہایت پاک اس کے بعد
 تقریر کی، بلکہ ایک سنوں میں لکھا، تب ہمارے کسی بھی سیاست کی بغیر ہی تھی، اس پر بد سے اچھا ہے مگر
 تیشیاں اور اسلامی اور حکومت کے عنوان سے ۱۸۰۲ء میں غلطی کے کسی ثبوت گرت میں چھوٹا
 ۱۸۰۳ء میں جب مونس نے کتب خانہ اسکندریہ کا مضمون لکھا، پھر اس سے چار برس
 پہلے غلطی میں، پھر پھر جو مضمون لکھا تھا اس نے تحقیق کی دنیا میں پل ڈال دی تھی تو مرید
 کو چننا یا کہ یورپ سے اسلام اور مسیحی فرق کی نسبت جو برائی غلط نمایاں پھیلائی ہیں ان
 کے چاروں اور مضمون کے لئے ایک مجلس بنائی جائے چنانچہ مسیحیوں کے کسی ثبوت میں مرید
 سے اس کا حال کیا، اور مولانا مرحوم کے یہ مضامین اس سلسلہ میں داخل کئے گئے، اور مولانا
 کو اس مضمون کا سرکاری بنایا گیا، ان کے ان مضامین کے ترجمے انگریزی اور عربی میں بھی
 کئے گئے، عربی میں خود مولانا نے اپنے قلم سے اپنے رسالہ انگریز کا ترجمہ کیا، اسی سلسلہ کا
 مولانا کا یہ براہ شریعت و حق تعالیٰ، نہ نہیں ہے۔

مسیحی نہایت گہرے کے ساتھ کالج کی طرف سے تحریکوں، نکلے و مینل کالج یوگرین کے
 نام سے ایک مضمون رسالہ نکلتا تھا جس میں کالج کے حالات، مصلحتوں کی روش و ادب، انھوں
 کی تحریروں اور ان کا کالج کے مضمون چھپنے سے غلطی میں یہ مستقل علمی رسالہ بنا، اس سے
 نظام میں مولانا مرحوم سے اس کے اردو حصہ کی تاثری قبول فرمائی، اور اس کا مقصد خود
 مولانا کے رسالہ میں و قرا، ۱۸۰۳ء میں نکلا، اس کو منظر میں اس کے اردو حصہ و وصف
 و ہی ہوا، تاکہ وہ باطل ایک علمی یوگرین بجاتے جس میں کالج کی علمی حدود کے علاوہ مولانا

کے علوم و فنون، تاریخ، لٹریچر کے معلق موجد اور پُر، اور سماجیہ لکھے جائیں، اس وقت سے اس کے ہر
 نسخے اردو کے لیے خصوصی کو دیئے گئے، اور اس حیدر کا اسام عامی سیری سپرد کی ہیں، وہ ایک ایسی کس
 رسہ کے ترقی دیتے ہیں حتیٰ الامکان کو تلاش کروں گا۔ مونس کا خیال تھا کہ اسلامی مصلحتوں کے
 بحم تہ لی دور، شہابی ایضاً پر اس میں سفارین لکھے جائیں، اور جب وہ مستعد ہو سکے، سب
 جائیں، تو حق کو مستعمل کتابوں کی ضرورت میں تالیف کیا جائے، چنانچہ اس مسئلہ کا پہلا مضمون
 انھوں نے جولائی ۱۹۳۷ء کے مسکین میں اسلامی حکومتیں اور شہادت کے حق سے تالیف
 کیا، اور اس کے وہ چوبیس اس مقصد کی پوری قومی کی دین رسالہ پوری طرح کامیاب ہو
 اور اس میں مولانا شبلی کے علاوہ مولانا عافی اور مولانا دکنہ صاحب وغیرہ کے مسامحہ
 اور پامہ چھپتے رہے، اس کے جون نمبر میں مولانا کا وہ خطبہ چھپا جو انھوں نے ۱۰ اپریل ۱۹۳۷ء
 کو مدعوۃ الص کے دوسرے دھلائی میں تل کے فراموش بردار صاحب مصلحت اور میں حقوق اللہ میں
 سرکار اور انھوں ہی کے پہلے اور سی نمبر میں شائع ہوا، اس آخری نمبر میں قدیم اسلامی کتب
 کی رہنمائی کی تجویز مولانا نے پیش فرمائی، اور مدعوۃ الص کے تیسرے سالانہ جلسہ کی روداد
 اپنے قلم سے لکھ کر شائع کی، ان کے علاوہ اس سال میں مولانا اور حضرت زبیر اور سرسید اور
 اردو لٹریچر وغیرہ معامین ان کے قلم سے نکلے، چنانچہ اس سال میں مولانا کا وہ آخری مضمون
 تھا جو جون ۱۹۳۷ء کے پرچم میں نکلا، اسی سہ ماہی سرسید نے وفات پائی، اور کچھ روز کے بعد
 سرسید بھی لاہور ہر گئے، مع میں تدریس ہو سکے وہیں باقی ماندہ

بہاؤ الدین کی خدمت [مذکورہ بالا جو کوشش کا غرض کا نام ہے سرسید نے جو کوشش کا نام ہے سرسید

چرخ لعل و رنگ کہ دیں دینے دے
پہست کیں بزم آئینہ و اگر گشت فلک
دیر قوت و دریا و بحر و شکر
چار دیں مجلسی تسلیم و دعا
کاغذ کے آسمان پر اس وقت سرفرازانہ سوشلہ پڑے
بہر و فلک قلی تین آفتاب
وہ شباب جمع تھے جنوں کا تذکرہ اس شان سے
اس تک کہ بندہ کے دوسرے بندہ ہی نہ
ہے اور اپنا و کوئی خاک نہ رہی لیکن کس و صورتی سے کی ہے۔

نہ از سر سوسے جانی نہ از دلگی
واں تدبیر و جد و جہد و شکر نما جگر
نہ کیے در بہا آں خون پاک و سنجیدگی
واں دگر بخت آئی و فقر و آتش جگر
بہی مراد پادشہ و قوت و پایہ
شکل و سادہ و زار و زور و سیر جگر

پانچواں مجلس منسلک ہے اول باب و اول اس کاغذ میں کے مشعل اپنے ایک و
کوٹھارے کا کاغذ میں میں جمع تو بہت ہو گا لیکن بڑے بڑے لائق آدمی جمع ہوں گے اور
پتہ پر کہیں دیکھا نہ گئے درمیان میں اس کاغذ میں سوشلہ شریک ہوئے اور یہ خوب
شیش کی ہے اس کی ہر جگہ ہے کہ اس کاغذ پر ایک رسالہ لکھا ہے جس کے سرفرازوں نے اپنے
مذہب میں جو علم و مال و صبر و مدد و شان و وقار سے حاصل کئے تھے ان کو ان سے مسائل
اور علوم اخلاقیہ کئے اس رسالہ میں ہر ایک اور اور مسائل و مسائل کو تفصیل سے بیان کیا ہے کہ کیا
ہو جو یہ کوئی کرنے وقت اس سے ہر ایک فقری حالانہ قریب کی جو کاغذ میں
کی اس سال کی رسالہ میں ہے اور یہ کہ اس کی تالیف کی تالیف کی اور کہ اس میں وہ
کاغذ ہے جس کی بہت بڑی ضرورت ہے ہماری ہے اس اس کے ہاں نہ کرنے کے متعلق ہیں اور

نہ از سر سوسے جانی نہ از دلگی
واں تدبیر و جد و جہد و شکر نما جگر
نہ کیے در بہا آں خون پاک و سنجیدگی
واں دگر بخت آئی و فقر و آتش جگر

یہ آج اگر کسی ہندو میں یہ بڑے سناٹا ہو

یہ اٹھ کی ہندو جو یہ دیکھ کر ہنس سناں ہیں

بھائی سے لڑا ہوا دی گھنٹہ بھئی ہے

برادر کو اس سے آگے نہیں گھنٹہ میں

مولانا سے صاحب مولانا یہ قہر ہے اور وہی لکھا

مولانا کے زیرِ مہاراجہ گنگ میں پڑھا

میں نے سنا ہے کہ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ مولانا کی چٹائی فارسی میں لکھتے ہیں جس میں ایک

ہاں نمونہ کی نشان ہے اور پڑھتے ہیں کہ تم سے اس جس سے سننے والوں پر نامی اور پڑھتے ہیں

فیض من کی شادی میں کوئی گناہ نہیں مولانا سے بھائی کر میں اور پڑھتا قہر ہے اور وہی

ہیں کہ اور سننا یہی مادہ حریف ہے مگر اصل پر رنگ وہی چاہا ہے اس نام کی مضمون

مولانا حافی کی نظموں سے مانتا ہے

مرید کی دعوت کے بعد بھی مولانا کاغذ کے جھوٹے میں شریک ہوتے رہے

شہزاد میں نواب محسن الدلائی

وہ کیا کہ مہاراجہ سپور کی کاغذ میں شریک ہو

حافی کے ہاتھ میں چال تھا کہ لکھتے ہو پورے نیا فارسی کو اپنے ہاتھ میں لکھ کر دینا

چاہتی ہے اس سے مہاراجہ کی فکر کاغذ میں یہ تجویز پیش ہوئی کہ ہاتھ کی ڈگری

کے لئے یہ دی بطور اختیار دی مضمون کے تاخیر رہا پسند یہ اس سے اور یہ کہ نہ حسبِ علم

بند و سنان کی پروردہ سیدوں میں عروج ہے اس میں اصلاح و ترقی کی گنجائش ہو سکتی

نے اس تجویز کی تائید میں ایک حمایت پروردہ مددِ قلم فرمائی میں میں انھوں نے کمال

کے اس شعر کا کہ فارسی بھائی لکھ رہا ہے میں اور دو مری اور فوٹ کی مدت اس میں

آواز بلند کو ترتیب دینے کی قابلیت نہیں اور نہ اس کے شعر میں حوم و خزانہ

اجتہاد شاعری جو ایسی ہوئی ہے جو بپا کہ لوگ جزاق و شمشدہ تھے، انہوں نے بتایا کہ مولود
و نون کی وہ تمام شاخیں جو باقی ہیں ہیں، وہ فارسی ہیں مگر جو وہیں اعلیٰ سفل و اور علم
کی مکمل تصانیف اس میں ہیں اور سلاوس کے پچھلے عہد زریں کی تہذیب کی وہی تہا سہا، وہ
ہے پھر انہوں نے سمن بادشاہوں کی ہادی میں جو نوشتہ سراج میں لکھا کہ گرد کیا
ہیں کہ چوب گسی زبان میں موجود ہیں، اس کے بعد انہوں نے فارسی کی حد تک تہذیب
کو بڑی ترقی سے بیان کیا، ساتھ ہی ساتھ شمال کے دور پر ہادی کی کمیوں، شمار بڑا کر سنا
سامین کا یہ حال تھا کہ جڑوں سنا، چھاپہ تھا، اسی سلسلہ میں جو سب سے ہفتہ لکھی گئی
شمار چوب اپنے خاص انداز میں پڑھے ہیں تو کہ انہوں نے مجلس، تقریب کی اس وقت بھان کے
تحتشہ گور و سرور و تہذیب میں جو اس میں موجود تھا انہوں نے پی، انگریزی تحریر میں، ولایت کی اس تحریر
کا جو دوسرے کو لکھا کہ تہذیب یعنی قانینت نہیں کہ میں مولانا کی طرح چنانچہ تقریر کو سکوت

عقلانہ کی کانفرنس میں انہیں ترقی داروں کی چہا رہی، وہ جو اس کے پہلے سکریٹری تھے، وہ
سینئر تھے، وہ تہذیب کو بڑھانے کے سبب پر چکا فرنس میں، اور جس کے بعد ہر ذی اس

خام تھے، اسلام کی سہا تہذیب پر ایک عالم، پگور یا اس پگور کو کوئی تہذیب، اس سب اور

سلاوس میں سکے، واقعہ اس کے فرنس کے ایک سرگرم سنی جو صدیق میں سب غبار و دیوہی بہا، اس کے سب
سیدہ جو ملے کا دم تھے، اور سر سید کے ساتھ اس اور ان کی تحریک کے لیے اس کے لیے سہا تہذیب، اس
سہا تہذیب کو اس نے، اس میں بھی اس میں اس میں شریک تھا، مختلف طور سے اس میں اور ہر طرف شریک
اس کے ساتھ کی تھی، وہ وہاں تھے، وہ اس کو سیدہ سیدہ کی کو تہذیب کو سہا تہذیب، وہ اس کے ساتھ
اس کے ساتھ اس میں سہا تہذیب، اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ

ان قدر مقلد کی ہنسیوں، ایک طرف، مگر ایک طرف، ان کے، ملک کی فکر
 ان کا پروردگاروں سے جنت کرنے کی ضرورت کی طرف متوجہ ہونے سے باز نہیں رہ سکتی، ان
 چاروں کا لانا، ان میں سے بنائے گئے ہیں، مگر یہ سب دوستوں کی اور پرستاروں اور ان پرستاروں
 کے ساتھ جلتا، باقی اور دشمنی کا اتحاد، ان باتوں سے سونٹ کا زمین، انگریزوں کے ساتھ
 جنت، اور ان پر جوش و خروش کا نتیجہ پیدا کرتا ہے، اور یہی وہ چیز ہے جو ایک ترقی یافتہ قوم کا
 اہلی جوہر ہے، اس کے علاوہ انہوں نے دوسرا نتیجہ جو نکالا، ان ہی کے تقصیر میں، یہ
 یہاں جو کچھ نام ہے وہ ہے کہ کسی وقت یہاں آفتاب کی محمدی میں جو ہے باقی بھی، یہ
 جی کے بے انگریزوں نے لاکھوں کروڑوں روپیہ خرچ کر دیئے ہیں، یہ حقیقت ہے کہ انگریزوں
 سے حق بھگنا چاہے، کہ صحت سب چیزوں پر مقدم ہے اور کوئی کام دیا جائے، انہیں میں رہنا
 تو خوب گندے گاہ، گاہ کی اگر چہ جی ہے تو یہ ہے: ایک دوسرے مل کر کو لکھتے ہیں، انہی کو
 نئے، یہاں کی دیکھی ہیں، میں تھا کہ وہ دوسرے یہاں گری نہیں دیکھتے، "دیکھو، ۱۲۰
 ی ہا، وہ پر جو لگ گئے ہیں، ان کو تجربہ ہے کہ یہ پڑائی، ثبات، حقیقت، انگریزوں
 نے اپنا بے شکستہ زندگی کے لئے بنائے تھے کہ وہ کھلے بندہ وہاں میں و صحت، انہاں سکین
 اس لئے ہر چیز وہاں انہوں نے اپنے حلقہ کی بنائی ہے، انگریزوں کی دیکھ کر بھی بندہ سب
 نے ہی وہاں جانا شروع کیا، وہ وہ انگریزوں کے لئے وہاں پار شاہ میں، بار بار جاتے
 ہیں، اور ہر بندہ وہاں کے پار شاہ پر وہ بنے سے کہہ گئے، اس جیسے ہے اس
 تمام کا جو اثر سونٹا کی حیثیت پر وہ یہ تھا، جو یہی ہستی ہے اس کے توی ہے:

یہ کہنا عجب جو کہ میں اس کو وقت بھی، تو میں خود بہت بوجھ منکر رہا کہ میرا ہر جان
 میں ان کا ہر سب کی وجہ سے اس پر جو آید۔ دم پر وقت۔ ایک ایک ہر شیخ حبیب احمد
 میں سفر کا ایک تاریخی سپور پر جو کہ میں کی سب سے پہلی نصیب مسلمانوں کی گزشتہ قیام
 کا پسہ جا کر سونا کے ذہن میں ہیں آیا اپنی کہ چند تھا اور ہر میں اجلاس نکش میں ہر سہو
 تھا میں سے۔ منی مشتہ کو کوئی نہ، اپنا ایک عزیز کو اس صورت کی اطلاع دی دیکھ ہر
 قصیدہ ساریہ جو مستعد میں کل ہوا ملک، تمام کی۔ چنانچہ کاجالی میں پھلے پہلے اسی
 ہمارے ساتھ ہی آیا تھا اور اسی کے لئے نکلتے تھے صاحب کا نمبر یہاں منگو یا تھا کہ تو اور وہ

تصنیف کا آغاز

۱۹۵۷ء

مشتہ میں سونا نے علی گڑھ میں غم کہ تو اس وقت سے میرے نگہ
 ان کے جو کہ حالت طائر سے تھے۔ ہاں وہی نگہ غم و شغف، غم و اندوہ، اور یہی اندوہ اسلام کا
 درست کا چرچہ سترہویں۔۔۔ کے حالات کے کاغذات سے، ہر وہ جو کتابت کر رہے تھے ان کا
 ان کو نظر آگیا کہ وہ پانچویں صدی کی کج رہے عرب مسلمانوں پر تھا آہستہ، اور جس کے ساتھ میں
 ان کو صرف اپنا حال بلکہ ماضی نگہ، ایک طرف سے اس کو دیکھ جانتے اس وقت
 اپنے لئے دل تو خود مشتہن کا یہ کارنامہ تھا کہ میں اس کو دیکھتا تھا، جو، دیکھ اس کو مٹا نے
 کے لئے اسلام، اسلام، اسلام اور یہی اسلام، کی طرح کی برائیوں کو کو کر دے

بیچارہ رہے تھے تاکہ مسلمانوں کی نئی پوروہ کو حمد و پوی قوم سے عزت ہوے لگے اور ان کے
قوی و مرد کو ایسا حمد پہنچے کہ ان کے وہابی قوی ہمیشہ کے لئے نکل ہو جائیں چہ بچہ ان کی تہ
مگر اگر وہ بھی قوی اور مسلمانوں کو نوادہ ہی مایہ سے لگنے لگی تھی اور جو پ کی ترقی و ترقی کو دیگر
ان کو چکا چوروہ لگ رہی تھی وہ لٹانے ان کی اس تہ کو کہ جب وہ اسی کے ساتھ کے لئے
قوم کو خوش دہی

اس سلسلہ میں سوسائے پنی پہلی شخصیت جس کا نام مسلمانوں کی گزشتہ تعلیم ہے ہمیشہ
جس ملک اس کی تقریب یوں پیدا ہوں کہ اس میں کھٹو کے متنازع و کس متنازع و علی صاحب
ادوار شعی احشام علی صاحب رئیس کا کوہی، کی دعوت پر ایچ کیش کا فرس کا و جلاس برس
نور و شہر سے کھوس جو سے والا تھا اس سے مرید ہے اپنے وارہ کے خلف زلی علی کو
مسلمانی تعلیم کے کسی کسی چلو پر لکھنے کی فرمائش کی اور سرستہ ہام کا و ملک متنازع و مولانا نے مسلمان
کی گزشتہ تعلیم کا عنوان اپنے لئے پسند کیا اور سرستہ ہے اس عنوان کا عام اعلان کیا۔ مسی
کے ایک خط میں سوسائے نامی سے لکھتے ہیں: "محترم خطی مجلس اس سال کھٹو میں ہوگی اور
میں شانت کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کی گزشتہ تعلیم پر ایک وسیع سمون ہرے لگا شایہ ہر سمون پر
لگا کو کھٹو اور گزشتہ کھٹو ۲۰۰۰ چھپا۔ یہ گزشتہ مضمون کیا گیا اور ہر دو ممبر گزشتہ کو گزشتہ
کی شادی بارہ ویں ہجری میں ہوتا ہے چکر بنایا گیا مسلمانوں کے کا و ہیں اسے بزرگوں
کے کارناموں کی یہ پہلی آواز ہے اس کے ملک میں اس خطبہ کی دعوت پر لگے ہیں اور اس خطبہ سے
جس سے علامت شعی کی شہرت کا انقلاب رہے پہلی و فوہر ہوا اس خطبہ میں مولانا نے تفصیل

سے سنانے کے طریقہ تعلیم اور اسلامی مدرسوں کے اہم اور خصوصیات و حالات بیان کیے گئے۔ یہ ملک میں ہی وراثت کی پہلی چیز تھی۔ اس لئے جلد ہی فقہانہ دہا، جگہ ایک گنجینہ کی صورت میں چمکا۔ اسی لئے سرلہا نے اس کو اپنی سچے پائی بہت قدر دیا۔ اسے اور ہی جلد ہی صاحبِ قدر رکھتے ہیں۔ اب تیرہ صاحب کی قدر دلائے سے وہ دینی حلقہ، تاریخی تہذیب و تہذیب میں معروف تھے۔ اس کا سب سے پہلا روز مسلمانوں کی گذشتہ تعلیم پر ان کا کچھ تہذیب و اخلاق سے متعلق ایک کیمپل کا نمونہ کے دوسرے تیسرے اجلاس میں پیش کیا تھا۔ کچھ مسلمانوں کی تقریریں، اصل نیا نام پر حسبِ چیز تھا۔ چنانچہ جب اس کی دیکھ لیں، روپو چاہا۔ نوکر کی رضا جو اس کے دیکھ کر ہمت سے نہ رہا۔ جو یہ سنتے ہی اڑا دوں نئی طرز کی پہلی سوانح عمری، عیا ہے، سہری مولانا صاحب کی اور مولانا شمس الدین نے اپنے ہی ایک خط میں ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ایک کتاب میں اس میں مولوی مادی صاحب نے لکھی ہے۔ اور یہ کہ نمونہ بھی ہے۔ یہ شیخ سہری کی سادہ دھڑپ۔

مقام سوانح عمری ہے۔ (صفحہ ۱۵۸)

دوسری تصنیف اماموں اس کے بعد اُنہی کی دوسری نئی طرز کی سوانح عمری، اماموں پر چھ مکتوبات میں لکھی۔ یہ مولانا کی پہلی مستقل تصنیف ہے جو ان کے نامور فرد و دیوان، سوانح کی پہلی کڑی ہے۔ اس کو تاریخ ہی اماموں کا خود گن ہے۔ یہ تصنیف ایسی مقبول ہوئی کہ مولانا فرماتے تھے کہ یہی ہے جس میں اس کا پہلا آئین ختم ہو گیا۔ اور دوبارہ چھپا۔

دوسری جلد مکتوبات کے ہیں۔ اگرچہ نیم کے بعد، اسی ذمیت کی ان کی دوسری کتاب اماموں تھی جو ہی اماموں پر لکھی گئی، اور اس کتاب سے پہلے پہل ایک کتاب کو مولانا شمس الدین

نہ کے حضرت میں مادیہ کہ وہ عینہ کہے ثابت ہوئے ہاں ہیں۔ ادا مومن کی تصنیف کی تحریر
میں مشر بہر کی کتاب پارون اور شہد کو بھی نقل ہے جس کو بہر کو مومن کے دل میں ادا مومن
لکھ کر مشر بہر کے دہر کے لیے تریاق کا خیال آیا

مولیٰ شروان سے تعلقات [ادا مومن بہر علم کی گجاہوں میں اعتبار کے قابل شعری بھی پر شہد
جس بہر سے دیو نکلے ان میں سے قابل ذکر دیو پر اس زمانہ کے ایک خوش راق و جوان
ریش عالم کے قلم سے نکلا تھا، جس کو کتب نے اب ممد یار جنگ مومن صاحب نظر خان خان شہد
کے نام سے جانتے ہیں۔ مومن نے صرف اسی دیو کا جواب ۱۱ فروری مشہور کے آراو لکھو
تیس کے کڑے تیر کے پلے رہے امرا پر دیا تھا مگر کیا عجیب یہ اختلاف تھا جس نے دونوں کو
کے ایسے مضبوط رشتہ میں جکڑ دیا جو یک کے مرنے کے بعد بھی ہیں تو مومن شہر والی لکھتے ہیں
۱۱ قاضی محمد سے میری سب سے اوس دعا کا ادا ادا شہد مومن پرئی آقا نہ تھا رفت اختلاف
کتب ادا مومن بہر شائع ہون تو میں نے دیو کی ادب میں ہم سائل پر عرض تھا۔ عاتق
دیو مومن کا مہر ملے تو پ کمالیہ بے یاز نہ شہر بھی جواب میں نہ کرتا

ای آنگ دیو مومن چوس مامہ گہر کا دھوکہ بنگار

دھوکہ کے سرکاری کتب خانہ راجپوت سے موم کو پرانا معلق تھا، ان کی صاحب علی کا نام دیو
دھوکہ مومن میں مشہور بھی گذر رہا۔ ان کے ادا مومن اور شہد حسین صاحب ممد کی
۱۱ پ ۱۱ قاضی محمد ۱۱ ان سے نیا مندی کی گوارا لگی بھی تھی۔ اب ان کے معلق کر ممد کی
بیشیت بھی حاصل ہوئی، اس زمانہ میں ذاب کتب علی خان جانی رام پر کا ادا مومن چکا

یعنی پہلے دھڑکے اور پھر جانتے کہ اتفاق ہو تو وہ دیکھ کر رگوں کی زبان سے
 ایک دھپ دھپ کا بیت غنہ نہیں آتی، جس سے اُس کا دکھ بھول اور کھانے کے عین اتفاق ہو جاتا
 مزاج کی کیفیت معلوم ہوتی ہے، ہونٹ کی حرکت سے پتہ چلتا ہے کہ اسے جو کچھ دیکھ رہا
 اس میں اتفاق سے غصہ، اذیت یا دینا پھر ایک دم عصبانہ ہو کر لڑنے کی ترغیب کی دعوت دے
 جس میں اس کی بھی ترغیب ہے، اس میں جب موافقت نہ ہو اسے تو بڑی حد تک
 افسوس و پرہیز ہے، اور ساتھ ہی سبک دیاں لگائی جاتی ہیں، عین غصہ میں سے ایک جگہ سے
 پھر یہ تہذیب کے مطابق یہ سمجھا کر لوگ اس طرح تادیب کر دیتی ہیں کہ تو بھی کر رہے ہیں
 افسوس سے چپکے سے اپنے منہ سے کہہ کر دیتی ہیں کہ یہ تو بھی کر رہے ہیں، اگر وہ بہت
 سخت ہو جائے صاحب کوئی کی یہ تادیب کرنی پس اسے تہذیب میں صاحب غصہ کے
 خلاف کو کھڑے ہو کر خود ان پر گھسٹتا ہے یا پھر میں اور جیسے وہ دوسرے بھی
 گرفتار ہو رہے ہوں انھوں سے مل کر تادیب کی ہے، اس کی بھی تہذیب کر دے، اور اس طرح جان کر
 قرین کا انتقام سے کر دے، اس جو کہ جس سے اسے افسوس ہو جائے پھر اسے جانتے ہوئے
 صاحب کو ان کی نافرمانی کا تم ہم تو چاہتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی تادیب میں ہلکے
 شائبہ کی گئی ہو تو اس سے کہیں کسی سے ترغیب کے تادیب کرنی ہوتی ہے تو اس کی
 تہذیب نہ کیے ہیں، اب اگر شخص اس کی تہذیب نہ کرے تو اس کی تہذیب نہ کیے ہیں، اس سے
 اب یہ کہتے ہیں کہ اپنے ایک ہاتھ کی ریشہ کر رہے ہیں، اور دوسرے ہاتھ سے اس کے
 ٹھونکنے ہیں، یہ تادیب نہیں ہے بلکہ اس سے کہیں ایک ساویرگ کی اسکیں ہوگی اور اس میں

سے، پہنچا، بشورن گئے، جسے تعلیم مسلمانانِ اہلسنیہ رکھ کر وہ دس سو روپے میں بیعت ہو کر گسارت بہار
 اور بیحد چتر تیار کر گئی، دھڑلے سر تین نام عہدہ ملک ۲۰۰۰ روپے، اس کے بیساق کے پاس رہا
 پہنچ گئی اور وہ بھی ہر روز غرضت سے دیکھتی تھی۔ سو روپے اٹھاؤ کی کیا بیعت کا پاس بھی پتہ
 کیا گیا۔ خواب سوار ملک مروجہ نے، قی کی تصدیقات کی قضا کی، ماسوں کے پاس سے
 سنگو سے اس کی مدد و توصیف فرمائی، اس مسئلہ میں سر سید سے دربار چلنے لگے
 کو وہ جب کاوا ملک کو ایک مہانہ کیا، اس میں ایک ادا تم رہا کرتے ہیں، ان کو دسویں سید
 کو آپ کی ملاقات کا نہایت متونی پیدا ہو اسے میرے سے، ساری کچھ راحت عام ہو رہی ہے، ان کے
 پیدا ہوئے اس، وہی چاہا، نام کا جن میں غائب، بیدار کیا گیا، جس سے پھر کسی وقت ذکر کروں گا
 گھر وہ بیانات پختہ ہو گئے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ وہ سید، پانچ سو روپے کا بھی ہے، اگر کوئی جو ان کو
 شلی صاحب کو کسی عہدہ، بادشاہی کا ناگزیر تھا، ۱۵ روپے کے دیکھیں اور جن میں کتاب کو جو
 وہ دیکھے ہیں، ۱۵ روپے، اور وہی بدلیلم صاحب شہر لکھتے ہیں کہ سوسنا شلی کے اس سفر میں شہریت
 سے یہ بیان لوگوں میں پہنچی کہ تھا کہ وہ سر سید کے گرد کے ایک نامور بزرگ اور ان کی
 فوج کے ایک راہی ہوا ان کی :-

سوسنا شلی مروجہ نے اپنے اس سفر کے حالات، ایک خودی قصیدہ میں ذکر کئے ہیں جو
 ان کے کاپیت، فارسی میں چھپا ہوا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ علی گڑھ سے سر سید کے
 ساتھ میں چلے گئے تھے، وہ شاید اسے وہیں تھے، وہاں سے کچھ دنوں کے بعد وہاں پر چکر لگے
 کے لئے وہ نہ ہر سہ سر سید کا ناظر اس سے پہلے چل چکا تھا، اس لئے وہ میں ملاقات میں

ہوئی، اس سوا، اتفاق سے سونہ چ پشای کا طریقے اتفاق سے رہی ہیں، دور اور حیرت انگیز
 سافر صاف سوار ہوئے، جو لوگوں کے غائبانہ شرف تھے، نفوس نے لوہا کا نام سنا تو بڑے
 تپاک سے ملے، اور راستہ بھر دست کرتے رہے، ان کو تو جب جو پانی پہنچے تو معلوم ہوا کہ کل وہ
 ناظر یہاں سے آگے کو رو نہ ہو گیا، وہ آگے تھے، اور آخر میں صاف دلی کے سفر کے بعد گئے، یہ
 چند آدمی سرسبز دریا کے کنارے کی تھوڑی سی حالت ہوئی سرکار کی ممانعت کا۔
 یہاں آتا رہے گئے، صاحب نے دو تین کہیں پہلے ہوئے، اسی حضرت میر جو صوبائی جاں نے صاحب
 سے ابھی ابھی انتہا پر یادگار کو حضور کی کا شروع پیش کیا، اور ایک ہر زمانہ جو رو کی پہلی شہادت
 کو دو چاندینی و اجڑا نہ مان کر لے لاکھ کر لیا، جواب دہی لی، اور وہ وقت کا قار کا قار کی حضرت میں
 بنیر ہمارا، ایک نظم اس کی صاف ہو، میں میں سرسبز دریا کے کنارے تقریباً کہیں
 کافی سے پہلے اور وہ اور سو مائیلیں پہنچا، شہور کا اسی قصیدہ پڑھا، میں یہ تمام واقعات میں
 حوشاد کے حضور میں پیش ہوئے، وہاں ان کا آگے بڑھ کر فراموش نہ ہو، وہ وہاں ہمارا حکم
 جو بامصوبہ کر رہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قصیدہ کی تکمیل حضور میں پہلی کے بعد
 بعد وہاں میں کی گئی ہے، اور وہاں فراموش نہ کرید، وہاں یہ قیام گھر کی صحت پر جس چلا گیا تھا
 اور صبح کر دیا تھا کہ کوئی دیں۔ سنئے اور وہیں نسل نسل کر شہر گھر ہاتھ کر جو ہی پہنچ گئی
 یہ کہتے جو سے بعد سے وہاں پہنچ گئے کہیں کی گئے، دسکے نہیں بگ سکتا، یہاں سے پہلی ہاتھ
 یہ قصیدہ حسب صاف میں پڑھا، تو ایک سال بعد وہاں تھا اس قصیدہ کے ترجمہ
 میں اس دور دور، دوسرے فرس کی تیب چر صافوں کی تہہ عالی کی تقریر اور اس کے بعد

کی طبیعتی تحریک کی شریعت جو نور میں رہا میں پہنچا اور یہاں سے ہوسے کا ایک چھامت کھینچا تو

ہیں یہ مودہ دہشت زلی گئے وہ آخر	کاروان شہسوسہ فہم کن رہ گئے
ہر پانچویں دور دولت سلطان میر	مہم ہر وقت ادب پشت مودیم دو
نہیں تیرش تسلیم آداب نواز	عزمی مطلقہ نیریم ہستادوم پنا
شہ ازھنہ شامہ پیش فرمود	امرجہ بوق ادب ہر ششیم پنا
پس اہل شہ شاہ عباد اللہ	کہ دبیر سے مست جہر و دوشی پر
ہر ادب آمد تو تین پانچویں بنواں	دہر گوئی ہر کار شہ ادوکتہ سرا
شہ پچستہ گزنا یہ فرستاد پیام	کایک تہ پیش پیشہ مد پد میں فرا
مسکریں فرود ہاں میں بخود مالیدیم	خبر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
چوں پانچویں شہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر	شہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
شہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر	کہ شہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
آہوں ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر	ازھنہ دولت دستور شد و کج کرد
وہی رکا قلم و ہر ہر ہر ہر ہر ہر	تہ ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
پانچ ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر	شہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
شہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر	دشمن ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
یاد ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر	نادر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر	ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر

یہی از سبب اس مشاہدہ گری ہشتم

تہ نظام ست و پیرید کہ نظام ہشتم

متعلق ہی مشہور نظام کے قتب نامی کی مشابہت سے نظام اور نظام کی کمی ہی ہست
ہے، کی ہے۔

ملاحظہ فرمائی اپنی نظیر میں دیکھیں، انداز تھا پتہ سے تھے، وہ پھر خوش تھا، یہ قیصرہ پناہ خانہ و کون
سے تحسین و فرس کی صدا بلند ہو گئی، خواب و قافلات مراستے اپنے محل خلک نامی مونس مانی
مونس کی کہ جو کہ رو بہ آئی کے قیصرہ سے تھے، یہ پیر متا تر جہ سے دور، خوش صورت تک یہ
دور و تنہا، اور مونس کے ساتھ کہ خود آئی حضرت کے مونس سے اس قیصرہ کو پتے سے جو کہ اس
چاند، مگر با ستر میں ہر چیز یہ سست اور مائل جاتی جو درہ درہ سے یہ دور ملک یا کہ یہ خوش
میں یہ کی۔

چند باب سے وہی کے وقت خواب یہ علی حین خان مرحوم ملک و پتہ ہر حق
خان مرحوم کے امور سے چند روز یہ نافذ ہو پائی ضرور، کیونکہ ضرور، اور کیے خبر، اس کی
تفسیر میں حقیقت سے عام و بھی رکتی ہے کہ اس زمانہ میں جو اس میں خواب مدتی
خان مرحوم کے اثر سے سرسید، علی گڑھ تحریک کی بنیاد، صرف فرائض تھی، گروپ
مدتی حین خان مرحوم کا اس سے ایک سال پہلے سے اس سال پہلے تھا، مگر اس کا
موجودہ بن جو اس وقت خواب صاحب مرحوم کے اثر سے سرسید کی تحریک کو بھی ترقی سے
ہیں دیکھتے ہیں، یہی حال ہے سرسید اور ان کے، خدا کا یہاں ضرور ہست، مگر کام

میں نے نواب علی حسن خاں مرحوم کے عزیز نامی خواجہ بہتہ و ستہ مدین صاحب سروردی کو
 جو ان دنوں وہیں موجود ہیں کہتے تھے یہ پوری مدد تو کسی طرح نکلے ہے
 جو پال میں قیام میں تھے پھر پال نواب صدیق حسن خاں مرحوم کے اثر سے علی دھند
 کا مرکز تھا۔ نواب صاحب مرحوم دور دور سے تھے، ان کے نزدیک سرسید کا نام یہ بھی جڑ تھا
 احمد والینہ بودا نواب شایر علی بیگ مرحوم بھی سونپنہ کی تھیں۔ نواب صدیق حسن خاں
 مرحوم نے چھٹے صاحبزادہ، حاکم الملک علی اور نواب سید محمد علی حسن خاں صاحب کی
 تربیت اسی محل میں ہوئی تھی، لیکن وہ فطرت کی طرف سے وہ قہر سلیم سے کر سکتے تھے
 نا، یہی کے خود بھی شاعر تھے و در شعر و سخن کے قدر۔ یہ بھی تھے۔ چھ پہلی اسی فن سے
 شہر کا نام کی کے کا نوسنگ پہنچا، اس کے بعد پورے میں مولانا کی گزشتہ تہذیب کی نظر
 سے گذر گیا، اور اس کے بعد اعلیٰ مولانا نے کہا ہے کہ "ان کے چوب کو دیکھ کر ان کی حالت ہی
 عجیب ہوئی، ان کی جوں کے متحدہ دھنچکے چپکے چپکے ڈاک سے ٹکڑے جاتے اور قدر و اتوار
 میں تقسیم ہو رہے، اس کے ذریعہ سے کالج کے ساتھ ان کی تعلیمی اور عمر وری بڑھتی گئی یہ
 سلسلہ میں جب سرسید کا فاضلہ جہاں سے گذرے، وہ چودہ بار سے کاسہ پواپس جاتا تھا
 صاحب مدد دینے لگے تھے، قیاد علی صاحب کے مدد سے جو اس زمانہ میں ہو چکی تھیں وہ
 تھے، بیگم صاحبہ کو یہ سوچا کہ سرسید پہنچے تھے وہیں کبھی ہی ہوں، مگر چونکہ بڑے بڑے
 انگریز حکام سے ان کی دوستی ہے، اس لئے یہاں علی کا حال نہ ہونا مگر یہ کام کی
 خوشنودی کا باعث ہو گا، اس کے کو بیگم صاحب نے بھی پس فرمایا اور واپس میں سرسید

اور ان کے رشتہ کو جو بدل میں سرکار دی اس کی بنا کر روک لیا گیا اور یکم صبح ان سے شہر
راہی ہو گئے۔ اتفاقاً ہم سرسید نے قلم کی سیکسی اور تباہی کی یہی پُروردہ تصویر کھینچی کہ وہ
سے بے اختیار ہو گئیں اور لکھنے کو دس ہزار روپہ دی صرف سے اور دس ہزار پٹے جاگیر داروں
کی طرف سے عنایت کی۔ اور سرسید نے بھی خوشی علی گڑھ روانہ ہوئے۔

سرسید نے دو مہینوں میں اپنی کتاب کے پانچ ٹھکانے اس وقت ان کے
علم و فضل کے یہ سنا سفر میں اپنے کچھ کچھ جاننے والے تھے شہر کے اکثر علماء اور
مدرسہ میں اسے قافلاً تمیز کیں اور ان دنوں ہر محبت اتنی طول کھینچی کہ مولانا گھبر جاتے
بول کی اور نوب صاحب کی یہی سی قافلاً تنگ جوڑتے بڑے جنت اور قدر نشانی کہ
انہیں وہ تک پہنچ گئی تھی وہ جس کے کچھ تھوڑا سا کتاب بھی ہیں نوب صاحب کے نام کے
مطرح میں نظر میں گئے۔

مولانا نے مولانا خلیفہ جیسے یاد دکن میں پڑھا تھا وہ پہلی بار اس سفر میں اور
بہرہ میں صاحب جو اور بچا تھا

مسلکات کا اثر علی گڑھ کی آپ وہ مولانا کے خرافے کے ساقی و حقی خصوصاً سرسید
مذکورہ کتاب کے میں بنگلہ میں وہ رہے گئے تھے وہ شب میں تھا اور وہاں ہی
رہا تھا اس لئے وہ ایک میرانی تھی اور مولانا کو میرانی کی کتاب پیم
جو گئی تھی کے علاوہ خیریت نہ کہ ہر نے۔ ہے۔ اس کو پہلا مولانا میں شروع ہوا چنانچہ
آپ اپنی مسئلہ کو وہ مولانا میرانی صاحب کے قلم سے کھاتے ہیں۔ یہ تین چار دینے سے

میں کو تو ہے مگر جو سال میں سفر کی دل میں سال نہ گئی، تبدیل آب و ہوا کی اس سے بہتر
 اور تلخی کی بھی محنت کے بعد ہی مل سکتی ہوگی، روم و قسطنطنیہ کے سفر پر روانہ ہو گئے، یہ
 کسٹر کا سفر تھی دوسرے موقع کے لئے تھا۔

سفرِ قسطنطنیہ میں اعلیٰ شوق کے چرہ کرنے کے لئے روم و قسطنطنیہ کا سفر کیا، اگرچہ
 اس سے سلاط کا قیام تو یہی تھا، لیکن موجودہ اعلیٰ دور کے تفریح و تھیلہ میں یہ سفر
 ایک ایسا ہی اضافہ ہو گیا تھا جو چار سے جن کے کاسے صرف ہادی اعلیٰ محسوس میں
 کرتی پیدا کر سکتی تھا۔

لیکن اسے منظم نہ ہونے کی وجہ سے کل رگڑ چلی گئی اور اس کے چرچاؤ کے لئے ایک وسیع
 وسیع جہاز تھی تاہم کنجریوں سے جو مشق ان کو پیدا ہو گیا تھا اس کے لئے اس سے بھی ساڑھ
 برس قبل ہی مرید ہوا تھی۔

اب ان کو علمی زندگی بچانے کے لئے کنوؤں اور ضروری کامیابی ہیں، ہندو روایت کا تھا
 انھار حق اس کے لکھنے کے لئے وہ تیار تھے، اس کے لئے ہندوستان کے کتب خانے کا
 نسخہ اس لئے ضرورتاً مرقطہ نظیر کے کتب خانوں کے لکھانے کی مابعد تھی،
 اس کے علاوہ ان کے دل میں گزشتہ شاہانہ اسلامی شان و شوکت کی واحد یادگار کی
 کے ساتھ جو عظمت و جہت تھی، اس نے بھی ان کو مجبور کیا کہ وہ عربی، ایک دوسرا
 باب کی یاد کریں۔

اسے سربانہ کے دیباچہ میں وعود چاہے اس وقت اس وقت کا قرار دینا منظور کیا

مقطعہ دھیرہ کوئی تیل لیا تاکہ تو اس گھٹوں وہاں کے عبادت پر چھا کر تہ خوں سے نئی
 مشعلہ میں قطعہ کے سر کا رو کیا۔ اور اپنے ساتھ ایک تیز کر بھی لے جانا پاد
 چنانچہ ان کو ایک جہاں میں لے کر وہاں ضروری سرواں میں خا لکھنے کا بعض جہاں کے
 میں رشتہ اللہ ہی مشعلہ میں ضرور قطعہ رو رو کر لے گا اور انہا چھ جہاں میں ہم کو
 میں چاہتا ہوں کہ تم بہت جلد سے روئے تو کوئن میں تم کو بد تو چاہیے کہ سخت جی
 دل ملتی ہے اس تجویز کے برہم ہو کر گئے اور جب لکھ بر سفر پر حرج قطعہ جہاں میں
 ایک جہاں دھیرہ جہاں سے اس سال پر سفر ہوئی ہو۔ لکھ یہ ہم ایک صیغہ سنائی
 ہو کر وہ جہاں ایک مشعلہ میں اس سر کو کھیل کے جہاں قدرتی جہاں سے پیدا ہو گئے
 وہاں وہ اس میں کوئی ایک ہو۔ ان دونوں جہاں اکثر یاد رہے ہاں تک کہ حلق
 سے تنگ اگر تبدیل نہ ہو جو کہ رو کیا۔ اور مکان دھیرہ کے بعد بعض کے لئے
 ان کو اور کشمیر میں وہ سب کو متحدہ خطوط لکھ اور کشمیر کا جہاں جب کہ گندہ چکا رہا۔
 انساب تھا۔ اسی اثنا میں معلوم ہو کہ مشعلہ تہج ہی کل میں ولایت ہائے
 میں اب وہ نمونہ کو خیال کیا کہ مقررہ دوم کا سفر تب وہ جہاں تبدیلی مشعلہ کی وقت
 انوں قسمی سے یہ مان میں ہو گئے ہیں اس وقت کو ہرگز ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہئے
 چنانچہ یہی وقت صاحب موصوف کے پاس تشریف لے گئے۔ انھوں نے شاید خوش
 انھار کے اور قطعہ کے چھ ہی کاموں میں کافی مدد دینے کا وعدہ کیا۔

اس وقت چار ذکی وہ لگی کر کل میں چار روزہ پانی لے گئے تھے۔ اور وہ وہاں سے

ساتھ ساتھ شعب ہوئے اور اکثر وہی نے کہا کہ اس مجلس احمدیہ مروجہ مافی کے ساتھ ملتا
میں سحر کوئی دہشت گردی کی بات ہے۔ لیکن مولانا کا جواب صرف یہ تھا کہ

اچھ۔ دو میں کشنی و قتب اور انھم

میں گریوں کی تیس سو فتنہ جیسے کی ہو کر آئی تھی اور مولانا کرتن جیسے کی رخصت کا
مزہ تھی مائل تھا۔ اس طرح جو جیسے کی رخصت کی تھی اور مولانا کے ساتھ ملا تھا
۲۶۔ اپنی منشا سے لکھی گئی کہ وہ انہم کے جوا تھی سے مشرکہ لکھا تھا جو وہ سچے لکھ
حالی سے لکھیں اور دور کے رہائیں قیام کہ

بسی پیچھے ملے دوسرے ہی رہا تھا۔ وہ انہم ہو گیا ابھی ہی کی صبح کو نو بجے ہمارے پر سوار
ہوئے۔ یہ ایک جہان سے لکھا تھا اور مولانا کے جہان سے لکھا تھا کہ مولانا کو نہیں دیکھ
دوسرے میں مشرکہ لکھا تھا اور مولانا کے جہان سے لکھا تھا کہ اس سے جو وقت چاہا وہ دیا
سفر کے سیر نامہ میں صرف پڑا،

مشافری خوش آئند عجیبی سے مشاعرے کے دل میں ایک خاص کیفیت پیدا کی مولانا
سفر کے حالات پر نقل ایک بار کی قیہ کہ مولانا کے سفر نامہ اور لکھناات دونوں
میں موجود ہے

یہی مسئلہ کہ مولانا کے سفر نامہ میں مولانا کو مسافروں کی دلچسپی کی ایک پڑ
جزیرہ نظر آئے کہ ساقی قوم کے بہت سے لڑکے و لڑکیاں ہوں۔ وہاں کے دیہات میں
اور جہاں وہ رہا ہے تمام بچوں کے لئے عجیب عجیب حرکتیں کرتے ہیں۔ کچھ بچے لکھتے ہیں

اور کہ آپس میں لڑ کر ہر پہلو سے اختلاف کرتے ہیں اور نہیں جانتے ہیں کہ لڑائی کا کیا نفع ہے۔ یہ کہ لوگ
 دوائی، چرنی، پھوسے جو کہ اعلیٰ دینا جاتے ہیں وہ مندرجہ پیشینک و پتہ بن اور وہ غریب
 اور کنگال دانتے ہیں، اکثر غریب اس تاشے میں معروف تھے اور شہزادہ کو بھی اس میں مراد
 تھا کہ ایک دو سو سو دل تھا جو اس منظر کو دیکھ کر غائب ہو رہا تھا۔ یہ سوسائٹی تھے اور تہ
 سوسم کے دل کو اٹھیں گی کہ وہ جب جو بھی دیکھتا ہے کہ آتش و کشتی تھے تو حق ان کی حالت
 نہ وہ اپنے حریفوں کے سامنے مغرور کی کہ کسے پیٹ پاتے تھے۔ یہ جہاں، خاک کوں کی تاش
 سے بے اختیار نام یا غریب کے اٹھا ڈال گئے تھے کہ جب یہ معلوم ہو کہ وہ عرب نہیں، سہلی ہو تو نہیں
 ۱۲۔ مئی کو جہاز سو سو پہنچا۔ راجہ احمد پوری اور ان میں سے ایک شخص کو لیا کہ ہندوستان
 جو کہ آدھ میں گنگا نرنگ کی دھوڑا کو پڑا تھا۔ وہ جب اس وقت سے معلوم ہوا کہ اس
 کی بندوبست کی ضرورت نہیں تھی تو اندوڑ کر گھر پران کا وہ بھی تھپ جو ابھی بھی
 شہزادہ میں بچہ پ جاتے ہوئے پڑتے سید میں ہی اتفاق پیش آیا تھا۔ ان کی پرستش کرنا
 سے سال پہلے ان کا علاج بے تحاشہ اور وہ پرست تھا کہ وہ وہاں بھی میں نہ تھا۔ وہ
 سے معلوم ہوا کہ ہندوستان سے جہاز ہر روز پہاڑ سے جاتے رہتے ہیں، ان ہی جہازوں
 سے شہزادے جہاں سے یہ زبان کی کوئی

۱۳۔ مئی کو جہاز پہنچا۔ جہاز سے ان کو جب سولہ سال پہلے مر گیا تو اس
 چیز کو بڑے شوق سے دیکھا۔ یہ جہاز کی تاش سے دیکھا کہ یہ جہاز تھی کہ
 تھے اسلئے اس کے آبادی دیکھی، یہاں سے منظر تھوڑا لگتا ہے کہ وہ جہاز

موسلمان قسطنطنیہ کے ساز پوسہ، جوست، میان سے مولانا کی کچھ کونیا سہانی یہ پیدا ہو کر
 مسلمان اور شاہی وجہ سازوں کی صورتیں ہمارے نظر سے گئیں، اتنے دنوں میں مسلمانوں
 کی صورت کو ترس گئے تھے۔

ہمارے کچھ پانچ بیٹے ہمارے کچھ شہرے ہمارے ہی کو بیرونہ گود نکھڑ نکھڑ کر
 ایک ایسے احمق شہر کے۔ یہاں سے غریبی میں کو حیاں کی آنکھوں سے وہ تاریخ کے صحن پر بارش
 ہو چکے تھے گولہ بول، وہ ایک آدمی کو ساتھ سے کرشمہ کی سیر کر آئے، اسے اس کی گواہی سنا
 پہنچا جس کو عربی میں قمر کہتے ہیں، قمر وہ مقام خارجہ ایک اسلامی تاریخ کی نگاہ میں
 کہ ہر زمانہ، گت تھا، مولانا اس کے ترور موت میں اترتے، سب سے پہلے ہمارے سہرے میں گئے
 سہرے ہی سے مشعل ایک اسلامی مکتبہ نظر آیا، اس میں چھ گئے وہاں کے مدرس سے جو
 ایک عالم تھے، اس نے نئی منظم دیکھ کر کی، وہ ایک روئے کی طرف اشارہ کیا، اس نے
 فرق مجھ کی چھ آیتیں پڑھیں، مولانا پر مجھ اثر جو ان کی کو حیاں آکا کہ ان وہ ۱۲ گز گزشتہ
 وہ ایک سا کرم کا یہ دور وہاں بڑا جہاں اس منہ میں کلام میں کیا تاخیر تھی کہ مشرق سے مغرب
 ایک برقی رہ بھا کر دوڑ گئی

۱۔ نئی گوجرہ زور دے پہاڑ اور تین چار گھنٹے قلمرو یہ ہمیں ابندی اسلامی تاریخ کا دلچسپ
 سفر تھا، اسی نے مولانا اس کی سیر کے بہت مشتاق تھے، لیکن انھوں نے رات کا وقت
 تھا اس نے اس کی سیر سے فروم رو گئے، ۲۔ نئی گوجرہ کے وقت، از میر و سمرنا، پچھلے دور
 اس جہاں دور و دراز ایک تنظیم رہا اور مولانا نے تفصیل کے ساتھ حیاں کی سیر کی جہاں کی غار

بات تھی وہیں تپسی، بہت سے شخص ایک چھوٹا سا کتب خانہ تھا انھوں نے فائز جو کہ اس
کتب خانہ میں گئے وہاں چند ہزار اور ترکی کی کتابیں لکھنے کے لیے افسرینے باتیں کر رہے تھے
اور مشہد کے مسئلہ پر بحث جو رہی تھی وہ لوگ ہاڑسی بھٹے تھے ان کی اجازت سے مولانا
اس مشہد پر بھی حیرت انگیز کیا گو سب سے پہلے کی۔

پہاڑی اس مئی کی شام کو روانہ ہو کر ساڑھے کو بجے کے وقفہ میں پہنچے اور وہیں
اور مولانا کی گفتگو سے وہاں کی حالت جاننے کے بعد ایک کئی میں بیٹھ کر کہہ دے آئے وہی گفتگو
ایک شیخ احمد صاحب سے ان کی ملاقات ہوئی اور اس کی اخلاقی ملاقات ان کی تمام کامیابیوں کا
ریزہ چھوٹی دو نوں سے ساتھ سراسرے میں جا کر قیام کیا، بعد شام کو ایک اس سر سے میرا
پھر وہ چلی گئے پاس ایک اچھا مکان کرنا پڑا، اور چند روز بعد وہاں لگا ہوا اور
پھر ایک ایسی جگہ پر رہے۔

میں نے بعد ازاں جن سے مولانا نے دوستی پیدا کی تھی شام کے ایک خانہ میں مشائخ تھے
جن کو ہندوستان سے بھی ایک طرح کا تعلق تھا، حضرت خانہ نقشبندی جو تادمی کے
نام سے بھی مشہور ہیں وہ ملک شام سے ہندوستان آکر وہی میں حضرت شاہ غلام علی
علیہ رحمۃ اللہ کے مرید جو سے تھے، اور یہاں سے نقشبندی فرقہ کی تعلیم پا کر اپنے وطن واپس
نشریہ سے گئے، اور ہندوستان کی اس دوست کو دوم رستم جن باکر شاہ اور نقشبندی
فرقہ کو جاری کیا، شیخ عبد اللہ صاحب کا نام نہیں کرنا کی 'دارت کے منشی امجد علی کا گھر میں
مگر وہاں شریعہ ہوا اور اس مذہب سے مرہبات کی ملاقات بھی دن سے جو سے کی، ان ہی آئے

ہیں ایک سو جوان لڑائی عالم شیخ علی ہاشمی تھے۔ ایک دن وہ شیخ عبد الصالح سے ملے آئے
 تو انہوں نے اپنی بیٹی کے لئے اس سے سونے کی مٹی کی تصویب فرماتے ہوئے کہا کہ تم شیخ
 علی ہاشمی کی نظر میں بڑی لڑکا ہو اور رسالت ہو لی میں سے دوست ہیں۔ اپنے شیخ کے
 پاس دیکھا تھا اور انہوں نے اس کے مصنف کی نسبت کیا تھا کہ وہ تصدق و سخاوت پر مشہور
 ہیں ان کو جب یہ معلوم ہوا کہ اس سدا کے مصنف بھی ہیں تو انہوں نے گریہ کرنا شروع کیا اور
 مصنف و مراد فی سے پیش آئے۔ ان کو اس ہفت کے کہ ان کی ایک مسمیٰ تصنیف سال
 ایک سو پچاس ہزار گرام سے بچاؤ تو اسے دیکھا نہ بچاؤ سرت ہوئی۔ شیخ علی ہاشمی سے سوا
 تصانیف و ہدیہ نہ ہوتے تھے۔ والد وہ اس سونے ان کے ساتھ عبد الصالح و ابوبکر
 چند روز کے بعد انہوں نے سونے کے مٹلے پڑھی شورش کی ان کے ساتھ ایک دیو
 عبد اللہ و جونی سے بھی شورش کی

اس سونے سونے کا عمل تصدیق و مکتوبوں کا سلسلہ تھا۔ قطعیت میں کتب خانے
 دو درود سے ایک ایک کتب خانہ ہر کتب خانہ کی ایک ایک کتاب یا ایک کتاب
 ان کے مقصد سے نقل کی تھی دیکھتے ہوئے تھے والد ان سے ان کو روئے نامی ہوا
 کا پیکر کرتا تھا لیکن وہ نہایت سنی خوشی کے ساتھ روزانہ یہ تصنیف لکھتے تھے اور
 سرگرمی کے ساتھ ان کتب خانوں کی سرگرمی کرتے تھے۔ پھر یہ قطعیت ہے ایک
 ہر صاحب کے لئے ہیں۔ اس وقت تک کہ ان کا ایک مکتوب و دست نامی کہتا ہے ہر روز
 بل کا پیکر کرتا ہے بہت بڑا شجر ہے۔ نام کتب خانے و غیرہ و درود و درود ہی دوسرے

کتب خانہ کی
 یہ

یہاں جو کتابیں نظر سے گذریں، ان میں سے سرسید کو ان کے خلیفہ بزاز کے سوا
 اور تصنیفات اور مصنفوں سے، خبر کی سب سے دلی کا تصور تھا حال سرسید کے، ام کے خطوط میں
 ۱۸۵۷ء کی کوہ قسطنطنیہ پہنچے اور عثمانی روز کے بعد ۲۵-۲۶ مئی کو وہ انھیں حاکم لکھے جس پر سرسید
 خود ہی بہت حیران ہے کہ آپ دو تین سو سال سے رہا وہ روپے مسجد پر کو کتاب میں وقت دلائے
 نے ہی ہوا، باقی نقل و حرکت کا انتظام کیا جاسکتا ہے یہاں بہت ہیں اور تار ہیں، لیکن کدنگ
 نکھواری جاسکتی ہیں، امام غزالی کی تصنیفیں یہاں موجود ہیں، اور غزالی میں گزشتہ پر کل تصنیفات
 ہیں، امام غزالی کے خط و بھی موجود ہیں۔

سرسید کی کتابیں یہاں بھی ہیں۔

پھر جہاں مشنریز کو پاک و دوسرے خدایں لکھے ہیں، قلمی کتابیں یہاں نہیں ہیں
 ریحان حیدر کے کے نہیں ہیں، مصر میں کبھی دہاؤں جاتی ہیں، صرف مطبوعہ کتابیں حیدری جاسکتی
 ہیں، لیکن ان کی تعداد بھی محدود ہے، یہاں امام غزالی کی کتابیں اور دوسرے موجود ہیں، ان کا کتابت
 کا نسخہ بھی ہے، اور غزالی میں ان کی اس قدر تصنیفات ہیں کہ کہیں دوسری کتابیں، اور دوسرے جو کہ اپنی ترجمہ سے
 قلم خود میں موجود ہیں۔
 سرسید کی کتابیں جہتہ ناپید ہیں، جہاں تمام جو جاتی کی قریب ہے، مگر یہ
 میں کوئی نئی بات ہیں۔

۵۔ جون مشنریز کو اپنے والد ماجد کے نام لکھے ہیں۔ یہ کتابیں یہاں بھی موجود ہیں
 کسی سرسید کے ما کہ مائل نہیں، نقل پکرتی، ما مقدس کے لئے کوئی ہے، پروردہ وغیرہ
 سے سرسید کے تصنیفات اور غزالی جو نسخہ تاجیک ہے، مگر وہ یہیں سے ملے گی کیا تھا۔

کتبہ الامام صاحب الزمان علیہ السلام و تیرہ ائمہ اربعین ابی جوزی، کتاب منہجین مکرری، شریعت ترمذی، ہمارے

دو تالیف جو وہی محل، مرقات، حصی، ابی جوزی، تقریر سال، ہمارے مافیہ و غیرہ۔

گیا کہ اتنی بڑی ہے، اچھی ماہر کی ہون کی خاطر مولانا نے ہر محبت شائقہ افتادہ تھی؟

ان ہی کے زمانہ سے چھپ کر عام ہونے لگی تھیں، اہل کتاب تو شاید ان کی ان سپرد و کتابوں

میں سے شاید ہی کوئی کتاب ہو جو، چھپی ہو، یکے کے بعد، تاریخ کیرتھاری تھی وہ بھی اس

جدید آبادی چھپ، ہی ہے، تاہم اس سے مولانا کے حسن انتخاب کی وہ اپنی پُرانی چیز

کہ برقی میں ان کی محکم کتاب تھی، جا کر رکھی، تو ان کے قابل تھی اور وہ مولانا ہی تھے

جنہوں نے نہایت خوب کے ماحول سے ہندوستان کو سب سے پہلے روشناس کیا،

افتادہ ان کے لئے نہیں کتاب سے معلوم، ان کو الگ کئے تھے، ان کو مطالعہ کیا

ورنہ سے ضروری اقتباسات لکھ کر اپنے ساتھ لائے، جن میں کتبہات، ابن مسعود،

اصحیح امام جویری، انساب الاشراف، بلاذری، اختیار القضاۃ، عمر بن حلفہ، اور کاسن

احباب کی الی اختیار، اول ذخیرہ کے حوالے افتادہ تھی، جو جو چاہے، اور مصنف کے

افتادہ ان کے مقدمہ اور حاشیہ میں بھی، اس کی تصریح کر دی ہو،

کتب مالوں کے بعد یہاں کے، اس کو کچھ کی چرتے، در مولانا کو جو شوق و آہ

یہاں تک کہ بیکر لائی تھی، اس میں اس میں چڑکا و تہی بھی کچھ کم تھا، مگر نہ اس میں

میں، اس دور دورہ اس طرح کتب خانوں کی پرستش، اگر میر کچھ اور شہدہ ہو سکتا تھا

تو یہاں کی طرح تسلیم اور ترقی تعلیم کا اعادہ کرنا تھا، چنانچہ اسی لئے اس پر ہر نسبت و بنا

کے زیادہ توجہ کی اور چونکہ ہر ملک اس کے لئے کوشش اور محنت کا کوئی دقیقہ غائب نہیں رکھا
 اور چند ہزار سوشل کے مدرسے کے تعلیم کے فہموں سے متعلق طلبہ تائیں دریافت کیں۔ اس
 لئے اس کو اس کے کھج خود جا کر دیکھے۔ انچروں اور دیگر فیصلوں سے ملے گا۔ اس کی سائنس اور
 میں کہیں اور ہندوستان کی بلکہ ابھی تک تو وہیں تھے جو سول نوں کی نئی عیدوں کا مرکز تھی
 اور خود ہی تھی تھو کے مد سوں کی پیداوار تھے، اس نے وہ وہاں کھنچے سے واقف تھے، اس
 یہ جاننے کے لئے میرا تھے کہ کسی ملک میں جہاں سول نوں کی حکومت قدیم و جدید کو کسی
 طرح چونکہ یہاں گاہے بہت سی کہیں یہاں سپرکھو نوں سے دیکھا کہ یہاں بھی قدیم و جدید کے
 وہی نہ ناسل نامہ ہر زمان کے ریل کو جو نئی گلی ایک خود میں مرشد کو لگتے ہیں۔ اور وہی
 کہ وہی تعلیم کو پانچ یا سب سے پہلے اسے اور قدیم طریقہ تعلیم تائیں ہیں۔ اس کا پتہ نہیں ہے
 تھو دھت کے کتب خانوں کے وہ وہاں اس کے وہاں لگے ہیں اور جب تک وہاں تھو نہیں
 ہیں تھے اسی ترقی و ترقی کی بار سے ملک میں جو اس کا واسطہ ہے طریقہ کے جو سکول
 اور کالج تھے مرنے والے تھے کہ ایک ایک کر کے وہاں کتب سے بہتر دھڑکی کا کتب خانوں
 اور کالج کتب خانوں، کتب خانوں کالج کتب خانوں، کتب خانوں کالج کتب خانوں
 کتب خانوں کالج کتب خانوں کتب خانوں کالج کتب خانوں کتب خانوں کالج کتب خانوں
 سے دیکھا، ان کے پورے نظام اور طریقہ پر مارتھو ڈی اور ان میں جو باتیں تھیں
 نہیں تھیں۔ مرنے والے تھیں۔ مرنے والے تھیں۔ مرنے والے تھیں۔ مرنے والے تھیں۔
 اپنے دماغ کے ام ایک خط میں لکھتے ہیں۔ "ہاں کے کتب خانوں کی ایک سہولت ہے کہ

بہت پہلے ان پر کھانچ کا حال یہاں جو اندر کھٹ پھگ پران کے قریب کھانچ کا کام کھانچ کے ہوتے تھے
 یہ بات صحت پسند ہوئی ہمارے کھانچ میں، طریقہ کیوں نہیں دیتے، کیوں آئیں، صحت پسند ہوئی کیوں
 ہیں، دوش کے کھانچ کا ایک حال یہاں قریب تو یہ ہے، اچھا ہے، تو کھانچ کے بیان سے
 معلوم ہو گیا ہے کہ سر سید نے ہی تجویز کو پسند کیا، اور اس کے رواج دینے کی کوشش کی، اس
 وقت کھانچ میں جس پر پیارم کا رواج پڑا، اسی تجویز کی اور یہی نہیں جانتے تھے، یہاں
 ہے۔ ”پھر لڑائی کھانچ کے ہر قدر کے لئے اس کا دور کے حقائق میں ہر قسم کی اور کتا ہوں
 میں علم سے ہے، اور پیارم کا کھانچ جاری کرنے کا ارادہ کیا، مگر سنی موانع کے سبب وہ قاعدہ
 نہیں ہو سکا، لیکن موشن کھانچ کے اس علم پر جو ڈنگ ہوں میں مگر ہتھیار ہیں، لیکن کسی غیر کے اپنے
 بچشوں کو دیکھ کر وہ تجویز کوشش یہاں اٹھایا کر چتے ہیں، اور وہ ہے۔“

اسی طرح مولانا سرفراز میں ایک شخص پر کشتی میں ہر کھانچ میں حویب کا سبب ملوں کی سند قیود
 ہے، اور وہ حالت میں ترکوں کی طرف سے انہ کو اس خدا وند کی جہل ہے کہ وہ کھانچ کے تمام حقائق
 دیکھ سکتے ہیں، اس کا یہ افسوس کہ کھانچ کے احاطہ میں جا کر کوئی شخص کسی طرح تیز نہیں ہو سکتا کہ اس
 طالب علم کو یہ علم ہو کہ وہ کھانچ کی یکساں حالت میں، ان کا دور قیود کا نہایت قوی
 خیال ہو کر کرتی ہے، اور فرما کر، اعلیٰ درجہ کی معاشرت کا حامل ہونا، ان میں جو مرد مذہبی اور مذہب
 نوری پیدا کرتا ہے، ہر ڈنگ کا طریقہ دیکھ کر جو کچھ کھانچ کا پناہ دے، علوم، دقت، اور میں اس کے
 ہر ڈنگ کے اختلاف سے وہ انتہا پر غور کرنا تھا۔ میں علامہ کہنا ہوں کہ یہاں ہے
 قوی کھانچ میں جو سر سید کا بار، اور کھانچ کے وہ ہے کہ تمام طالب علموں کا پاس دینا

ان سے کبھی بھی وہی ایک ہی شخص نہیں، مگر جیسے معلوم ہے کہ وہ انہی ترکہ یکہ گئے تھے کہ انوں
نے چٹا پک، استاد دادہ مولانا، امین صاحب، چٹا کوئی نصرت مولانا، روح صاحب
چٹا کوئی کوئی کوئی، ربات میں اپنا شاگرد بنایا، اور وہ وہ کوئی بھی طرح یکہ گئے، انہی عزیزان
نیک مولانا کا یہ حال تھا کہ ترکہ انہی دو گوں کے سامنے بڑھتے تھے، اور وہی غفلت کے
سامنے سے انہی کو کچھ مل گئی تھیں۔

یہاں کے تھے، ان کے سکھوں اور کالجوں کو دیکھ کر مولانا کو جو وحشی ہوئی، وہی یہی تھا
یہاں کے چرنے، وہی مدرسوں کو دیکھ کر ان کو تحفہ ہوئی، انہی میں ایک ان کی رہے تھے
کہ وہ وہ وہ پرائی تعلیم ہستی کی، اس میں ایک پچھلے گئی تھے کہ اس کے شاگرد ہیں، اس کے شاگرد
کی تعلیم نصرت ہو، اس میں جس چیز کو تصور میری، عام مسرتوں اور خوشیوں کو، ہر کوئی
تھا وہ اس تعلیم نصرت کی، اتنی ہی تھی، اس میں اس میں۔

فصل ختم میں مولانا کے علم کے مطابق اس وقت مولانا نے بھی مولانا کے طالب علم
میں ہر سے کہہ تھے، مگر سب کی حالت، انہی میں ان کے رہنے کے چھوٹے تھے
، ایک مہینہ مختصر مکانات، بند نہ، نہ یہ، نہ ان کی زکوٰۃ وغیرہ، انہی میں وہ مولانا نے ان
کہ کہہ کر ترکہ کی اس میں نیامی کا اقرار کیا کہ وہ ہر جہز کہ نصرت تھی، انہی میں ایک سیکرٹری
میں ہر کوئی کہہ کر وہ تھے، انہی نصرت یہ ہو گئے، انہی سے انہی کے ہر کوئی کہہ کر انہی میں انہی
کی تدبیر و تدبیر کے ہر سے انہی میں ہو گئے، انہی میں انہی میں انہی میں انہی میں انہی میں
اور انہی کے ہر کوئی کہہ کر انہی میں ہو گئے، انہی میں انہی میں انہی میں انہی میں انہی میں

گرنٹ اہم کیا کرتی ہے اس کی روائی اور روحانی قوتیں مردود رہنے کے وجہ جان میں تھیں۔

حوت کی دور میں نظر نے ترکی کی جس پارٹی کا فن و فنون و ساس یک تھا اسی کا علاج
ہم نے کیا اس پائسانے اپنی محنت پر توجہ سے کیا۔ ہم نے ترکی ملت کو ترکی شہنشاہی سے
اپنی ترکی قوم کے ذریعہ سے تندر کرنا بتا دیا۔ اس رو میں مصطفیٰ ماس جو بے اعتدال پر تھی
کا انداز ہی

مصلحت کے سفر میں جو چیز اخروں نے سب سے زیادہ مسو کی وہ حکومت اور حکام کوں کا
تھا۔ اسلام اور آزاد قوموں کی توفیقوں کا فرق جو وہ خود ایک سلام ملک کے باشندے
تھے اور اپنے جو حق مملو کی پست و سنگی، بڑی اور عوامی اور حق پرستی کے ساتھ دیکھ
چکے تھے، ایک آنا و سرور میں پر قدم رکھتے ہی دنیا یا کل پر تھی بڑی مغربی اور اپنی جو حق
کا احساس، مدد فرمائی ہو گیا۔ ہم جس اسلامی جاہ و بول و ملت و جہت کی دستا میں کن ہوں
میں پر تھی جس میں سکے چھپے تھے، تاکہ کہ ہم خود کو کہ روح مضطرب کو جو سرایا فساد کا کل ہیں
وہ بیابان سے خوش آمد کی جو میں نہیں اس کا انکار غلو کی قدرت سے ہرگز ہر جہ
کو ہم سلاطین کا حلف نہ ساق اور عہد کے موقع پر مرکب مصلحتی کا پڑ شکوہ منظر اس جہت پر
تاکہ اور دست پر تھوڑی دہس کے لئے ایک بیرونی سی چاہا جاتی۔ مرثیہ ایک مقرر شدہ ہی
مرکب مصلحتی کے دکھش نظام سے کی مصوری کی ہے، جس کا ہر نقطہ فنی و سرست کا ایک جگہ
مناوہ ہے، اپنے کیفیت و اور مٹی کو ان دو شعروں میں دیکھا جو

عقاب فوٹے دیدم و دیگم

گنہگارم حوت و کتر چرس

تدریج پر غم سر اہم ہنوز دین و ممالک بانی و بنو
 گریہ کیست کیوں غمی کیا جس سے گزشت و دوست و روست اور جاد و اقتدار کے نظار
 نے ان کو مرعوب کر دیا تھا؟ نہیں بلکہ جس نے کہ اس جاد و حتم کے نیز میں ہی کو اسوم کی چار
 فی کات، ہانگ چہرہ دھڑکا تھا، چو گاہ میں جہاں سلطان کی آمد کا سال دیکھا، چو فرستے ہیں۔
 قلندر برخواست کہ او، لڑیہ ہر جہاں تاپ ملافت و مید
 قاضی دوست و دین ر ہزار تینہ رحمت پر اور دگار
 شہ قتلک کو کین قبرستان میکلا اللہ بھیر مزید
 فرزند شاہی چ حسین نکسار ماشہ و ساس بہ بین ویدار
 آگے چل کر، عایدہ شہار میں اُن کے ہذبات، دور نہاں ہو جاتے ہیں۔
 جزو کہ بسف، ہی شہ غم پاہ انگہ ہد مشہر ہائی راپاہ
 تارگی ہر دشتین، ر تو ہست زیب و طراز ہرین از تو ہست
 پر خیر و یار کو گر زندہ است زندہ و یار کو تو جہاں زندہ است
 یہ نظم دراصل شخصی درد شہی، درد محروم کو سنا کر مدعا مل کرتے کی دوش سے لکھی گئی تھی۔
 بلکہ نوی حیات کی، رجز غرق فی ہدی تھا، ترکا برتس تھا جو بے ساختہ دران تم سے تر و شہ
 کر گیا ہے۔

دیم سہ حق، رکھنے کے بعد ہر دن پھر کینٹ طاری تھا اس کی صورت ان کے سفر آس سے نہا
 ہی کے ایک گنوا میں ہے، جو مکاتیب میں شامل ہے، ہا خود نگ میں ہی رہی لکھی ہوئی ہے۔

اس سے اُن کے ہاتھ کی چھری کی نسبت معلوم ہوتی ہے۔ ۱۹ جون ۱۸۵۷ء کے خط میں اپنے والد ماجد کو لکھتے ہیں۔

تقدیم !

اُنڈیس نے مجھ کو ایک بڑا خواب دیکھا ہے۔ جمعہ اس لئے کہ وہ پہلا وقت تھا اور
 آج بھی یہاں نہیں اور وہ تو دیر ہی گئی یہ کیفیت ہے کہ ہاگے ہوسے رہے ہر چہ ایک بڑا خواب ہے کہ
 میں وہی سال چھڑا دیں مفتقی شے باقی ہمد کا دن تھا اور جموں کے موافق ایک سو ایک سال کی کا
 ظفار گاہ تھا جس میں ہر شے شوقی بن کر گئی۔ جاسے عید میں داخل ہوا اسلطان اسلم
 ہی شہر کو گشت کرتے ہی سے آئے لیکن میں کچھ نہ دیکھ سکا کہ وہ کو پیسے پھر صبر سرفروغ
 لوگوں کو نصیب ہو سکتی ہے جو گند کا اسلطان پر پیسے سے موجود ہوتے ہیں اور پھر غار کے
 خرم ہونے تک جگہ سے حرکت نہیں کرتے۔

علی اسلطان سے غونڈی دور کے حاملہ ایک نہایت بے تعلف خارجہ جو جو سلطان
 کے ہم سے تہہ پہنہ شہر کی اس گند گاہ میں ایک مکان کی اور دور دور ملکوں سے آئے ہوتے ہیں
 سیاح باجمہ دار جو ملک چاروں کی سرکار چاہتے ہیں۔ وہ کسی سرز غفلت کے ذریعہ سے باہر
 نکل کر آتے ہیں اور اُن مکان کی چھت پر بیٹھ کر غافلانہ لکھتے ہیں اس کے سوا اور کوئی تہہ نہیں
 ہے کہ یہ کوئی سواری کے وقت دور تک چاروں حالت فرح کا دائرہ ہیں اور کوئی شخص
 اس کے اندر داخل نہیں ہو سکتا۔ حسین بیٹہ غنڈی (سابقہ سید بیٹی) نے مجھ کو سنا ہے
 کہ ایک بار وہیں میں ہوتا تھا کہ سلطان ہی کے دیو سے شہنشاہ بیٹھے تھے۔ یہی وہ تہہ ہے

دلائے کہ وہ یہ کیا خاک گرا خاک سے ہو رہی ہے۔ اے آفریں ساری کا وقت قریب گیا۔ اب وقت
 دور و سامنی کی حد اس زندہ جو سے لگیں۔ جو تائیں سوچیں وہی ہیں۔ اور صفیہ اول میں
 یہ کہینا۔ سلطان کی گاڑی رینہ تک آئی ہے اور وہ آؤ کر فریہ مسہر کے ملائی حشر پر صاحب
 ت بہت مغرب اور غصوں کو گوں کے سوا کوئی نہیں ہا سکتا تشریف لے جاتے ہیں وہاں
 یک مفسور سے جس کا وہ اذہ مسہر کے مسہر کے ہیں طرف جی یہ سلطان کی گاڑی جگہ ہے
 جب سلطان تشریف دے ہیں تو ہمیں پر وہ چوڑے ہاتھ ہیں۔ وہ کہ لی شمس ان کو
 ایک میں سکتا ہے جب سلطان کے مقصد کی طرف نکلا۔ شاہ کر پڑے ہوش سے یہ کہ
 قتلوا للہم مکیا السلطان السلطان العالی عہدہ علیہا جان تویر سے ہے۔ اختیار
 ٹھوس سے اٹھ رہی ہو سے۔ اور پرکھ دیں کا پاجالی خاک انداز چلا آتا تھا۔ تھپنے پنے پنے
 صبا کا ناؤ پڑا۔ سلطان کو یاد آیا۔ یکسہ نیر و تریا کا کٹا ہر جو کہ سلطان اگر ہم تن میں
 تہہ۔ تم۔ ان کا تہہ حضرت عذیق و حضرت عذیق سے کہ نسبت نہیں دیکھا۔ نواز کے
 ہند میں جیسے آئندہ سے اتفاق ہو کہ دیکھ یہ ہند میں کے من میں ہیں۔ شاہ ورمو راہین
 ورمو ہند سے کھڑے تھے۔ مار کر کڑ کر رہا۔ اور گوں سے کہہ دیا کہ میں سے کوئی تفریق نہ کر
 سلطان مقصد سے آؤ کر رہے کہ تو یہ ہمہ کے اوٹ میں بیٹے۔ اور فریہ سامنے سے
 گہری تشریف ہو ہیں۔ دو گھنٹہ کا لیکب عیب تاشا تفرقہ ہوا۔ اقرا ہاں ہوا۔ عین تھی۔ محنت
 سہل۔ اور ہر سہل کے نام ساز و اسچہ۔ یہاں تک میں کہ کہوں۔ ترکی جو غول کی دیوانہ
 صورتیں کچھ ہو سے۔ اعلیٰ احمد وہی۔ اند کا وہ رہا۔ رگوزوں کی جھٹ ویز۔ پاشاؤں کا

زوردار ہاں، لگھکتے ہوئے تھے عجیب ساں تھا جو کسی طرح بیان میں کیا جاسکتا، غیر میں
 دوہوں شمر دے، اسے ہڑسے کی غر نوئی، پس کی جو یکجہ میں شان و شوکت سے دو گھر
 پر سوار تھا، اسے ہڑسے دیروں کے وہ تیر شمس جو کئے، جو ہیں گھر یکجہ میں نو سہاں کا زنی
 سوار ہے اور چار سے ساٹھ سے گندے سوار ہی مقابلہ آئی تو تمام ملتے نے دیکھ کے کہ
 جھک کر سلام کیا، سلطان دووں ہاتھوں سے اُن کا جواب دیتے تھے، پھر کچے اکثر صوفی
 و شمس یہ تانا دیکھے آئے تھے، حالانکہ یہ صوفی چیز ہے اور جو صوفی کو جوئی یا صوفی کے دن کتے
 میں کو تیا سہ کا ساں ہوتا ہے، ضرور وہ دنیا بھی دکھاتے،

گندے، دن کی آلت کو دکھایا، اس کی سلاطین، زلفی، اس وجہ سے فوق کی قدر و کم
 تھی، یکجہ میں شان و شوکت، ہار و جواں، چوش و اثر سلاطین سے بھی کچھ رہ کر تھا، فریاد
 و جوں کی آہ شروع ہوئی، اور گندے ڈیڑھ گھنٹہ تک، آنا بندہ حار ہا، اس کے بعد بہت غلیظ
 کاریں آئیں، لوگوں کو قہقہے تھا، ان سے کیا مشغول کیا کہ وہ سب یہ دیکھیں خود ہار
 سلیم جو اگر تمام دریاں پاشا، افسرین فوج اور ہڑسے ہڑسے عہدہ داران کی سلطان کے جوں
 پیاؤہ پاتر ہے ہیں، یہ صوفی شمس کے دروں ہا، سب متصل، وہ میل یکجہ تیس دن کی شمس
 اور ہاں سے عجیب شان و شوکت کا اہل ہر ہا خدا تاون پڑے ہیں، چوں، دامن اور
 تیشوں پر کلاتوں کی قریر، پینہ ریش اہل طافی نفوس سے ڈکے ہوئے، ان سب پر تکی
 کا مکس، تمام صوفیوں کے اٹھا، صحت جا چکی تو سلطان کا جال تھا، اور انظار، گھوڑے
 پر سوار تھے، ہاں بائیں ساوہ تھا، چند ہڑسے ہڑسے و جی افسر کا سب میں تھے، گھوڑا

ایک دوست دوسرے پرستے اسے اور مولنا کو چکا کر گنا یا مستحیض والہ نہ ملنے طلع لک لک البیضاء
مولنا کو اس پر کسی قدر شبہ ہوا، لیکن قرأتِ خاتہ میں حاکم، چار دیکھے تو یہ جو بھیج گئی، دوسرے
دن تمام احباب سداک یا دو بیٹے تھے، اور مولنا نے اسی وقت میں ایک مقرر سا جسدِ دولت
ترتیب دیا، دعوے کی صبح کو مولنا عثمان پاشا کی عاتقہ کو لے کر سب سے پہلے دربان نے کہ
متمنہ بیگم، ایک پاشا سے مولنا سے بھی ملاقات کے ساتھ ہی مبارک وادی، قنبر سے
میر پر لگا ہوا تھا، کس سے کس کو پہلے اخوان سے، انھوں سے لگایا، اور مولنا کے والدین
سویا سرو قد کھڑے ہو گئے اور سلطان کو دعا دی، نصرت کے وقت پاشا سے مولنا
سے مولنا کو اپنی کئی تصویر بھی منایت کی، منہ کے ساتھ ایک قرآن بھی عطا ہوا جو سفر
میں نقل ہے

اس تھوہر قرآن کے لئے کی تاریخ ۱۴۰۰ حرم مستقیم بر مولانا سے ہندوستان پہنچ کر
اس تہ کو ہستیاں کرنا چاہا لیکن گورنمنٹ انگریزی نے اپنے رہنمائی ملت کے قانون کے مطابق
اس کی اجازت نہیں دی۔

قطیف سے روانگی قطیف میں مولنا قریب قریب تین بجے تک پہنچے، ان تین مہینوں
کا ہر روز کسی نہ کسی کتب خانہ یا کتب خانہ یا مدرسہ کے دیکھے میں صرف چاروں کے تفسیرِ حالات
سفر نام میں مذکور ہیں، یہاں دہرے کی ضرورت نہیں اس سے فراموش ہو گئی تو یہاں سے
طیس نہیں اپنا ہے بلکہ قطیف میں ہر سال سفر کی تقریریں، بعد کہ جسدِ جان کی تحفہ
نشی کی ریت پر زری و حرم دھام سے مشن ہوتا ہے، لیکن مولنا اس کا بھی نظارہ کر سکتے

یہ علی مسال پر لنگو کی بیانی سے فارغ ہو کر سرکانت نیکیہ اور اسکندریہ سے دہلی پر پہنچ کر قاجار خانہ
 قاجارہ جاہر دہلی مولانا نے مصر کے حکیم قطبی مرکز باجہ اندر چہ رو دق امت میں کے ایک خبر میں
 قیام کیا اور وہاں ایک ہیرو سے ملاقات میں ہے چونکہ قاجارہ خیرم و صید و دہلی قسیم کی قیام کو
 مرکز ہوا اس لئے مولانا سے یہاں کے نظام قیام کو نہایت خور سے دیکھ اور ان کو نظروں کے تحت
 کا مشورہ دیا میں رہا جو وہی مصلحتیہ پر رستہ و سفر میں بھی موجود ہے یعنی قیام کی قیام
 اور جہاں پانچویں کا اکثر کم و زیادہ فی قیام میں قیام میں کہ دنیا کی موجودہ ضرورتوں کا ساتھ
 مولانا کو صرف ایک کالج میں کام دار اور موجودہ نظریات پر مولانا کے حال میں دونوں
 اور تہذیب کو ملانا چاہتا تھا اگرچہ انہوں نے کچھ بھی پروہ طور پر لکھا ہے میں ہی تھا ورنہ محکم
 ملازم مولانا سے مشورہ رہے اور کالج شفا دروس انتہائی حدتہ اترقیہ اور اس طلب و غیر
 دیکھے اور ان کے متفق میر و مسند مولانا کاں کیں۔

مصر میں رہنے پر وہ مولانا کی رنجش کی وجہ سے بھی تھا اور مولانا نے ہی قیام
 کیا تھا لیکن وہ قیام میں وہ جس پر پہنچے اس کا اہل و اصحاب سے ہی ملنا چاہتا تھا اور کچھ
 تمام سفر میں قیام چاہتا ہے اور کالج سے ملاقات کی بہ حق کوششیں جو کبھی جیتے ہیں اور ایک
 جیسا اور محکم میں ہی وہ نہ کہ ہر حصہ کے مسلمان بیچوں میں کا کالج قیام اور دہلی لاکھ سے کم ہیں
 کے طالب علموں کی تعداد چار ہزار سے زیادہ ہیں ان کی تعلیم و تربیت کو کچھ بہت ہی ہونے لگی لیکن
 یہ کہ وہ کالج سے خارج ہونے کے لئے کہ وہ مسلمانوں کو ہر جگہ چکے ہے اور ان کا بیانیہ قیام نہ ہوا
 کا جہاز پر چار ہزار ہیں انہی ذکر کر چکا ہوں اس سے کمال سے ہی اپنے نظریہ جو شہر ہے اور

اور سر پہ کی جی کنبوں کے کام نے ہیں ان میں سے اکثر ایک ایک فریب و ریا ہے۔

دارس اور کتب خانوں کے ساتھ ملائے مطالعہ، اخبارات، انجمن، کتب اور سر کے
انجامات وغیرہ کیے، مگر میں قریب و حبیب تعلیم کے ساتھ جاری تھی اور دوسرا تعلیم کے کام
میں ہاں موجود تھے، مولانا نے اس موقع کو غنیمت جانا کہ دونوں سے ملے، نئے تعلیم و فرائض میں
مل جیتا، تاکہ اعلیٰ پائے پر آجائے، ایک بک ٹری، دوسرے کی سزا پرستہ تعلیم و تہذیب میں جو چیزیں تھیں
ان کی تہذیب و تمدن میں جو چیزیں تھیں، دوسرے سے اپنی تعلیم اور اعلیٰ مدرس کے نظام پر گفتگو کی۔

مگر میں اپنی زبان پر جوئے، خطابات، آواز سے خیالات، نئی چیزوں، اور ی، ٹول
کے لئے جوئے سے دینی مقام میں گئے تھے یہ ان سوسہ کو ان کی واقعیت کا پورا سوچنا تھا اور
خانہ بدوشان کی عربی و دنیا میں عربی کے لئے نئے انقلاب کی واقفیت کو پہلا بار راستہ فرما رہا
مولانا کی دانت تھی، مولانا نے اپنے موعود کے آخر میں جہت سے نئے انقلاب کی ہر صفت
نشان کر دی ہے۔

صحت پر رحم، انا مولانا کے اس سفر کی ایک ضمنی نغمہ صفت کی بانی تھی، بعد ازاں کہ اس سفر میں
بعض بھی پڑی تھی، مولانا شروع کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ کراچی کے بعد وہ خوب
تندرست تھے، ایسی تندرستی پر ان کو نصیب نہیں ہوئی،

وہی اور سر کے فرائض | سر کے باطنی سر میں کام ہو گیا، وہ وہاں سے سیدھے بندہ وستان
اور شائع | راولپنڈی لا، ۱۹۰۷ء، اخیر اپریل ۱۹۰۸ء سے ۱۹۰۸ء کا سفر شروع ہوا تھا، وہاں

مولانا سفر میں اعلیٰ فہم و حرکت کی گتہ، اور پوری سفاکتی۔

سال کے ترقی کو برسرِ نظر ہوا، ان چھ ممالک میں دو تہاے اسلام کے، ان میں، حضرات کو دیکھ کر
 جن کو اسلام کی تہذیب میں بڑی بینت حاصل ہو سکا، ان کے پاس رہی کہ اسلام کی گزشتہ علی
 ہماروں کو دیکھ کر جہاں سرسبز ہوئی وہیں مسلمانوں کی موجودہ پسندیدہ حالت کو دیکھ کر ان کو
 بڑی رنج و غصہ تھا، یہی مسلمانوں کی حالت کو دیکھ کر کوفہ کے لوگوں نے اپنے والد ماجد کو لکھا کہ اگرچہ
 برصغیر میں مسلمانوں کی ترقی و ترقی کی بہت بڑی بڑا ہو گئی ہے، لیکن ان کی حالت وہاں سے
 بڑی اچھی نہیں، تاہم سفر پر شہر، ضروری تھا چنانچہ سفر سے مراد وہاں پر چھ ممالک، ان کو اس کے ساتھ
 سے ہیں، ہر ملک، ان میں جو ترقی ہو گئی ہے، وہاں ایک غصہ ہے، اور وہاں کی ہر چیز ہوتی ہے
 ان غصوں سے نہ اندازہ ہو گا کہ کیا چیزوں کو ہندوستان سے کہیں کر لیں، ہر وہ چیز
 جہاں سے لگی تھی، ان کے نزدیک مسلمانوں کی ترقی کے لئے سب سے بڑی چیز تھی، کہ مسلمانوں
 کی تعلیم کا یہ صاحبِ ترتیب، وہاں سے ہیں، ایک طرف، دوسرے تمام ہر وہ علم و فنون کا
 تعلیم ہر وہ دوسری طرف، خاص اسلامی علوم کی، اور طریقہ تربیت، اور درسی ہونے کا ہونا
 تاثر دینی ہونا، اگر وہی قوم کی تعلیم کا یہ بندہ و بیست، جو تو کم از کم دینی درسی ہوں میں یہی
 اصلاح کی جاسکے کہ یہاں کے ہر سیدہ علوم کا رواج و تربیت کر اس کی جگہ سے علوم کی تعلیم
 اور خاص دینی علوم، بنی ہو جائیں، اور تصاحب میں متاثرین کی ترقی و ترقی کے جسے
 تدارک کی جگہ کن میں، جو فنی کی جگہ ہیں، نہ مافیہ ہیں، جسے جسے مایہ شان رہنے کے لئے
 صاحبِ شخصیت، اور تربیت، اسی ہو کہ جسے مایہ شان و ترقی، جو مایہ شان رہنے کے لئے
 یہاں جو لیکن، چیزوں کو، قطعاً نہیں ملے، یہ تمام میں، اور، مایہ شان، مایہ شان، لکھتے ہیں

میں سفر میں جس پر تھکا ہوا ہوتا ہے اس کی تھکن سے وہ بڑا کر دیتا تھا۔ وہی طریقہ تعلیم کی آڑی
تھی۔ ہندوستانی ہیں تو اس حال سے میر تھا تھا کہ جو چیز نگار منٹ کے لیے مانتے ہیں
وہی اس کی بجائے سرو سامانی قدرتی بات جو لیکن منٹھتے شام اور صبح میں نہایت دیکھ کر رہتے ہیں۔ خدا
موت کا یہی احساس تھا جو مذوقہ اعلیٰ کے قیام کے بعد درالعلوم مذوقہ اعلیٰ
کے نظام و دستور اعلیٰ کی شکل میں ظاہر ہو جس نے درالعلوم کا یہ مرقع دستور وہ جس کو سیر
روم و شام نے اپنے قلم سے کھینچا ہو، لیکن یہی اس کو نظر آئے گا کہ وہم و شام میں جو کچھ عمر میں ہوا
ہے اس کی تصویر ہر دوستان میں کھینچنے کی کوشش کی گئی ہو۔

موت نے اپنے سفر نامہ کے شروع میں اپنے ہی سفر پر خود تبصرا کیا ہے جس سے ہر تبصرو
کے قلم و سر میں کر سکتے ہیں۔ اس کی کہ سفر سے وہ میر سے وہ جو اس کا بیان ظاہر
کرنا چاہتا ہے وہ نہیں، اس سفر نامہ کے پچھلے سے خود اس کا ہر لک سکتا ہے۔ اللہ اس قدر کہ خود
کے کہ سہل کی حیثیت سے اگر فتح تو کی ہے تو سنوں کی حالت وہ اس میں کچھ زیادہ مترادف
اور دلیان کے قابل نہیں ہے، بلکہ یہ گناہ ہے کہ بہت سی باتوں میں ہندوستانی کے سماجوں کے
قریب قریب ہر صفت میں ان کو کچھ وسط میں۔ ہمارے میں ان کا بہت کم حصہ ہے۔ ہندیوں کو
تک یہودی یا عیسائی ہیں، پرانی قلم شایعہ و بڑے اللہ جی جانی ہے، یہی عظیم کے متعلق جو شاکہ
یہاں سے وہ سامیوں کے پرانی تہذیب اللہ کی تہذیب میں لگا لگا۔ طاقت جو دور دوروں سے
نی کو کوئی رکب عزت پر نہیں ہو سکتا، پر سے جس سے اسے ایک رنگ نہ ملے، مقارنہ بہ تبر
ہیں۔ اسے ماق کے لوگ ہیں۔ قدر کے ہیں کرتے نہیں۔ جنت، جنت، جو اس موعودہ انصاف کے پاس

اس کے بعد ۱۰۰ چوبیس ۱۵۹۹ء کو کراچی اسٹانڈ کی طرف سے سونے کا ایک شہ روزنامہ
 جس میں مولانا نے ایک ترکیب ہندوستان جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

تھامہ خوش خیر عروہ تو اب رآد	کو سحر باد سحر کو دوا دے
تو سحر خیز آنا دے کراچی ہر صبح	یا مگر بھلی شیراز بشر نہ دے
دوستوں نژاد کو کن بلی خوش بھرا	سریں تازہ چمن نذر سپرد نہ دے
رفت ہر جہ بے سحر دانا	شکر ویر کو پائیں بگڑاں مائی نہ دے

پارہ خیرہ کثرت میں موجود ہے۔

سفرنامہ کلیا اور سائل

۱۸۹۲ء سے ۱۸۹۵ء تک

سفرنامہ میں سفر کے واپسی کے بعد احباب کا تقاضا ہوا کہ سفر کی مرئیت لکھیے یعنی سفرنامہ
 لکھے۔ یہ اس مضمون جو موجودہ ان سفر میں تو سونے کو یہ حال تھا کہ وہ اپنا سفر اور ترتیب دینا
 چنانچہ ۲۰-۲۱ ستمبر ۱۸۹۲ء کو ایک خط میں سرسید کو لکھتے ہیں: "ملاکت وچھپ ہی اور سفرنامہ کے
 لئے بہت ساری بات چاہئے گی۔ سرسید۔" لیکن واپسی کے بعد مولانا نے احباب کے اصرار کے
 باوجود اس فیصلے کو ترک کر دیا۔ اور ایک برس تک اس کو اپنے بھائی مرحوم ایسٹن کو لکھتے ہیں۔
 "ملاکت کے مضمون ہر اچھے عام حالات کے ملک و فی ترشح ہو گئی ہیں لیکن یہ اور وہ ایک ملک کے
 کامیں جو ہیں کے مشہور سیاح پر مبنی نہ ہوں۔" اور مولانا نے ان اسباب کی تشریح نہیں کی لیکن

ان متحدہ واسباب میں سے صرف ایک سبب کا ذکر سفر کے شروع میں کیا ہی گیا ہے کہ
سفر سے کہنے میں قوم کی اطلاع دینی اور اندھروں میں نئی ملک کی حالت، نظام کا طریقہ
اور سب کے اعمال، انواریت کی کیفیت، عمارتوں کے متعلق ان میں سے ایک چیز بھی اس سفر
میں نہیں، البتہ معاشرہ اور عملی حالت کے متعلق مستند واقعات ہیں، اگرچہ وہ بھی اس
تفصیل کے ساتھ نہیں ہیں، قدر جو ہے چاہیں، اور جو شخص سفر کرے گا سفر نامہ کی حیثیت سے
دیکھ جائے گا، وہ اس کی بے پرواہی نہیں اٹھا سکتا، البتہ جو لوگوں کو اسلامی ممالک کے
سفر، واقعات میں بھی حقائق و ان کی دھرتیاں پر احصا پڑا۔

لیکن ان واسباب میں سے جو عملی سبب تھا اس پر اب بھی پردہ پڑا ہے، اور اب تک
کی جنگ تو جو اس کے زمانہ سے ہندوستان کے مسلمانوں کی دھڑکی کے ساتھ تو بڑی
حالانکہ اس جنگ میں انگریزوں نے تو کون سا کام کیا تھا، اور ان ہی کے دشا سے سے ہندو
کے مسلمانوں نے تو کی گئی تھی، ہندو نے تو کون سا کام کیا تھا، اور ان ہی کے دشا سے سے ہندو
مسلمانوں کی تو کی گئی تھی، ہندو نے تو کون سا کام کیا تھا، اور ان ہی کے دشا سے سے ہندو
کی جنگ ہوئی جس میں، انگریزوں کی حدود میں مسلمانوں کے ساتھ غمی، مگر کبھی تو کون
کو خیریت ہوئی، اس کا مقابلہ سے ہندوستان کے مسلمانوں کو غیر معمولی خوشی ہوئی، اور تمام
ہندوستان میں بڑی دھوم دھام سے اس کی خوشی منائی گئی، جس کے معنی یہ تھے کہ انگریزوں
کا ہندوستان پر یہی سلسلہ سر تیسرے جو برصغیر میں انگریزوں کو راضی رکھتا ہوا ہے، ہندو
کی اس حرکت سے بہت ناراض ہوئے، اور اس کے حالات بہت صحت مندانہ تھے، اور

اس کی کوشش کی گئی کہ سوں کے دروں سے ترکی کی پوزیشن قائم رہے اور اتحاد اسلامی کی جو تحریک بڑھ کر رہی ہے وہ کمزور پڑ جائے۔

مورلٹا کا ترکی کا سفر خود کہتے ہی اعلیٰ پرزہ میں چھپا ہوا پھر بھی اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ وہ ہندوستان اور ترکی کے درمیان قوتِ عاف کی پہلی لڑائی تھی اور مورلٹا سلطانِ ہندوستان کے پہلے سپر تھے جو ترکی گئے۔

قسطینہ کے قیام کے بعد میں اپنے خوش و غرض کو پوری طرح دہانے کے باوجود وہ شہر طبرستان میں شانِ پاشا تک پہنچ ہی گئے اور وہاں سے قندھارہ کی طرف ہندوستان کی طرف سفر کیا۔ وہاں سے وہ بھی اور گریزی حکومت کے املاک پر دست و کماند کو چڑھا کر دیا۔ جب مورلٹا وہیں آئے تو اسلامی ہندوستان کے سیاسی مصلحت شناسوں کے حلقوں میں یہ سمجھا گیا کہ معلوم نہیں اس سفر نامہ میں کیا کیا ہو رہا ہے اور اس کا اثر کیا ہو گا۔ یہ سچ ہے کہ زیادہ تر مغربی قلمی یکساں پر ہے۔

میرزا علی حیدر نے جو لکھا کہ اس سفر نامہ میں شہدہ بی بی خدیجہ لگا کر رہی ہیں چہرہ ہو گی تو اس کے کھٹے کی ہا زبانی اور وہ لکھا گیا کہ ۱۶-۱۷ مارچ ۱۸۸۰ء کو لکھے ہیں۔ "میں آج اس سفر نامہ کو دیکھ رہی ہوں۔" (صفحہ ۱۷۱) اسی سطر پر سفر نامہ خالص اعلیٰ اور مسرتی پہنچ کر تک محدود رہا۔ پھر بھی یہ کون کہہ سکتا ہے کہ اس سفر نامہ سے مسلمانوں کے دلوں میں ترکی کی جنتِ گارنٹی نہیں ہو رہی اور اسی سطر کے بعد یہ دلوں نے مورلٹا کے اس لکے کو کبھی معاف نہیں کی جس کی تحصیل آگے کیس آگئی۔

بر لٹا کو بیل تھا کہ اس سے کئے شرفار سے دو گوں کو پر کا دیکھی نہیں ہو گی اسی لئے اس کی
 سبقت بہت کم طرف سے لی اس لئے خدا لا اپنی رائے کو رکھتے ہیں۔ سلام علیہ من سلفہ سے
 ملک کو کمال تک پہنچا ہو گی اس کا اندازہ ہو تو اس صاحب سے جلدی چھیننے سے اس تک کو لٹا کی
 ساری تصنیفات کا کئے اپنی طرف سے جیسو اتنی نہیں مگر یہ سرنامہ ہی احتیاطوں کے وجود
 ہی شاید اس کا گاہ میں پسند یہ نہیں تھیں۔ اس کا پہلا ڈونٹن سینڈم مگر میں جو اس نے نہ کہ
 چھ طبع سے نہ کہ میں چھپا ہمدی ادا دی ہر دم کے ایک خط کے جو یہ میں ہوا کہ وہ
 کو لکھتے ہیں۔ یہ سہار میرے ہیں کو لٹا کی گریں آج سفر میں تھا۔ اب ہی گندہ پہنچا ہوا دیکھی صورت
 ہی کی جلد پہنچا یہ میں رہی، اگر کو ٹھاکر میں وقف کندہ میں گئی فرما نہیں رہا ہوا، یہ
 وار نہ بھیجیں۔ اسی ۱۱ دیکھئے یہاں ایک کتاب ہے جس سے لاکھ اور حوالہ کی تصنیفات میں خدا
 عرفانی دیکھتے کا صاحب جا، کیا ہوا، اور مع حق تو نہ مومن شہی ہی شہم و مال نہ کی
 کی پرانی ترمیم مسودہ ہوئی

کتاب خدا ہی **حظیر** | یہی نامی زاد کو کچھ پانہ ہی ہیں گندہ سے تھے جب نابہی کا ایک نے
 اس حد کے ان دونوں کے ملکہ تصنیفات کی پہلی کڑی جڑی تھی ہی لئے روٹا کی کچھ تاری کی
 کے ہیں ۱۱ رہا کرنے کا خیال بہت دور سے تھہ گروچو کی طبیعت میں ابھی بھی کہ باقی تھی
 نے چاہا کہ وہ تمام استاد کی نظر سے گزر جائے، لاکھ میں جاننے کے دو سو ہی سال ہوا
 سے یہ کہہ کر، یہ ایک سرینہ کوئی، یہی ہے حضرت سرور ہی خالق، یہی ہے حق کی شاہد
 کام کی کہ چھاپا جائے گا اس واسطے اگر آپ سے دیکھ میں ہو رہا، حضرت صورت نے سطور

میں ہے۔ پہرے پاس چاکم جو در میں بیٹھ رہا گا۔ مگر غازی نے اسے اور نوٹ میں وغیرہ جو تھک رہا تھا
 میں اسے ایک جلد مرلے کے پاس میں کشاں سے پیچھڑا دیا۔ حدائق معلیٰ مرلے کی شادی کی بد
 بخت ہوئی تھی۔ وہ شہرستان میں غازی میں شریک گئے تھے۔ اس کے کلام کا یہ فی حد ایک بیگ
 میں بیٹھ تھو مرلے نے غازی پور میں ایک جہر ساز کو وہ مباح جہر ساز سے کو دی تھی اور وہ
 وہاں سے غائب ہو گئی۔ مرلے کو غازی پر کے ایک فوجیوں نے دیکھا۔ وہی شہرستان میں جہر
 پر شہرستان میں جہر کو جہر آدھ میں شہرستان کے سلسلہ میں منسلک ہو گئے تھے اور جو ان ہی میں رہتے
 دانی لوگ کہتے تھے کہ وہ ان ہی تھو کو جہر آدھ میں اپنے نام سے سنا سہرتے تھے

پھر اسی نام کا واقعہ شہرستان میں پیش آیا۔ اور کسی نے سولانا کی بیانی کے حصے سہرستان
 آدھ میں رہتے تھے کہ ایک فوجی کو کہتے ہیں۔ یہ سہرستان میں کا تھو آدھ صاحب چاہی کہ جس
 انوس سے تاجیح ۷۷ مرلے نے کہا جس اگر جو تھو لکھے۔ در خصوصیت کے ساتھ سہرستان
 میں چوتھیں لکھیں اس سے غازی کے بل۔ تو قیاس آگے ہی لگا دی اور اس میں قیاس غازی کی بیانی
 تھو مرلے نے قیاس آدھ میں رہتے تھے۔ مگر شہرستان میں غازی زبان میں ہی
 شادی کی بیانی دیا جہر مرلے نے قیاس آدھ میں رہتے تھے۔ قیاس آدھ میں رہتے تھے۔ قیاس آدھ میں رہتے تھے۔
 نے ہی بیانی کو یہ نہ ہر کہ صرف زبان کی پاشی در کا دوس کی صحت کے نشہ کی جہر
 یہ کہ ایک ہر کہ وہ قیاس آدھ میں رہتے تھے۔ قیاس آدھ میں رہتے تھے۔ قیاس آدھ میں رہتے تھے۔

لے اور بیت میں سہرستان میں رہتے تھے۔ قیاس آدھ میں رہتے تھے۔ قیاس آدھ میں رہتے تھے۔
 قیاس آدھ میں رہتے تھے۔ قیاس آدھ میں رہتے تھے۔ قیاس آدھ میں رہتے تھے۔

موت کے روست واپس پہنچ گئی، مگر صاحب سے جو وہ بھی غارتی کے مشاعرہ اور
 زبان کے جوہر میٹھے اور سنا کو لکھا کہ وہ ان انور موتیوں کا پارہا بی نظیر کے اور اس پیشانی
 چاہتے ہیں یعنی وہ خود ہی کو چھو چاہتے ہیں۔ سولہ تہائی یہ کچھ گزشتہ دور میں طرح میری
 کرتا چاہتے ہیں۔ ان کے اس فہم پر ہونا زمان کو لکھا کہ ہم لوگ اسے سننے والوں نہیں کہتے تو
 صاحب نے وہ بارہ لکھ کر مفسر دینے سے روک دیا۔ آپ کی متفرق نظروں کے تحت اور طبع کرنے کی غریب
 کرنا جو انھوں نے ان کی اس تحریر کو پسند کیا، وہ اب صاحب نے ان کے کلام کا جو حصہ میری
 ان کے پاس بھیج دیا۔ کچھ اضافہ اس سے جمع ہوا اور اپنے وطن میں ایک عزیز شاگرد کو ۲۰۰ روپے
 سونے کے نوے لکے۔۔۔ میرا مجموعہ تمام دوسو طبع میں پچھنے کے لئے گیا، اور اس پر میری جلد تیار ہو جائے۔ جب
 کے پڑنے والوں اور بعض اور مضمون سے جہاں تک ہوسکا شہر چین کے لئے نہیں کے ٹوک، جبکہ جمع نوے
 میری حسن کار و خوار اب میری حسن کار و خوار ہے،

میاں احمد کے پاس: مے ہا میں نے علی اسکوں کے بدلے کے لئے ایک نظم لکھی تھی۔ آدھا اس کی
 دیت ہے اگر تم اس کو کم پنا کر میری نو دہائی چھپ جائے، تو اسے نہ ہوسکتا ہے اگر اس مجموعہ میں کچھ
 اضافہ ہو سکتا ہو تو اسے بھی لکھی اس کے ساتھ جلدی شروع ہو گئی کہ یہ ایک چھپرک تیار رہا مقرر ہو
 دہائی ۲۰۰ مگر معلوم ہوتا ہے کہ اس کے پاس سے کچھ سراپا نہیں نکلا، آدھا دہائی نظم کا دہائی نظم
 اس میں نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نظم بھی اس کی اس مجموعہ میں اکویر مشفقہ میں دلا
 گئے تھے۔ اس لئے اس میں یہ نظم بھی لکھی تھی۔

آپ پر اہمیت چاہو جو میری شہرہ میری صاحب شہرہ اس نظم کے دو شعر میری مجموعہ کی نظم کے مسئلہ میں

تصویر جو چھپا ہوا تھا وہ جس پر کئی نئی دوا مارا۔ یہ ستر عام پر پائی گئی جو
 پورے چھپنے کا عملی دیا میں یہ مشورہ کر کے تھا کہ مسلمان اسے وحشی اور جاہلی کے کتبہ
 حضرت عمر کے زمانہ میں اٹھواں سے مقرر اور اسکے یہ فتح کی تو وہاں کے مشورہ پر اپنی کتبہ
 کو جو بظلمتوں کے زمانے وہاں قائم تھا اٹھا کر خاک کر دیا اور دیا گئے تھے اس فی الواقع
 کے مسلمانوں سے غلام ہو گئی، مولانا نے اس کی تردید میں مستند دین کتب خانہ اسکندریہ
 پر مضمون لکھا اور ثابت کیا کہ یہ مسلمانوں سے عہد یوب پہلے برباد ہو چکا تھا اور مسلمانوں
 کی فتح مسلمانوں کے زمانہ میں اس کا وجود ہی نہ تھا اس لئے یہ مسلمانوں پر سراسر افتراء ہے اور اس
 افتراء کا اپنی پیش قدمی جبری کا ایک جہاں سائنس پر مبنی ہے اس مضمون کے ساتھ
 مشترکہ بل وغیرہ بھی ہو رہے ہیں مستندوں کے مابین بھی جھگڑے کے طور پر تعلق ہوئے ہیں
 مسلمانوں کے سر سے اس نام کی تردید کی گئی تھی یہ مضمون اتنا جامع اور مدلل تھا کہ کئی مفسرین
 کتب کو بھی اس کے ہاتھ سے چارہ نہ رہا اس مضمون کا ترجمہ دوسری زبانوں میں بھی ہوا
 مولانا کے اس مضمون کے بعد سے خود بورنگ کے مابین غائب ہوئے اس حزم کی تردید
 میں ہیست سے حاصل نہ معاینہ کئے ہیں ایمن میں اس کے توپے سے وہ کھنڈا مانتے
 اعلیٰ گزشتہ دو دیر باد و غیرہ میں سائنس پر کئے، ادب کوئی کئی پڑھا دہی اس اعزاز
 کو میں دہیرا

اسی سال غفرانہ میں چاہا کہ اس کے مشورہ علی بن ابی حسن نہیں لایا کہ بتائیں
 کی تاریخ پر مولانا کا عقائد مضمون تاریخ ہوا اور مضمون ہوا کہ دیا کے کس کس حصہ میں مسلمان

لے فلموں کی کئی دہائیوں کی تھی، سال کے مسئلہ کے مطابق مونی کو اس مہینے پر ایک تقریباً
العام ملی۔

مستند میں ملی گندہ میگزین کی انٹری کی دہر داری جو مونس کے سرزانی تھی، اس سے
بچا ہو کر بھی مونس کو اس زمانہ میں مستند و معیار میں لکھنے پڑے، جن میں ایک اسلامی حکومت
اور شہنائی اور لافظوں ہے، جو جولا کی مستند کے میگزین میں چھپا، اور اسلامی مسئلوں کے
نقدی شبور کے سلسلہ کا ایک حلقہ۔

نیکس
سلطان، اور شاہوں پر، اور امام تھا، کو انھوں نے اپنا غیر مسلم مایا پر حرم کا خاندان
لکھا کہ بڑی نوآبادی کی ہندوستان کی تاریخ میں بھی اس کو بار بار دہرایا گیا، تاکہ ہندو
کے دلوں میں مسلموں کی طرف سے نفرت مٹے جائے، مونس سے ملنے والے "بیزنٹ" لکھ کر کہ
وہ اس کی حقیقت و شرح کی کوئی دہرایا اس شخص سے حیرت چھ گئی۔ سرسید نے اس کا
انگریزی میں ترجمہ کر دیا، اور خود مونس نے اپنے قلم سے اس کا عربی میں ترجمہ کیا، اس طرح
مشرقی و مغربی دنیا کے دونوں حصوں میں یہ آواز پھیل گئی، یہاں تک کہ مونس کے مستند
اختیاروں، رسالوں، اور تصنیفوں میں اس کے علاوہ اور اقتبوسات چھے۔

مستند کے شروع میں ترکی کے صوبہ ازمیر میں بغاوت جوں تو ترکوں نے اس کو
بنو دہرایا اس پر پورے اختیاروں نے ایک حلقہ بنایا، تاکہ اسلام نے بیت اپنی حیرت
میں اپنی ہی ظلم کیا ہے، مونس نے اس سلسلہ میں مسند سمینا پارک، سیاسی مضمون
اور قومی مسئلہ کے اختیار اور لکھنؤ میں چھپا، جس میں ترکوں کے مدنی و اخلاقی

اور ترمیم کے مسئلہ کی حقیقت ظاہر کی۔ ساتھ ہی سن ۱۹۵۱ء میں پاکستان کے قانون میں ذی وقار مسلم
 رعایا کے کیا حقوق ہیں۔ ایک سہایت مفصل سمجھوں گی۔ جو علی گڑھ میگزین کے مارچ اپریل
 ۱۹۵۱ء کے پیرچور میں چھپا، اور شوق سے پڑھو گا تو میاں گ

میں ۱۹۵۱ء تک میں اسم کے ہر حصہ میں ایک جوہر درج ہے، اس مسئلہ کی
 نام سے ملک میں شریعہ جوہر، اسم کے نام سے پکڑ دوسری شریعہ کا لکھی جوہر، اسم میں ہی ہے جوہر
 جس سے یہ معلوم ہو گا کہ ان حصہ میں کے لکھے کا کیا ماحولیت جوہر، اسم ہے۔

مصلوب کے اگلے حصہ میں اسم کے حصہ میں پچھلے نمبر کے حصہ میں پچھلے نمبر کے حصہ میں
 اگرچہ اس حصہ کے اگلے حصہ میں کوئی نئی تھیانیت سے بالذات مرد و عورت کیلئے جوہر، اسم کے
 جوہر، اسم کے حصہ میں اس سے کیا ہوگی مگر اگرچہ تھانیت سے اسم کے حصہ میں ہے کہ اس سے
 تھانیت کو بھی لکھی ہے کہ تھانیت کو بھی لکھی ہے کہ تھانیت کو بھی لکھی ہے کہ تھانیت کو بھی لکھی ہے
 تو اگرچہ اسم کے حصہ میں تھانیت کو بھی لکھی ہے کہ تھانیت کو بھی لکھی ہے کہ تھانیت کو بھی لکھی ہے
 کی طرف سے یہاں تو جوہر، اسم کے حصہ میں تھانیت کو بھی لکھی ہے کہ تھانیت کو بھی لکھی ہے
 تھانیت کو بھی لکھی ہے کہ تھانیت کو بھی لکھی ہے کہ تھانیت کو بھی لکھی ہے کہ تھانیت کو بھی لکھی ہے
 ایک حصہ میں کہ وہاں سے زیادہ دیکھا۔

یہی اسم ہے ۱۹۵۱ء میں یہ تھانیت کو بھی لکھی ہے کہ تھانیت کو بھی لکھی ہے کہ تھانیت کو بھی لکھی ہے
 تھانیت کو بھی لکھی ہے کہ تھانیت کو بھی لکھی ہے کہ تھانیت کو بھی لکھی ہے کہ تھانیت کو بھی لکھی ہے
 تھانیت کو بھی لکھی ہے کہ تھانیت کو بھی لکھی ہے کہ تھانیت کو بھی لکھی ہے کہ تھانیت کو بھی لکھی ہے
 تھانیت کو بھی لکھی ہے کہ تھانیت کو بھی لکھی ہے کہ تھانیت کو بھی لکھی ہے کہ تھانیت کو بھی لکھی ہے

کی کیا کیا کتاب پر نام نہ ہوں سے ترجمہ نہیں کیا۔ بلکہ کتب کو خیالی ہوا کہ حکام اور قومی کردہ ہیں وہ
 وہاں جانا کا کام ہے۔ اور یہ ایک بے فیرتی کی بات ہے کہ ہم اپنے کام میں مدد سوں کا، اصلاحی اثبات
 اس خیال سے ہیں کہ اس مسئلہ کو جو شروع کیا اور ملت محضوں پر مباحثہ کی گئی۔

تھوڑے عرصہ میں اس طرح جرتی زیر ان مکتبہ ترقی اسلامی کے نام سے چار پانچ حدود میں
 اسوی تمدن کی تاریخ لکھی جو اس کی تیسری حدود اسلامی علوم و فنون کی تاریخ پر ہے۔ جو گہرائی
 نہیں کرتا، مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہی رسائل اس کے سامنے تھے۔ اور ان ہی کو دیکھ کر
 اس کی رنگت و اوقات کے حوالوں کی مدد سے جو رسائی کے مکتبوں پر لکھے ہوئے تھے،
 اس سے یہ مرتبہ تیار کیا گیا۔

اس دور کی تہذیب و تمدن کے آثار و روایات کے لئے کاغذ و دوا ادا سون کے عہد ہی کی تھی۔ بلکہ کچھ
 عہد پہنچا تھا۔ اور اس کی شرح و رنگین میں پہل چلی تھی، لیکن تاریخ

ظہور جو اس کے سے مستحضر وری کتاب تھی وہ چھپ کر نام نہیں ہوئی تھی اس سے
 کہ وہ اس کے لئے رنگ جانا پڑا سیرت عثمان کے دیباچہ میں جو ترقی عظمت میں شائع ہوئی، اور
 نظم طرز ہیں۔

۱۰۔ الامت کے بعد اس سے بعد ان کی شرح کا تھی اور ایک مقدمہ جس کے بھی نہ تھا، لیکن بعض چھپنے
 سے چند حصے کے سے اس کی کتاب سے ہاتھ نہ پڑا اس پر کہ نہ تھی نہ عیب عیب ہنگامی تھی،
 حالانکہ اس وقت تک کہ بعض اور کتابیں جو اس صلیت کے لئے ضروری تھیں، وہ پہلے ہی چھپ رہی
 تھیں، اور یہ ایک ہی چھپ کر نہیں چلیں۔

کہا کہ بیوی کی این بھگائیوں کی ترود اس سائن میں سونٹے کر لی چاہی ہو ان میں سے
 کم از کم ایک بھگائی ہے مل نہ تھی۔ بعد وہ کالج کی دہی مسکت نیچی تھی بیٹی کہ انھوں نے کادو
 آریہ نہ ہو کہ کالج کے چند دوسری بیٹی اور شہابی کا فرق۔ پچیس سالہ میں کالج کے بعد دوس
 میں مسکت قابل تسلیم نام ہی اب ملا ملک سندھ میں تھی گا ہی۔ سرسید کا خیال تھا کہ چونکہ وہ
 چھوٹے سے یہ کہ بے گناہ سے ان کی جو حرکی کا سبب ہو گی یہ اس قدر ہی تھوڑی سی تھی اور
 جتنے بعد میں ہر بیٹی شامیکی ہو گئے وہ اس کے لئے کافی محکم اور دکر یہ تھا جس نے وہ اس
 ہمارے تندرہ برائیں چاہئے تھے اور جو بیٹے پیدا کر یہ مسدود ہو جب صاحب مخرج کے سامنے
 کر دیا جبے چنانچہ سرسید نے ان کو خط لکھا کہ میں کا یہ سبب پیدا کرنا ہے جسے فریاد تھا یہ کیا کرنا
 تھے ایک خدوئی پیدا کیا ہے اور جوت ہر کہ اس کی سوا غریبی ہی نہ لگی چاہئے اور ساتھ ہی دانا
 بنی کی طرف دیکھیں گی کہ۔

اتفاق سے سرسید کے خطوط میں دو بھلاؤ لکاک کے نام ایک خط بھی لکھا جس سے یہ ثابت
 ہو گیا ہے کہ فریب ہلاؤ لکاک کے خادو کی تالیف سے بھلاؤ خلافت تھا اس سے تیرا دور دور
 سرسید ہی کے تھا۔ خط لکاک کی بڑا ہے مگر پچھلے کے لائق ہے۔ یہ خط ۲۰ جلد ہر مضمون کا لکھا
 ہے اس کی تالیف کا خدوئی کے ایک یہ ثابت ہوتا ہے وہ جو اسے تیرا ۲۰ سالہ سبب سرسید کے ہاتھ
 سے انھوں نے لکھتے تھے ہم نے نہ ترک کر کے اور سرسید نے ہلاؤ لکاک کو کہ کہ فریاد ہی کہ اس سے کسی دیکھ
 ہے صاحب کی کہ کہ سرسید میں وہی روپ کی حالت لکاک کا حضورت ہوا وہی کہ فریاد ہی کہ اس سے کسی دیکھ
 شہابی کہ کہ کہ سرسید یہ ہلاؤ لکاک کے ہر کہ کہ ہلاؤ لکاک کے ہر کہ کہ ہلاؤ لکاک کے ہر کہ کہ

نہایت جیتھہ نظام ملکی کیا گیا ہوا ہے۔ اور کوئی کد سدا ہے جس تو، نہ مصداق کر جو وقت ہوئی کیا
 میں تیس دو، حضور پر تعظیم کر جوں، ایک مصلحت، ایک کد سبت، انوں کی علامت حضرت عمر
 کر ل، اور میری کی علامت حضرت شی و محمد علی سبت کی طرح کد ماثو اساق، بڑا کر کس کر جو سبہ چکر کی
 کو کے حضرت عثمان نے سب چیزوں کو تارک کر د، حضرت ابو بکر تو حضرت بر سے امام رنگ ہوئی تھے
 یس یرن، اسے میں ہی کی سبت کے کھن اور مہر، نہ نخریش کا یہ مشق بنا، شایعہ نمنا سب چہ چہ
 سو چہ اچو گئے ماسو گئے۔

ان باتوں کے دہر وادعایوں کے، ام میں کہہ بھی ہاڑی سبت بھی کو کے جاننے سے بچھ ہی
 بند و مشون کے اس سر سے جو یکڑس سر سے ملک اس کا نام چو پڑ کی تہن چہ تھا، چکر کس سر
 کو میں بڑا کو سلطانوں کی توثیہ نام سے قدی فائدہ کیوں، انھیا جائے، چنا چہ سر سبت کی کے حلقہ
 کے ایک صاحب منشی سرخ اللہ ہی صاحب سیر شرار و پندہ فی نے مصلحت میں سیرۃ مندوق
 کے نام سے ایک کتاب لکھ کر از دین پیش کر دی، اللہ وق کے منت توں کو اس سے بڑی قیمت
 آتی تھی، وہ بیٹوں سے اس کنشی سرخ اللہ ہی صاحب کی بدستی پر محمول کیا اس سرخ بر سر سبت
 نے علی گڑھ، انشی ٹوٹ گزٹ محمد، راء پت سٹیشن میں لکھی، جس میں سرف کی تحریف و تو
 منشی سرخ اللہ ہی صاحب کی اس حرکت پر افسوس کے بعد افکار و فک کی تجویز کی غافلت میں
 اپنی سے بھی ہے چوہ و ظاہر کر دی ہے، اس میں کہ شہ نہیں جو کہ جلد سے کالج کے پروفیسر ہو وی
 جو شہل نالی نے اپنی تصانیف سے ملک کو سبت کے ہاڑی سبت، دماون سیرۃ مسلمان، کہتا ہے کہ
 دماون دماون شہل نالی نے اپنی تصانیف سے ملک کو سبت کے ہاڑی سبت، دماون سیرۃ مسلمان، کہتا ہے کہ

اس کے بعد جو وہاں رہے کے گورنمنٹ نے سنہ ۱۹۱۷ء کو ان کو شمس علی کا خطاب عطا کیا۔
 وہاں کو شمس علی کا خطاب عطا کر لی وہاں رہا تا وقتہ تھا جس کا نامی عہدہ کر کیا جاتا۔
 لکھی جو گورنمنٹ کے کالج میں اس کے کسی پروفیسر کو سرکار کی خطاب ملے گا پورا واقعہ تھا اور سر
 کے وقت وہ اس خطاب کی پہلی تقریر تھی اس نے اس سے اپنے حاصد کے اعتبار کا کام لیا اس
 وقت تک یہ خطاب ناہوں کو نہیں ملتا تھا اس نے لوگوں کی فحش برساتیں اس کی پہلی فحش
 تھی۔ پھر وہاں کو جس دن سال ۱۹۲۱ء خطاب ملا جس میں چھتیس سو تیس سال کی عمر میں ان کے پیش
 اور معمر میں بی بی کم عمری لکھی کو نہیں ملا۔ ان وقت اس وقت اس کی عمر ایک سال اور
 واقعہ بنا دیا اس میں ستر تک و شصت کے بڑے بڑے چلے ہوئے تھے جس میں کچھ کے اکابر نے
 تقریریں کیں۔ بعض نے اس وقت گورنمنٹ سے ہارک دے کے تاراج دیا ہے اور چاروں نے شصت
 کے مع بھی گئے۔

کالج میں ان اصحاب الہ کلمۃ الادب اور علی بی بی شمس علی اور مولانا ابی و خوں کے مل کر
 تھے۔ اس میں ان دونوں نے مل کر مار جوئی مسائل لکھ کر ایک بہت بڑا چھتر ترتیب دیا جس
 کالج کے تمام سرور اور وہاں کا سرسید امید بخود فخر ملکہ اصحاب عالی ادب اور ابی اللہ
 صاحب اسٹرکٹ پرنٹنگ پریس اور گورنمنٹ (کالج) اور شمس علی سید کو بہت جلدی ہو گیا
 وقت وہاں ان کے بعد پھر وہاں ان اصحاب کے کہیں اور بہت سے اور کچھ محدث شمس علی
 مامری کی خدمت و شمس علی سے تھے۔ اس کے بعد ان کے بعد وہاں رہے گئے اور پھر

سید شمس علی اور صاحب کلمۃ الادب اور علی بی بی شمس علی اور مولانا ابی و خوں کے مل کر
 شمس علی کی خدمت و شمس علی سے تھے۔ اس کے بعد ان کے بعد وہاں رہے گئے اور پھر

سزید و سولہ نیک صاحب معرفت تھا جسے ہی سناؤ نہیں ہیں۔ بلکہ وہ شیعہ تھے۔ پر بھی ان کو کشت و کا
 کا حق ہے۔ اگر قتلے چند قاصدے موت و کو کے ان سے نکلے۔ یا چند پندہ نئی کن ہیں۔ اس سے مراد ہیں
 تو میں نے ان کی تعریف و تائید اور تقریر و تحریر سے اسے ظاہر سے مائل کئے ہیں۔ کوئی اور وجہ
 نہیں ہے۔ تاہم ان کی محبت سے کسی حد تک شرم کا حق قائم رہے۔ جو یہودیوں کی توفی سے کہہ کر کچھ برکت
 صلوٰۃ میں ترقی ہوئی جو وہی لئے اسے میرے عزیز و صاحب نظر صرف ہمیشہ پاک و ست
 جوئے کے لئے ہمیشہ ایک صاحب علم جوئے کے میں اس جہلہ میں شریک ہو۔ جو وہی صلوٰۃ
 تھی۔ صاحب اس سزا و خطاب کے لئے نہ ہو جو کشت کے ان کو دے سہا کہاد دیتا ہو۔ یہ
 میرے عزیز و دوست و رفیق و حقیقت میں نے ہی سہا کہاد دیتا ہو۔ یہ ہمیں دہا کہاد دیتا ہو۔ یہ
 بلکہ وہ اپنی گورنمنٹ کو یہ سزا دیتی ہے۔ جس سے بے شک شخص کو خطاب دینے سے دراصل
 اس خطاب کو کشت و کشت جو ہر سے سزا دیتی ہے۔ وہ اپنے اختیار کی اس قوت کو نہ
 کیا جو کہ خطاب میں اس نے ظاہر کی ہے۔ وہ حقیقت سزا دیتی ہے۔ جو وہی صاحب کا خطاب دینے
 دینے دیتی ہے۔ اس سے پہلے چاہئے کہ میں گورنمنٹ کو یہ سزا دیتی ہے۔ وہی کے ہر قلم
 سہا کہاد دیتی ہے۔ کہ اس میں اپنے لوگ بھی موجود ہیں جو وہ حقیقت علم کے اقتدار ہیں۔ جو وہی کو
 شمس اصل۔ اسے روایتی ہے۔ پھر وہ سزا دیتی ہے کہ اس میں اپنے کامل اور
 سزا دیتی ہے۔ جو کہ گورنمنٹ۔ یہ ہے حرم و خطاب کا حق گنتی ہے۔ اور جوئے کے علم کی روشنی دے رہا ہے۔
 سزا دیتی ہے۔ اس میں اسے گورنمنٹ اور قوم اور کلاہ ہا کہاد دیتی ہے۔ وہ وہا کہاد دیتی ہے۔
 ایک سزا دیتی ہے۔ اور صرف یہ سزا دیتی ہے کہ اس میں اپنے علم کے حق ہے۔ اور گورنمنٹ

اور کہ خطابِ اچھا یا نہ ہو، وہ سب کے نزدیک شمسِ مظلوم سے اصحابِ علیؑ طرحِ آفتابِ اس وقت کو مخرج
 نہیں ہو کہ کوئی آفتابِ کبھی، بلکہ آفتاب کا زور کر کے والا جو اس ذات کو چھو کر ناکر کہ وہ تیرا
 نہیں جو اور اس کی انگوٹھ سے بلکہ اس میں بینائی کی قوت اور دیکھنے کی طاقت ہے کسی قسم کے علم
 اور کام کے محروم ہے، اسی طرح ہمارے سرورِ نامور ہی ثبلی صاحب کو خطاب، چستے گورنمنٹ
 نے ثابت کر پاگاہِ علم و دل کی قدر کرے والے اور اہلِ علم کی بچاوت والی اور دستخط پر کھار دیکھنے والی
 سے اصحابِ امیرِ ثبلی صاحب کی راقی ہو جس انسان کے علمی کمالات کا ذکر کر، فتویٰ مجربین کو
 ان سے ملنے کی حمت چاہی ہو، ان کی ان صفات کا اور نہ کر سکتے ہیں، جو ہر نے کرب کوٹ کر
 امن میں بھرے ہیں، وہ جی کر ان کی نمایاں و تہنیتاں کے، کیجئے کا ہمتانی ہو، وہ اس باعث
 کو سمجھ سکتے ہیں کہ ان کی نظر کسی کاروائی کا علم کسار ہیں، ان کے حالات کیجئے ملنا، ان کا وہی
 کسبائے رہن کی تحریر کسی چور و زور کا بیان کیسا ہوتا، حراق کی جھٹکا کی لاف، بکا وہ چارہ سے رہا
 کے پہلے مستعد، اپنا جنوں سے پائی آیتا، میں صفا صفا بیاق اور سلسلہ، ہر سہ، اہلِ شریعہ
 کی تمام جو پورے کے ساتھ حلال الہ کے شخصی لاف، العافیت کا کھانا ورکا، اور تیار و زندہ جلاکت اور پانی
 ذات کے سوانحِ مبارکہ، استفادہ اور عبارتِ آزادی دار قلم سے میرا محنت سے لفظیہ، در پر ہوسو بحر
 اصلاحت کے کلمے کا طریقہ جاری کی بدو و شہادت ماری کی کے حقوق کو نہ اور محنت، من پر ہوتا، و
 اصلاحت پر دے دیتے ہوتا، کے سبب بیان کرے اور ہمارا رویہ کے عدل و کلمے کے
 ہر وقت کرنے کا سامنے بنایا، اور دے نہ میں بلکہ ہماری قوم کا ہر انی گڑا ہو، اور اسے وقت
 میں بلکہ سوائے انسانوں اور ممالک کے کسی اور قوم کی کتابوں کی تصدیق میں ہو، جاسے وہ ان امور

تَحِيَّاتٍ وَتَحِيَّاتٍ لَا يَتَّقِي عِبَادُ اللَّهِ

مَنْ كَانَ لِلْمَرْجَاءِ وَاجِبٌ جَارِيًا

فَقَدْ انْقَضَتْ لَهُ كُلُّ مَقَامَةٍ

مَنْ كَانَ لِلشَّمْسِ الْمَذِيَّةَ نَاسِيًا

إِنَّ كَالِ فِي الْعَرَبِيِّ شَعْرًا ذَائِقًا

حَسًّا مَا وَفَى الصَّحْبُ مَا فِي تَابٍ

قَدْ تَجَلَّبَبَ الْأَنْبِيَاءُ بِمُحَرَّبٍ رَمِي

أَوْ مَا قَصَدَتْ حَالِيًا وَبَسَارِي

هُوَ حَسْرَتُهُ لَا يَسْتَعِينُ بِمُجَلَّبٍ

بَعْضُ الْوَدْعَى مَبْجَاةً لَا تَبْسَا

ہزار تہ کا سما ہی ہر گنا گنا کی سی ہو

کون روئے سرہ کا مقابلہ کر سکا

تھا میں نے نہ تو جو کچھ نہ کوئی حسین ہو

اس قدر ہی بخت سے تھاب کا آفتاب کو

انگڑہ مری میں شریکے تو سناں کر رہا

ہو گیا کہ آگاہی کے تو تاقی سے آگے نہ

اس کے من اسان کا مادہ و قتل کو ہے نہ

جب وہ نصیب ہو کر پشاور کو نہ

اور آئے گا کہ تھا و سحر ہے

جو لوگوں کو ماری اور سوتی رہتا

اس کے بعد تہجہ اور صاب لی شمعے حویران میں حسب ذیل تقریر کی

مولا حضرت: میرے لئے وہ خط

ہو کہ مجھے کہہ کرے کہ خوش فرمایاں

میرے ہاتھوں سے بیٹ بیٹ کے ہیں

سب خوش کر رہے ہیں۔ اور یہ کہہ رہا ہے کہ

میرے لئے کمال کمال اس آواز کے نام

يَا أَيُّهَا الْمَدِينَةُ الْمَكْرِيَّةُ يَتَّقِي عِبَادُ اللَّهِ

فَرَحٌ أَذْكَرُ مِنْ بَعْدِ الْوَحْشَةِ تَتَّقِي

الْعَوَاكِلَ الشَّهِيَّةَ وَالْكَافِرَانَ

وَكَيْفَ يَكُنْ فِي بَنٍ أَحَدٌ مِمَّا تَلَّ

مَرْجُوًّا وَكَرُوفٍ حَسْبُ حَسْبُكَ

سَالِي بَنٍ وَقَوْلٍ مَعَهُ حَسْبُ بَنِي

و ما لی فی القربا انی قتل من لک
و سانی ابن القربا من تادی فی
سید الخلق و ساداته و ساداته
قطعه، بل انتی هذا السحر
المتسبی و قاتل

سید سار و دغ سید استحقاق
فی طلبه نفس ما بعد من حق
تغنی الخلق و الا سید من جمل
و کما یابن دایه نفس من
القدما و قدسہ آلاک بشار
الاخوار و کاکر و شکر و کاکر
شکر و سار و دغ سید استحقاق
بقی و ما بعد و الدین کز و ما
بالطیف و کاکر و سار و دغ

و ما لی فی القربا انی قتل من لک
و سانی ابن القربا من تادی فی
سید الخلق و ساداته و ساداته
قطعه، بل انتی هذا السحر
المتسبی و قاتل

و ما لی فی القربا انی قتل من لک
و سانی ابن القربا من تادی فی
سید الخلق و ساداته و ساداته
قطعه، بل انتی هذا السحر
المتسبی و قاتل

و ما لی فی القربا انی قتل من لک
و سانی ابن القربا من تادی فی
سید الخلق و ساداته و ساداته
قطعه، بل انتی هذا السحر
المتسبی و قاتل

و ما لی فی القربا انی قتل من لک
و سانی ابن القربا من تادی فی
سید الخلق و ساداته و ساداته
قطعه، بل انتی هذا السحر
المتسبی و قاتل

و ما لی فی القربا انی قتل من لک
و سانی ابن القربا من تادی فی
سید الخلق و ساداته و ساداته
قطعه، بل انتی هذا السحر
المتسبی و قاتل

اور نظر فرمائی ہو حسب ذیل ہے

اچھے کیوں نظر آتے ہیں خوشی کے مناں
زیادہ ترست نہیں کہ ایک ٹکڑے پر موقوف
ہو چکے ہوں گا آنکھوں میں کیا مانتا ہے
یکے کر سبزو کی ہر سمت ہوا و کش
ہیں طرف مانتے نیچے ہی بد قسم کرتے
ہیں ہر دوست جو میری خوشی کو بھی پر
وہم میری ہر چنگل میں ہے ہر ہا مشکل
ہے کہ نہ سے ہی بلند آج خوشی کے سرے
وہ سب سے نگرار جو ہر باج
بند رہی شکل وہ دیکھی وہانیسب کی
ہر شے ہمارے گلزار میں رہے پوچھی
سر کے بل تگے ہی ہستی نمی ٹکا اچھو سو
سخت جرت تھی جا یا ہوتی سے کسی
انگس کاں میں آواز دینے کی میرے
خیر نہ ٹکڑے کیسی ہے یہ نصبت کیسا

دور و دور اسے یاد مسرت میں عیاں
ساری دنیا تفرقائی سے مجھے ہر گز نہ
دل کو بہتا ہے بہت سچ کے رنگ پہاں
لش بھی کا مجھ ہوتا ہے ہر ڈنگاں
ہر عالم میں ہر صحرے کیے گل ہیں خنداں
تھنہ تھنہ ہی پاتا ہوں میں جانا ہوں ہناں
آج ریرا کہہ دوں ہے دیا سے مناں
شاہد و حرم نظر آتے ہیں ہر گز نہ
اور آواز نہ ہو سے ہنس کر دہاں
کچھ سے کہہ کر گئی اک ہادشہ ہر ہادشہ
وہمٹ چمک سے سر سبز ہر باغ ہماں
اک ناشپہ قصں سہاں تو نگہیں فرماں
ہاں ہاتھ میں اسی مسکرس مٹاں پچا
باصطغر نور ہے کیا کیوں ہر سے ہر جواں
مراں ہوش میں آواز تو ہے کہ

معاذ حق سے میں ہر کے رون ہادشہ ہر سے کی تھی

جتنی نور و در سے اک حرم بھی ہے ہر سو
 یہ صلاکات سے پہلی جو تر کر دل میں
 دیکھنے کو جو بہت میری طبیعت چاہی
 سے مانا تھا مجھے شوق واداس خوب داتا
 چشم مستان ہے دھندلہ رہی تھی برسوں
 خشتہ و کنگل دو چوب تھی جس کی تعمیر
 ایسی پادشہ نظر کی روپاں دستانہ جسم
 اصل و درش کو برفی بن کر دینت حاصل
 رہا کو جی کے مالک جو معرہ نام
 پادشاہ شہ و ناظم دہنہ سے جن سے
 انکسار ایک غرضی ہوئی سب پر طاری
 ہر تسلیم کرنے ہو گئے حقا رتبہ ام
 اس کے کہ ہر سر گئے دستانہ نوشی کے آیتا
 جو سے تیش اعلیٰ راج جناح شہیں
 و کر کے بہت ہیں یہ عیس گندہ کالج
 سرور ستا ہم ہیں عربی ت کے اگر
 واری کی جو ہنگ کان میں پڑ جائے کسی

رہا کے چلنے کا بھی کچھ نہ ہے کی ہر سامان
 چو گیا مجھے چوئی وادانہ سے سوزنا
 ساتھ سب لوگوں کے ساتھ ہوا میں داتا
 ہوا داتا میں نہایت خوش و حرم شہاں
 بھی کو دیکھا نہ پادشاہ سے ناگ و مکار
 جس کی صورت جو پادشاہ تھی بہت کشتہ
 بہت کے سوز داکین و شیر و عیسایں
 حوت حوشن کی بن کر کو ذبح عت شہا
 جن کے پادشاہ سے سرسبز ہو بہت شہا
 جو جی جان کو اگر کئے کہیں ہند کی بار
 جبکہ دربار میں نافذ ہوا شہا
 ہو گئی پھر ہر تن کو نہ بڑک پر حوا
 جس سے بہت پر پچھنے کو نہ سرت گویا
 ہو گیا چار سو اس مژدہ کا داتا
 بلکہ وہ لکے کہ دستانہ بھی ہیں ہر حوا
 خشتہ و کچ کے شہر اندر ہنگ پر داتا
 ہر کچا نام جسے شہر سے اپنا داتا

<p> لاحت بجا شرف الملوفا صا حرم کے تیر کا پساء پا ہی کو کہ ہذا عنت ارجل الملوفا صحت علم و فنی کا سر زین ملک و گئی فنی نعت بدھوچ لریاح و بھا اس کے پا دور لریاح و بھا صطحت مظهر جامع و کف تو تو ابر پار کا بھا کر بھا فہریت و ارجل الملوفا صحت تو تم کی کی رہاں جو سے پروان پر نہیں علمنا سبیل الملوفا صحت تو سے ہم کو ہر ریت کا دستہ بنا کس بدھوچ لریاح و بھا ہم دیتے و ناک تہم ہی میں ہوا کا تو تہا ولا شغلن اقلہ طول بقہ و کہ اور اس سے تہم کے چا کی و رہ گئی کہ و اعطت شکر و ابا اعطیتہم </p>	<p> لو سعتنا اذنت بقا اگر تو کو کوہ چا، تو وہ تھا ہو چکا تو عروضا کا کسائے لبیبہ اور اس کے پیر ہی عروضا گئے تھے من کل عاصیہ من الملوفا اور عیبت کا عروضا اس پر آہ تھا صوبہ لریاح و بھا ہا کی یا بھا کر بھا مستورہ بقا اُن کی سر شاخوں میں جو کہ گھوٹے تھے کس کھا پڑا عیبت لبیبہ ہا کہ ہم دیتے تو چھو کر ہی ادھیری رہیں، ہنگام فہریت و ارجل الملوفا صحت تو تو ہم کو کئے عات و سحر بر سے فی کل بکرتنا و صحت ہر مسیح اور شام دعا مانگیں گے من خیر ما وجدنا من کمالہا </p>
--	--

اے تاجیک سب سے پہلے چٹ کیا	اے تاجیک کہ اس کا سبب کیا ہے
فطرت نفس للعالمیہ العبدیہ	ان کا قافلہ نفس نفس سنا تھا
قرن و علم و حسد و کافرا سب پر	اگر یہ کتاب ہے اسماں کا سورج ہے
والتعش نفسی و اسماء سماوی	اے امانت نفس و علم و حسد و کافرا
تو آفتاب ہمارا آفتاب جو اساتذہ افسانہ	جیسے آفتاب ہی نور علم و فیہ کائنات
ہم کے بعد خیر عالم افسانہ اور خود صاحب کے اندر میں تقریریں کیں	ہم کے بعد خیر عالم افسانہ اور خود صاحب کے اندر میں تقریریں کیں
سب بزرگواران افسانہ خدای ہیں یہ قصیدہ پڑھو یہ قصیدہ گو کہ کائنات کا کلام ہے	مگر ہے کہ کائنات کا کلام ہے

کندھ شمع طائر اور دہان	نور کا ان دم پائل نور و پریشانی
گئے خود ہم صریح گریہ یا مومن	گئے رہے طر سادانی نور و پریشانی
گئے کہ وہ نور و صیبت خود و پریشانی	گئے کہ وہ نور و صیبت خود و پریشانی
کہ نہ کلام لاریں اہم شوق و سادانی	چوسج نام نور و گشت گشت نام نفس
خود ہم ہوا پر پڑا و ہم چورانی	نفس و شوق و دل شد نور و صیبت
چو زلف و شوق گیسو سنبل و پریشانی	گی و بیل ہم جو و اور عشق و عروہ
دل ہم ہوا شد و ہم شاد و صیبت پریشانی	و ہم نام و گشت گشت و صیبت
ہو شد و شوق و شوق و شوق و شوق	و صیبت و شوق و شوق و شوق

کا کھوکھلا دیکھا اور پڑی سے بڑی عزت اور بڑے سے بڑا شرف ہوا

اس حضرت اگرچہ میں انگریزی گزشت کی نہایت قدر اور عزت کرتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ اس کے تمام احکام اور قاعدے سیاست اور انتظام کے اعلیٰ اصول پر مبنی ہیں اور اس بنا پر اس خطاب کی بھی وگورنمنٹ سے عربانی سے مجھ کو عطا کیا ہے۔ مابعد صدر و سرمنسٹر کرتا ہوں، لیکن میں آپ کو کافی یقین دلاتا ہوں کہ میں اس خطاب کی جو قوم کی طرف سے دیا جاسے گورنمنٹ کے خطاب سے کچھ کم عزت نہیں کرتا اور یہ میرے لئے کچھ چیزات نہیں، بلکہ اس زمانہ میں بھی جبکہ جو دستاویز کی حکمرانی میں نئی نئی سلطنت کے عطا ہونے کی نہایت قوی خطاب کی زیادہ عزت کی، اسکی کائنات کے سلطنت کا سبب اور دوسری سلطنتوں کے عطا کئے جوسے خطاب اصل حدود میں ہو گئے اور قوم کے عطا کئے جوسے خطاب یعنی جزا و سزا، ہم تو ان کی کے لئے، اہم فرائض و ذمہ داری کے لئے، "مقام اعلیٰ" شرف و عزت کے لئے آج بھی مقرر اور قائم ہیں، ہمیں جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ گورنمنٹ نے جو عطا کئے گئے کی عزت مجھ کو دی ہے اس کو آپ لوگ جو قوم کے مجھ کو قائم نہیں ہند کرتے ہیں، انکا بھٹکتا ہوا تو میں سے بڑھ کر میرے لئے فخر اور خوشی کا کیا موقع ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس قدر کہ گورنمنٹ کے عطا ہونے سے مجھ کو یہ خطاب عطا تو آج ۱۹ جنوری کو مجھ کو قوم کے دوبارے یہ خطاب عطا ہے۔ ع

ملکی مسختم، بیادری استدار، پینچ

اسے حضرات، جس طرح سے نہایت چنے چن سے آپ صاحبوں کی ہر لالی کا شکر یہاں کرتا

ہم سے جانتے کے ذاتی سے، انھوں نے کہا: اس کو بھی غیبت ہی سہی، تجھے تو امر کی حمایت خود بخود
 کی یہ سزا دو عرصت گذشتہ آف اندر و حیرات پہنچی طرف سے ایسے واقعہ میں آئے کہ کچھ کر
 مسرت اور تھوہیرت حاصل کرنے کا موقع ملا، کہیں بہت عرصہ تک ہم میں شرف ہوں، جو اس طبع
 خطاب کی عری سے کی گئی جو جس کے سے یہ سزا دو عرصت ثبوت اور عطا ہے،

اس خطاب کی تاریخ لاہور ڈورس کی اس جہاز سے سلام سون ستا ہے، انھوں نے یہاں
 یہ ہے کہ جو کچھ مشق میں ڈھکیچ کر اس شخص کا عرصہ اور گورہیں سے دیکھ رہا تھا، علی علی
 کہ اسے تک کوئی یہاں سے سب سے دیکھ رہا تھا، انھیں جس سے تم ان عرصہ اور سحر، انھیں ہی غیبت
 کہ قدر سے کی کہیں، جو مرقع حشر پر نور عرصہ سب کی وفادار رہا تھا، اور عرصہ سے اس پر اس کی
 تھی کہ دشمن چھوٹی نہ ہو، جو عام رکھی جا رہے ہیں، انھوں نے ایک سے خطاب کی تھی کہ جو ان سے
 اور سون شمس کا خط کئے جا رہے ہیں، جو عرصہ مشرق کی ترقی میں کام لے رہے ہیں، جو
 ہر اس شخص کا عرصہ اور گورہیں سے جا رہے ہیں، کہ یہ خطاب سب سے

کے سے شمس اور ہر گویا یہ خطاب شمس کا عرصہ کے ام کے اول ہیں، اس کا کہنا ہے کہ
 خطاب شمس اور کے ساتھ ایک عرصہ بھی اس کی یہ دیکھی، جس میں ایک عرصہ اور ایک عرصہ
 ہو گئی، جس میں شمس اور اس کا خطاب عطا ہو گا، وہ یہاں ان اصحاب سے متعلق دوسرے
 درجہ پر پیشینگی جن کو اس کا خطاب عطا ہو گا

نہیں، اس کا عرصہ بھی شمس اور اس کا خطاب عطا ہو گا، اس عرصہ کے عطا ہو گا، اس عرصہ کے عطا ہو گا
 کے ساتھ جس پر پیشینگی اور ان کی وادہ اور صحت اور ان کے عرصہ اور گورہیں سے عطا ہو گا

سابقہ و حیرہ درود ۲۴ م . خاک پر سرین غم ۱۴ م .

اسکے بعد بار انگریز پدیسر سے ، اور اعلیٰ سے سادہ لکڑی ایک انگریزی گیسٹ مجاہد میر
خاک پر سرین غم لکڑی سے پتہ نامہ اسی قصبہ

حب پر رات دین صفت میر کی فرد تیرہ پر جرت میری

نئی زبان سے پڑھا اسی کے بعد غافلہ میں سے جو مشورہ بیان تھے اور ان سے ان کو سنا
میر درود سو دن میں کچھ دوسرے سے حق بدوی شیخ کی صفت میں انگریزی گیسٹ گاہ میں سے
بعد خواہہ خود پڑھا صاحب دیکھ لے کر تقریر کی اور پی اور دو سو سی پھر پڑھیں
سے ایک انگریزی غم پڑھی ان میں سے ایک بعد سولہ تالی میں صاحب میر جہنے اور دین جان
رستے پہنچے پڑھے اور پنا قوی سدی جوی صریح کے لئے تصنیف کیا تھا پھر ان کے
در میں خود نوی اور دتہ اور در انگریزی سندس کا صحت بھی دی قوی بعد دتہ میر
تھا اس کے بل کر لوگوں کے دعوں پر جو اثر کہ ان کو ان ہی لوگوں کا در ہوتا ہے جو اس وقت
میر جہنے ، یا وقت ، یا طالب علم نے وہ تالیف کی ایک اور وضع پڑھا

بڑا جواب ہی پڑھ کر کیا جرم گیا پھر وہ حق کا نقشہ کیا

یہ جرت کا نام تھا کہ دیکھ کر وہ ان کا بعد سے حق ہی جرت کا آتش کا بار ہے ، یا جرت

حدیث صلح علی بن ابی مرثد صید کا نام غم ۱۴ م ۱۴ م

میر جہنے اور غم ۱۴ م | غم کا یہ ہے اسلام کا جو کی مشورہ غم ہے اور کا ہر اس کے لادہ

خاک پر آہ سولہ جرت حق صاحب کا چہرہ

میں شریک ہوتے رہے ہیں، اس طرح سٹیشن میں اس کے سالانہ اجلاس میں شریک صاحب اور
 ان کے دیگر قریبی رفقاء نے شرکت کی، یہی سلسلہ میں سرفنا بھی شریک نے گئے تھے، جس میں معلوم
 ہوا کہ انھوں نے اس جلسہ میں کسی موعود پر تقریر کی، (امکا تیب علی) جہاں میں دوم ۱۹۰۷ء
 اور اب جو نوجوان تعلق اسی میں آزاد و یوں بدلتی نے سرفنا کو اپنی جگہ کی تھی کہ اس (شہر فخر)
 ۱۹۱۱ء میں وہ اپنے استاد زین العابدین سے ملا ممبر بن گیا اور وہ ان کا یوں ممبر
 کے قیام مقرب ہوئے اور ان کا رہنا رہا مشن کے ایک حصہ میں لگنے لگا۔

"رضوان کے بعد ایک موعود یادداشت کہ سوں کے معنی تیار کر دیا گا۔
 معلوم ہو گیا یادداشت کیا تھی اور کبھی تھی دیکھ لانا کے ایک واقعہ کا موعود تھا موعود
 "الذی اب جو دینی کے قیام کے وقت ایضاً اسے اپنا کے کے کامات میں تھی مگر میں
 آج بڑا گیا تھا ایک موعود کے جب طبعاً سنی کے ساتھ میں کامیاب ہوتے رہے اور
 جو کہ سنی کے ایک گروہ نے فارسی کر رہے تھے ان کے لئے کی شکایت کیا اور میرے چاکر کے
 روح تھا کہ تعظیم میں ایک موعود جوئے کے قابل سمجھی گئی، لیکن میں وقت پر موعود اسے
 قریب سے ایک کوئی نہیں رہا، اس کا سہارا میں تھوڑے جتنے تاکہ داری کا وہ تھا، تمام چاہا، اس کے
 ان واقعہ میں ہی ہو گیا ۱۹۱۲ء ۲۳۔۲۴۔۲۵۔۲۶۔۲۷۔۲۸۔۲۹۔۳۰۔۳۱۔۳۲۔۳۳۔۳۴۔۳۵۔۳۶۔۳۷۔۳۸۔۳۹۔۴۰۔۴۱۔۴۲۔۴۳۔۴۴۔۴۵۔۴۶۔۴۷۔۴۸۔۴۹۔۵۰۔۵۱۔۵۲۔۵۳۔۵۴۔۵۵۔۵۶۔۵۷۔۵۸۔۵۹۔۶۰۔۶۱۔۶۲۔۶۳۔۶۴۔۶۵۔۶۶۔۶۷۔۶۸۔۶۹۔۷۰۔۷۱۔۷۲۔۷۳۔۷۴۔۷۵۔۷۶۔۷۷۔۷۸۔۷۹۔۸۰۔۸۱۔۸۲۔۸۳۔۸۴۔۸۵۔۸۶۔۸۷۔۸۸۔۸۹۔۹۰۔۹۱۔۹۲۔۹۳۔۹۴۔۹۵۔۹۶۔۹۷۔۹۸۔۹۹۔۱۰۰۔۱۰۱۔۱۰۲۔۱۰۳۔۱۰۴۔۱۰۵۔۱۰۶۔۱۰۷۔۱۰۸۔۱۰۹۔۱۱۰۔۱۱۱۔۱۱۲۔۱۱۳۔۱۱۴۔۱۱۵۔۱۱۶۔۱۱۷۔۱۱۸۔۱۱۹۔۱۲۰۔۱۲۱۔۱۲۲۔۱۲۳۔۱۲۴۔۱۲۵۔۱۲۶۔۱۲۷۔۱۲۸۔۱۲۹۔۱۳۰۔۱۳۱۔۱۳۲۔۱۳۳۔۱۳۴۔۱۳۵۔۱۳۶۔۱۳۷۔۱۳۸۔۱۳۹۔۱۴۰۔۱۴۱۔۱۴۲۔۱۴۳۔۱۴۴۔۱۴۵۔۱۴۶۔۱۴۷۔۱۴۸۔۱۴۹۔۱۵۰۔۱۵۱۔۱۵۲۔۱۵۳۔۱۵۴۔۱۵۵۔۱۵۶۔۱۵۷۔۱۵۸۔۱۵۹۔۱۶۰۔۱۶۱۔۱۶۲۔۱۶۳۔۱۶۴۔۱۶۵۔۱۶۶۔۱۶۷۔۱۶۸۔۱۶۹۔۱۷۰۔۱۷۱۔۱۷۲۔۱۷۳۔۱۷۴۔۱۷۵۔۱۷۶۔۱۷۷۔۱۷۸۔۱۷۹۔۱۸۰۔۱۸۱۔۱۸۲۔۱۸۳۔۱۸۴۔۱۸۵۔۱۸۶۔۱۸۷۔۱۸۸۔۱۸۹۔۱۹۰۔۱۹۱۔۱۹۲۔۱۹۳۔۱۹۴۔۱۹۵۔۱۹۶۔۱۹۷۔۱۹۸۔۱۹۹۔۲۰۰۔۲۰۱۔۲۰۲۔۲۰۳۔۲۰۴۔۲۰۵۔۲۰۶۔۲۰۷۔۲۰۸۔۲۰۹۔۲۱۰۔۲۱۱۔۲۱۲۔۲۱۳۔۲۱۴۔۲۱۵۔۲۱۶۔۲۱۷۔۲۱۸۔۲۱۹۔۲۲۰۔۲۲۱۔۲۲۲۔۲۲۳۔۲۲۴۔۲۲۵۔۲۲۶۔۲۲۷۔۲۲۸۔۲۲۹۔۲۳۰۔۲۳۱۔۲۳۲۔۲۳۳۔۲۳۴۔۲۳۵۔۲۳۶۔۲۳۷۔۲۳۸۔۲۳۹۔۲۴۰۔۲۴۱۔۲۴۲۔۲۴۳۔۲۴۴۔۲۴۵۔۲۴۶۔۲۴۷۔۲۴۸۔۲۴۹۔۲۵۰۔۲۵۱۔۲۵۲۔۲۵۳۔۲۵۴۔۲۵۵۔۲۵۶۔۲۵۷۔۲۵۸۔۲۵۹۔۲۶۰۔۲۶۱۔۲۶۲۔۲۶۳۔۲۶۴۔۲۶۵۔۲۶۶۔۲۶۷۔۲۶۸۔۲۶۹۔۲۷۰۔۲۷۱۔۲۷۲۔۲۷۳۔۲۷۴۔۲۷۵۔۲۷۶۔۲۷۷۔۲۷۸۔۲۷۹۔۲۸۰۔۲۸۱۔۲۸۲۔۲۸۳۔۲۸۴۔۲۸۵۔۲۸۶۔۲۸۷۔۲۸۸۔۲۸۹۔۲۹۰۔۲۹۱۔۲۹۲۔۲۹۳۔۲۹۴۔۲۹۵۔۲۹۶۔۲۹۷۔۲۹۸۔۲۹۹۔۳۰۰۔۳۰۱۔۳۰۲۔۳۰۳۔۳۰۴۔۳۰۵۔۳۰۶۔۳۰۷۔۳۰۸۔۳۰۹۔۳۱۰۔۳۱۱۔۳۱۲۔۳۱۳۔۳۱۴۔۳۱۵۔۳۱۶۔۳۱۷۔۳۱۸۔۳۱۹۔۳۲۰۔۳۲۱۔۳۲۲۔۳۲۳۔۳۲۴۔۳۲۵۔۳۲۶۔۳۲۷۔۳۲۸۔۳۲۹۔۳۳۰۔۳۳۱۔۳۳۲۔۳۳۳۔۳۳۴۔۳۳۵۔۳۳۶۔۳۳۷۔۳۳۸۔۳۳۹۔۳۴۰۔۳۴۱۔۳۴۲۔۳۴۳۔۳۴۴۔۳۴۵۔۳۴۶۔۳۴۷۔۳۴۸۔۳۴۹۔۳۵۰۔۳۵۱۔۳۵۲۔۳۵۳۔۳۵۴۔۳۵۵۔۳۵۶۔۳۵۷۔۳۵۸۔۳۵۹۔۳۶۰۔۳۶۱۔۳۶۲۔۳۶۳۔۳۶۴۔۳۶۵۔۳۶۶۔۳۶۷۔۳۶۸۔۳۶۹۔۳۷۰۔۳۷۱۔۳۷۲۔۳۷۳۔۳۷۴۔۳۷۵۔۳۷۶۔۳۷۷۔۳۷۸۔۳۷۹۔۳۸۰۔۳۸۱۔۳۸۲۔۳۸۳۔۳۸۴۔۳۸۵۔۳۸۶۔۳۸۷۔۳۸۸۔۳۸۹۔۳۹۰۔۳۹۱۔۳۹۲۔۳۹۳۔۳۹۴۔۳۹۵۔۳۹۶۔۳۹۷۔۳۹۸۔۳۹۹۔۴۰۰۔۴۰۱۔۴۰۲۔۴۰۳۔۴۰۴۔۴۰۵۔۴۰۶۔۴۰۷۔۴۰۸۔۴۰۹۔۴۱۰۔۴۱۱۔۴۱۲۔۴۱۳۔۴۱۴۔۴۱۵۔۴۱۶۔۴۱۷۔۴۱۸۔۴۱۹۔۴۲۰۔۴۲۱۔۴۲۲۔۴۲۳۔۴۲۴۔۴۲۵۔۴۲۶۔۴۲۷۔۴۲۸۔۴۲۹۔۴۳۰۔۴۳۱۔۴۳۲۔۴۳۳۔۴۳۴۔۴۳۵۔۴۳۶۔۴۳۷۔۴۳۸۔۴۳۹۔۴۴۰۔۴۴۱۔۴۴۲۔۴۴۳۔۴۴۴۔۴۴۵۔۴۴۶۔۴۴۷۔۴۴۸۔۴۴۹۔۴۵۰۔۴۵۱۔۴۵۲۔۴۵۳۔۴۵۴۔۴۵۵۔۴۵۶۔۴۵۷۔۴۵۸۔۴۵۹۔۴۶۰۔۴۶۱۔۴۶۲۔۴۶۳۔۴۶۴۔۴۶۵۔۴۶۶۔۴۶۷۔۴۶۸۔۴۶۹۔۴۷۰۔۴۷۱۔۴۷۲۔۴۷۳۔۴۷۴۔۴۷۵۔۴۷۶۔۴۷۷۔۴۷۸۔۴۷۹۔۴۸۰۔۴۸۱۔۴۸۲۔۴۸۳۔۴۸۴۔۴۸۵۔۴۸۶۔۴۸۷۔۴۸۸۔۴۸۹۔۴۹۰۔۴۹۱۔۴۹۲۔۴۹۳۔۴۹۴۔۴۹۵۔۴۹۶۔۴۹۷۔۴۹۸۔۴۹۹۔۵۰۰۔۵۰۱۔۵۰۲۔۵۰۳۔۵۰۴۔۵۰۵۔۵۰۶۔۵۰۷۔۵۰۸۔۵۰۹۔۵۱۰۔۵۱۱۔۵۱۲۔۵۱۳۔۵۱۴۔۵۱۵۔۵۱۶۔۵۱۷۔۵۱۸۔۵۱۹۔۵۲۰۔۵۲۱۔۵۲۲۔۵۲۳۔۵۲۴۔۵۲۵۔۵۲۶۔۵۲۷۔۵۲۸۔۵۲۹۔۵۳۰۔۵۳۱۔۵۳۲۔۵۳۳۔۵۳۴۔۵۳۵۔۵۳۶۔۵۳۷۔۵۳۸۔۵۳۹۔۵۴۰۔۵۴۱۔۵۴۲۔۵۴۳۔۵۴۴۔۵۴۵۔۵۴۶۔۵۴۷۔۵۴۸۔۵۴۹۔۵۵۰۔۵۵۱۔۵۵۲۔۵۵۳۔۵۵۴۔۵۵۵۔۵۵۶۔۵۵۷۔۵۵۸۔۵۵۹۔۵۶۰۔۵۶۱۔۵۶۲۔۵۶۳۔۵۶۴۔۵۶۵۔۵۶۶۔۵۶۷۔۵۶۸۔۵۶۹۔۵۷۰۔۵۷۱۔۵۷۲۔۵۷۳۔۵۷۴۔۵۷۵۔۵۷۶۔۵۷۷۔۵۷۸۔۵۷۹۔۵۸۰۔۵۸۱۔۵۸۲۔۵۸۳۔۵۸۴۔۵۸۵۔۵۸۶۔۵۸۷۔۵۸۸۔۵۸۹۔۵۹۰۔۵۹۱۔۵۹۲۔۵۹۳۔۵۹۴۔۵۹۵۔۵۹۶۔۵۹۷۔۵۹۸۔۵۹۹۔۶۰۰۔۶۰۱۔۶۰۲۔۶۰۳۔۶۰۴۔۶۰۵۔۶۰۶۔۶۰۷۔۶۰۸۔۶۰۹۔۶۱۰۔۶۱۱۔۶۱۲۔۶۱۳۔۶۱۴۔۶۱۵۔۶۱۶۔۶۱۷۔۶۱۸۔۶۱۹۔۶۲۰۔۶۲۱۔۶۲۲۔۶۲۳۔۶۲۴۔۶۲۵۔۶۲۶۔۶۲۷۔۶۲۸۔۶۲۹۔۶۳۰۔۶۳۱۔۶۳۲۔۶۳۳۔۶۳۴۔۶۳۵۔۶۳۶۔۶۳۷۔۶۳۸۔۶۳۹۔۶۴۰۔۶۴۱۔۶۴۲۔۶۴۳۔۶۴۴۔۶۴۵۔۶۴۶۔۶۴۷۔۶۴۸۔۶۴۹۔۶۵۰۔۶۵۱۔۶۵۲۔۶۵۳۔۶۵۴۔۶۵۵۔۶۵۶۔۶۵۷۔۶۵۸۔۶۵۹۔۶۶۰۔۶۶۱۔۶۶۲۔۶۶۳۔۶۶۴۔۶۶۵۔۶۶۶۔۶۶۷۔۶۶۸۔۶۶۹۔۶۷۰۔۶۷۱۔۶۷۲۔۶۷۳۔۶۷۴۔۶۷۵۔۶۷۶۔۶۷۷۔۶۷۸۔۶۷۹۔۶۸۰۔۶۸۱۔۶۸۲۔۶۸۳۔۶۸۴۔۶۸۵۔۶۸۶۔۶۸۷۔۶۸۸۔۶۸۹۔۶۹۰۔۶۹۱۔۶۹۲۔۶۹۳۔۶۹۴۔۶۹۵۔۶۹۶۔۶۹۷۔۶۹۸۔۶۹۹۔۷۰۰۔۷۰۱۔۷۰۲۔۷۰۳۔۷۰۴۔۷۰۵۔۷۰۶۔۷۰۷۔۷۰۸۔۷۰۹۔۷۱۰۔۷۱۱۔۷۱۲۔۷۱۳۔۷۱۴۔۷۱۵۔۷۱۶۔۷۱۷۔۷۱۸۔۷۱۹۔۷۲۰۔۷۲۱۔۷۲۲۔۷۲۳۔۷۲۴۔۷۲۵۔۷۲۶۔۷۲۷۔۷۲۸۔۷۲۹۔۷۳۰۔۷۳۱۔۷۳۲۔۷۳۳۔۷۳۴۔۷۳۵۔۷۳۶۔۷۳۷۔۷۳۸۔۷۳۹۔۷۴۰۔۷۴۱۔۷۴۲۔۷۴۳۔۷۴۴۔۷۴۵۔۷۴۶۔۷۴۷۔۷۴۸۔۷۴۹۔۷۵۰۔۷۵۱۔۷۵۲۔۷۵۳۔۷۵۴۔۷۵۵۔۷۵۶۔۷۵۷۔۷۵۸۔۷۵۹۔۷۶۰۔۷۶۱۔۷۶۲۔۷۶۳۔۷۶۴۔۷۶۵۔۷۶۶۔۷۶۷۔۷۶۸۔۷۶۹۔۷۷۰۔۷۷۱۔۷۷۲۔۷۷۳۔۷۷۴۔۷۷۵۔۷۷۶۔۷۷۷۔۷۷۸۔۷۷۹۔۷۸۰۔۷۸۱۔۷۸۲۔۷۸۳۔۷۸۴۔۷۸۵۔۷۸۶۔۷۸۷۔۷۸۸۔۷۸۹۔۷۹۰۔۷۹۱۔۷۹۲۔۷۹۳۔۷۹۴۔۷۹۵۔۷۹۶۔۷۹۷۔۷۹۸۔۷۹۹۔۸۰۰۔۸۰۱۔۸۰۲۔۸۰۳۔۸۰۴۔۸۰۵۔۸۰۶۔۸۰۷۔۸۰۸۔۸۰۹۔۸۱۰۔۸۱۱۔۸۱۲۔۸۱۳۔۸۱۴۔۸۱۵۔۸۱۶۔۸۱۷۔۸۱۸۔۸۱۹۔۸۲۰۔۸۲۱۔۸۲۲۔۸۲۳۔۸۲۴۔۸۲۵۔۸۲۶۔۸۲۷۔۸۲۸۔۸۲۹۔۸۳۰۔۸۳۱۔۸۳۲۔۸۳۳۔۸۳۴۔۸۳۵۔۸۳۶۔۸۳۷۔۸۳۸۔۸۳۹۔۸۴۰۔۸۴۱۔۸۴۲۔۸۴۳۔۸۴۴۔۸۴۵۔۸۴۶۔۸۴۷۔۸۴۸۔۸۴۹۔۸۵۰۔۸۵۱۔۸۵۲۔۸۵۳۔۸۵۴۔۸۵۵۔۸۵۶۔۸۵۷۔۸۵۸۔۸۵۹۔۸۶۰۔۸۶۱۔۸۶۲۔۸۶۳۔۸۶۴۔۸۶۵۔۸۶۶۔۸۶۷۔۸۶۸۔۸۶۹۔۸۷۰۔۸۷۱۔۸۷۲۔۸۷۳۔۸۷۴۔۸۷۵۔۸۷۶۔۸۷۷۔۸۷۸۔۸۷۹۔۸۸۰۔۸۸۱۔۸۸۲۔۸۸۳۔۸۸۴۔۸۸۵۔۸۸۶۔۸۸۷۔۸۸۸۔۸۸۹۔۸۹۰۔۸۹۱۔۸۹۲۔۸۹۳۔۸۹۴۔۸۹۵۔۸۹۶۔۸۹۷۔۸۹۸۔۸۹۹۔۹۰۰۔۹۰۱۔۹۰۲۔۹۰۳۔۹۰۴۔۹۰۵۔۹۰۶۔۹۰۷۔۹۰۸۔۹۰۹۔۹۱۰۔۹۱۱۔۹۱۲۔۹۱۳۔۹۱۴۔۹۱۵۔۹۱۶۔۹۱۷۔۹۱۸۔۹۱۹۔۹۲۰۔۹۲۱۔۹۲۲۔۹۲۳۔۹۲۴۔۹۲۵۔۹۲۶۔۹۲۷۔۹۲۸۔۹۲۹۔۹۳۰۔۹۳۱۔۹۳۲۔۹۳۳۔۹۳۴۔۹۳۵۔۹۳۶۔۹۳۷۔۹۳۸۔۹۳۹۔۹۴۰۔۹۴۱۔۹۴۲۔۹۴۳۔۹۴۴۔۹۴۵۔۹۴۶۔۹۴۷۔۹۴۸۔۹۴۹۔۹۵۰۔۹۵۱۔۹۵۲۔۹۵۳۔۹۵۴۔۹۵۵۔۹۵۶۔۹۵۷۔۹۵۸۔۹۵۹۔۹۶۰۔۹۶۱۔۹۶۲۔۹۶۳۔۹۶۴۔۹۶۵۔۹۶۶۔۹۶۷۔۹۶۸۔۹۶۹۔۹۷۰۔۹۷۱۔۹۷۲۔۹۷۳۔۹۷۴۔۹۷۵۔۹۷۶۔۹۷۷۔۹۷۸۔۹۷۹۔۹۸۰۔۹۸۱۔۹۸۲۔۹۸۳۔۹۸۴۔۹۸۵۔۹۸۶۔۹۸۷۔۹۸۸۔۹۸۹۔۹۹۰۔۹۹۱۔۹۹۲۔۹۹۳۔۹۹۴۔۹۹۵۔۹۹۶۔۹۹۷۔۹۹۸۔۹۹۹۔۱۰۰۰۔۱۰۰۱۔۱۰۰۲۔۱۰۰۳۔۱۰۰۴۔۱۰۰۵۔۱۰۰۶۔۱۰۰۷۔۱۰۰۸۔۱۰۰۹۔۱۰۱۰۔۱۰۱۱۔۱۰۱۲۔۱۰۱۳۔۱۰۱۴۔۱۰۱۵۔۱۰۱۶۔۱۰۱۷۔۱۰۱۸۔۱۰۱۹۔۱۰۲۰۔۱۰۲۱۔۱۰۲۲۔۱۰۲۳۔۱۰۲۴۔۱۰۲۵۔۱۰۲۶۔۱۰۲۷۔۱۰۲۸۔۱۰۲۹۔۱۰۳۰۔۱۰۳۱۔۱۰۳۲۔۱۰۳۳۔۱۰۳۴۔۱۰۳۵۔۱۰۳۶۔۱۰۳۷۔۱۰۳۸۔۱۰۳۹۔۱۰۴۰۔۱۰۴۱۔۱۰۴۲۔۱۰۴۳۔۱۰۴۴۔۱۰۴۵۔۱۰۴۶۔۱۰۴۷۔۱۰۴۸۔۱۰۴۹۔۱۰۵۰۔۱۰۵۱۔۱۰۵۲۔۱۰۵۳۔۱۰۵۴۔۱۰۵۵۔۱۰۵۶۔۱۰۵۷۔۱۰۵۸۔۱۰۵۹۔۱۰۶۰۔۱۰۶۱۔۱۰۶۲۔۱۰۶۳۔۱۰۶۴۔۱۰۶۵۔۱۰۶۶۔۱۰۶۷۔۱۰۶۸۔۱۰۶۹۔۱۰۷۰۔۱۰۷۱۔۱۰۷۲۔۱۰۷۳۔۱۰۷۴۔۱۰۷۵۔۱۰۷۶۔۱۰۷۷۔۱۰۷۸۔۱۰۷۹۔۱۰۸۰۔۱۰۸۱۔۱۰۸۲۔۱۰۸۳۔۱۰۸۴۔۱۰۸۵۔۱۰۸۶۔۱۰۸۷۔۱۰۸۸۔۱۰۸۹۔۱۰۹۰۔۱۰۹۱۔۱۰۹۲۔۱۰۹۳۔۱۰۹۴۔۱۰۹۵۔۱۰۹۶۔۱۰۹۷۔۱۰۹۸۔۱۰۹۹۔۱۱۰۰۔۱۱۰۱۔۱۱۰۲۔۱۱۰۳۔۱۱۰۴۔۱۱۰۵۔۱۱۰۶۔۱۱۰۷۔۱۱۰۸۔۱۱۰۹۔۱۱۱۰۔۱۱۱۱۔۱۱۱۲۔۱۱۱۳۔۱۱۱۴۔۱۱۱۵۔۱۱۱۶۔۱۱۱۷۔۱۱۱۸۔۱۱۱۹۔۱۱۲۰۔۱۱۲۱۔۱۱۲۲۔۱۱۲۳۔۱۱۲۴۔۱۱۲۵۔۱۱۲۶۔۱۱۲۷۔۱۱۲۸۔۱۱۲۹۔۱۱۳۰۔۱۱۳۱۔۱۱۳۲۔۱۱۳۳۔۱۱۳۴۔۱۱۳۵۔۱۱۳۶۔۱۱۳۷۔۱۱۳۸۔۱۱۳۹۔۱۱۴۰۔۱۱۴۱۔۱۱۴۲۔۱۱۴۳۔۱۱۴۴۔۱۱۴۵۔۱۱۴۶۔۱۱۴۷۔۱۱۴۸۔۱۱۴۹۔۱۱۵۰۔۱۱۵۱۔۱۱۵۲۔۱۱۵۳۔۱۱۵۴۔۱۱۵۵۔۱۱۵۶۔۱۱۵۷۔۱۱۵۸۔۱۱۵۹۔۱۱۶۰۔۱۱۶۱۔۱۱۶۲۔۱۱۶۳۔۱۱۶۴۔۱۱۶۵۔۱۱۶۶۔۱۱۶۷۔۱۱۶۸۔۱۱۶۹۔۱۱۷۰۔۱۱۷۱۔۱۱۷۲۔۱۱۷۳۔۱۱۷۴۔۱۱۷۵۔۱۱۷۶۔۱۱۷۷۔۱۱۷۸۔۱۱۷۹۔۱۱۸۰۔۱۱۸۱۔۱۱۸۲۔۱۱۸۳۔۱۱۸۴۔۱۱۸۵۔۱۱۸۶۔۱۱۸۷۔۱۱۸۸۔۱۱۸۹۔۱۱۹۰۔۱۱۹۱۔۱۱۹۲۔۱۱۹۳۔۱۱۹۴۔۱۱۹۵۔۱۱۹۶۔۱۱۹۷۔۱۱۹۸۔۱۱۹۹۔۱۲۰۰۔۱۲۰۱۔۱۲۰۲۔۱۲۰۳۔۱۲۰۴۔۱۲۰۵۔۱۲۰۶۔۱۲۰۷۔۱۲۰۸۔۱۲۰۹۔۱۲۱۰۔۱۲۱۱۔۱۲۱۲۔۱۲۱۳۔۱۲۱۴۔۱۲۱۵۔۱۲۱۶۔۱۲۱۷۔۱۲۱۸۔۱۲۱۹۔۱۲۲۰۔۱۲۲۱۔۱۲۲۲۔۱۲۲۳۔۱۲۲۴۔۱۲۲۵۔۱۲۲۶۔۱۲۲۷۔۱۲۲۸۔۱۲۲۹۔۱۲۳۰۔۱۲۳۱۔۱۲۳۲۔۱۲۳۳۔۱۲۳۴۔۱۲۳۵۔۱۲۳۶۔۱۲۳۷۔۱۲۳۸۔۱۲۳۹۔۱۲۴۰۔۱۲۴۱۔۱۲۴۲۔۱۲۴۳۔۱۲۴۴۔۱۲۴۵۔۱۲۴۶۔۱۲۴۷۔۱۲۴۸۔۱۲۴۹۔۱۲۵۰۔۱۲۵۱۔۱۲۵۲۔۱۲۵۳۔۱۲۵۴۔۱۲۵۵۔۱۲۵۶۔۱۲۵۷۔۱۲۵۸۔۱۲۵۹۔۱۲۶۰۔۱۲۶۱۔۱۲۶۲۔۱۲۶۳۔۱۲۶۴۔۱۲۶۵۔۱۲۶۶۔۱۲۶۷۔۱۲۶۸۔۱۲۶۹۔۱۲۷۰۔۱۲۷۱۔۱۲۷۲۔۱۲۷۳۔۱۲۷۴۔۱۲۷۵۔۱۲۷۶۔۱۲۷۷۔۱۲۷۸۔۱۲۷۹۔۱۲۸۰۔۱۲۸۱۔۱۲۸۲۔۱۲۸۳۔۱۲۸۴۔۱۲۸۵۔۱۲۸۶۔۱۲۸۷۔۱۲۸۸۔۱۲۸۹۔۱۲۹۰۔۱۲۹۱۔۱۲۹۲۔۱۲۹۳۔۱۲۹۴۔۱۲۹۵۔۱۲۹۶۔۱۲۹۷۔۱۲۹۸۔۱۲۹۹۔۱۳۰۰۔۱۳۰۱۔۱۳۰۲۔۱۳۰۳۔۱۳۰۴۔۱۳۰۵۔۱۳۰۶۔۱۳۰۷۔۱۳۰۸۔۱۳۰۹۔۱۳۱۰۔۱۳۱۱۔۱۳۱۲۔۱۳۱۳۔۱۳۱۴۔۱۳۱۵۔۱۳۱۶۔۱۳۱۷۔۱۳۱۸۔۱۳۱۹۔۱۳۲۰۔۱۳۲۱۔۱۳۲۲۔۱۳۲۳۔۱۳۲۴۔۱۳۲۵۔۱۳۲۶۔۱۳۲۷۔۱۳۲۸۔۱۳۲۹۔۱۳۳۰۔۱۳۳۱۔۱۳۳۲۔۱۳۳۳۔۱۳۳۴۔۱۳۳۵۔۱۳۳۶۔۱۳۳۷۔۱۳۳۸۔۱۳۳۹۔۱۳۴۰۔۱۳۴۱۔۱۳۴۲۔۱۳۴۳۔۱۳۴۴۔۱۳۴۵۔۱۳۴۶۔۱۳۴۷۔۱۳۴۸۔۱۳۴۹۔۱۳۵۰۔۱۳۵۱۔۱۳۵۲۔۱۳۵۳۔۱۳۵۴۔۱۳۵۵۔۱۳۵۶۔۱۳۵۷۔۱۳۵۸۔۱۳۵۹۔۱۳۶۰۔۱۳۶۱۔۱۳۶۲۔۱۳۶۳۔۱۳۶۴۔۱۳۶۵۔۱۳۶۶۔۱۳۶۷۔۱۳۶۸۔۱۳۶۹۔۱۳۷۰۔۱۳۷۱۔۱۳۷۲۔۱۳۷۳۔۱۳۷۴۔۱۳۷۵۔۱۳۷۶۔۱۳۷۷۔۱۳۷۸۔۱۳۷۹۔۱۳۸۰۔۱۳۸۱۔۱۳۸۲۔۱۳۸۳۔۱۳۸۴۔۱۳۸۵۔۱۳۸۶۔۱۳۸۷۔۱۳۸۸۔۱۳۸۹۔۱۳۹۰۔۱۳۹۱۔۱۳۹۲۔۱۳۹۳۔۱۳۹۴۔۱۳۹۵۔۱۳۹۶۔۱۳۹۷۔۱۳۹۸۔۱۳۹۹۔۱۴۰۰۔۱۴۰۱۔۱۴۰۲۔۱۴۰۳۔۱۴۰۴۔۱۴۰۵۔۱۴۰۶۔۱۴۰۷۔۱۴۰۸۔۱۴۰۹۔۱۴۱۰۔۱۴۱۱۔۱۴۱۲۔۱۴۱۳۔۱۴۱۴۔۱۴۱۵۔۱۴۱۶۔۱۴۱۷۔۱۴۱۸۔۱۴۱۹۔۱۴۲۰۔۱۴۲۱۔۱۴۲۲۔۱۴۲۳۔۱۴۲۴۔۱۴۲۵۔۱۴۲۶۔۱۴۲۷۔۱۴۲۸۔۱۴۲۹۔۱۴۳۰۔۱۴۳۱۔۱۴۳۲۔۱۴۳۳۔۱۴۳۴۔۱۴۳۵۔۱۴۳۶۔۱۴۳۷۔۱۴۳۸۔۱۴۳۹۔۱۴۴۰۔۱۴۴۱۔۱۴۴۲۔۱۴۴۳۔۱۴۴۴۔۱۴۴۵۔۱۴۴۶۔۱۴۴۷۔۱۴۴۸۔۱۴۴۹۔۱۴۵۰۔۱۴۵۱۔۱۴۵۲۔۱۴۵۳۔۱۴۵۴۔۱۴۵۵۔۱۴۵۶۔۱۴۵۷۔۱۴۵۸۔۱۴۵۹۔۱۴۶۰۔۱۴۶۱۔۱۴۶۲۔۱۴۶۳۔۱۴۶۴۔۱۴۶۵۔۱۴۶۶۔۱۴۶۷۔۱۴۶۸۔۱۴۶۹۔۱۴۷۰۔۱۴۷۱۔۱۴۷۲۔۱۴۷۳۔۱۴۷۴۔۱۴۷۵۔۱۴۷۶۔۱۴۷۷۔۱۴۷۸۔۱۴۷۹۔۱۴۸۰۔۱۴۸۱۔۱۴۸۲۔۱۴۸۳۔۱۴۸۴۔۱۴۸۵۔۱۴۸۶۔۱۴۸۷۔۱۴۸۸۔۱۴۸۹۔۱۴۹۰۔۱۴۹۱۔۱۴۹۲۔۱۴۹۳۔۱۴۹۴۔۱۴۹۵۔۱۴۹۶۔۱۴۹۷۔۱۴۹۸۔۱۴۹۹۔۱۵۰۰۔۱۵۰۱۔۱۵۰۲۔۱۵۰۳۔۱۵۰۴۔۱۵۰۵۔۱۵۰۶۔۱۵۰۷۔۱۵۰۸۔۱۵۰۹۔۱۵۱۰۔۱۵۱۱۔۱۵۱۲۔۱۵۱۳۔۱۵۱۴۔۱۵۱۵۔۱۵۱۶۔۱۵۱۷۔۱۵۱۸۔۱۵۱۹۔۱۵۲۰۔۱۵۲۱۔۱۵۲۲۔۱۵۲۳۔۱۵۲۴۔۱۵۲۵۔۱۵۲۶۔۱۵۲۷۔۱۵۲۸۔۱۵۲۹۔۱۵۳۰۔۱۵۳۱۔۱۵۳۲۔۱۵۳۳۔۱۵۳۴۔۱۵۳۵۔۱۵۳۶۔۱۵۳۷۔۱۵۳۸۔۱۵۳۹۔۱۵۴۰۔۱۵۴۱۔۱۵۴۲۔۱۵۴۳۔۱۵۴۴۔۱۵۴۵۔۱۵۴۶۔۱۵۴۷۔۱۵۴۸۔۱۵۴۹۔۱۵۵۰۔۱۵۵۱۔۱۵۵۲۔۱۵۵۳۔۱۵۵۴۔۱۵۵۵۔۱۵۵۶۔۱۵۵۷۔۱۵۵۸۔۱۵۵۹۔۱۵۶۰۔۱۵۶۱۔۱۵۶۲۔۱۵۶۳۔۱۵۶۴۔۱۵۶۵۔۱۵۶۶

اس کے بعد شراب سے سارے میں سے کائی کے قصہ کے پاس مجھے ہیں پھر وہاں میں نوپڑا
کے قصہ دو مسطعات و شعاع کے کلاوسے صفحہ

اس کو جس کی تشریح چند باتوں کا حل رکھی گئی ہے ایک تو کہ دو خاصہ درجہ و درجہ
یہ کہ وہ درجہ و درجہ کی باتوں کی تحریر کا جملہ سکھائے اور تیسری یہ کہ اس سے مسلمانوں کے دین علم
اور تہذیب کا نقشہ کچھ مائے اور ایک مقدمہ ایک تہذیب و تمدن کا موزون پیش نظر رہا ہے
نظم میں بھی سیدہ ایران میں شاہنامہ درجہ و درجہ کی تحریر و درجہ کے قصہ و قصہ اگر نوپڑا میں
کا کلام ہے، جس میں ایک خاص نظم کی روانی اور شہام ہے اور سارے میں حافی کا نمونہ ہے
جو ناپاوری و درجہ کا سب سے بستر قصہ کہ قصہ احمد میں منتوں کی ایسی یاد دہانی ہے جو تہذیب و تہذیب
میں کو بھی نو دل بناوے۔

یہ کہ جس سالہاں تک یہ مستند نگار اس کے بعد بھی چلتا رہا مولانا صاحب
کا کچھ میر ہے تو وہ میرے سارے اس کی آمدنی سے کالج کو دیتے رہے۔

تہذیب و تہذیب کی تہذیب مستشرقین کی کوششوں سے اس زمانہ میں ہر چہ مختلف ملکوں سے
کی تحریر و تہذیب علی بابہ کی سہایت اور قدیم کتابیں چھپ چھپ کر شائع ہو رہی

تھیں اس کو دیکھ کر مولانا کا بیچارہ چاہتا تھا کہ کاش مسلمانوں میں بھی اسی کا ایک چھوٹا سا
گروہ ایسا ہی وجود پنے ہر گز کے ان کا ناموں کو کتب خانوں کے گوشوں سے نکال کر مستور عام
پر لائے اور اس طرح اس چھوٹے مسلمانوں کا نام دہی پڑتا اور دیکھ کر معلوم ہوتا کہ مسلمانوں نے
علم و تہذیب کی ترقی میں کیا کیا کیا ہے۔

مہر و بابتی یا در جنگ بہادر رہی، ہم کو امید ہے کہ وہ بڑی گذارش پر توجہ کرے گا، ہم شکریہ ادا
کے ساتھ ان غنی چاقو مارا کو تسلیم کرتے ہیں، لیکن ہم کو اس سے زیادہ قیاضیوں کی ضرورت ہے جو اور ہم کو
امید ہے کہ واسطۃ الطراف اور نہ پادہ توجہ اور اہتمام سے اس منصف پر متوجہ ہوگی۔

چند سال کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ ان کی اس خیالی آرزو سے اس حد تک ترقی کی کہ
اس کو کئی شکل دینا چاہا، پتا تو میں مسئلہ کی منہلی میں سب ذیل تجویز کا اعلان کیا۔۔

میرے مسئلہ پر اصولی غور کے کچھ ماہ میں تمام علوم و فنون کا پتہ پڑا اور اس کی غرضی اور ہر جن میں سے
ماہی و جہاں و تحقیقات کے نتائج قلمبند کئے گئے، لیکن رہنمائی دہان کو جس قدر ترسوں جو مانگا گیا کہ
جو تعلیمات و تحقیقات عام طور سے ریاضی، انگریزی، عربی، فلسفہ کی جگہ تک نہیں مانی جاتی
تھیں، ان کی تصنیفات جنہیں ہر جگہ جتنا اور ذاتی تحقیقات سے کچھ لیا گیا اور علم متروک میں، حالانکہ
کوئی نئی فکر کسی برسے کتب خانہ میں لایا گیا اور جو پڑھنے کو چاہتا تھا دیکھ سکتا تھا، اس کا
سے کو پائے کہ ہم جو دہر رہے۔

کسی قدر توجہ کی بات ہے جو کہ سائنس حلقے کا تعلق تھا، وہ علم عام بھری روایات اور تصنیفات
ہے، جن کو اصطلاح فذ میں ظاہر ہوا ہے، لیکن آج ان میں سے بجز جامع معیار کے جو بہت کم
اور سستے پھرتے ہیں، ایک کتاب بھی موجود نہیں، یہاں تک کہ مختصر لکچر اور دھڑکے قطع، ان
کتب خانے میں نہ سے مانی ہیں، اسی طرح فلسفہ اور منطق میں مسائل کو جن آموختہ پر مانور ہو سکتا
ہے، وہ بھروسہ نہیں کیا جاتا، یہاں رہے ہیں، لیکن ان کی تصنیفات سے نہ، وہ سب میں کہ پڑھنے
کے برابر ہے، قرآن مجید کے احکام و تفصیلات و بلاغت پر جو کتابیں لکھی گئیں ان میں سے عام ہند

میں ایک کتاب بھی موجود تھی۔ آئینہ کی قدیم اور درتصیف سے نوڑ پھاڑے ملک میں سرسے سر
 نئی ہی نہیں۔ بعض قدیم کتابیں جو یورپ میں لپٹی ہیں، لیکن طبع نظر ان کے گراں قیمت ہونے کے
 برعکس کو بہم نہیں پہنچ سکتیں۔ ان واقعات کا سنا، پوچھا کہ یہ خیالی کیا ایک مجلس قائم کی جائے جو
 اس مقصد اور علم کو انہام دے۔ اگرچہ محمد آباد کی مجلس ترقی تجارت کا بھی یہی موضوع ہے، لیکن
 جو تجربہ اس کے ابتدائی ایام سے اس وقت تک جو جو اس کے لحاظ سے پہلے اس میں نہیں
 کہ وہ اس بار کی پوری دور نہیں

ملک میں عربی زبان کی جو کہ وہاں رہی ہے اس کے لحاظ سے اگرچہ یہ تجویز فی الجملہ بے عمل
 معلوم ہوتی ہے، لیکن اگر کوئی مسلمانوں میں سے وہاں رہے، اسے شائق سفر و غل میں گئے جو مسلمان
 پہ کتاب کو خریدیں، اور ان کتابیں ہوائیوں میں اس کام کے شروع کو سنبھال دے، اس میں جو بوجھ
 کہ اس مجلس میں جتنی رقم کے مقررہ ہوئے جائیں،

۱۔ وہ لوگ جو غلط رسالہ، پند و پنا منظر فرمائیں، اور یہی لوگ، راہیں مجلس فرمادیے
 جائیں گے۔ اور ان کو اس میں داخلگی نہیں ملے دینے کا حق حاصل ہوگا، اور نیز جو کتاب لکھا
 جاتا ہے، ان کو کہ ان کی قیمت ان کے چند عمری سے زیادہ ہو، ان کو دی جائیں گی۔

۲۔ وہ اہل علم جو اس کام میں جتنی دے اور عاجزیت و محنت سے امداد دیں، اور اس قسم کی
 کتابیں بہم پہنچائیں، ان کو یہ حق حاصل ہوگا کہ مجلس میں کو تمام تجویزات اور حالات سے واقف ہوں
 اسطرح کرتی۔ جس کی مدد ایک یا دو مسلمانوں کو کتابت و تصدیق کا ان کو دے گا۔

۳۔ وہ لوگ جو یہ منظر کو پہلے لکھ چکے، یا ایک نوعیت میں جو خریدیں گے، ان کو

لا نام ایک دفتر میں وضع کر لیا جائے گا، اور جو کتاب چھپے گی اس کا ایک نسخہ ان کے خدمت میں دیا جائے گا۔

یہ بتا دینا ہی ضرور ہو کہ مردِ دستِ باری کی کشتی کا شکر کب کرنا چاہیے؟ یہ نظر فرمادے گا: پہلے تو یہ شکر کہ
 نیا دہ کی تہیں اس نوحی کے لئے جو کب ہیں جس وقت تک ہم ہم سب چلے ہیں، یا جو ہر جہادِ جہاد
 اسکتی ہیں حسبِ قیام۔

انعامیہ الفرقہ، امام مائتہ علی، حیفات شہرہ اولیٰ بنیتہ، مناقب شافعی، ۱۰۸۰
 لکھنؤ، دہا سائل، ج ۲، ص ۱۵۰ سے شامل ہیں، انیس مقالہ ہیں، رشید مطبوعہ جدید، حصہ ۱۰
 رشید، انصروانی، جامع مغیرہ، ص ۱۰۰۔

ہم کو ملک کے تمام رازگوں سے سیدے کو وہ سی جو رکی ماتہ ہم سے خط و کتابت فرما
اور ہم کو اس کی فوائیں لے کر ان کو تین قسم کے مریوں میں سے کسی قسم کا مہر پہنا منہو جو وہ اپنے گرائوں کے
نزدیک کتب پڑھ کر وہاں سے اولیٰ کسی کتاب کا نسخہ لے کر پڑھا دینا مسہر ہو

گروہ تجویز عمل میں آئی، اگرچہ اس کا یہ فائدہ ہو کہ لوگوں کی توجہ ان درختوں کی نشانی کی طرف متوجہ ہوئی، تاہم مسیروں کا شمار ان درختوں میں نہیں ہوتا۔ باقی جتنے درخت مسیروں میں قیصر ہیں، ان کے بارے میں اس وقت کوئی تحقیق نہیں ہو سکتی۔

قائمه الامور و مجدد اود و کن خواص شاه ملک مرحوم، و مرید تقی میر مرحوم و احمد مولانا
فارس صاحب کا کو تشویق سے سرکار نظام کا اہل سے تقریبات میں مجدد اود و کن میں تمام

ہو تھا میں کا مقصد عرب کی قریح و اور کتابوں کی اشاعت تھی مگر وہ دن دوری نہ ہوئی
 کتابوں کی اشاعت میں مصروف تھا مولائی بارہ کی اخیر حیاتی سے اس نے اور قریح کو اور
 انگشت مشق نہ میں دارہ کی طرف سے مولانا سے واپس کی گئی کہ وہ رہا کے کاموں کے لئے
 ایک جاگ تیار کر دیں چنانچہ وہ ہر مشق نہ کر موٹے بٹے ایک مصلح ماکہ بنا کر مجھ پر جس میں عزم
 قرآن کی بعض بارہ کیوں کے پنے ہر خصوصیت کے یہ تمام طاووت بہت عروسی سیدہ انتم
 صاحبہ عروسی کے بدولت سعادت سی مستند میں جب بھی جہنم و دارہ آج تک
 بارہ اپنے کاموں میں باورنی طرح سرور نہ

قدیم خلیفہ کی چھ بیوی صاحبہ کی طرف سے مولانا سے قریح و لائی تھی۔ انہی تھائی سے اس کے
 لئے بھی اس کی سرور میں دیکھ کے ایک نفس خدائی مادی نام کو تو میں سمجھتی ہیں نے یہی محنت اور پناہ
 اسے حیدر آباد میں احیاء طہارت استغناء کے کام سے ایک ٹیس قائم کی ہے اور اس وقت تک
 ہندو معروفت نام اور استغناء کے کتابوں سے شہرہ نامور کتابیں بھی شہرہ نامور تصنیف و تصحیح کے ساتھ
 کی ہیں۔ احمد اہل سنت حیدر آباد اس طرح جو تو یہ ایک اور مولانا سے خلیفہ ہی اور وہ نہ
 دوس کو تازہ کر گئی

بہرہ و دیکھ دوسرے سفر مولانا کی گذشتہ کی گنگش سے گھر کر کیسوی اختیار کرنا چاہتے تھے مگر مولانا
 عطا دیکھ مشق نہ | مولانا نہ تھے والدہ بزرگوار پر بارہ نما میں چاہتے تھے اور مولانا
 دوسری صورت سامنے نہ تھی بلکہ خوش قسمتی سے حیدر آباد میں اس وقت وہ اپنے کاموں میں
 بہادر کی و تربیت تھی اور عروسی سیدہ کی باگڑی کو میں سے مولانا کے خاص رہا ہٹ گئے اور

صاحب کے یہاں خاص دوست تھے جو صورت نکو چہرہ و دلایہ وہ وہاں چار پانچ بستے تھے
 رہتے تھے۔ ان صاحب کے دربار کی سفارش سے اپنی محنت و تھکاوٹ ایک بڑے محبوب علی صاحب
 نے وہ قدر وافی طور پر دینے دی۔ اور کاؤ قیضہ و بیچ ان کی سفارش سے منظور فرمایا اور پھر سرکاری
 کو یہ خدمت مولانا کی تمام تعینات سلسلہ آئندہ میں شامل ہوں۔ اس وقت کے ساتھ صاحب
 ان کی زبان پر ایک ہر سوئی تھی۔ صاحب جو اس وقت علی گڑھ کا جج تھے۔ اور وہی کے پانچ
 چھ چار ہفتہ سے بدھ میں ملے ہیں۔ سرکاری صاحب کو صاحب ایک بہت قابل و روح صحابی
 اور نصیب میں ایک عالم تھے۔ ان کا تہذیبی و فنی اثر سن کر بڑی اور گزشتہ قوم
 اسے بھی یہ نظریہ تھا کہ وہ قوم جو تھی ہے۔ اب ان کی تباہی سے دینے پر سے وقت کو نصیب کے
 کام میں صرف کریں۔ اور سرکاری دوسری و تیسری کو ترک کر دیں۔ سووی صاحب کو صاحب کو تعینات کے
 کام میں نہ رہے۔ ان کے ساتھ مصروف کرنا ایک قومی کام ہے۔ اس وقت کوئی خاص ہندوستان
 اساتیس جسے جو پر سے دھرواں سے اسی طرح کام ہے۔ جو کہ سرکار سے اپنے شخص کی حالت ضرور ہے
 بعد سرکار نے افضل طور پر دیکھا۔ اور یہی کر کے کہتے سفارش کی ضرورت رہی ہے۔ اور یہی کام
 ہے کہ ان کی تعینات کے دیکھ کے بعد صاحب کو کہہ دے کہ جو نہیں سووی صاحب کو صرف
 نصیب کریں گے۔ وہ سرکار احمق کے نام سے شتر ہو گئی ہیں۔ صاحب ان کو سرکار تاریخ حکم سے جو
 تاریخ ان کی سلسلہ سے سوویہ کو کہہ دے۔ اور جس اعلیٰ دھروی تہذیب کے نام پر ہدی کی ہا دے
 ایک شمس اس کا سوویہ بل صاحب کو دیا جاتا ہے۔

وہ دونوں سرکار کی طرف سے مولانا و اساتیس کے ہر اور ان کا یہ وہی علم ہے

انصارِ اسلام اور ائمہ اربعہ کے ساتھ ہیں بعض صاحبوں کے دستخط ہیں جس کے بعد یہ ہے

بخدمت فیضہ جت جانا فضیلت متا شبک العیال امرونی تمہ

زبلی نعمانی صاحب فیضہ جت جانا

عالمی جناب

ہر گز غرض آپ کے ہم دست ہونے کا آثارِ عالم ہی اس موقع پر جبکہ آپ شہرِ خود بہرِ رحمت و
 میں تشریف لیا ہو رہے ہیں آپ کے غیر مدعو کے لئے حاضر ہو رہے ہیں اور اس وقت کو روک کے جو
 آپ نے نومبر میں آپ کی مالگیر تصنیف جس کے بعد ہر حصے کے ہیں اور گزری ہوئی کا انہار کرنا چاہتے
 ہیں آپ کی پرورش ہوئی "مجمع انیسٹ" میں پہلے ایک نئے گز رہے ہیں اس سے قوی تر ترقی کے لئے
 کے طور پر جوئے کی فخری سنائی اور اس میں فوں کی گز شہرِ علم تھے بعد سے علمی عروج اور وادی ترقی
 کی دنگوستان سا کرنا ہوتا ہے اس میں یہ خیال ہے کہ اگر جب چار سے اچھا ہونے میں ہے کہ کے لئے
 یہ کہ جب کہ نومبر میں دشمن زمانہ میں کی کچھ میں کر سکتے ہیں کہ سدا بہرِ تحقیق کے اصولی طریقہ کے ساتھ
 خرابی سے بچنے کے لئے اسلامی سلطنت کی اصلاح و حیرت اور ہر غلطی کے تان و دوکت کا قتل و
 کے ساتھ کچھ کی اور وہ اسباب ہیں کے کاٹنے میں لے کر میں اسکا اور میری قوم سے میری
 تفریب و غلطی کی ہے اس کے لئے اور دیکھو غلام ہو گئے آپ کے سرور و سماں میں اور صرف ایک نئے ہے
 انہی کے شہر کے ہر حصے میں کہ شایہ میں کی یہ ہفتہ نہ کی ہے میں ہفتہ ہوں کہ سدا بہرِ علم
 اور دیکھو کچھ کی ثابت کر دیا کہ شریعت مراد سے معافی میں طرح نیا شہرِ علم کے کاٹنے

سجہ ہی طرح مستحق ہوئے ہیں، اجماع علیہ کہ ہندوستان کے دو سو سے چھ سو تک جو سکے ہیں، ان سے
 نے ہم جہاں کو متوجہ کیا، اسی صاف مدد کا ہندو کے ہندو سے دھار کرتے ہیں کہ آپ دست دراز ملک
 اسوہ دور قوم کی خدمت لگا دی کے لئے زندہ ہو کر فرما دے ہمارے سے ہمت، انھیں جس میں تین تین صاف
 میں ہمارے کہ نہ دے جانے کے بعد مولانا لکھتے ہیں، انھوں نے پچھلے میں ہمارے
 کے چاہیں اور ہندوؤں کا ایک وفا، اسی ترکیب بد چنے خاص چہ فرما میں چڑھا،

سے کوئی کہ تمام در سر و سوا داشت	اسے کہ جو وہ عدلیں تہا داشت
سے کہ غش نہ ہر پردہ پر بیخونہ	اسے کہ مد جوہر کی پادشا داشت
نامہ کی کہ سر صدق و صدا داشت	شاہ آقا کہ دو دیر دلا داشت
سیریرگی و صد غمہ رنگیں و دلی	لویج از دنیا و مد پیکرین داشت
و کا خرم و غم و سبوق استی	ماہ و دولت بلند و کار داشت
دستان پاؤں غزناں ہر از ہار کی	خبر از تاجہ شیر بے داشت
اں پر گندہ رخ و عیب و نسل حس	سینا آں دگر سامہ نظر داشت
گر چہ شیر ذہانت ہر از شدہ داشت	آں دلی ہے ہر گندہ یک داشت
گر چہ دال یکہ کنوں شریعت کا	یومہ چن دالان شیشہ دین داشت
گر چہ دلی تازہ بونہ پانچ فن	باز چہ ہے تو خواس گہ داشت

یہ ترکیب بد چنے ہندوستان کے ہندوؤں کی شان و شوکت اور ہیبت و عظمت کا سبب بنی رہی ہے اور
 کہ جس میں ہندوؤں کی شان و شوکت کا بیان ہے، جس میں ہندوؤں کی شان و شوکت کا بیان ہے

اگر کسی پست کی دیکھ کر سرخ شش تو ت

معرودہ ناطق دیکھ دو دیکھ شش تو ت

اسکے جسم شش پروردہ دریاں دکن	اسکے بدن عرب یہ دانک لکنا دکن
پسپاس گداری ملت جاس دکن	پرسر جوئے کن امر دکن دستہ دست
کی تھالی دودھ پڑ سیرت دکن	سے امر پھر عید کریم سے شامت
چو کچھ رہ تو حرم سناں دکن	حلیہ چوئے اب سر طافت و کرم
کرم درویشی دشانی ہمہ ماہی دکن	مہ نیکوئی احسان رن آویز بود
نزدیک فریبگی درین دکن	بوسے عشق مست کدلی بزم حرم
سیر و ترم بود زلفی بیہمان دکن	یار سب دل پاک لکھی تخت گاہ دولت
تاج دکن و غیر و طاقان دکن	میر جموع شایمان نظام آصف باد
تنگ صبیحہ مروارید تفریق دکن	حدیثہ مریدہ توجہ تبار لا سر
کرم و انوریت کی زیست نیاں دکن	دانی و کرم در شیشاں کو موثرین وطن

صدا بر مہربان معرودہ ماں باشد

شہلی خستہ جمہ و عاتقہ برساں باشد

یہ ترکیب بند و گوی کی سی قدر پشیمانیا کی گیت سے دو گورے اس کو حکم کر لیا اور سچ
 رسد لکھا اس کو دروے کے وہ راستے ہیں جو بھی خوش وقت شاخوار سنے ہی کا جواب کھانڈ
 شہنشاہ پرین بھی ہنسی سے بہت کا جو غلوں سے تنہا سے بیس کی امانی سن رہی ہے

کے بعد جو کائنات، انور آن کے موصوع پر یکے دوں آویز تقریر فرماں جس میں ابوالکلام کا کافی بیج
تھا، اس نے وہ پست و بخت نصیب اندوز ہوئے۔

مروا کے کسی مقرر سے بعض دکان کاغذ کو یہ خیال ہو چکا تھا کہ وہ کاغذ چھڑنا پڑتے ہیں
چنانچہ اس سفر کا وہ سفر فرما پتھر اس کے لئے مولانا کی کو ایک خط لکھا کہ وہ تو نہیں مل سکتے مگر
میں اس کا جواب دیا کہ وہ کتاب میں داخل کیا یہ خط صاف پر پوری طرح دشمنی و انا ہے وہاں
نواب صاحب نے مقصد سفر کے بجائے کے لئے یہ لکھ تھا کہ آپ شاید پیش
فیض ہوں، سکون و علم گڑھ کے چند اسکے لئے یہ سہارا دے سکتے ہیں، مولانا اور سب سے ملائے
کو چند دستانے ان کو جواب دیئے ہیں

جناب کی

آپ کا خط پر کرب و افسوس ہی کی آپ کو گم ہو گا اس قدر مجھ کو اس قدر مجھ کو اس قدر مجھ کو اس قدر
کے میری زبان اس قدر مجھ کو گم ہو گا چنانچہ ایک ہی کو یہ میری زبان چھڑنا پڑتا ہے، میری زبان
مجھ کو کرب و افسوس ہے، جو اس قدر مجھ کو گم ہو گا چنانچہ ایک ہی کو یہ میری زبان چھڑنا پڑتا ہے، میری زبان
ہے میری زبان چھڑنا پڑتا ہے، میری زبان چھڑنا پڑتا ہے، میری زبان چھڑنا پڑتا ہے، میری زبان
تو میں اندر چھڑنا پڑتا ہے، میری زبان چھڑنا پڑتا ہے، میری زبان چھڑنا پڑتا ہے، میری زبان
میرے کا صاف ہے، میرے کا صاف ہے، میرے کا صاف ہے، میرے کا صاف ہے، میرے کا صاف ہے، میرے کا صاف ہے
یہ میری زبان چھڑنا پڑتا ہے، میری زبان چھڑنا پڑتا ہے، میری زبان چھڑنا پڑتا ہے، میری زبان
کے میری زبان چھڑنا پڑتا ہے، میری زبان چھڑنا پڑتا ہے، میری زبان چھڑنا پڑتا ہے، میری زبان

اور بشیر کہہ کے کامیاب معلوم ہوا۔

اس نے جس نے گوشہ خانیت پسند کیا،

یہاں بجتے پیر کی عداوتی کا افسوس بردہا میں سے کیا سوچو روانہ فی کے ساتھ کو رہا کے تعلق کو کیا
 یہاں بھی اسی عداوت کا منصب مقرر ہو گیا، معاویہ کے بعد جعفر، واثقہ و دیگر جعفریہ اسے اس جگہ میں بھی
 کا وہ وہ دیکھ کر وہاں ہی گوشہ خانیت میں رہا، یہاں پیر کی تنہا زندگی کو یہ جنت قرار دیا کہ اس کا ارادہ نہیں تھا
 دوسروں کا حکم کی توجہ نہیں دیتا، بے رست جہاں سے اس نے خود دیا تو کہ وہ شکر سے اللہ میں سلام کا شکر ادا کرتا
 رہا تو کم خدمت کوئی حال کیا میری یہ نہیں کہ جو فاسد اس کو کہے دو چار کو کر دی ہو وہی مانتے
 تھے کہ اس کا حال یہاں ہی رہا ہے کہ وہ خود ہی سفارش کر سکیں۔

اس خط کا جو رد و نمک ہے اس سے یہ رہا جو کہ کلمہ حق اور کان کا کلمہ کے طرز عمل سے اٹھ گیا

نہاں کی کس حد تک تھی

سوال کیا پڑ گیا کہ انھار و فی کے بعد ان کے منصب میں ترقی ہو چاہے گی اور دستہ
 نکلے آخرت میں اس کا باب عام ملک حرم کی سہارن سے طہرہ فہم بر عیان علی بنان کے
 ہر دین و توفیق پیر ہی ہوئی، طہرہ سے نہ دوسرا وہی دوسرا کہیں سو کر دیا، اس کے بعد وہ
 سے ہی کہیں، آخر یہ رقم دانا لکھتے ہیں کے کام آئی،

مورنہ سے تکریم کی اس زمانہ میں چین اسلام فرم کا چھوٹا سا سیہ قریب تیرہ سو چار سو تھوڑا دوسرا
 پہاڑ چوٹی کی ہا اشاک سلطان جو دینے ہاں اس کے دروازے دیباہ اسلام کے ہر جہت

میں ان کے نائب ہو رہے ہیں، اس کو کہیں کو چھوڑ چکے ہیں، اس کا مقصد یہ ہے کہ چھوڑ دے

اور جس میں بیٹھے تھے، ہرمانے والوں نے حق کو سمجھایا کہ یہ شادہ دیگر زندگی کی طرف تھا، اور طریقہ معلوم
 کو ہر ایک کا سبق تھا، ایک انگریز سے دوسرے سے کہا کہ بات عام ہو گئی، حولا، وراثت تھے کہ
 آگیا نہ ہی وہ نئی گندہ سے آئے جو سندھ کی کسی بے خبری سے فیض آباد آئے تھے، اور وہاں کے
 ایک بنگلو میں ٹھہر گئے، بنگلو کے پاس ان سے سروکار نہ ملا، نام سنا تو کھٹے پکڑو نہ مانے پر چاہے آئے
 تو سننے کے کہ کچھ جواب لوگ یہ سن آئے تھے، وہ آب کا نام کر کے یوں ہی کہہ رہے تھے
 آگیا سے دیکھنے کو ہی جاؤ

کالی میں ہونا کی سیاسی زندگی دہریہوں کے حوس میں ظاہر ہو چکی تھی، اور انہی سلیکٹ
 کو مقرر کئے، اور جمہوریت کے حامی تھے، ان کا عزم یہ تھا کہ ان کے خلاف نہ ہو، ان کی تحریک کے
 دھوس میں تھے، یہی وہ آواز ہے جس میں پائی تھی کہ مسلمانوں کے چیر میں مدد، احمد کی ہوا، انہی
 احمدیوں سے ان کی حکومت سے تھاکر ہندوستان میں جو لوگوں کی حکومت قائم ہو جائے گی
 وہ ان کے ہندو پر ایک کھے دھوس میں مسیحے آئے تھے، ان سب باتوں نے لی کارکن کے
 صوبہ جنگ چوں کا اچھا خاصہ سالہ انکار کیا یہی ہوا تو ان کے دل کو دوسرے واقعات کیسے
 لی کر لانا کے کالج پڑھنے کا کار و گھر سہا جی کے ایک سبب ہوا، سید محمد کے بعد صوبہ میں ایک
 جب سکرٹری ہوتے تو انہوں نے غصہ گارڈ سے لی کر لانا کی نسبت گورنمنٹ کو دیکھو
 تھے ان کے کہنے کی کوئی تھی۔

ہر مہنگی راستے دونوں ایک قائم رہا کہ وہاں کی سلیکٹ میں گورنمنٹ نے ٹیکہ میں چڑھ
 اور نیشنل کانفرنس جلائی تھی، اور جس کے ایک سبب ہو گیا یہی تھے، جس میں غالباً مشرب بن جیٹ

ہیں کہ کسی غیر ظالم نے ان میں ظلم و ستم کی کوئی دیکھی کسی جہت فرد نہیں کی تینہ بھی نہ تیر
یقیناً نہ تھا اصل کا بیان حدیث پر مبنی ہے اور چنانچہ عیسیٰ مسیح کے وجود نے ہمارے دل
کے اس غلبہ و جبر کو مٹا دیا کہ اگر وہ ہے، مٹانے والے کیلئے کہہ رہا ہو، وہ تو کون ہے، ان کی حیثیت
رکنی ہے، اور اس نے ظلم سے بے تہی کی کوئی حد و قیاس پر ر وہ یہ پایا، اور اس سے سزا ملنا
وہ مولانا انیسویں دو سو کے سرحد کے مضافی اسی کوئی پہنچے کہ وہ ظلم و ستم کی رکنی کا باعث
ہے، وہ کیا عجیب ہے، جو کہ یہ تجویز لانا، مٹانے کی اس فکر کے پیشتر ہی ہے، جو خود مولانا انیسویں
کا محرک ہے، ظلم و ستم میں آئی، مٹانے کے شکر و شہید و بڑے عزیز مولانا عیسیٰ مسیح کے
دعوت کے غور سے اسی کا مزہ اختیار کیا،

[illegible]

بہاول یہ ایک ایسی جگہ تھی جس پر ہندوؤں نے ایک گڑھ بنایا تھا۔ ان کے پاس ایک کھنڈی تھی جس میں ان کے گڑھ کے لیے پانی تھا۔ ان کے پاس ایک کھنڈی تھی جس میں ان کے گڑھ کے لیے پانی تھا۔

五、

اس کے پیر و مرید صاحب نہ بھی اختلاف جو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سرتیج کی جست میں
 سونے میں جو پچھلے ہی سے علوم خلیل سے پیر ہو گئے تھے وہی اصل پسندی نامی تھی اور عقل و نقل کی تعریف
 کا ورق پیدا ہو گیا خدا اور شاہراہ کے سمت سے سبکی کی جا پڑا اہلیاں ان کو نظر سے
 لگی تھیں مگر یہ قطعاً غلط ہے کہ وہ سرتیج بنائے گئے تھے، بلکہ امت یہ ہے کہ وہ شدید متقی تھے اور ان کا
 صاحب پروردگار کلام کی طرف جھکے تو اتیریت پر ان کے ہر حال و جمشہب سرتیج پر تھی
 لیکن اس خلیفہ پسندی کے جوچہ وہ امت و مریدیت پر جوہر رکھتے تھے اور کلام
 و جملہ مباحات کے لیے بڑی طرح تاجر تھے، اس نے سید صاحب اپنی تفسیر و روایے معاملاً میں اور
 آیات و روایات کی کوئی نہ اس کے لئے وہ سونے جس قوم کے علوم و کلمات چاہتے تھے وہ کو ان کے
 لئے ایسا کر دیتے تھے، مگر وہ خود ان کی اس قسم کی تاویلات کو پسند نہیں کرتے تھے، اس لئے مرثیہ
 نے ان کو بہت تہمتیں پسند کی اور شاہراہ سے بنا کر امام علیؑ، امام رضاؑ، امام حسینؑ اور امام
 علیؑ و رشید کی تصنیفات و آثار میں ہر سرتیج کے کلمات سے انفرکات میں کاٹا لٹا دیا۔ ہر ایک سرتیج
 کی تائید و نیالی میں کی و مست کی کوئی حد نہ تھی، تاہم ان کی دو تحفین اسلام کے خیالات تک محدود
 ہو کر رہ گئی۔

ایک اور مولانا فرماتے تھے کہ سید صاحب جنات کی حقیقت پر ایک سدا رکھ رہے تھے

مولانا صاحبان چہ سرتیج مریدانہ سید صاحب سدا رہے تھے، مگر ان کی حقیقت، ایک سرتیج مریدانہ سرتیج
 سدا رہے تھے، ان کی تفسیر میں ایسے ایسے بھی موجود ہیں جن کو دیکھ کر قلب ہر ایک کو ایسے عالی شان شخص
 کو کیسے ایسے اعلیٰ مرتبہ اور وہ طریقی ہو گیا، مگر ان کو ان کی اہل اہلیاں ان کے قلم سے سدا جو ہیں۔

ہستہ پر کیا تو آخر میں آٹھ روزہ ملائشال کے نام سے ایک تہذیبی تحریک شروع کیا جو ایک قوم مستحضرہ
 و عظامانی کے لئے فائز شدہ ہو سکے۔ ہرچیز میں چھاپا لکھائی کو بھی تاہم مجھ کو یہاں سے کوئی کوئی دیکھ کر نہ بچ سکے
 نہ ہر شوال مستحضرہ کے پرچم میں نشانہ ہر مترادف کے خلاف سے جس طرح ان سے بناؤ دیا گیا اس میں
 میں بھی مدد مانگے بنے چپانے کا تاہم تمام کہا کہ مائٹ مائٹ اپنا نام شاپا لکھائی لکھنے کے بعد
 شاپا کی جگہ ۱۰۰۰ سے لگا اور غلامی کی ٹوٹے ہوئے تھی۔

اسی طرح اس غنی سال کا حال تھا اس میں ہندوستان کا گرونی قندوگر کی ہوئی دینی
 گوس بنادہ ملال جتنے تھے کہ ان کتاب کے ذریعہ جو وجود و طریقت ہے وہاں کی سب کچھ یہی ملال
 میں حال سے اس میں دینے سپنے اس صدف کی نائید میں ایک سار بھی لکھی ہو، ہاؤنگر گوس یہ
 شہر میں کہ ان کتاب کا ناظر ملال اور دیر ملال ہو، گوس شہر کے ساتھ سے کو غرات سلام
 میں سے مذہب اور دم غمت کر رہا ہوا دم گھٹ کر رہا، جو ساتھ قرآن پاک کی تحریر و تفسیر
 کے مطابق اسی حرمت حرام ہے جیسے شہر میں کو تحریر بھی حرام کہتے ہیں، اور اس کا کہ، حرام بتاتے
 مولا کو سر دم میں جا رہا ہو، خوش پیش کیا تو لکھتے ہیں، ہو کہ حرام ہو، ہندو جو کہ عادی
 بہتہ مادی و دینی نہیں لکھتے جاتے اور خود ہی جیسے مذہب و مصلحت اپنے سفر میں ہر سے اس کی
 تصدیق بھی کی ہو، میں نے نہ ختم نہ ملک پر سے کہ کر شہر کے سے پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ
 اس کا سبب پر چھاپی کے کہ ہمارے وہ سب میں ختم ہو چکا ہے، جس کے اس مذہب کا ہر مذہب کے
 جیسے ہیں، اگر ہر مذہب کے نہیں جیسے ہو کہ قرآن کی تہ شانیت کوئی نہ تھی، میں خود ہی اور
 نے آئیں کے کہ جو شہر کے ہیں، اس کا ترجمہ اس کی تہ شانیت کوئی نہ تھی، میں خود ہی اور

اس کی تقدیر کی، مگر کچھ اویسیائی تیار کر کے وہ قلعہ پر حملہ کرنا شروع کر دیں پھر یہی
 تھا کہ اگر حقیقوں کے یہاں یہ دیکھ جائے کہ اس مسئلہ میں جدوں کے لئے میں شامی ہی ایک خانہ
 بھی کے ہاں ہر طرح کا خرچہ جاری رہے اور سرکار مرشد۔

ایک دفعہ سرسید نے مولانا سے پوچھا کہ ہاں کالج میں ان ناگیدوں کے وجود و نہی کے
 غائز کے پاس کچھ نہیں سمجھتے، فرمایا میں نے کہ وہ آپ کو پڑھتے ہیں، آپ شام کو کالج
 کی تربیت دیکھیں سید کے سامنے آئے ہیں، مغرب کی اذان اور نماز ہو جاتی ہے اور آپ سرکار
 نہیں جاتے وہ کہنے میں کہ آپ غازی نہیں جانتے، میں یہاں سکھوں کو آپ اسلیم جیوں کی وجہ
 سے کچھ دتا ہے پڑھتے ہیں، اسی آپ وہ غازی ہیں، مگر (میں میں) (مصلوٹین) پڑھتے ہیں۔

ایک بات سے دوسری بات پیدا ہوتی ہے، سرسید اپنی تفسیر کا ترجمہ عربی میں کرنا چاہتے
 تھے، اور اس کے لئے ان کی نظر بار بار مولانا آتے پڑتے تھے، مولانا سے جب اس کا ذکر ہوا تو
 نے اپنی ضرورتوں کا تذکرہ اس کے بعد مولانا کے پاس زیادہ جالی، دیش گرو مولانا محمد
 صاحب حوالی پر چند پڑی جو اس زمانہ میں عربی کی نگین کے بعد کالج میں پڑھتے تھے، اور مولانا
 نے سرسید کے حکم سے طبقات ایسی سہ کے ایک صفحہ کا دسی میں ترجمہ کیا، مگر مولانا نے
 صاحب کے غلو کیا، اور جب سرسید نے باہر اس کی وجہ پوچھی تو صاف کہہ دیا کہ وہ اس جلی
 کی شاعت میں تعاون ملی الاثم کے گناہ میں مبتلا ہونا نہیں چاہتے، مولانا محمد علی کی اس
 ممانعت کوئی حد کرنا آسانی کو کوئی قطع نہ کر سکتا، مگر سرسید کی ہنگامی میں سے انہما

سرسید دعاؤں کی توفیق کے قابل نہ تھے، اور اس نے توفیق کے لئے دعا مانگنے کو

نے انہار حق پر ہی صحت سے کھینچ کر سریند کے اتر اٹھیں وہ تھوہ اور ادا دہشی کی کوئی پروا نہ کی۔
 سہل وں کی موجودہ یا یوں کا علاج ایک دوسرے کے نزدیک یہ تھا کہ سلائی نہ ہو
 کے ساتھ چھریں ٹکڑے جو بائیں اور دوسرے اور لائیں اس کے نزدیک وہ تھا کہ کچھ سلائی تھا نہ
 وہ ان کی حفاظت اور بقا کے ساتھ ساتھ نہ کہ صرف سفید بازی کو نبولی کیا جلتے۔
 اسی مسئلہ کی ایک کڑی یہ ہے کہ روئے نے صف کے کسی جلتے میں یا کہیں اور ایک تفریق
 میں دوا تھا کہ کدھری قوروں کی ترقی یہ ہے کہ کسے بڑھتے جائیں کسے بڑھتے جائیں یکے دوسرے
 کی ترقی یہ ہے کہ وہ کچھ جیتے جائیں کچھ جیتے جائیں۔ یہاں تک کہ سہا بکی صحت سے جا کر لیا گیا
 سریند کہ ان کی اس تفریق پر واضح کیا کہ ان کا جاں ناک اس وقت میں لوں کو اس قسم کی
 صحت میں جس دوسرے سے کچھ بنا دینی میں ہوا نہ جانا چاہتے ہیں چنانچہ اس کے خلاف انھوں نے
 سہل وں میں لکھا۔

سریند کا ایک نئی سے پر خیال تھا کہ کچھ کے ظہر میں چند ہنر اور بلند چالی پیدا کرنے
 کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اگر یہی ظہر و طرحی و طرحی قطع اختیار کریں تاکہ ان میں ہا کا
 رفع پیدا ہو کر یہاں کہنے و نصف ان کے زمین سے یہاں سے کسے کسے کی کماں اور ہا
 کوئی ٹیڑھ نہیں ہی سکتا۔ دوسرے نقصان اس کا یہ ہو کہ ہا کو قوم سے لے کے جو ان میں وہ اچھی
 قوم سے اور سے وہ تو جوتے گئے۔ یہ سریا ہا سے ہوئی کہ ہا کو قوم کے ظہر و طرحی کی تقاضا میں
 ان کا نہ لگائی کا سوسا ہی اس کا کہ ان کو قوم کے کام کے نہیں رہے۔ اور ہا کو قوم کو
 ظہر و طرح سریند کی قورید میں ہے۔

روشنی کی خاطر کوی بھی تھی وہ اس نشان کی چرچا نہ کر سکتی تھی کہ تو یہ بھی جس کی طرف سے نور
 قوم کی مدد و رہنمائی کے قابل نہ ہے۔ صدر و دیار لگا کر ہی خدمت انجام دے سکے
 ہو جائے تھی مگر سید کے اس خیال کے نام نہ رکھتے تھے، مولوی مسعود علی صاحب مدنی
 کو ان کے خفا کے جواب میں لکھے ہیں: "امس جس پر کہ لکھو، اصول، امر، اختلاف ہی میں تیرا ہر
 مسئلہ اور کی حالت پر غور کہ، چاہو صاحب دیکھو، اچھے ترقی کو، مع وہی گزریں۔ کہ سے ہر تیر صاحب
 لکھا گئے تیر مسعود۔"

یہ مولانا کے غیر حلومیں سے جو جس کے پڑھ کر وہ دن کے بعد صاحب سے وفات پائی
 یہی مصدقہ کی سرسبز کی وفات پڑان کی زندگی کے کا۔ ۲۰ سال پر جب مختلف مضامین لکھا گیا
 ہے جو ۱۹۱۱ء میں مسعود میں ہم سید و رہ مس کا عنوان مولانا علی کے لئے تیار ہوا، تو غور سے
 اس سے انکار کیا کہ تیرو گوں کے اجڑے ہوئے جو کہ سرسبز اور دروختوں پر کام دوسرے عنوان یہاں
 اور پہلے عنوان پر مولانا علی نے لکھا یہ دو نور مضمون ایک ساتھ علی گڑھ میگزین کے ہی فہرستہ
 کے نمبر میں شائع ہوئے ہیں، مولانا علی کا یہ مضمون طائفہ جانتا جاوید کے پہ حصہ کا علامہ
 جس کو وہ اس وقت لکھ رہے تھے۔

وہ سرسبز کی سوانح عمری لکھے کہ مسئلہ ہی ایک اختلاف مسد بن گیا تھا، اخیر عمر میں سرسبز
 کی یہ بڑی خواہش تھی کہ ان کی سوانح عمری لکھی جائے، وہ چاہتے تھے کہ یہ کام مولانا علی کریں
 کیونکہ وہ پس رہتے تھے، مولانا اس سے پہلو چلاتے تھے، چنانچہ میں بار، میر تقی میر، مسعود
 نے اس عمل کی توجہ کو لے کر مسعود کے، فرجی کی جو مکہ دیات جاوید میں مسعود کا ہے، ان کی جرح
 کی کہ مولانا کا ذکر کیا جاوید میں مسعود کا ہے۔

فریک کی گھبراہٹ کو روکنا بڑا صعب عمل تھا۔ گئے وہی ستائیس سو تینہ کے نام ذرا پ۔ اچیل
 نام صاحب دس رتاوی دلی گڈا کا ایک خط کو سوسے تو انکھوں نے جواب دیا کہ اسے کو
 سروی شیل میں سب آپ کی ہفت کو رہے ہیں، اور انکو یہ خط دیا گیا، مگر میں نہیں جواب
 کی غیر بھی صحیح نہیں تھی۔ اس کے بعد سر سید مرحوم نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ مراد انکو دیکر یہ کہہ دیا
 خوب کرتے رہے مراد اس کو غصہ لگنے پہنچے جب نہ میر بھی کا درگاہ ہوئی تو یہ کر دے وہ اس
 مال مرحوم کے نام لکھو، اس انور نے مسئلہ کو شکوہ نام دیا شروع کر دیا۔

وہابی تعلیم کی ترقی و اصلاح کا مسدود سبب ہے جس میں وہ فرقہ کو اختلاف تھا سر سید
 جیدہ گریڈی تعلیم کے خلاف مسلمانوں میں برائی تعلیم کے شیعوں کو جو ان کو ادھر سے جہان سے سمجھ
 کے حق میں سفر بھیجے تھے، وہی سبب پنجاب میں ملت اسلامیہ میں مشرقی تعلیم کا جو قیام ہے، وہ خداوندی
 اس کی تھی کا قصد کیا کہ اس کے پوزے تو گئے، اسی طرح مسلمانوں میں ان کا جو جو چھوٹی ہیں
 مشرقی استقامت کے، جو برائی ہی کا غصہ کی چنانچہ ایک نہ۔ میں دیکھ رہا ہوں میں تعلیم کی
 فریک کر چلنے کے بعد، اس کے خلاف تمام برائے کہ اس سے بھی ان کے خیال میں اگر
 کی تہم کو نقصان پہنچا، اور حال ان کو مشرقی طور پر اور وہابی تعلیم سے اس نے دھچکا دیا، کہ وہ
 مسلمانوں کو آگے تر بھٹے سے رکھیں گے۔

مردان کا عینہ تھا کہ مشرقی طور پر اور وہابی تعلیم، یہی تو میر مسلمانوں میں ملے
 جن کی ترقی کے لئے، جو وجود ہو رہا ہے، سفر نامہ میں قدیم عربی تعلیم کی ترقی افلاس کی
 ملے، وہ مشرقی اور صاحب شیل نے مراد سے لکھا تھا۔

اور پاس کے بڑھ چاہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا نے یہ تقریر اپنی ملک تلاش سے پہلے ہی کی
کسی قریب ماہ میں کی ہوگی۔

اس وقت سے دونوں کی جیتوں کا سیاسی اختلاف مذاق معلوم ہوتا ہے، یہی ہے کہ
سر سید کی ان کوششوں کو جو دیشل کانگریس کی طاقت میں کر رہے تھے پسند نہیں کرتے تھے
اور دوسرے کانگریس کے اوروں کے حامی تھے۔ نتیجہ ہوا کہ اس مسئلہ میں دونوں کی راہیں بالکل
الگ ہو گئیں، اور اگرچہ مولانا نے کبھی سیاست کے عملی کو چھوڑ دیا تھا مگر انفرنگ ان کی
سیاسی رائے ہی رہی۔

مسئلہ ۱۱۱ مطابق مسلمانوں میں دو گروہوں کی جڑ پڑی ہوئی، اور اس میں ترکوں کو انگریزوں
کی مرضی کے خلاف جرح عظیم ہوئی، اس نے ہندوستان کے مسلمانوں کو پرجوش بنادیا تھا، مسلمان
ہندوستان میں اس کی خوشی سنائی گئی، اور انہی کے مسلمانوں نے جو ہر ایک سر سید کو اس سے
بڑی تکلیف پہنچی، اور اس جوش و مسرت کے خلاف دو نہایت سخت مہمیں لگے، جو اتحاد
اسلامی کے حامیوں کو برکے طرح بکھر گئے، اور انہوں نے سر سید کی اس انگریز دوستی پر
اقتراضات لگائے۔

سر سید کے علم میں یہ کہ کراتا بڑا خلاف کوئی اصولی جرم نہ تھا جس کو سر سید تو بے شک
تھے، مگر ان کے بعض حامیوں نے اس کو کبھی نہیں بٹھا، چنانچہ مولوی شبیر الدین صاحب انوشر
الشیخ جو اس زمانہ میں سر سید کی طاقت پر کراؤں کے، اور ان کے حامی بن چکے تھے
مطہر سید کا تجربہ سماجی نہیں تھا، اور نہ ان کے اندر مسلمانوں کے خلاف کسی صورت پر نہیں

بکروہی کو کھینچا فلم ہانے لگے، اور وہی نے وہ لٹائیلی سے اُڑا رہے تھے۔ جانتے ہی
 میں ان سے اور بارگاہِ یاد کرتے تھے کہ وہی جس قدر اُلم پیمان و نین اور ہی نے وہ مدد اور عربی
 تعلیم کے تحت خلافت پر ہتھ تھے، اور کانگریس سے بھی ان کو ان زمانہ میں ہی نے شد پڑا تھا
 تھا۔ حالانکہ جہاں تھا کہ سرحد کی سیاسی صورت میں جو انتخاب پر وہ ان کی ذاتی سے، تھا
 کا کچھ کے پرنسپل مشرک تھے، نئی زبردست شاطرنیال سے سرحد کے دل میں یہ بند پڑا تھا کہ
 کانگریس کی خاصیت ہمارا گروہ کی دوستی ہی میں اور مل کا کچھ کا دوسل نوں کا مادہ ہے
 اور وہ اس کے اس بحر میں ایسے سمجھو گئے تھے کہ اس کے بعد ان کی اپنی رائے بنا ہو گئی تھی
 اور اب وہ جو کچھ دیکھتے تھے، مشرک ہمارا گروہ شام کی انہوں سے دیکھتے تھے، اور جو کچھ
 سنے تھے وہ ان ہی کے کار سے سنے تھے، وہ ان کے پنے مشہور عمومی پرنسپل کی روایت میں
 تشکیل کو کس قدر زیادہ پختہ ایجا رہا، کیا ہے اور ہزار دوست انہوں نے سوچا اور
 ہمارا تھا، اسی وقت کے تھا جب کہ ان دنوں اس کی صورت ایک نظر دیکھتے تھے، اور میں نے چاہا
 جو پرنسپل کی خاصیت میں وہ دشمنی کی پہچان کی، اور میں انہی میں اور جو کچھ اس میں تین تین لکھوں میں تھا
 کانگریس کا سرپرست حق ملی کے مشن میں سے زیادہ پر اور سرپرست نہیں پیدا کر سکتا، وہ بان بازا گروہ کے
 اور ہمارے میں سے ہم جو کہ چاہا تھا، کہ ہمارے میں سے ہوتا ہو، اور گروہ کی ان کو سیال پر اور ہم پر ہر حق
 اور اختلاف پر سے میں سے بچے ہو، کی بہت کسا تھا میں نے قرار کرتا تھا کہ ہمارے ملک میں صرف
 ان کو یہ جو قوم میں جو ہم دیکھتے تھے، اور ہمارے میں کی بدولت ہر کوئی ہوتا تھا
 یہ سوال کے طور پر نکالتا تھا، بلکہ ہم میں سے ہر کوئی ہوتا تھا، اور ہر کوئی ہوتا تھا

اسروانا قمر دانی جو سونا کے جوت گہرے دوست، ساتھ ہی سرمد کی توپک کے پرستے جانی گئے۔
 اس کی چوہے و طہرت کے نام سرست و اتھن میں مودنا کے اوراقِ ریاض کے ایک مسدوم
 پر چمڑ میں مولانا کی اس ہوشیاری کی تھکیات تھیں اسے قلم سے ہار کاھر فرمائی: "دل ہوشیاری کی وہم
 ساسی آوار کا احتکات ہی تھا، مودنی کی صاحبہ اب ہر دہائی غریب کے مای ہو چکے تھے۔"

نئی مسدوم کی ایک نئی گہری مدق، اس کی شکر کا سبب بن گئی تھیں بن و شکر و شکر و شکر کی حکام کو
 جمال مودنی کو جس سے مسلاؤں میں بانگ و تھیل چائی گئی، بعض عرض مسدوم نے ہی دانی کا و شکر
 سے اس کو یہ رنگ و سہ کر شکر گہرے رنگ پہنچایا اور شکر گہرے سے ہی مولانا کی گہری
 رہنا نہا سب میں سمجھا۔

مذہبِ اسلامی

علماء کی مذہبی و تعلیمی اصلاح کی تحریک میں شرکت

مذہب کا مادہ [وقتی] میں اسلامی حکومت کا اقتدار سب مذہب و اہل توحید کے مجمع سے مسلم کا
 اقتدار سب طور پر ہوتا تھا۔ شاہ ولی شہر و غوری کا تاج و تخت، پانچ برسہ کو حضرت شاہ صاحب
 کی پیشین گوئی کے مطابق اس کے بعد جس کو ملا، جو کچھ ملا، وہی ورنہ سے ملا، ہندوستان میں ورنہ
 کا ورنہ ورنہ قوتوں پاک کا ورنہ اصلاح مسدوم کا ورنہ ورنہ، اور مولانا مسدوم بریوی کا ورنہ

لے گا تھیں، یہ مولانا شروال (اوی)

فرق پہلو کی زد کا شوق، دیوہ کی ترکیب، ان میں سے کلن جی سے ہم کا سوتہ ہی مرکز
 رہتا ہے۔

سورہ برکت علی، دربرہ طبع اپنے سکرم خرقہ میں پختہ گشتہ ان برکت کی نجات پہنچے تو
 میرا تخیل علم کی ادا کردہلی ماکر س پھر بھی سے سیراب ہوئے جوش، چہرہ عزیز ماسٹ، اور
 شاہ فیض لہجہ محبت کی درگاہوں سے۔ درخشاں دماغ کے عمار کے سونور کے گھٹا
 چہرہ، انگڑے دو آنکھ تیں دس دینے کے بعد ہی گندہ میں کایا: خاکریں، انگریزوں حکومت
 میں جوں کا توڑ مسیح کا جھوٹا نبی مکرس احمد کے ساتھ دس دس تیں کا سلسلہ کی چار
 درجہ کی سلسلہ میں دہلی کی دس مسیح میں، اپنی سپرد و سپاہت جوں کے جوشد کے، ایک
 درجہ سے عریض کی تھیں کو رہا، نہ کیا، نہ پو، غور کے برہمن کے جھوٹے ساتھ دس
 اس تہذیب کی، کاج اگر غریب سے کاج، ناجہ میں گئے رنگ مرکز ہی ہاتھ مارا،
 جہیل شہید کے ہاتھ، تافہ کے سب فریج میں پناہ گزیں تھے، بیرونی خواہد، پتلا درجہ
 دلی نوک کے جہر، برہمن میں قادیان، قصہ کا جہر، جوں کے، اور دلی جہر، جہر میں
 جس میں جہر، ستان کی چہرہ شہر، کرم، پارک، دلی ماکر، اور پتلا، اور
 خاکدہ، کاسو، ستان کو بھیالی بی میں گئے، جہر میں گئے، کاسو کے کاسو کے، جہر میں
 جہر کی پتلا کے ہاتھ، کاسو، اور کاسو سے پتلا، جہر میں جہر میں جہر میں
 ایک کڑی جہر، جہر میں جہر میں جہر میں جہر میں جہر میں جہر میں
 جہر میں جہر میں جہر میں جہر میں جہر میں جہر میں جہر میں

اور اس کے بعد اپنی لگاؤ و ہنگاموں کو جن میں سے ایک عمومی صفت اور صاحب کو، ہائیں
 بنا کر چمک کر دے، جو ہے، جہاں چہ کے قریب پہنچ کر ایک پہاڑ سے ٹکرا کر اور دوبارہ گیا، یعنی صاحب
 بخا صفت ہمارا و احرام غرق و شہید ہوئے، شکر گزین سے ہر کے کام کو ہر حال اور ہر حال کو چاہی
 اونی، ایسی ہر حال کا فیض تہ ہو۔ یہ جو قوال علیہ الرحمہ کی شکل میں آیا ہے،

صفت صفت صاحب صفت صفت، اس کا ان پر میں رہتے کے بعد علی گڑھ و
 اسے اور یہاں سے اس حد میں جس کو ان کے متاثر و استاذ کو ہونی و گلی میں ہے
 کیا تھا نہ کہ ہر سے، علی گڑھ میں اس کا بعض شہر ہے چوتھی چیمک ستائیں، ہر مسئل
 ہادی، ہر مرتبہ سے علم والی کے ہنگاموں کے قائل علی گڑھ کا رخ ہے۔ ستائیں ہر
 ان گفت میں سیکر، ہر عالم میں و سکا دے گئے، اور ایک کے گوشہ گزشتہ چیمک
 مسئل سے کوئی نام نہ عالم ہو گا جس کی کوئی تاریکی کا طرہ اختیار اس یا کی کا نہ دہر بھی کا
 کے ہم معلوم ہیں، ان میں سے چند کے نام کو طلب ہیں، عمومی صفت صفت صاحب دستا
 اوس کو نشو وافی عمومی صفت صاحب کا چندی عمومی صفت صفت صفت صفت صفت
 عمومی صفت صفت صاحب کوئی عمومی صفت صفت صاحب صفت صفت صفت صفت صفت
 صفت صفت صفت صاحب صفت صفت صفت صفت صفت صفت صفت صفت صفت صفت
 صاحب صفت صفت صفت صفت صفت صفت صفت صفت صفت صفت صفت صفت صفت
 صاحب صفت صفت صفت صفت صفت صفت صفت صفت صفت صفت صفت صفت صفت
 صاحب صفت صفت صفت صفت صفت صفت صفت صفت صفت صفت صفت صفت صفت

۸۔ مولانا نور محمد صاحب پنجابی ہندوستان اسلام پھیلانے کے متقی اور صاحبِ کمال بزرگ
تھے جس نے یہ دست کی تھی

۹۔ مولانا احمد علی صاحب کاشمیری صاحب اولیٰ مدرسہ لایق عالم کاشمیری مدرسہ شری مولانا بزرگ،

۱۰۔ مولانا سید محمد علی صاحب مدرسہ انجمن اہل حق و باطل

۱۱۔ مولانا محمد حسن صاحب مدرسہ اہل حق و باطل مدرسہ اہل حق و باطل

۱۲۔ مولانا شاہ سلطان صاحب مولانا بزرگ

۱۳۔ مولانا حکیم سید محمد مولانا صاحب پنجابی صاحب مدرسہ لایق عالم کاشمیری مدرسہ شری مولانا بزرگ
میری انکس شری مولانا بزرگ

۱۴۔ مولانا عبدالحی خان صاحب مولانا بزرگ

۱۵۔ مولانا حکیم نور الحسن صاحب مولانا بزرگ

۱۶۔ مولانا سید شاہ مہدی خان صاحب مدرسہ لایق عالم کاشمیری مدرسہ شری مولانا بزرگ

۱۷۔ مولانا بزرگ صاحب مدرسہ لایق عالم کاشمیری مدرسہ شری مولانا بزرگ

۱۸۔ مولانا بزرگ صاحب مدرسہ لایق عالم کاشمیری مدرسہ شری مولانا بزرگ

۱۹۔ مولانا بزرگ صاحب مدرسہ لایق عالم کاشمیری مدرسہ شری مولانا بزرگ

۲۰۔ مولانا بزرگ صاحب مدرسہ لایق عالم کاشمیری مدرسہ شری مولانا بزرگ

۲۱۔ مولانا بزرگ صاحب مدرسہ لایق عالم کاشمیری مدرسہ شری مولانا بزرگ

۲۲۔ مولانا بزرگ صاحب مدرسہ لایق عالم کاشمیری مدرسہ شری مولانا بزرگ

ایں آقا بیست چہن کریم سوسا پندہ علی صاحب جو مولانا لطف قدوس کے شاگرد و رفیق اور
حضرت مولانا شمس الملک رحمان صاحب کفریہ و قلیڈر اترہ ساری میں مستند و مکی تلمیذ کے معتمد
دوسرے ساری میں شمس الملک رحمان صاحب دوسالہ نکال دے جوتے اس نئی مجلس کے چھوٹے فہم و فہم
نہ وہ اسلئے علم ملک میں جب نہ وہ اس کے مقاصد اور اس کے کتب و اجلاس کا ملان جلاو
ماہ سلاو میں ایک نئے پیش و خروشی کی پروہ گئی سلاو ہر وقت کی آکر شریک ہونے
لگے اس سلاو پر سے چھوٹے ملک کے داووں میں ایک ماہ میں کا بھی موجودہ سلاو کے
علاقہ دوم و شام دوسرے کے دوسوں کو اپنی نکھوں سے دیکھ کر آیا اور اس کے درجہ کے
ان کے دیکھنے کی زبوں حالی بتری و عریضہ نہایت سے جزی کا وہ تھا جس کے معمولوں
تقریبیہ و تقصیر ہوا اس کا یہ احساس بروہ شے رنگ میں ظاہر ہوتا تھا۔

شمس الملک رحمان صاحب | مدۃ السلاو کا پہلا اجلاس ۱۸۵۵ء اشوال ۱۸۵۵ء مطابق ۱۲۷۲ھ ۱۲۷۳ھ

اہل سلاو میں اسی کان چہن میں اور اسی مدۃ تقیٰ علم میں پہلے دینی و فنی سلاو
مطابق ۱۲۷۳ھ پرلی شمس الملک کو حج کے وقت دوسرے کے چودہ خارج تفصیل کا سلاو کی دستا
پندہ کا جلسہ جو حضرت مولانا لطف اللہ صاحب اسی جلسہ کے صدر ہوئے حضرت کی
تحریک سلاو کا جلسہ صاحب باجمہ و نیات مخزن لکھی علی گڑھ اور دوسلاو کا جلسہ صاحب
ہاں مدۃ موجودہ اور کانہ سلاو کا جلسہ میں صاحب ان بادی نے لکھی، سردی و شیرازی و شمس
چکر لاجپا، نادر نے روحانی دوسرے کے مخفون میں تھے و ازبک و شیرازی کے آؤتے ہیں

اسی جلسہ کے آخر میں سلاو کی چھوٹی ناچھن سلاو میں صاحب سلاو کی توجہ دینی سلاو میں سلاو میں
نہ اسی کے چہن گڑھ و شمس الملک رحمان صاحب دوسرے کے

ہو دھرم کے بعد مولانا شاہ چکمان صاحب چلواری نے دینی و دنیاوی ترقی اور دنیاوی تعلیم پر دو خط لکھے
 دوسرے دن۔ اشوال کی بیچ کو مولانا علی صاحب کی تحریر ایک اور مولانا محمد حسین صاحب
 شاہوی کی تائید سے مولانا سید محمد شاہ صاحب مختار نے دوسری درجہ کی انکھیں دیکھیں اور ان کے ساتھ
 سفر میں ان کی زیارت کو سفر نہ ہو کر اس وقت کو صرف کے ہاتھ میں دو زبان لایا تو علی نے
 تھا اور وہ اس کو صاحب کر رہے تھے، حدیثیں ہوتے، سب سے پہلے مولانا جلالی صاحب نے
 نے تہذیب اعلیٰ کے مفاد پر ایک پورے تقریر کی پھر مولانا سید محمد صاحب قرہی نے، پھر
 دو خط فرما دیے،

۱۶۔ اشوال کی رات کو سفر کے بعد دستور اعلیٰ پر غور کرنے کے لئے جلسہ تاحی ہوا، اس جلسہ
 میں تین جیل و شرکیت تھے، کچھ اداہائی، برس معززین بھی تھے، جنس اعلیٰ، مولوی شمس علی
 ایک ایک دفعہ پڑھا کرتے تھے، درجہ عروج و کث کے، انہوں نے جوتی تھی، اس طرح تمام
 دستور اعلیٰ منظور ہوا جو درجہ روضہ ہے

قیصر جلسہ دستور مطابقی مولانا علی کی تصحیح کو جو مولانا مفتاح صاحب مصدق
 کی کر سکی پڑھے، جنس اعلیٰ، مولوی علی صاحب اعلیٰ نے، انہوں نے کمال کے جلسہ میں حسب ذیل
 تجویزوں کا پیش اور ان پر غور و بحث ہوا، تقریر ہوا ہے،

پہلی تجویز: سرحد و طریقہ تعلیم قابل اصلاح ہو،
 دوسری تجویز: اس مدرسہ کی کوشش کی جائے کہ مدارس اسلامیہ کے مقررہ سہ ماہیہ
 کے اجلاس میں شریک ہوں، اپنے کسی مدرسہ یا کونسل کو بھیجیں،

چوتھی تجویز مدرسہ فیضیہ عام کانپور پر تھی۔ جتنا تعلیم نہایت اعلیٰ مرتبہ کا مدرسہ ہے وہ یہ تھا کہ
 کثیر عربی پڑھنے والے طلبہ اس میں موجود ہیں لیکن مدرسہ کا مکان نہ ہونے کی وجہ سے نہ صرف تعلیم
 میں حرج ہوتا بلکہ رکن کی تاسیس اور تمام کاروائی انتظام نہیں ہو سکتا۔ لہذا اکی چند وصال کے بعد
 کو ٹھکانا جنت و جہاد وی فرود جو کہ مدرسہ فیضیہ عام کے ایسے مکان بنائے گئے واسطے جس میں دو سو
 پانچویں طلبہ رہ سکیں حسب حیثیت چند دیوانہ اور سخی خرید چوں۔

اس کا تمام جو کہ وہ تجویز جس طرح سرائی تعلیم کی اصلاح اور عربی مدرسہ کی تعلیم کے لئے
 سے سینتالیس برس پہلے پیش کی گئی تھی اور سینتالیس برس کے بعد بھی چھٹا آئی دہائی تیرہ میں
 میر تقی و سرگرداں اس مدرسہ فیضیہ عام کی جگہ مدرسہ دہلا معلوم وہ رکھ بیٹھے صورت حال کی
 بہتہ دہی نہیں۔

اس کے بعد پہلی تجویز مولانا شاہ محمد حسین صاحب الدہادی نے پیش کی موصوفت نے اپنے
 رنگ میں اصلاح نصاب کے مسئلہ کو ذہنی چابقت سے بیان فرمایا اس کے بعد مولانا علی گاہی
 نے کھڑے ہو کر اس تجویز کی تائید پر ایک عالماذ کیمت فرمائی اور دیکھا اگر اسلام میں آغاز تعلیم
 سے طریقہ تعلیم کی رہا نصاب کیونکر بدلتا ہم علوم مقدسات کا رواج کیجئے ہر مدرسہ تعلیمہ کی
 بنیاد کیونکر پڑی اور موجودہ نصاب میں کیا کیا تلافی ہے مثلاً مقدسات کی کتابیں جن میں
 ضرورت سے زیادہ ہیں سنی کی کتابیں مسخرین نے ہدایات کے تحت منہ کر دی ہیں

۱۔ ماہنامہ فیضیہ عام ہے کہ وہی کے سرور میں جو صاحبان کے لئے ہے۔ ۲۔ جہاد و اسلام تھا کیا تعلیم
 کی حالت گزشتہ صدی میں کسی حال میں جو مدرسہ انگریزی کا اسکول جو اس میں عربی کے کچھ مدرسے

قانونی نہیں تعلقہ اداوارہ کی کوششوں سے جو رابطہ مطابقت اور ملوث شدہ میں مکتوب میں دیا
 مولانا سے اس اجلاس میں بھی شرکت کی اور پٹنہ و ذرا فلم کی طرف سے مدد کی سالانہ روڈ چکر
 سنائی کہ اس کے بعد ملا کے لائنیں پاکب بسوڈ تقریر فرمائی جس میں ان کے علمی اخلاقی معیار
 اور باہمی فرائض سے ان کو آگاہ کیا گیا کہ یہ تقریر مفاد پرستوں کے حوالہ سے مدد کے دوسرے
 معیارین کے ساتھ چھپ چکا ہے یہ تقریر ایسی ہے کہ سچی بھی علماء کی جماعت کے سامنے اس کے
 پیش کرنے کی ضرورت ہی طرح قائم ہے،

اسی اجلاس کے جلسہ عام میں اس تقریر پر بحث ہوئی کہ علوم و پرورش پر کسی اور طرح کا اہم
 ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ اس ضرورت کو سچے تسلیم کیا، لیکن اس کے بعد بروہی صورت حال
 مراد قباوی نے جب یہ تجویز پیش کی کہ مضافات و ریس میں علوم جدید کا اہم نہ کیا جائے تو اختلاف
 برپا ہوا لہذا تقریر میں مولانا نے حکم صاحب آدوی اور دوسرے ائمہ علماء نے ان کے اہم نہ کی،
 کی، اور مولانا قباوی صاحب لیسہ دو درجہ دار نے اس کی مخالفت کی لکن اکثریت سے یہ تجویز
 برپا گئی یہ یہ عجیب و غریب حقائق ہیں، سنا اور شاگرد و دروہوں دو صفت میں تھے، تہذیب تعلیم
 بالانقلاب و علم پر حق قرار پائی،

دعوتِ عالمیہ (۱۹۵۴ء) صاحب دہلی کا کوئی دعوتِ احمدی جناب شیخ مراد قباوی صاحب دربارِ حق جو، بنگالہ،
 سینٹر سے دلی دور دراز پر تھے اس کی وجہ سے ان کی صاحبوں کا حضرت مولانا شاہ افضل راجن صاحب شیخ مراد
 سے تہمتِ بدعت لگی،

شیخ مراد قباوی صاحب کے ہوتے ہائے اور شیخ مراد قباوی صاحب دہلی و ممبئی کے دو دھڑے کے سربراہ تھے
 شیخ مراد قباوی صاحب کی آپسی بھی مدد کیساتھ ساتھ، سو شریعتی و ایک پاکستانی تھے

موجب مسئلہ مطابق دوسرے مسئلہ کو کانچہ میں جلسہ صاحب کا جلسہ ہوا جس میں مولانا
فامدنی صاحب جریا کوئی مدرس مدرسہ کانچہ مولانا عبد اللہ صاحب کوئی پدمیسر چندیت نیوٹی
مولانا حیدر احمد صاحب مدرسہ ملی مدرسہ حائزہ پسر مولانا حبیب الرحمن خان صاحب شروانی اور
مولانا فیضانی خان سے شرکت کی اور کئی روز کے بحث مباحثہ کے بعد چودہ روزہ علوم کے صاحب کا
خاکہ رقب ہوا (۱۹۳۳ء - ۱۹۳۴ء) (پیش بری)

تیسرے جلسے [بسی سال شمال مشرقی مطابق چریل مسئلہ میں باتس بریلی میں مولانا عبد اللہ صاحب
صاحب سخی دوست حیدر آباد کن کی صورت میں مولانا صاحب نظام اشان اجلاس چو مولانا
سے اس کے پیٹری اجلاس میں حاضرین کے اہل دستہ مولانا صاحب کے مقاصد پر ایک تقریر فرمائی
سی اجلاس کے جلسہ حاضر میں مدرسہ علوم کے چوہر کی تجویز منظور ہوئی

دوسرے دن ۱۷ شمال مشرقی مطابق چریل مسئلہ کو مدرسہ کے نام اجلاس میں
مولانا عبد اللہ صاحب خانی نے مدرسہ کی تجویز پیش کی اور مولانا فیضانی مرحوم نے اس کی تائید کی
اور اس جلسہ میں مدرسہ علوم کی ضرورت پر ایک تقریر فرمائی جس میں سے تعلیم یافتہ مدرسے
مولانا کوئی کوئی طلبہ اور اس چودہ عرق مدرسہ کی ضرورت و افلاں ثابت کی اور مولانا صاحب
صاحب اور دوسرے حاضرین نے اس سے متعلق تقریریں کیں، یہ بھی ہے ہمارے جلسہ مدرسہ علوم کے
نام ہے ایک سنگ جلسہ رکشی، نظام کی جائے اس جلسہ کے قواعد مولانا فیضانی مرحوم نے تیار کئے
اور مولانا کانچہ کے پاس بھیجے گئے،

چوتھے جلسے مطابق مسئلہ میں مدرسہ کا ایک وفد جس کے مولانا صاحب

تیسرا، اُن کا درجہ سے وہ سب ملنے کی جاسوسی میں ایک سنا سنا سب کا نہ پیشیت لگتے تھے، اور جس حالت میں تھا
 اور داری اور جس وضع و بنیہ نظر کی اور اس کی سے میرے کرتے تھے، اس سے اسے ایک شان کا ہوا نظر آتا تھا
 جب وہ وہاں پہنچا کی ضرورت اس سفر کرتے تھے، اور جس حالت میں ان کا گھر ہوتا تھا ایک حلقہ پر ہوتا تھا اور
 میری سب سے اور اس کا اثر ہوتا تھا وہ وہاں اس کے قریب یا دور تھے، مگر جسوں میں تشریف لے جاتے
 تھے تقریب کے یہ صورت اس لئے ہی نے نقل کئے ہیں تاکہ جس زمانہ کے وضع حال کی دریافت کی
 وہ بہت کی ہی ایک تصور آپ کو نظر آجائے۔

اب وہ دیکھا گیا ہے جب وہ وہاں تھے۔ کئے دار کے گورنٹ کے کان کھٹ کر رہے
 ہیں۔ اور کئی کو یہ بی بی جسے لکھا ہے کہ وہ ہاتھ کے تھک کر رہا ہے لیکن اس کے کان کے شک
 کو وہ کیا ہا ہے چنانچہ صاحب میٹر جی جی صاحب لکھی، مشیر خانوں انجمنی تھک دارانہ اور وہ
 تر نور ہوشیہ میں ہیں، دیکھا کہ تھک گھر سے ملاقات کی اور تھک کی حالت دیکھ کر ایک روز
 صبح کی اور مست پیش کی، اور وہ صبح سے تھک رہے ہیں دیکھنے کے بعد وہ فکری پائی کا خیال
 تھا کہ کیا اس کا علاج ہو گا، مشی جی جی صاحب نے اس کا اندیشہ کیا، اور تھک کر رہا، اور وہاں تھکی
 صاحب کی فکر ایک سو رہے ہوا کہ خان بہادری مشی جی صاحب اور خان بہادری جی جی
 حضرت علی صاحب رحمہ اللہ کے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے
 ان کے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے
 اس کے بعد سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے
 ایک سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے

کی مولائی صاحب کے فریاد کے سہ پہر یہ اصرار دیا یا تاک کہ وہ کوئی کام کر کے روٹے سے نہیں کرسکتے
اس واسطے میں یہ تحریر کیا کہ جس کے دربار ہندی وہ معلوم کے ابتدائی سعادت کے متکفل انسان
استغاثہ جو چاہے وہ کوئی سہ لڑا اس حال صاحب مدد مجھ سے تائید کی چنانچہ حسب ذیل مل
اور بعض مالکان سے اس کے لئے چند منظور کیا۔

ظاہر

- ۱۔ مولوی سراج الدین صاحب نے پانچ سو روپے۔ ۲۔ مولوی شعیب علی صاحب نے پانچ سو روپے۔
- ۳۔ مولوی محمد رفیع صاحب نے پانچ سو روپے۔ ۴۔ مولوی محمد رفیع صاحب نے پانچ سو روپے۔
- ۵۔ مولوی حبیب الرحمن صاحب نے پانچ سو روپے۔ ۶۔ مولوی محمد دائود صاحب نے ایک سو پانچ سو روپے۔
- ۷۔ مولوی شعیب صاحب نے پانچ سو روپے۔ ۸۔ مولوی محمد رفیع صاحب نے پانچ سو روپے۔
- ۹۔ مولوی سید محمد علی صاحب نے پانچ سو روپے۔ ۱۰۔ مولوی محمد رفیع صاحب نے پانچ سو روپے۔
- ۱۱۔ مولوی محمد رفیع صاحب نے پانچ سو روپے۔ ۱۲۔ مولوی محمد رفیع صاحب نے پانچ سو روپے۔
- ۱۳۔ مولوی محمد رفیع صاحب نے پانچ سو روپے۔ ۱۴۔ مولوی محمد رفیع صاحب نے پانچ سو روپے۔
- ۱۵۔ مولوی محمد رفیع صاحب نے پانچ سو روپے۔ ۱۶۔ مولوی محمد رفیع صاحب نے پانچ سو روپے۔

مخلص مولوی شہداء انشاء اللہ تعالیٰ

میں کانپور

یہ فرستہ دو غرض سے بیان نقل کی گئی ہے، ایک تو یہ کہ میں نہایت شک ظاہر میں کس قدر
پا حلیتہ صاحب موجود تھے، جس قسم کی تحریک کے لئے ایک کو تیار تھے اور آج بھی
موجود ہیں علم میں لکھنی کی گئی ہے اور دوسری غرض یہ ہے کہ ان کے ناموں کو نہ کرنا جو جنوں
سے وہ معلوم کی اس مضمون شان تحریر کو مل ہی لانے کے لئے سب سے پہلے سبقت دہرائی جائے

حیدر اکبر و ق کے دیباچہ میں پھر شروع ہو جسے درجہ کسانہ احمدی لکھی شروع کی برج پنج
 نے بھی جو مستند جو اس کے نے بھی کتابوں کی ضرورت تھی ان میں سے ایک کتاب دیکھا
 تھی جو اب چھپ کر شائع ہو چکی ہے مگر اس زمانہ میں یہ متعلق مسند و مناقب میں شہید ہوئی
 مسند بجز کھنڈ کے کتب خانہ میں تھی مگر اس میں سے دیکھ کر اٹار کیا۔ ترقی ہوئی مشفقہ اور کوشش
 نے عروای حسین علیہ السلام صاحب جسد مادی کو حاکم لکھا کہ اس کتاب میں کچھ دن کا اور جو قلم
 میں کی بہت سردی کو معلوم ہو تاکہ اس کے کتب خانہ میں یہ نسخہ موجود ہو جس کتاب کا نسخہ میں نے
 نسخہ میں کی تھا وہ نسخہ مرگوسلم ہو جسے اس سے دوسری کتاب میں دے سکے تھے
 سندس کی ناشی ہوئی مگر معلوم ہوا ہے کہ یہ کتاب ان کو تار کی ایک کونجی روٹی میں آگ
 کوئی سال نہیں اور سو بہت پر کرب ابی جو چھپ کر ان کی کتاب تو ہو رہی ہے اس میں سے بہت فرق
 کہ ایک کچھ جو نسخہ یہ ہم قلم میں ہے اسے حضرت مولانا صاحب بی کون کر لیا ہو
 کہ اب کا ایک نسخہ میں کے بعد چونکہ مشفقہ میں نہ ہو کہ کا بعد کے مطبعہ دیکھتے
 کیا دیکھا ہے اپنی مشفقہ و ترقی و ترقی چھپ رہی ہے مولانا مشفقہ کو لکھتے ہیں وہ میں نے دیکھا
 مطبعہ دیکھا کہ میری چھپ کو اسے دی لیکن اس میں کتاب میں ایک ٹکٹہ خلیفہ کے نے دیکھا
 ایک سال کے بعد ترقی و مشفقہ کو رقم نے ہی اسے دیا ترقی و مشفقہ میں نے
 تیار کر دیا ترقی و مشفقہ چھپ گیا ہے (وجہ)

کتب سے ایک ہر کتب مشفقہ میں ان کے کتب خانہ میں اب ترقی کو کہ مشفقہ
 اس میں گناہی ان کی منزل میں ہی کراہی میں ہی یہ قرار اس وقت خیرت علی ہے لکھا

حضرت دم کھنری منور کشمیر میں پیدا ہوئے۔ ان کی حالت میں جب چالیس سال کی عمر تک پہنچے، اس وقت ہندوؤں کی دھرم دھارا دینی سے انکار فرماتے تھے۔ یہی واقعہ یاد میں نام جو ہے منصف بہار سے ہے حال ہو کر بہتر ہو رہا تھا۔
 ان کی سب سے بڑی بات، وہی کہ تھاکہ کشمیر سے وہیں اگر کسی سال تیلی منزل میں رہاں، وہ کسی پادشہ کے تھے
 اور کسی پہنچے ہوئے تھے، اور کسی سرکار میں رہنے تھے، ان کی بات یہ کہ، اور میں کہ یہ کہ تھاکہ کشمیر سے
 ان کی کسی بات میں کہہ۔

۱۰۔ ستر سال کی عمر میں ان کے ساتھ منصف چھپ چکے تھے، اور قوراز میں، اور ہندوؤں کی پادشاہی
 ان کی عمر سے ہندو سے چھپ چکے تھے، اور ایک ہندو کے ۱۰۰ منصف میں چھپ کر تیار ہوئے۔
 اور ہندوؤں کو دیکھ کر وہی چھپ چکے تھے، اور اس کا کہ تھاکہ تھیں، ایک ہندو کے ہندو سے تھیں، اور
 کا کہ تھیں، تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور
 اس کا کہ تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور

سورنامہ میں ہندو کے ۱۰۰ منصف لکھے ہیں، اور ہندو سے تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور
 پہلے لکھا گیا، اور چھپ چکے تھے، اور ہندو سے تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور
 ہندو سے تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور
 کا کہ تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور

کے تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور
 ہندو سے تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور
 ہندو سے تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور
 ہندو سے تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور ہندو سے تھیں، اور

تہ تو نہ تو خود جبر متوہ کوئی کسب تھا۔ تھا رہا تہاں تھا نہ در زمین کی عارضی تھی نہ کوئی حساب تھا
 نہ در بند ہی تھی، بظہر پڑے، اور ملا، پہنچاتے تھے، دیکھی سال کوئی طالب علم فارغ ہوا، اور
 اس کی کوئی فکر تھی، در زمین کو تو دیکھ، اور طالب علموں کو ماہوار روپیئے لےتے تھے، اوقات کے کھانسنے
 کپڑے کا انتظام تھا، اور یہی لائق مدد سوا کا، کمال تھا، طالب علم روٹیوں کے لئے چوس رہتے تھے
 ماہوار روپیوں کے لئے پڑتے تھے، ولایتی اور بنگالی طالب علم ایک دور ختم کرتے تو فوراً دوسرے
 دور شروع کر دیتے، تاکہ تعلیم سے فراغت ہی نہ ہو، اس جنت سے نکلا پڑے گا، یہ پڑے گی
 تو کڑی کرتے تھے، اور یہی حالت اس وقت ہندوستان کے اٹنی عام رہی تھی کہ جن کو ہر روز
 غیرتے جاری کر رکھا تھا۔

قریب صاحب نے یہ کیفیت دیکھ کر ۱۳۱۶ء میں "تھارہ انوار" کے نام سے ایک تعلیمی
 مجلس بنوائی تاہم کی ہیں میں بھوپال کے علاوہ دہلی کے دو ممتاز علماء کو جو بڑے نامور تھے، اس کی تعلیم و
 اصلاح کے لئے کوٹناں تھے، باہر سے جو پانچ بیس سے ایک تھیں، انھوں کو لانا پڑی، اور دوسرے
 ملنا براجم صاحب آدمی تھے، جنھوں نے تہہ میں سے بہت قریب ایک عربی درس گاہ، مدرسہ عربیہ
 کے نام سے باہر کی تھی، تعلیم کے ان ماہروں کے مشورہ سے قرطبہ صاحب نے بھوپال کے مدرس کی
 اصلاح و تنظیم کا کام سرزد کیا

قرطبہ صاحب سے قرطبہ صاحب مرحوم کے مصروف کار خدوں میں مولانا مرحوم کی دو دو شہین

ہندو اب صاحب مرحوم نے اس کی تحصیل اپنی اور دشت سوانحری میں برصارت مستند میں سسل
 چمکی سے لکھی جو ۱۳۱۷ء میں مستند کے نمبر میں یہ کیفیت درج ہو

ادبیہ مقبولہ دینی

درہم بچم شوق مایہ انگڑ سوزی جہان قیامت کی ماسکتے، سوزنا، محنت، اندھا صب منفی
چندے سے کدس میں مٹی کو منتخب کیا جو

خاص برگزینوں کا چاہئے، بلکہ اس کے بجائے شوق مایہ اور اعلیٰ مقبولہ دینی رکھنا چاہئے
ادب و ادب کے پتے رو گیا تھا

ادبی کی کتاب اس دور میں آج کل کے ادیبوں کے ہاں یہ مقبولہ دینی رکھنا چاہئے، اس میں
خاص قابل ملاحظہ ہے کہ عام میں صاب کی کتاب کی گھڑی کے پیکار دیتی، رقیہ نگار، کبھی چاہئے
ادب اور ادبی مقبولہ دینی کے ساتھ ہی اس دور میں اس دور کے کتبوں میں یہ مقبولہ دینی رکھنا چاہئے، اس میں
اس کو عموماً ترجیح دی جاتی ہے، اس دور میں اس کا ترجمہ ہو گیا ہے، اس دور میں اس کا ترجمہ ہو گیا ہے

نہی کے دور میں اس کو کدس میں رکھنا چاہئے، اس دور میں اس کا ترجمہ ہو گیا ہے، اس دور میں اس کا ترجمہ ہو گیا ہے
خمس کدس کو کدس میں رکھنا چاہئے، اس دور میں اس کا ترجمہ ہو گیا ہے، اس دور میں اس کا ترجمہ ہو گیا ہے

مقامات عید کی سنے دیکھی، بلکہ قریبی سے اعلیٰ طرز انگریز عید کی کے چھری سے اختیار نہیں کیا
ادب اس طرز میں کوئی مفید مضمون، ادب میں رکھنا چاہئے، اس دور میں اس کا ترجمہ ہو گیا ہے، اس دور میں اس کا ترجمہ ہو گیا ہے

تھوڑا سا دور رہا، اہل مہبت، دور کی کتاب جو اس سے قریب مطابقت رکھتا ہے، ادب میں رکھنا چاہئے، اس دور میں اس کا ترجمہ ہو گیا ہے، اس دور میں اس کا ترجمہ ہو گیا ہے
ادب خود جالی اس کے صورت میں، اس دور میں اس کا ترجمہ ہو گیا ہے، اس دور میں اس کا ترجمہ ہو گیا ہے

مہبت یہ کہ نوری کے تین دور میں، ادب میں رکھنا چاہئے، اس دور میں اس کا ترجمہ ہو گیا ہے، اس دور میں اس کا ترجمہ ہو گیا ہے
بلکہ ادب میں رکھنا چاہئے، اس دور میں اس کا ترجمہ ہو گیا ہے، اس دور میں اس کا ترجمہ ہو گیا ہے

<p>اس کی کوئی کتاب ہو، جس میں یہ چیزیں نہ ہوں ضرور جاننا چاہئے اگر میری مراد ہے تو وہ میں اس کا کھانے کا لہ نہیں دینا ہے نیز یہی کہ... اس کے نہیں ہیں بلکہ یہ کتاب بھی تپا دس تہہ نہ ہو اس میں یہ بھی اس کی کوئی کتاب نہیں ہے جب کہ یہ چاروں دیکھیں کہ کتاب آ کا میں جو تو اس میں ہے، شہید کہیں کر چکی ہو ہے</p>	<p>ششم اس میں یہ غلطہ تہہ کی کوئی کتاب نہیں ہے ہا ہے، مثلاً شرح سخن میں کا کوئی حصہ فقرہ لغائی کے یا سے مقامات کے کی نہ ہو، مناسب ہے، بشرطیکہ لغت نہ دوسرے ہوں، دس ششم یا دیکھ میں تمام خوان کے کہ اور یہ یعنی انجام اس کو متنبہ میں مفضل و غیر کہ مناسب ہو</p>
--	---

۴۔ اگست ۱۹۰۷ء کو برطانیہ سے واپس آنا مناسب کو اسیر خاناتی کے قہر و مکر و زعم
 کی اطلاع دی، اس سال وہ ان کی حرمہ افزائی کے لئے لکھا کہ جب میرے خاناتی میں پانچ
 پیدا ہوئی ہے، تو میری پالی کا مرحوم اور توڑی کا تاجیت، لکھا ہے

غرض ان تالیفات کے بعد عازم کی حالت بدست ہوئی، اور نچے فرمے کے مطابق غلے
 چارچہ و پچ مسئلہ میں امریکا و جوبال کی پہلی غلطی و پیرت، ایست مسئلہ اور اس کا گریزی میں
 تلاش ہوئی، اس وقت سرور ہائے باد میں سرور کی سید کی بلکری کے پاس پیغم ہے اور اس کا دیکھ
 نہ لگائے تو اس میں اس کو کہا، کیا وہی وہ تھا، وہ وہ وہ وہ میں نے دیکھی اور اس میں اس میں
 ہوئی اس کو سہ روز غرضی ہوئی، تو پتا چلا کہ اس کو وہی میں جو اس کو دیکھ کر ایک بار غصہ

اس کے بیکے کا شہدہ ہوتا ہے۔ "حاصلی تہا میں اپنی اس زندگی سے نہیں بیداری کے تسلسل کی وجہ
 نفس دوسوں سے صاحب سب نہ ہونگے آجاء ظاہر کرتے ہیں (شہر زانی ۵۰)

حالات کا صفحہ دوم | اس کے ایک ہی ہفتہ کے بعد ہی ایک ایک صاحبیت کی شہدہ ہو کر پڑا
 مئی ۱۹۱۹ء

بہار (شہر زانی) کو لکھے ہیں: "تپ دوسرے حق دوستی کا وقت ہو چکا ہے۔ چنانچہ حال صاحب کو میرے
 ساتھ ہر گئے تھے۔ وہ لکھے ان کا جواب آیا ہے تو سزا کا قصہ کروں آپ ہی دلی ایک نہیں نہیں فاسب
 کو سبھی ایک ہی نہیں گئے۔"

ادھر مکتوبی حال کا صفحہ دوم | اپنا ہی حال اس وقت اساتذہ پر تھا کہ مایوس ہو کر وہ محبت، تکریم
 کا بھی محبت، شہدہ۔

جو رہا تھا ایک مکتوبی حال کا صفحہ دوم | اس وقت مولیٰ سونے گزرتے سے
 ہر گز اطمینان نہ تھے مولیٰ کے چھائی مولیٰ سماں صاحب کے دل کے تحفاتی تھی، اس سبب
 یہ سن کر کہ مولیٰ ۱۹۱۹ء ویکے آئے، وہی بہت توجہ سے طرح طرح کے کاموں میں مشغول کیا کہ

میں تباہ کر دی گئی ہے، اس لئے کوئی دوا خانہ نہیں کرتی، انہوں نے غصہ، صدمہ و جد
 سے علاج کا سلسلہ جاری رکھا، اور کہہ کر کہ ت کے چہ ہوا، اور کے علاج سے فائدہ نہ ہو رہا ہے

تک ۱۹۱۹ء دلی کا سفر صوبہ مست مولیٰ ہو گیا (شہر زانی ۶۰) وہی طبیعت و صحت پر چلی تھی کہ وہ
 نہ نہ کیا ہو کی یا دلی، اور چون کہ انہیں لکھے ہیں وہ خود پہنا شکوہ کیا، ڈاکٹری علاج سے بہت

خود کے مشورہ شریعت مولیٰ صاحب شہدہ میں (شہر زانی ۶۰) وہ اب بھی صحت میں ۶۰

۱۰۱۔ جوں جوں جاس کی بنا پر لی شرع کر دی ۱۰۲۔ مولانا کو ہر تک گوندہ کے شفا حاصل
 شہم دوا گوندہ میں ایک لطیفہ پڑھا۔ توشی خادم حسین صاحب جو مولانا سید امیر می صاحب
 شہید کی بہن کے دوست ہیں اور جن کے انا دہیں گوندہ میں وکیل تھے اور اس زمانہ میں وہ
 طالب علم تھے اور جو ان تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں مولانا کی تعریف کا پڑھ کر ان کی
 زبان سے کچھ مستحق تھا مگر کلمات کی کوئی صحت نہ تھی جو ان کے گوندہ آنے کا حال سنا
 تو مجھے قہر نہ تھا مگر جو ان کے عشق کا کلمات عرض کرنا کہ وہ سننے لگے وہ بے محسوس ہو کر میری یہ
 ایک غمزدادہ کی کمرست تھی اور اس طرح بکھ کھنچ کر گوندہ بلا گیا یہ قصہ یہ جو کہ
 اس میں جلد چھپا ہوا تھا تو واقعی وہ چند روز کے بعد چھپ گئے اور گوندہ سے چلے گئے
 برطانوی طریقے سے گوندہ کے محبت سے محبت کی اور محبت یہ کہ غیر انہیں تک ان پر اس کے
 ہوتے رہے یہاں تک کہ وہ حالت جو ایک سال پہلے رچ متعلقہ میں انہیں ایک سو پندرہ
 کو جو کشمیر میں تھے گئے ہیں جن سے ایک بچہ کا صحت آغا تھا اس سے جو بارہ میں کوئی جلد
 کشمیر لارہ کو کرنا ہوا ان کے کشش کے اسباب بھی تھے انھوں نے کہ حکومت کے تیسے تیسے اور ان
 میں سے دو سست اور ان کے کشش کی گزیرہ انہیں سال ہی مرید ایک دوسرے میں تھوڑے تھوڑے
 کا یہ ایک ہی سست اور ان کے کشش کی گزیرہ انہیں سال ہی مرید ایک دوسرے میں تھوڑے تھوڑے

۱۰۳۔

ضمیمہ کشمیری مولانا کے سفر کشمیر اور ان کے سفر و سفر کا اشتہار اور ان کے ایک ایک مقامی
 اور صحت مزاج جو ان کی رعایت کے تیسے تیسے رہتے ہیں ان کو اور ان کے جرم تھے صحت کے
 لے چاہیہ شہر مشام میں صاحب دین کا کہ ان کے دادا

بہرہ و ناسفانہ ان مقامات کو ایک قصیدہ میں نظم کیا، اس میں کا نام قصیدہ کشمیر ہے کہ اس کے سرور
 میں کشمیر کے منہ و بیاہ کی آوازیں برائیں کے بعد اپنی بیوی کا حال ہے۔

بہشت بزرگ گاہیں ہر دم مستحق ہمارے	سہرا ام ہرچہ ہو درود و غم فریخ و غماست
بہر ایک ہفتہ کے سرور ہی اور پنج سفر	تپ چمن باغیچہ اندر و کلیم بر خاصیت
چوتے بعد کہ فرستے فرانسہم کرے	کچھ مگر کشمیر ہوندا ہر باغیچہ مست
وہاں آج بیشتر دھندلے ہمارے	کہ توں گشت کو ایک بہرہ و ہر دم گشت

اس کے بعد چار باب گیسر کا نام ہے اور پانچ ادا کی گئی ہیں یہ ہیں۔

گرچہ باہمی زریعہ ہندوستان کے	دیندہ ایک تپا ہی اندر و ہر خواہی ہر گشت
ہرگز ان دیار گشتی آمد نہ مصلحت	آہ از ہند و از دہلی تپ شکر ہر گشت
ہر ایک ہر ہر وہاں آمد و از ہر خواہی	ہر س و ہر س و ہر گشت و ہر چاہی ہر گشت
ہر گشت و ہر گشت و ہر گشت و ہر گشت	ی توں گشت کو کشمیر عرب و ہر گشت
نماز و ہر گشت و ہر گشت و ہر گشت	معدویں تپ چمن باغیچہ ہر گشت
نماز و ہر گشت و ہر گشت و ہر گشت	میرہ اسد کہ ہر گشت و ہر گشت
نماز و ہر گشت و ہر گشت و ہر گشت	ہر گشت و ہر گشت و ہر گشت و ہر گشت

یہ ناسفانہ کے ایک خاص میں دیکھ کا ذکر ہے اس کی تفصیل قصیدہ میں ہے۔

چون کہ قصیدہ کے ہر گشت و ہر گشت	ہر گشت و ہر گشت و ہر گشت و ہر گشت
---------------------------------	-----------------------------------

یہ قصیدہ کے گشت و ہر گشت

نہ تھا۔ ہاں اس کا ادھر جان دھیر چکے تھے، اور اس دم سے ان لوگوں کی ہسٹ بکلی چوٹی اڑی اس سے
 سمجھ آئے کہ اہم گنہ گار ہیں کچھ جہاں سے تیرا اس پر بھی مافی درجہ، البتہ ذرا دیکھ کر بھیجے یا کہ مرہب سے
 شہر سے کھڑے جہاں سے گا۔

ہاں چند چند روزہ بندھی رہی، مگر وہاں سے بھی کہیں چلے گئے۔ یہاں پہلے تپ سے، اور پھر سیرت
 ہر وہاں کا صاحب و بیگ سے نصیب ہوا، اور پھر پتے پہلے وہاں سے حرکت کر کے وہاں سے
 شہر آئے، یہ بھی میری کاجن کی مکتوبات شہر ہے، حرا اور فاقہ جو اس فاقہ کے سے
 وقت ہوا وہ نہیں شاہ امین اور صاحب ایک شہر بزرگ تھے، وہ وہاں سے صرف کے
 وہاں سے ذرا ہی کے ہسٹ، اچھے اور صاحب اور شاہ تھے، وہاں سے صاحب ان کے باکرہ جو
 ۱۰۰ گزیرہ کپڑے پہنی کر کرکے دیکھا گیا، ایک آگے چلتے تھے تو فراق سے زندگی بہر کی چرو
 کا اور شاہ صاحب کے وہاں سے کا نام یاد، ان کو ہسٹ ہر وہاں سے، وہاں سے ناگہان وہاں سے
 کیا، وہاں سے بھی نہیں نا، کسی شہر میں مر گیا، کی شہر میں نہیں، ان میں سے ایک شہر میں
 وہاں سے ملے، وہاں سے بھی نہیں، ان کی شہر میں، ان کی شہر میں، ان کی شہر میں، ان کی شہر میں
 بیٹے کی اطلاع پا کر مر گئے، ایک دو ستر و میری کہ بیٹا، اور شاہ صاحب کے صاحب
 کہ بھی پیا کر ان کے ساتھ کر دیا، وہ اس وقت جس جہاں سے آئے، اس کا ذکر مر گئے، ایک
 وہاں سے کیا ہے، وہ وہی شہر ہے، کہہ جانی، اس کے نام لکھا ہے، شہر میں نہیں کہہ کر
 کے شہر میں نہیں کہہ کر دیا، وہ وہی شہر ہے، کہہ جانی، اس کے نام لکھا ہے، شہر میں نہیں کہہ کر
 وہاں سے کیا ہے، وہ وہی شہر ہے، کہہ جانی، اس کے نام لکھا ہے، شہر میں نہیں کہہ کر
 کے شہر میں نہیں کہہ کر دیا، وہ وہی شہر ہے، کہہ جانی، اس کے نام لکھا ہے، شہر میں نہیں کہہ کر

آخر میں گرجاؤں نے قیام دلی بھیس، کہا، چرم کو وہ بھی ایک ہی لباس کے اندر بستنی ہو گئے
 مرہا، ناشی مردم کی حالت یہ بیزاری کے سب سے آگے کے دوستوں کو ان کے متعلق
 بھی تھوڑی سی مروتا ساقی مردم نے ہجرت کی مشقت کو مرہا شرفی کو کھانا، "نت سے
 شمس صلا، مرہا، ناشی کا مارا مسلم نہیں، حدوتہ صلا، کی نسبت عجیب غریب ابو ابراہیم قادیانی،
 ستر نرہیستہ کو بیستہ چنگس میں شمس لئی، اوجہ شمس گورہ کے دل میں اس کی طاعت کو کر
 کا پیدا ہو، مسلم میں کہاں ملک صحت ہے؟

مرہا کا معاملہ گورہ میں گمانی سے صحت اس کے نکل چکا تھا، ہم وہ اس وقت دلی میں
 یا طیس تھے یا تانگی، نکاح میں ستا۔

والدہ کی حالت ۱۹۱۱ء کی پریشانی صحت کے بعد بوقت ایسا تھا کہ مولانا ارم کرپا، پاسپرو
 ۱۹۱۱ء میں سنہ ۱۹۱۱ء تقریب کے لئے کہیں، بڑے شرف سے بچا، اگر قصداً قدر کو یہ نظر

نہ تھا، اسی زمانہ میں ان کے والد صاحب ایک سندھ علاقہ میں جہلا برسے، جو ترکو غرض اللہ
 ہی تابت، ہوا، نومبر میں ان کی حالت بہت خراب ہوئی، ۱۱ نومبر ۱۹۱۱ء کو وہ بچا
 مرہوی، حقائق کہہ گئے ہیں، "استدلال و مسامت کی مدد سے گئی، اولہ کی حالت عوامہ کی چرکی کو
 بکریم کا بیٹا صاحب ہی تمام اطراف کے کوئی، زندہ ادا کی گئی، کو اسے ہیں، مسورت سب سے
 نور الدین ہر وقت تم کو چھپا کر رہے ہیں؟ (۱۹۱۱ء)

مرہا، پراہنہ کی تیا، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴

نیک سنا تیرے ہوشہ مدد میں بند ہو گئیں۔ پسے خلیع نے ان کے وجود سے عروسی کا ٹکڑا کیا۔ - مرنے
ایک کا ہوا بے دلیل کی موت رقی، بلکہ ایک بغاضہ ہر دو سریرہ اور قوم کے ایک سنا تیرے
زیر دست خود فریب کی موت تھی، بیٹے پر اس حادثہ کا بڑا اثر پڑا اور عریشہ سے خارج رہے،

ان سے پہلے بدگست میں دھندلے آں کن
نہا دہم بہر دیا آں جہاں کن
دستار میں سے بزم غریب ہوا ہم بہر
یہ نہا دہم بہر دیا آں جہاں کن
کوہ غنیمت فرق تو ہم کہ کر کشم
یہاں آں جہاں کن
پیر خود دست و دست تو آں جہاں کن

رقی و معال قوم تہائی کر چوں تہا
دوہا تمام از غم و از غم تہا
ایوان قوم کو سرش چرخ سو و جو
قد غنیمت است لکھ بانی لکھ غنیمت
آں قوم کو تہا نہ غنیمت سو و جو
آں صفحہ سے دست پر اقبال پار غنیمت

دہم کر گیت کو غنیمت تو دیکھ تہا کر
دست پاکی غنیمت ایسا تہا رداشتی
یکدل خود دست کو صناد صرنا کر
یا کسی تو رجاں تو بریاں خیر سو و جو

آخر میں بندہ کی موت کے وقت کا عجیب و غریب قصہ کہنا ہے،

تہا آں شان کو دست قش ردا کر
عالم کو رجاں کو دست قش ردا کر
شہلی کو سید دانا زود بیل و قش
اسحاق کو دست قش ردا کر

ستند خاندانہ، سب سے پرکشیدہ
 اسی تیرا گزرا دل اگر دوس گنار کر دے
 مرد دیش نے سوا سیدہ گئی صاحب سر دم۔ دو گز ناظم خود کو شہساز میں اپنے پاؤں
 کی رعایت کی غریب کو زچہ کر رہی تھی، تفاق سے اندوہ کے دفتر کے بندہ کار کھڑے ہیں
 وہ کار زچے لی گئی تھی، ایک ہی سطر تھی۔ "وہ کہیں گشتہ"

اس انتقاد کی ملاحظت پر مولیٰ بان کی بڑوسا سطر تھی، تو یہ
 باگی مناسب | شیخ صاحب کی صورت ایک تہا حبیبہ تھی، ایک مسرت سی مہینہ
 دھیر سلفہ | کالجوہ تھی، وہ ایک ہرے ہرے، سر نہر دشتا، اب خاندان کے سرور

تھے، ان کی سر پرستی کی ضرورت سے ماہ سے خاندان پر مولیٰ، آپا، شیخ صاحب نے پہلی جہتی اور
 اور ان کے بھائیوں کی والدہ کے علاوہ غیر کو نہیں پرشادی کی تھی، بی بی تہ کی بھی میں گشتہ
 میں آپا کا با دادا ایک جھٹس جیوی کے نام سے کہہ کر، یہ تھا، میں سے مولانا اور ان کے بھائیوں
 کو حالت اختلاف تھا، اس کی تفصیل نکالیں گے، ایک خط، اسحاق ۳ میں ذکر ہے، شیخ
 صاحب نے بھی چھ سات ہزار کی آمدنی کی بار بار کے ساتھ تین سو پندرہ لاکھ قریں چھوڑا، قریں کے
 سوا شیخ صاحب کا بڑا کارخانہ تھا جس کو قائم رکھنے کے لئے آمدنی کی ضرورت تھی
 سوتیلی ماں اور ان کے طرفداروں سے ملگ جھگڑتے کی صورت تھی

بچہ کی زندگی بھر جو ناہنجی سوتیلی ماں سے ملنا کیا سنی، ان کے نام سے بیڑتے، اپنا
 کا ذکر سنا میں جانتے تھے، اگر بچہ کی روح کے بعد یہ انتظام ہو کر وہ خود بخود چھوڑ دیتی ہیں
 نہ شرابی، نہ حیر، نہ میں سنی سے نہیں بڑا، چھوڑ دیتے، بڑا چھوڑ دیتے، اطمینان ہے، یہ کسی کے

ہمال وہ جتنی تشریف لے گئے وہاں کے سرداروں پر گوسے چڑھ کر کافی ناگوار رہی اور اسی سلسلہ میں
وہاں کی راجپوت بیٹے سے بھی لڑائی ہوئی۔ یہی سب کی سب گتیاں ایک ایک وقت پر

سرداروں پر ہو کر جا رہی ہیں۔ یہ سب گتیاں اس لئے تو مہنگاوت کا باعث بنی ہیں
مورچا قرقم جو اودھ میں رہتے ہیں ان کے لئے ان کو گھیرنے والے تھوڑے تھوڑے حصے اور
مشتات کی پیروی پھرتی، اسی حالت میں مولائے خدیو کا لاش واپس ایک تہہ پہنچوشت
مگر یہ درختاوت چوتھا ہے، میرا حال یہ ہے کہ حال قحط میں ان کے ملک کے پاشا و پاشا
ہر کی کی پائین دینی اور چاندی کی طرح کے لئے پاشا کافی تھی، مگر اس وقت وہ داری کو بھی میں سے
لاہور ان کو لکھ رہے ہیں، یہی طرح خدیو، جہد میرٹھ لکھ رہے ہیں کہ وہاں وہاں وہاں
کہہ رہے تھے لکھ رہے ہیں، یہاں میں اگر تھیم کا شمار کرتے تو اس سال کی فصل بھی ہست ہست ہے،
برقی دست میں اس سب کو کہہ رہی ہے اپنا اس کا تہہ مقرر کر دیا اس سال کے اپنے حصہ کی
کوئی نہ ہو، یہی سب کے سردار پر کھڑے ہیں، یہ سب کر رہے ہیں، یہ سب کر رہے ہیں، یہ سب کر رہے ہیں
خدیو میں وہاں خدیو کے لئے دینا ہے، یہ سب کر رہے ہیں، یہ سب کر رہے ہیں، یہ سب کر رہے ہیں
بہنوں کا ایک سارہ، یہ سب کر رہے ہیں، یہ سب کر رہے ہیں، یہ سب کر رہے ہیں، یہ سب کر رہے ہیں
اس کے بعد، یہ سب کر رہے ہیں، یہ سب کر رہے ہیں، یہ سب کر رہے ہیں، یہ سب کر رہے ہیں
یہ سب کر رہے ہیں، یہ سب کر رہے ہیں، یہ سب کر رہے ہیں، یہ سب کر رہے ہیں، یہ سب کر رہے ہیں

یہ سب کر رہے ہیں، یہ سب کر رہے ہیں، یہ سب کر رہے ہیں، یہ سب کر رہے ہیں، یہ سب کر رہے ہیں
یہ سب کر رہے ہیں، یہ سب کر رہے ہیں، یہ سب کر رہے ہیں، یہ سب کر رہے ہیں، یہ سب کر رہے ہیں
یہ سب کر رہے ہیں، یہ سب کر رہے ہیں، یہ سب کر رہے ہیں، یہ سب کر رہے ہیں، یہ سب کر رہے ہیں
یہ سب کر رہے ہیں، یہ سب کر رہے ہیں، یہ سب کر رہے ہیں، یہ سب کر رہے ہیں، یہ سب کر رہے ہیں

پہن چنا ہے دیکھ لیں کہ کچھ ہے؟

لیکن گنگوہر بادل عرلا کے صبیبت کی ہرکت کو چھٹ گیں مولوی نے نظر کو جو حرم
 و مجاہد تھا اپنی خاندان میں شریک کر دیا اور ان کی کام کی حد تک کی رہا سہی سے حرم دروں
 میں داخل کر دیا۔ بچ کی دہریائی مولوی کی سہیلیاں نے سنانا کا یہ پرتو دیکھ کر یہ کیا کوجا ہوا
 شیخ صاحب ان کو پر کر گئے تھے وہیں کر ہی یہ وہیں شدہ جان و فرخاں ہوں کر دیدی گئی،
 اور قریب کے زب سے حرم کے بوج سے وہ بچے ہو گئے، ہائی قریب کی مولوی کی فکر بھی ہی کو، لیکن
 بول، جن ہی، دوسرے تہذیب نے جو کہ نسب کا یہ لاد میں خد کے پروہن سے، ان کو جو
 میں ایک خد سے پر ہوا یہ جناب انہیں کچھ وہ میں مولوی باندھی کی پروہن سے ہو گئی مگر
 سول نے وہاں ہا سے وہاں کہ دو سال تک ہی میں، ہائی مگر وہاں ہر اہل خد سے پر ہوا
 کی تعدد و تکرار پر تھیں، آخر قریب سے تھیں کی تھیں کو ایک وہی یہ کہ وہاں
 روانے تھے غریب سے مل گئے پہلے قریب ہی تھیں ہر ایک دیا، ہا سے رہت کی پہلے گھر سے
 ہر اہل گھر میں وہاں ہر ایک نے چہرہ آواز کا شہدہ دیا اور وہاں ہر اہل گھر سے مل گئی
 جو کہ اس سفر کی مجلس ہر چہرہ آواز کے ساتھ ہر ایک میں ہر ایک سے مل گئی کا اس سفر پر
 گھر کا بھائی بند ہے، اور ہر گھر کی مجلس بھی شان ہے۔

میں نے وہاں قیام مولوی سے مولوی کے آج میں چہرہ آواز کے ساتھ ہر ایک میں ہر ایک سے مل گئی
 اور مولوی نے وہاں قیام مولوی سے مولوی کے آج میں چہرہ آواز کے ساتھ ہر ایک میں ہر ایک سے مل گئی

شکرت، شب علی ہذا اہل حرم

سکڑ کر جاؤں گی، ترقی و مدد اگر چاہتا ہوں یہ کیا ہے؟ شمس پھلور مرزا انہی نہانی کاغذات میں لکھ کر دستہ مسموم بھیجے گئے تھے۔ پورا پورا پریکٹکس تمام شخصوں کی تحریر سے معلوم ہو کر رہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اگر آپ ان سے ایسے آدمی ہی مل سکتے ہیں جو بد سلوک و بد امن کے گمراہ نہ ہوں، اگر آپ ان کے علم و فضل و باریک بینی کے مقابلہ میں یہ چند چھوٹے آدمی ہوں تو میں کھتا ہوں کہ میرا حال وہ جس کی خدمت میں میں ہوں اس سے زیادہ اچھا ہے۔ تھے میرے نزدیک بہت بہتر ہے۔ بہتر ہے۔ بہتر ہے۔ اس وجہ سے کہ آپ کے تفسیر و تفسیر کا یہاں کیا ہو، مرنے والے، اس کا نام کو آپ یاد دلاؤ، یہ وہاں پہنچا سکیں گے۔ اگر جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہو کہ مولانا نے اس حد تک کو قبول نہیں فرمایا، شاید اس کی ایک وجہ تھی کہ ان کی یہ اس احمد کی تحریک چار سو روپے مولانا کو دی جانے والی تھی۔ یہ اپنی منسلک کو اپنے پاس ہی رکھ کر لکھتے ہیں۔ "بھگوان چکر" (جو بعد اس وقت میں اس وقت ہو کر ۱۹۴۰ء روپے نہیں لگ سکیں) میں تھے اس سے انکار کیا، چونکہ وہ اب عداوت تمام اس سے زیادہ کے کاروبار میں ہیں، اس نے حضور میں بڑے دور کے ساتھ تحریر کی، بخاری میں بھی ہے، اس کا جواب میں آیا اور بہت کم توقع ہے کہ اسے حضور پروردگار کی ناپاکی بڑھتی جاتی ہے۔

ایک اور خط میں لکھتے ہیں: "بڑی کامیابی ہوئی لیکن یہ قسمتی سے وزیر اعظم اور حضور کے نفقہ کشیدہ ہیں اور وزیر اعظم کے اختیار سے حسب قانون حضور کے گھر دیتے ہیں، اور اس وجہ سے ہر کام میں حضور سے اجازت ملنی پڑتی ہے یہ مرمت چند روز سے ہو رہی ہے۔"

یہ ہے کہ حیدر آباد کے سیاسی ماحول میں اس وقت مختلف اڈے تھے حضور پروردگار میر محمد علی خان احمد اور امام مسعود خان، لاہور کے وزیر اعلیٰ صاحب چٹوڑی تھے، مسعودی خان، لاہور کے

لکھنؤ، حیدر آباد کے، حیدر آباد کے، حیدر آباد کے

و پستہ سرحد پہنچا چہ رسول کے لئے جان نہ لڑی کہ یہ خود و کربلا، وہ مکر و جگر کی جیت بندہ رہی
 نہ یہ ہے مگر کے معانی پہنچاں تک پہنچا چہ رسول کے لئے جان نہ لڑی کہ یہ خود و کربلا، وہ مکر و جگر کی جیت بندہ رہی
 بھنا ہوا ہے

عہد ہنسنے کو ان ہی کہ پھر گئے ہیں۔۔۔ یہاں اگر یہاں پس گیا کہ سچ۔ با کلام سے
 پرچہ سے انجھارے پرچہ سے ہندو کی چرخ پڑے تان تھیں، انہی تھیں یہاں پرچہ سے ہندو کی چرخ پڑے تان تھیں
 دینی ہے کہ تم میں ہندو سے ایک تان تھیں یہاں کا ہی کلام رکھنا چاہئے

عہد ہنسنے کو ان ہی کہ پھر گئے ہیں۔۔۔ یہاں اگر یہاں پس گیا کہ سچ۔ با کلام سے
 پرچہ سے انجھارے پرچہ سے ہندو کی چرخ پڑے تان تھیں، انہی تھیں یہاں پرچہ سے ہندو کی چرخ پڑے تان تھیں
 دینی ہے کہ تم میں ہندو سے ایک تان تھیں یہاں کا ہی کلام رکھنا چاہئے

عہد ہنسنے کو ان ہی کہ پھر گئے ہیں۔۔۔ یہاں اگر یہاں پس گیا کہ سچ۔ با کلام سے
 پرچہ سے انجھارے پرچہ سے ہندو کی چرخ پڑے تان تھیں، انہی تھیں یہاں پرچہ سے ہندو کی چرخ پڑے تان تھیں
 دینی ہے کہ تم میں ہندو سے ایک تان تھیں یہاں کا ہی کلام رکھنا چاہئے

عہد ہنسنے کو ان ہی کہ پھر گئے ہیں۔۔۔ یہاں اگر یہاں پس گیا کہ سچ۔ با کلام سے
 پرچہ سے انجھارے پرچہ سے ہندو کی چرخ پڑے تان تھیں، انہی تھیں یہاں پرچہ سے ہندو کی چرخ پڑے تان تھیں
 دینی ہے کہ تم میں ہندو سے ایک تان تھیں یہاں کا ہی کلام رکھنا چاہئے

عہد ہنسنے کو ان ہی کہ پھر گئے ہیں۔۔۔ یہاں اگر یہاں پس گیا کہ سچ۔ با کلام سے
 پرچہ سے انجھارے پرچہ سے ہندو کی چرخ پڑے تان تھیں، انہی تھیں یہاں پرچہ سے ہندو کی چرخ پڑے تان تھیں
 دینی ہے کہ تم میں ہندو سے ایک تان تھیں یہاں کا ہی کلام رکھنا چاہئے

عہد ہنسنے کو ان ہی کہ پھر گئے ہیں۔۔۔ یہاں اگر یہاں پس گیا کہ سچ۔ با کلام سے
 پرچہ سے انجھارے پرچہ سے ہندو کی چرخ پڑے تان تھیں، انہی تھیں یہاں پرچہ سے ہندو کی چرخ پڑے تان تھیں
 دینی ہے کہ تم میں ہندو سے ایک تان تھیں یہاں کا ہی کلام رکھنا چاہئے

عہد ہنسنے کو ان ہی کہ پھر گئے ہیں۔۔۔ یہاں اگر یہاں پس گیا کہ سچ۔ با کلام سے
 پرچہ سے انجھارے پرچہ سے ہندو کی چرخ پڑے تان تھیں، انہی تھیں یہاں پرچہ سے ہندو کی چرخ پڑے تان تھیں
 دینی ہے کہ تم میں ہندو سے ایک تان تھیں یہاں کا ہی کلام رکھنا چاہئے

عہد ہنسنے کو ان ہی کہ پھر گئے ہیں۔۔۔ یہاں اگر یہاں پس گیا کہ سچ۔ با کلام سے
 پرچہ سے انجھارے پرچہ سے ہندو کی چرخ پڑے تان تھیں، انہی تھیں یہاں پرچہ سے ہندو کی چرخ پڑے تان تھیں
 دینی ہے کہ تم میں ہندو سے ایک تان تھیں یہاں کا ہی کلام رکھنا چاہئے

شانیکر کا جس سے مروی ہے کہ گرو کی کار کرسید ملی تہو جسے انھوں نے کھڑا کر دیا اور مرنے والی حالت میں
 اکتھپ چار سال کے بعد مر گئے۔ یہ شخص حق جوہر کا بیٹا تھا کیونکہ مدت ملے یہ سرور سے ملا تھا۔
 مختلفہ کتب پر نادر شاہی نام ہے۔

اس میں سے سو گرو ہر گرو کی تہہ ملی بلکہ گرو کی ترکیب سے مختلف ہیں۔ یہ وہاں باو میں سرور
 علوم و فنون کا قیام ملے۔ یہاں تھانہ واس کے سب سے پہلے نام مراد گرو تھی صاحب مقرب سے
 تھے جس سے گرو تھی گئے تھے۔ اور مستند است کا بڑا دوسری رکھتے تھے۔ اسی کا اہل وطن و غریب
 نازی چور تھا۔ اس کے بعد باو پہنچے کے بعد وہ اس احمد سے ہٹا کر ان کے پیروں میں چھوڑے
 گئے۔ حد یہ کہ گرو ملی ہو گئی۔

سرور تھانہ و فنون کی نظامت | ہر حال جب ہو جائے احمد تھی کی خدمت سے انھوں نے کیا تو جو سرور
 ملائے ۱۶۷۰ء۔ یہی سرور تھانہ علوم و فنون کی اسی فانی تھانہ نظامت کے احمد پر ان کا سرور

تھے۔ اس وجہ سے سب ذیل کتابیں اس کی حالت سے تھانہ بریں ملتی ہیں۔ پہلی پانچ کتابوں کی ڈاکٹر سید علی
 نے گرو کی کی۔

- ۱۔ سید احمد و سرور تھانہ ۱۶۷۰ء۔ ۲۔ احمد کی پہلی کتاب ۱۶۷۰ء۔
- ۳۔ سید احمد و سرور تھانہ ۱۶۷۰ء۔ ۴۔ علم الکیم تھی ۱۶۷۰ء۔
- ۵۔ تھانہ و سرور تھانہ ۱۶۷۰ء۔ ۶۔ تھانہ و سرور تھانہ ۱۶۷۰ء۔
- ۷۔ تھانہ و سرور تھانہ ۱۶۷۰ء۔ ۸۔ تھانہ و سرور تھانہ ۱۶۷۰ء۔
- ۹۔ تھانہ و سرور تھانہ ۱۶۷۰ء۔ ۱۰۔ تھانہ و سرور تھانہ ۱۶۷۰ء۔

یہ سرور تھانہ صاحب و سرور تھانہ ۱۶۷۰ء۔ یہ سرور تھانہ ۱۶۷۰ء۔ یہ سرور تھانہ ۱۶۷۰ء۔
 یہ سرور تھانہ ۱۶۷۰ء۔ یہ سرور تھانہ ۱۶۷۰ء۔ یہ سرور تھانہ ۱۶۷۰ء۔

پہلے حدیث سے مراد یہ ہے کہ ایسا نام مقامی کی نصرت قرار دے سہو و پیہ معتر چرانی اس کے بعد
 ۱۰۔ یہی بات فی مشیت وہ ہجلائی شہنشاہ کی حدیث کی پور کا خواہ چار سو روپے دلوں کا روات
 ہوا۔ بعد کو مروی حوالہ مندرجہ میری کوئی کوئی سے پانچ سو روپے دلوں کو گئی کسی سو روپے ہوا
 کا گزشتہ حدیث جو مرکارہ حدیث سے ان کو لاکر تاخیر ہو گیا۔ اور چونکہ یہ حدیث خود کا سید علی بکر دی
 کی گزشتہ حدیث سے مرکارہ حدیث سے ان کو لاکر تاخیر ہو گیا۔ اور چونکہ یہ حدیث خود کا سید علی بکر دی
 کا پانچ سو روپے ہوا۔ اور مرکارہ حدیث سے ان کو لاکر تاخیر ہو گیا۔ اور چونکہ یہ حدیث خود کا سید علی بکر دی
 کی گزشتہ حدیث سے مرکارہ حدیث سے ان کو لاکر تاخیر ہو گیا۔ اور چونکہ یہ حدیث خود کا سید علی بکر دی

اس حدیث کا کلام آپ ہاتھ میں لیتے کے ساتھ صلا اے علم کلام پر قصد تفسیری کا خاکہ کیا
 کر یہاں تک زندگی کے جو پہلے حالات آپ نے اپنے ہیں ان سے آواز دہی جو لگے وہ تاریخ
 سے نقل کر لکھ کام کے کو چر میں قدم رکھ رہے ہیں اور سرحد سے ان سے اعتراض کی گئی کہ جو
 کی تھی۔ وہ اس کے لئے کیا جوں کا صلہ کرتے ہوئے وہ نقل گئے اور علم کلام کا ایک وسیع خاکہ
 ان کے ذہن میں آ گیا۔ چنانچہ اعتراضی کے شرمناک ہیں وہ لفظ ہیں۔ علم کلام جو مسلمانوں کی کتاب
 ایجادات ہیں سے ایک حکم ہائے ان تمام اہل ان کا سہا بنا رہے ہیں آج کل اس کی نہایت سطور
 کھڑے ہوئے اور ان کے ہاں بھٹو اور دینہ ہیں

۱۔ علم کلام کی تہذیب اس کے حدیث کا تہذیبی اور ترقیاتی
 ۲۔ علم کلام نے تہذیب و تمدن کے متعلق کیا کیا اور کس حد تک مسلمانوں کی
 ۳۔ علم کلام کی سوانح

کتاب: جہاد و اسلام

چلا، بعد میں وہ لکھ چکا تھا کہ جو وہ چھوڑ گیا، اور پھر اس طرح ہو گیا، اس میں ہم نام
جوہر کی سوانحی شرح پر مبنی تھے، ایک مستقل کتاب بھی لکھی، جو کہ پوری کتاب کی ساری کو حصر
رکھتا، مناسب معلوم ہو کہ چوتھا، فی وقت، ملک تاج کر دیا جائے؟

پچھلے جتنی ادکام کے شروع میں علم کام کی تاریخ لکھنے کی وجہ لگی ہو، وہ بتا دے کہ اس
لکھنے میں وہ اپنی تاریخ کی حد سے باہر نہیں نکل رہے تھے، فرماتے ہیں، تاریخ کے جس میں اس
سے ہفتے بگ، دہا، صدائے اس میں ایک یہ بھی ہے کہ انسانی اور قوم کی تاریخ سے گہرا
و حوالہ کی تاریخ لکھتے ہیں، مثلاً علم کام پیدا ہو، کئی اسباب سے پیدا ہو، اس طرح ہر صدی
کیا ترقیاں اور تبدیلیاں ہوئیں، اس کی وجہ سے ہمیں اس قسم کی کوئی تعصبات اور بکریاں نہ ہوں
ہیں، جو نہ تو اس کے لئے نہ ان تعصبات سے ہی تعصبات کا صریح تاریخ قرار دیا جائے
اس ایک سوچ پر میرے قلم سے نہیں، اور شاید جو میں وہ تاریخ ہی تھیں، اس بنا پر علم کام سے دائر
سے خارج تھا، علم کام کی تاریخ لکھنے سے ایک طرف اسلامی تاریخ کی ایک بڑی کی جڑ ہی ہوتی ہے،
دوسری طرف یہ تعصبات جو حقیقت علم کام کی تعصبات ہی تاریخ کے دائرہ میں نہ پاتی ہے، اور یہ
ہی اس سے آواز کرنے کا نتیجہ ہے۔

اس میں شک نہیں کہ مرنے والے تاریخ کی تقریب سے علم کام کے کو جس قدر ہم
گروہ کو جان کو یہ پسند آیا کہ وہ ہر طرح کی میں تھے، دیکھتے تو یہ کہ ان کے علم کام کی
تاریخ کے دائرہ میں آجاتی ہیں، اگر بظہور معلوم ہے کہ ان کی تاریخی کتابیں ہی علم کام ہی کے دائرہ

یہاں اس سٹے وہ ظالم کھٹے سے اپنی جڑ سے نکال دیکر سٹے کے گوشہ در پہنے تھے اور وہاں جڑ
اس خدو سے کہ قبل کر سٹے کے بعد ہی جڑ تباہ کی نہ ہوئی سیاحت میں ایک عظیم
تغیر نہ ہو تھی بلکہ ایسی انقلابی مگر ایسی صحیفہ کے نئے سے جس نظام غمی کے سامنے سٹا
کہ کچھ اثر کرتا ہے

سورج پتل بگڑی کی جیسا کہ ہے عمر کی | سوئی بدلتی بگڑی جو عجم میں جاس بہت سی خوشیں
 دیکھتا ہے عجم و غزنی کا وہ چہرہ |

وہ سب سے پہلے حرم و غرن و غرن کا ترجمہ کیا۔
 اُن کے پاس میرے چرن و غرن کا ہوتا تھا کبھی وہ اس میں دوسروں کو چھانے دیتے تھے اور کبھی وہ اس
 میں خود نہیں جاتے تھے اسی اقامت کا ایک موقع منسلک ہے کہ آخر میں پٹی آیا، فوب و فاکر
 چاروں طرف لہائی سے مستحق ہوئے، اُن کی جگہ ہمارے سر کرتی پر شاہ کو درخت کا قد میں رہا
 ہوا، اس کے چہرے میں سوئی ہوئی جی بڑھ رہی تھی، ہمیں اس کی کانگہ دہری کے چہرے
 پر مسرت سے سیکڑہی کر دینے لگے، سووی کا صاحب کا اسی جگہ ہوتا کہ وہ صوفی باغ میں
 تھی وہ سووی شخص کا تعلق عرب اُن کی ذات سے تھا، اس نے ریاست کی بھی چوٹی
 کے مستحق تھی، کاسا نہ چرنا ضرور تھا، وہ ایک گھسٹ ملک تھا کہ شہر والی صاحب کی گتے میں آ۔
 - جس نے باد کی چوٹی پر پہنچ کر دین میں محنت جو چال تیار دوائے کہ فوب و غرن سے عرب کہہ لیا۔
 - ان میں نے فوب و غرن و غرن قبول کر لیا ہے، لیکن اس خط

میں دیکھنے پر مست ہوں مجھے قبول کرنا ہے یا نہیں؟

وہ بھی دیکھ کر کب تک کتاب انوارِ کائنات کا چھپ سہ رہا اس کی تردید کے بغیر وہ یہ کہہ سکتا تھا کہ یہ کتاب
ایک ہی جگہ کے ہندو۔ اکتھ پر کو لکھے ہیں۔ یہاں پر نزدیک تیار لکھ کر کتبچہ سید علی
نعلی پیکر دے دو گئے تھے یہ بھی امیرِ اہل سنت از پیر شہ

۱۱۔ اکتھ پر سید علی کو اپنے فاضل عزیزِ جمیع صاحب کو لکھے ہیں۔ یہاں کے صاحب نے کہا
تم سید اجازت میں پڑھو جو بکے محقر و کدو دنیا و دھرم کی اودھ بھری ہوئی، جو سید علی صاحب نے پڑھ
تھے، اودھ بھری تھے جاتے ہیں، میں بھی دو چار روز کا کھانہ ہی چھوڑا۔

ہر حال یہ دو چار روز دو چار برس ہو گئے، صرف تھوڑے علوم و فنون کی ضرورت، و عدم ضرورت
کے فیصلے کے لئے ایک کمیشن بنایا گیا، اور اس کے فیصلہ تک یہ منصب بھالی رہا،

ایک نظم دہی نامہ میں لکھا ہے چور اور خطاب کر کے ایک نظم لکھنی شروع کی میں ہیں
اُس کے موجودہ خلفائے اودھ انقلاب کے شاہ سے بھی تھے، یہ نظم نہ بن سکی جو لکھی، دیکھی اس کے
پندرہ شعر کا تیسب میں سوانہ شہزادی کے ایک نمایاں ہیں، مطلع تھا:

لے لے لکھی: اسے کو بہا رہیں ہاں از دست

اس کے بعد کے شعر ہیں:

گر برنگی ایس گسہو گرداں از دست	جس تو اندکے پر پردہ پر آؤ حد نشی
ہر روز پناہ ہوئی تیر کوئی کھڑی دست	ہمدانیہ تیر و از حلقہ کجوشانی تر اند
شلی تھوئی، آغ نواں خواں از دست	پال آدھوی گوی، نیر مسلم و دم

۱۲۔ شہزادی کے شہزادہ ۱۳۔ گنگہ میں ۱۴۔ گنگہ میں ۱۵۔ شہزادی ۱۶۔

سروستہ کا یہاں نظام | تمام حالات کے لحاظ سے مولانا کا اضطراب بجا تھا مگر یہاں کچھ کٹن پر شاہ جیسے
 نیک سرشت اور علم و مستعد عالم اس سے اس سروستہ کی ضرورت بھی نہ تھی اس لئے مولانا کے
 جو پرانیے قدر شناس سے بچے رہ سکے تھے، چنانچہ جہاں برسر کٹن پر مولانا نے بھی اس سروستہ کے کٹن
 سے وکچی لے دو اس کا استعمال خیر وصال پر کیے کی طرف مال چھوٹا ہوا وہاں وہاں نہایت
 خیر و صلہ اور تحارر تک بہادر حسین صاحب مرکا بھائی اسی کے افسر اعلیٰ اور سرپرست اور مولانا
 سے وکچی کی جگہ پر تمام مقامات میں میر کاظم علی صاحب مکران کا مقرر ہوا ہے۔ اور
 نظام اور تعین و تالیف کا کام یہ مقرر جاری رہا۔

قیمت دار وکھی تعینات | مولانا کی روم جود تلوین کل چاہو جس سے اپنی قریبی مسئلہ
 سے قریبی مسئلہ ایک اس میں بھی مسئلہ کے چھینے ہیں اور یہاں میں گئے، غائب
 جہاں پاگست ملنے میں وہ سروستہ علامہ غزنوی کی نظامت پر بحال ہوئے اور مولانا
 میں ایک سے لگ ہو گئے اس بنا پر ان کی نظامت سروستہ مذکور کی مدت ساڑھے تین برس
 سے زیادہ میں اس پر مشابہت و روز بھی اکثر ورنہ کے نظامت و سیاست و جہد کے لئے
 رہے اور اس میں ان کا طرہ سے کم نصیب ہوا اس پر وہ کچھ کر سخت توجہ تھے کہ یہ طریق
 کے ان سارے تین برسوں میں اس کے لئے ایک پانچ گنا تین نصیب فراموشی میں ہر کس
 مستقل پر پنج برس کی مدت۔ نظامت و سرپرست کی تاج پر سکتی ہے مگر نصیب میں سے
 کہ جو اگر جتنی صاحب فکر و منت ہوتے ہیں وہاں کے اصول پر، پے چالاک جب
 سے اس کو بہادر ہونے کی مال مسئلہ میں وقت و

تھیں کہ جسے اگر وہ دنیا کی بات مان لیں گے وہ ان کو اس میں سالہا سال کے عطا ہوا اجر اور رحمت کے لیے
 فرما دیا ہو سکتے ہیں اور سوچئے کہ آسمان کے چہرہ کا اندکے مٹھوں پر آسانی سے منتقل ہو جاتے ہیں
 انسانی امور دشمن میں عطا کی گئی ہے پہلی کتاب انفرادی تصنیف ہوئی جو ۱۲۷۰ ہجری سنہ ۱۸۵۴ء تک
 تمام ہو کر طبع ہو چکی تھی جس کے معنی یہ ہو سکتے ہیں چند مہینوں میں ترتیب دینی مذہب کو معلوم ہو چکا
 ہو کہ اس کتاب کا خیال ان ہی کے دماغ میں کہتے دنوں سے پک رہا تھا۔ اگرچہ یہ جو کہ مشائخ میں
 حسب القاعدہ و فی کی حقیقت کے لئے پیدا ہو رہے تھے، و سرسید نے عطا و فی کے بجائے اسرار فی
 لکھے کہ فرائض میں سے کسی کا عطا و فی سے فرصت پائے کہ بعد ان کا خیال امام غزالی کے سوا
 اور علماء و کلام کی طرف توجہ نہ منتقل ہو۔ ان کی کتابیں دیکھتے ان کا اندازہ سمجھتے اور ان کے خیالات
 کو ترتیب دیتے رہے، یہی سبب یہ کہ بعد از ان کی کتابیں لکھنے کے لئے جو پہلا اجتماع ہوا
 اس میں انھوں نے عطا و فی پر تقریر فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ اس وقت بھی یہ بات صحیح
 ان کے دل و دماغ پر چب رہی تھی۔ اس لئے سب سے پہلے ہی کی طرف توجہ فرمائی

۱۔ جو اولیٰ مسئلہ کو ردائے شرعاً کی کہ تصنیف کے چند مہینوں سے پک ہو چکا ہو۔
 غزالی کی حالت بتاتے ہیں۔ امام غزالی کی حالت میں اس علم کا یہ پرچہ پڑھ کر جو کہ ان کے ہونے
 علم کا وہ کچھ ہو رہا تھا۔ (شروان ۱۰)

پھر جو لوگ کہ یہیں لکھتے ہیں امام غزالی کی تصنیف کا یہ حصہ از قصص حبیب جو یہی کہی
 اس کو پڑھا، یہ علم جس کے لئے تمام دانشمندی کہ وہ لکھا، لیکن اصل چیز ان کی تہذیب و تمدن کا
 یہ ہے۔ یہی وہ ہے کہ انھوں نے علم غزالی سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے ہونے والے علم

اسی کی زبان انہیں متعارف فرماتے تھے کہ اس میں آثارِ برہانی یعنی علمِ کلام کا حصہ بہت ہی مختصر اور اس کو بھی
 نکال کر چھاپا جسکے ایک نوکر ڈاریڈیہ کی تصنیفات بہت کم ہیں اس لئے اس پر قسطنطین سے ملنا نہ ہی
 محض علمِ کلام متعارفانہ طور کے ایک کتب کے ہر فرد آئی تفصیل کا اجمال میں میں نے علمِ کلام متعارف
 نام ۲۰۷ پر لکھی اور وہ درحقیقت بڑی معنی خات کا ہے جسے اخص حصہ جز ۲۰۷ ہے

۲۰۷ دو کتاب ۲۰۷ پر لکھی مستندہ کو صوفی نمبر ۱ کے برسی منسودہ نام و اگر
 میں پیچھے کے وہ بھی لکھی ہیں تو وہی تاریخ کو فراس و قمار الکلب کو لکھتے ہیں ۲۰۷ عراقی کا نام اور
 میں چھپ رہا ہے جو ۲۰۷ عری سے کو مٹی رفتہ نہر خود وہی کلام پر ہوں میں کہتے ہیں جو پیچھے ہو چکے ہیں
 کتاب ۲۰۷ کے لئے لکھے گئے ہیں اس کا نام سے میں مستندہ ہی ایک تارہ تصنیف یعنی علمِ کلام کی تاریخ تکرار چھپنے کے
 لئے تاریخ ۲۰۷ کہتے ہیں۔ انشاء اللہ بعد چھپ جائے گی جب علمِ کلام پر تصنیف ہے اس کتاب اور اس کا نام
 اس کی مستندہ کو عدسی مرحوم کے نام لکھتے ہیں۔ تاریخ علمِ کلام اگرچہ جیسے کہ تے جا چکی ہیں
 نوادی میں سے خود برآ ہو چکے ہیں اس سے دوسری طرف دیکھ کر ناظرہ ۲۰۷ ہے

دار پر مستندہ سے کچھ پیچھے یہ چھپ کر شائع ہوئی اور محمد ۱۶

۲۰۷ علم کلام کی تاریخ کے بعد انکلا میں یہ علمِ کلام کی ۲۰۷ ہی ۲۰۷ مستندہ میں اس کتاب
 کے کچھ پر اب لکھ رہے تھے اور اس وقت یہ بنالی تھا کہ یہ دونوں میں سے علمِ کلام اور علمِ کلام
 بہت چھپیں گے خود ہی ۲۰۷ کیوں علمِ کلام کے علم متعلق چھاپے جائے کے بعد کے بعد چھپے
 علمِ کلام کی روئی کردی اور اس کے بعد انکلا ہو چکا کہ تاریخ علمِ کلام پر کچھ کے اثرات
 نے اس کتاب میں مستندہ کو لکھا ہے جو خود اس حد تک مستندہ کو لکھا ہے

یہی نسخہ کر یا تعداد میں سے پابست ہو، سے کہیں طرف مصلحت کی توجہ سے ہو، کو دہرا
 نوالہ کی اورنگ، رنگ مہیا، نام نہانی کی لاش، حق کو مہیا، دم کے آتہ نکات سے، خود
 اعتراف کی، گدہس و پست کا ایک حوالہ جو ہے، یہی تعریف کی حقیقت ہے۔ جس میں
 نام نہانی کے جوڑ شوی کے چند استاد کا واسطہ ہے۔

پرسہ خیال میں، حق کے جس جو صرح کے احتساب میں ہیں، بادے ساری نیت کو بھی
 حق ہی حیدر، اور دگر گئی ہے میں تعریف اور دوسرے جو دم کے مسائل سمیت ہے جو
 برہان مستند میں ہوں، کے متعلق پھر تعریف کئی سرور کی، اور دوسری مستند
 اور دوسری سہرہ نین صاحب مرحوم کو لکھتے ہیں، "تم نے ایک نام میں لکھتے ہو کہ تم نے
 متوکی اور دوسرے نام، اور نام کے اصول، اور یہ سہرہ میں سے اگر کیا میں ہوں تو یہ بھی نہیں
 ہے۔ یہی مستند کو جواب بدلتی میں جان کو لکھتے ہیں، وہ اس میں کی شوی ہو کہ
 دم پر ایک پڑ حاصل، پوچھ کر ہا ہا، ماسودہ بھی صراحت ہے۔

یہی مستند کے علاوہ حد کی حسن میں بھی، اور میں شوی، دم پر پڑ لکھ، ہا ہا

دیکھنی کتاب ہو گئی

آج کل کے تفریح میں متعدد سرشت کی طرف سے پیدا ہو چکا، اس میں احکام سے نہ کہ
 اس مسئلہ تعریف کی پرست ہے اور دوسری صورت میں وہی اور انیس اور گیارہ جو سوا شوی کی
 روم رخت اور حد، اگر مصلحت کی ترتیب اس کی، یہی سوا شوی کا صحت اور دوسرے اور دوسرے
 کے صحت کو مصلحت میں مستند ہے، جو مرثیہ لکھ کر لکھ کر جو مستند میں اور مستند لکھ

وہی مستند
 جو مستند

ہیں جو کہ عربی زبان میں وہ مشکل نسخہ کے درپہاں ہی تھیں کہ مرزا قاسم و سرحدت اہل
 قلم کی ایک شہرہ کتاب جس میں کئی اور ایسی اہم فیہ مستندہ کی کتاب لکھ کر میں نے نام نہاد پھر جو
 میں نے دیکھے وہی دونوں مرزا نے انھوں کے کلاموں کا موازنہ کیا اور دونوں کے کلاموں کے
 سبب بزرگوار کیا ہے یہ کتاب مختلف نسخوں میں ملتی ہے جو اب تخطیہ میں میرے پاس ہے اور میری
 مرزا کے خطوط میں اس کی تعین خاطر کے حوالہ سے اس سال سال پہلے یہ ان
 تذکرہ میں آئے دیکھتے ہیں اور اس کے بعد چاکر وہ کتاب نابینا دیکھ دیا ہے مگر حوالہ کی صحت میں
 قلم کا کوئی سابق تذکرہ ان کے خطوط میں نہیں ملتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی میں مرزا کے کلام
 پر تقریباً دستخط لکھنے کا خیال نہ ہوا۔ پھر اب میں مگر میری دیر کے مرزا نے کیا خیال بہت پرانا تھا۔ اب
 موضوع کا ذکر سب سے پہلے میرے ہاتھ کے ایک خط میں آیا ہے۔ میں نے یہ دیکھ کر کلام پر ایک
 روایت لکھی ہے جو یہ کتاب کی صحت میں شائع ہوگا (صفحہ ۷۷)

میں نے سب سے پہلے دیکھ کر اس میں دیکھا کہ یہ کتاب پہلی تیار ہے۔ یہی وہاں کی دہائی
 میں دیکھ کر اب تک مطبع میں میں گیا شاید مغرب و بہت سے تقریباً سب سے پہلے ہو گئے ہیں۔ وہ یہی
 ہی خط میں آئے ہیں کہ قلمی مورخوں و دم پر تقریباً لکھے جانے کی ہیں۔ ان کے سے اس سے معلوم
 ہوا کہ مرزا نے سوانح مرزا دوم سے پہلے ہی لکھی تھی۔ اگر اس کے چھپنے کی فہمیت ہے تو
 و میرے ہاتھ کے مورخوں نے یہ امر اگلی صاحب دستوں کے جواب میں لکھے ہیں۔ اس سے مراد یہی
 مطبع میں جس جگہ مرزا نے لکھا ہے

اس کے بعد مرزا قاسم نے ان کے شریع میں میرا ہاتھ لکھنے چاہئے۔ اور اس کا کام چھپ گئے

نثر اجماع میں بھی پانہ لنگ گیا اگر مواخذہ کا مسودہ متحدہ غیرات کے عہد میں دوبارہ پانہ وہ چھپتے تھے کہ وہ دیتے تھے اپنا پرستش ہے سو فائدے دوبارہ اس کو ترتیب کی نثر لکھا ۱۰۰ پرستش میں لکھتے ہیں۔ متفرق قری چھپ گئی ہے ۱۰۰ پرستش میں ۱۰۰ قوں کے لنگ گیا مسطرت چھپتے ترتیب کیا جو اور دست سے ۱۰۰ مسطرت نہیں مینہ جہاد ۱۰۰ میں سے ۱۰۰ مسطرت کے لیے کیسے نہیں (۱۰۰ مسطرت) بان کو مسترستش میں دس کے کچھ، جزاء دست پر کر مری مری کے بلی بندہ عام مگر میں جسے کہنے دے دے گئے ۱۰۰۔ اکتہ پرستش کو لنگ گیا دست کو اظہار دیتے ہیں ۱۰۰ مواز میں ہیں متحدہ چھپ بہت مسودہ کی ترتیب سے شرازمی بہرہ ۱۰۰ سے ۱۰۰ پرستش کے لیے کیسے گئے ۱۰۰ میں ۱۰۰ پرستش کی تجدید سے مسودہ پر کچھ ۱۰۰ عروانی پرستش کو سوا ۱۰۰ کی ۱۰۰ پرستش میں شرازمی ۱۰۰۔ اکتہ پرستش میں دوبارہ عام جونی ۱۰۰ پرستش کو ۱۰۰ شرازمی صاحب کو لکھتے ہیں ۱۰۰ مسودہ سے بہرہ وجود کائنات کا عیب میں اور کائنات سے گشتوا لگی پرستش ہوگا ۱۰۰ شرازمی ۱۰۰

۱۰۰۔ ۱۰۰ پرستش کو سوا ۱۰۰ کی ۱۰۰ عروانی پرستش کو سوا ۱۰۰ کی ۱۰۰ پرستش میں شرازمی ۱۰۰۔ اکتہ پرستش میں دوبارہ عام جونی ۱۰۰ پرستش کو ۱۰۰ شرازمی صاحب کو لکھتے ہیں ۱۰۰ مسودہ سے بہرہ وجود کائنات کا عیب میں اور کائنات سے گشتوا لگی پرستش ہوگا ۱۰۰ شرازمی ۱۰۰

۱۰۰۔ ۱۰۰ پرستش کو سوا ۱۰۰ کی ۱۰۰ عروانی پرستش کو سوا ۱۰۰ کی ۱۰۰ پرستش میں شرازمی ۱۰۰۔ اکتہ پرستش میں دوبارہ عام جونی ۱۰۰ پرستش کو ۱۰۰ شرازمی صاحب کو لکھتے ہیں ۱۰۰ مسودہ سے بہرہ وجود کائنات کا عیب میں اور کائنات سے گشتوا لگی پرستش ہوگا ۱۰۰ شرازمی ۱۰۰

۱۰۰۔ ۱۰۰ پرستش کو سوا ۱۰۰ کی ۱۰۰ عروانی پرستش کو سوا ۱۰۰ کی ۱۰۰ پرستش میں شرازمی ۱۰۰۔ اکتہ پرستش میں دوبارہ عام جونی ۱۰۰ پرستش کو ۱۰۰ شرازمی صاحب کو لکھتے ہیں ۱۰۰ مسودہ سے بہرہ وجود کائنات کا عیب میں اور کائنات سے گشتوا لگی پرستش ہوگا ۱۰۰ شرازمی ۱۰۰

۱۰۰۔ ۱۰۰ پرستش کو سوا ۱۰۰ کی ۱۰۰ عروانی پرستش کو سوا ۱۰۰ کی ۱۰۰ پرستش میں شرازمی ۱۰۰۔ اکتہ پرستش میں دوبارہ عام جونی ۱۰۰ پرستش کو ۱۰۰ شرازمی صاحب کو لکھتے ہیں ۱۰۰ مسودہ سے بہرہ وجود کائنات کا عیب میں اور کائنات سے گشتوا لگی پرستش ہوگا ۱۰۰ شرازمی ۱۰۰

آدم و حوا کی آوازیں :- (تہذیبی، ص ۱۰۰)

قرنی سے کائنات اور نور کی ہے سکسوی کی کوشش سولہ ہر چکا ہوا کہ وہ ہر شے تک نہ پرچہ ہزار ترقی کا ہر چہ خدائے

چند عیدوں کے بعد پانچواں کسی طرح آواہو گئے، اور صرف ایک ہفتہ
 آگیا، پھر چونکہ مستثنیٰ کو عروسی عید لہری صاحب کو لکھتے ہیں: "اگر شک ہے کہ قرنی اسے کبتر
 یا سب سے صرف ایک ہفتہ اور چھ گیسو ہے جس کو میں اب ہر دو کہہ رہا ہوں مافی السحاب اور جسے رسولی
 اور مسالہم خود بھی تہذیب میں ہزار گئی ہے" (ص ۱۰۰)

اس سے ایک گز تک کو اپنی پابندی کی، کبیر کی ذیل نظر آئے ہیں: اس خیال میں کہ ان کا
 سورہ میروانہ کہ مستوفیہ بحار ہر چہ اسے خود مستوفیہ وین اور ہر چہ اس کا لکھا،

مدونہ کی دستخط میں جو ان کا کتبہ کی خدمت کی قیدیں کرتا ہر چہ کتبہ سے اس لئے وہ اس

سہ ماہی آدم و حوا کے سہ ماہی عید میں جو ۲۲-۲۳-۲۴-۲۵-۲۶-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰۱-۱۵۰۲-۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۶-۱۵۰۷-۱۵۰۸-۱۵۰۹-۱۵۱۰-۱۵۱۱-۱۵۱۲-۱۵۱۳-۱۵۱۴-۱۵۱۵-۱۵۱۶-۱۵۱۷-۱۵۱۸-۱۵۱۹-۱۵۲۰-۱۵۲۱-۱۵۲۲-۱۵۲۳-۱۵۲۴-۱۵۲۵-۱۵۲۶-۱۵۲۷-۱۵۲۸-۱۵۲۹-۱۵۳۰-۱۵۳۱-۱۵۳۲-۱۵۳۳-۱۵۳۴-۱۵۳۵-۱۵۳۶-۱۵۳۷-۱۵۳۸-۱۵۳۹-۱۵۴۰-۱۵۴۱-۱۵۴۲-۱۵۴۳-۱۵۴۴-۱۵۴۵-۱۵۴۶-۱۵۴۷-۱۵۴۸-۱۵۴۹-۱۵۵۰-۱۵۵۱-۱۵۵۲-۱۵۵۳-۱۵۵۴-۱۵۵۵-۱۵۵۶-۱۵۵۷-۱۵۵۸

نے کہ حضور نے یہ ایک میں اسی کا پر سر عام دیا ہے کہ

شوال ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۹۰۱ء میں ۱۱ ذی القعدہ ۱۲۸۵ھ سے ترقی کا ایک قیام ہو گیا
 بیڑا تھا۔ یعنی اُس کے چند بیڑے تھے جو کہ ہندوستان اور وسط اسیا کے باد سے کھلا اور
 شوال ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۹۰۱ء میں شوال کے دوسرے درجہ کا اور شوال ۱۲۸۵ھ میں
 جمادی ۱۲۸۵ھ میں شوال کے تیسرے درجہ کا تھا اور جو درجہ کے درجے پر چلے۔
 سال کیلئے تھے جو کہ ان کی دیکھی ہو، اصناف میں تھا تاہم لیکن صاحب مدس کی ترتیب و
 ترتیب کے مطابق ایک کوئی خاص مجلس تھی، بلکہ مسند تھا یہاں اس خدمت کو دے دی تھی
 حضرت کے مشورہ سے جن کو تھیم کا پورا پورا خیال ہو، احمد دینا چاہتے ہیں اس کام کے لئے
 ایک خاص مجلس قائم ہوئی تھی، اس میں مولوی محمد، محمد صاحب نوکیلی اور مولوی محمد جبار علی
 دینا کو لے جاتے تھے کہ حضرت مشورہ کئے گئے تھے، اس میں مجلس کے مسند مولوی حبیب الرحمن
 مولوی منتخب تھے، اس میں خاص نماز کے قابل است، یہ ہے کہ اس میں مولوی منتخب صاحب
 کا نام نہیں، اسی زمانہ میں مولوی طوفان سے ایک ماحول سالہ کھانے کا خیال ہوا، مگر اس میں بھی
 مولانا سے مشورہ نہیں کیا گیا، یہ کوئی اتفاقی بات ہو گئی، مگر مولانا کو اس سے یہ فہم ہوا کہ وہ اس کے
 کارکن سیرت شرکت نہیں چاہتے، اس بنا پر مولانا گشت و گزارہ کو سہانا صیغہ رحمانی
 شروع نہ کیا، مولوی نے لکھا کہ: "مقدمہ کیفیت جیش میرزا علی محمد پاشا و چچا بیک حضرت مولانا سے
 میں نے کاتب جوڑا تھا کہ وہ اوقات اتفاقی کی وجہ سے اس کا موقع بھی نہ ہوا۔"

۱۲۸۵ھ مطابق ۱۹۰۱ء میں ۱۱ ذی القعدہ ۱۲۸۵ھ سے ترقی کا ایک قیام ہو گیا

یہ تو جری حالت جو سب لوگوں کی کیفیت یہ ہے کہ ہمیں کام ہو جس سے برسوں قبل کہ جس سے سنا
 ہر پہلو سے جہاں جس کو بھی طرح کر سکتے ہیں وہیں بھی آپ بات نہ لگائے نہیں دیکھنا دیکھنا اور نہ
 تعلیم دے دو چیزیں میرے سامنے مذاق کی تھیں اور شاید میں اس کام کو کسی قصداً انجام بھی دے سکتا تھا۔ وہ
 سے اپنے بھائی کو الگ دیکھا، مجھ کو ان کی سرکشت سے موت و ناخوشی کا تصور ہوا تو اس کے لئے علی گڑھ
 سے بہتر مہینہ نہیں، تصور یہ تھا کہ یہ کام دیکھی طلبہ و نظام پاسے دیکھیں آپ لوگ ایسا کرتے ہیں کہ میں
 سرکب ہو رہا ہوں۔ نہ مہنگے دھڑلے تعلیم کو اسٹاپ دیا۔ ہر حال میں کہ کسی کے علم و دنیا پر اعتراض نہیں
 لیکن جب یہ کیفیت جو بے خاندانہ فعل و متوجہ ہو گیا تھا تو مجھ کو اب دور سے ملاحظہ کرنا
 مجھ سے صرف تھوڑا سا کام مینا تصور ہو تو ابھی بہت لوگ ہیں، اموس بریم سلی نوں کے قلوب
 کی یہ کیفیت وہ بھی جو ابھی جس کے لئے میں نے سامان کر دیا لیکن ابھی میں سرکشت سے کیا نہ
 ہمارا سب لوگ مجھ سے مل جاتے ہیں۔

میرے لئے جو اب میں جانا ہوا ناشر وائی نے مانتا دیکھا کہ اگر آپ خود سے الگ کرتے ہیں
 تو میں بھی جاتا ہوں، ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ آپ کی اس طرحی سے خود کو جو نقصان پہنچے گا میں کی
 ذمہ دار کی کسی پر ہوگی و چند ماہ کے بعد ہر قسم میں خود کا جلاں مہنگا دے گا میں وار معلوم کے لئے
 کے مسئلہ کو لئے کرینے والا۔ ابھی لکھا کہ تپ جہد و با دھچے ذکر ان میں تو ساری شکلیں مل جوساں
 کے جو اب میں ہر ستر ستر لکھ کر لکھتے ہیں۔ میں سے یہ کہہ گا کہ آپ بھی خود سے جہد ہوں تپ
 یہ خود کر رہا ہوں، آپ سب بچے کر سکتے ہیں اور آپ کو کرنا چاہئے اور سے لئے میں شرط تو یہ ہے
 کہ آپ جہد و دھچکوں خود یہ شرط خود آپ کے اس میں ایک نامہ میں بھی ملتی ہے۔ صاحب کا کام

پھر حق کا کوئی حلالی مسئلہ نہیں لکھتے ہیں۔ ۱۱۔ میں نے مدد ہی ملی دارالعلوم کو نہایت محنت کا حکم
 تھا کہ تو قلم مصائب کیوں نہ بنایا جاتا ہے اور نہ میں جملے جوادہ کیوں نہیں پڑھایا جاتا۔ وہی سے جواب
 آیا کہ جدید مصائب ہم کو گم خود کھلایا ایک مسئلہ میں کیا ہم کو گم کیا کر سکتے ہیں، اب سب سے مدد میں ناب و نقص
 نہیں بچ رہا جس کی وجہ پر جوئی کہ مصائب یہ کچھ، تلافی سے، لیکن ہر حال کی کچھ کن ہی متعلق طریقہ عام
 ان کی دعا ہے، تب کو دیکھا جا چکے تھی، یہ سب سے مصائب کی بات ہو کر آپ کی کئی مصائب کے اہم درجہ تک
 لکھا اور دیکھ رہا ہے ۹

معاذ کے لئے فائدہ، معلوم کو مصائب مقررہ سے بچنے کیلئے اور ان کی بچنے کے، ان کی کو دوسری میں رکھیں
 جو کہ ہیں مختلف فیہ موصوف ان کر پڑھنے دینے ۱۰

پھر ان کا فائدہ میں ان کو دوبارہ لکھتے ہیں: ۱۱۔ جلد انتظام میں، تو معروفے جوئی تھا کہ کسی علم
 معلوم کر کے پڑھایا جاتا ہے، اسی سے ترمیم، سقم و غیرہ خود خارج ہوتی ہیں، اس کے علاوہ میں اور یہ کہ
 ہدی کو آپ یہ کیوں نہیں کہنے کو مثلاً کتب و ہدی کی نسبت تمام مبروں سے پوچھئے کہ دوسری میں
 چاہیں، اس میں ترمیم، قصوں کی بکریا، شمس خان، ملاحق، میر، جہ، ملا جلی و غیرہ

مید میں پر وجہ لکھتے کہ تو نہ دوسری کا، قصہ و ضروری ہے، اس کے ساتھ برقی لکھی ہیں جو
 تمام سال کو دیکھا گیا ہو، اور اس میں دوسرے علوم کی کتبیں بیچ میں نہ ہیں، میں پچھتاؤں کے، تو
 جب نہ وہ بھی دیکھتے تو قوم کا، وپہ کیوں شاہ کیا چاہا ہے؟

۱۲۔ ناشر واتی، کہ میں چاہا ہے، کہ مصائب مجوزہ پناہی لکھ، ۱۳۔ کجا جی کو چاہا، ساق نہیں
 ہو، ۱۴۔ ترمیم کے لئے کہ تو تم قرضے ہیں، ۱۵۔ سلاطین سورہ سے تصحف دیکھتے ہیں، لیکن دیکھتے ہیں حرام

تیر کرنا تیں اسنے وہ کی غیر فریگی کل چوکی، و مصلحا کا نام دیتروں میں شامل ہوا، اعلیٰ معلوم ہو
 کہ لکھنؤ سے دھرتی کے لیے دیر کیا تھی، مولانا شروانی کو اس حوالہ سے مسئلہ کو لکھتے ہیں: دہلی
 میں جو کچھ برادری کے سے مورد اصلاح، مذہب کو روپا دوسو گھنٹہ میں اسنے، میں سے میں دھرتی
 مسیح اور صاحب دھرتی کو ایک جگہ میں پلا کر ختم کرنے کی سعی، اگر پلا، جو ایک طرح سے پلا
 دہلی کے کہیں لکھتے ہوئے جو صاحب دھرتی مسیح اور صاحب دھرتی مسیح، ان دونوں کی صاحب دھرتی
 سے بھی سو سخت کی کہ یہ، معلوم ہے کہ لکھنؤ میں قادیانیوں کے زیر اثر سے کچھ میں جو مکتا اس کے
 مکتا دھرتی مسیح کے سرور، قادیانی مسیح کے کام میں چھاپا ہے، ان کے دھرتی مسیح کے
 صاحب دھرتی مسیح کی کہ سووی صاحب دھرتی مسیح، دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے
 دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے

دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے
 دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے
 دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے

دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے
 دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے
 دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے
 دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے

دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے

دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے دھرتی مسیح کے

مردی بدلتی رہا دیکھ کر وہ غصہ تو بہت ہی کی وجہ سے شہزادہ لکھنؤ کے چہرے پر پڑا ہے نہ سنا جاتا ہے کہ چہرے سے
 آپ ہر ایک کے لئے کورنگم میں کھڑے ہو کر ہر ایک کے لئے کہ حساب نہ کرنا کہ دیں یہ دیکھ کر کچھ بڑے
 پاس بھیج کر کہ کہہ دے کہ تم میرے دل میں بھی آئے ہو یا تھا کہ فیصلہ ہو کر کے میرے حساب میرے پاس بھیج دیا
 جاتے تاکہ ہر کان نہ ہو جو وہ خود اپنے دماغ سے اس کا فیصلہ کرنا چاہے بلکہ اس کے فسر اسے یہ کہ
 ہر ایک کے لئے یہ سال بھی آپ کے لئے ہو گا۔ (دستور نامی)

مولا نے اس سال میں عزم کر لیا کہ دارالعلوم میں پانچواں چار کی کر دیا جائے اور کچھ دن
 لکھنؤ و کر دیکھیں کہ دارالعلوم میں کیا کیا طریقہ میں ہیں، اہل حق کی اصلاح کی ضرورت کی ہو
 پنہاں جو مشیر مسند پر کہ وہ لانا مشورہ کی کہ لکھنؤ۔ مردہ کا بعض وہیں تو رہا ہے۔ اس ناچار بدحواس
 مذہبی کے ہے اور وہ جو ہے کہ ذہین کی محنت لیکر لکھنؤ آئی، اور کم نہ کم وہیںوں کو دوست اور
 جاری کرادیں، انصاف اور سادہ انداز۔ اس کے ساتھ تمام دوسری سوچا جائیں لیکن مشورہ ہے کہ کپلم
 انکم ایک عید لکھنؤ میں اگر دیں ہیں خیر آپ کے کپلم نہیں کرنا چاہتا، اعدا کر سکتا

اگر آپ اپنے کام کا مذاق چھو کر کے نہیں تو فرما لکھنؤ۔ یہ تذکرہ کی اصلاح تک پہنچا
 میں صحت قصداً نہ ہو، حقراہ کی جو بانی جنگ ہر ایک طاقت کے استقلال کا سدھ میں وقت میں ہے
 اس کو جوڑا، ایک نقصان رساں ہے، ازانہ کا ایک کھیز ہے، لیکن یہ ان سب کو بھی بدشاہت
 کر سکتی گا، آپ فرما چاہ دیکھو۔

یہ وہ ہے وہم لکھنؤ میں ہر وہ کسی وہ ہے کہ اسے کچھ بھی نہ لکھتے، یہ کہ ہر روز یہ دستور نامی

نصیحتیں ہیں، خط پیپ ہے،

میں انھیں ناخدا پیدا کر دے ہندوستان کے مسلمان اور ہندو صہیو کی جنگ دھرم اور لڑائی
 جڑی کے ہندو صہیو لڑائی کی ایک سچ پرانے تھے جن کا باس قریب قریب ایک تھا۔ تہذیب
 کیساں ہو گیا تھا۔ ان ایک ہو گئی تھی۔ مگر اگر ہم نے ہندوستان کی حکومت دہم میں ہے
 کے ساتھ پیدا کام بنایا کہ دوسری کو سرکاری وقتوں سے جانچ کر کے، دو کو جس کی جگہ دی، جس کے
 ہندو وقتوں کو ہم کا دہم میں اپنے کہ دو کے ساتھ ایک نیا زمانہ کا پیدا کیا، اور اس کا ہندو
 لکھا پہلی مسلمانوں کی، اور دوسری ہندوؤں کی، اپنی قرار دی، اختلاف کا یہ وقت لگے کو پھیلے، اور
 وقتوں سے غلبہ پر چھا گیا

میں سرحد سے برقی لڑائی دیو کی آجین کے ذریعہ غلبہ میں دیو کی روایت کی
 ایک دیو کی لڑائی کی ایک کی اس وقت اور دوسری کی زبان تھی، اس سے ظاہر تھا کہ دیو کی
 دیو کی لڑائی کے اسی اور دیو کی لڑائی کے تھے، یہ بھی کہ بعض ہندوؤں نے یہ مظاہرہ شروع کیا کہ اگر
 کی کوئی پوجہ نہ تھی، ہندو ہندو کے لئے ہندی کا خاتمہ کیا جائے، اس اختلاف کا نتیجہ یہ ہوا کہ
 دیو کی لڑائی کی تجویز کام ہو گیا،

اس کے بعد صہیو جا، اور صہیو ہندو کے ہندوؤں کی طرف سے یہ کوشش شروع ہوئی کہ سرکاری
 دفتر میں ہندی زبان کا جائزہ لیا جائے، یہاں سے ان کا یہ تجویز کام کیا گیا، جو کہ ایک اور صہیو کے
 ہندوؤں نے ایک صہیو لڑائی کے سر ہندوؤں کے دستہ کے لئے شروع کیا، سرحد سے اور دیو کی
 حاکم کے لئے، ستمبر ۱۹۴۷ء کو اور دیو کی ایک ستر کی کہانی، اور ہندوؤں میں اس کی شہرت
 انہم کو کہنے کی تجویز کی اس کے جواب میں شہریت میں آئی کہ وہیں ہندوؤں کا بھارت بنا گیا، جس کا

انجمن کے صدر و استغاثہ کے لئے رہا ہے۔ یہ رہبر مشن ۱۹۰۳ء کو جبکہ ہار سے واپس وطن گیا تھا۔ انجمن ترقی
 نے ان کو ایک سال کے لئے ترقی دیا۔ ان کی قیادت میں جو ترقی ہوئی، وہ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا۔ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا۔ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا۔
 انجمن کے لئے ایک نیا عالم تھا۔ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا۔ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا۔

یہ وہ عالم ہے جس کی قیادت میں رہا ہے۔ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا۔ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا۔ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا۔
 انجمن کے لئے ایک نیا عالم تھا۔ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا۔ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا۔ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا۔
 انجمن کے لئے ایک نیا عالم تھا۔ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا۔ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا۔ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا۔

انجمن کے لئے ایک نیا عالم تھا۔ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا۔ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا۔ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا۔
 انجمن کے لئے ایک نیا عالم تھا۔ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا۔ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا۔ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا۔
 انجمن کے لئے ایک نیا عالم تھا۔ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا۔ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا۔ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا۔

انجمن کے لئے ایک نیا عالم تھا۔ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا۔ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا۔ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا۔
 انجمن کے لئے ایک نیا عالم تھا۔ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا۔ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا۔ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا۔
 انجمن کے لئے ایک نیا عالم تھا۔ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا۔ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا۔ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا۔

انجمن کے لئے ایک نیا عالم تھا۔ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا۔ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا۔ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا۔

نے ہی طبع کی ایک انجمن میں پی خوشی و مسرت کا اظہار ایک فارسی قصیدہ میں کیا جو زندہ گی
میں ہر کسی کا بچہ کلام خواہ اور آری بھی اہل علم و ادب و ذیل میں ماسکو ہر دے کر اپنی کم ہوا کی کو
روا سے حکم کرنا چاہتا ہوں :

شبلی نعمانی



خود را در جہنم از چہ سہل شد زبانی	وہ ساقی سے کہ بنگہ جیسا بنی
وہ بیخ زباب و جہر تیغ صفتا ہونی	نے کو ہر دہاش و تیغ و تلوار صفتا ہونی
ہر سر از دفر یا رین کھٹ لاسے لانی	ہر سر فدا و دہاؤ سکند کی و فند
فلو حنی و رین کشور تہ سہ جزبہ ادانی	خود کو کروہ و ہست غریب لہو کی پویم
کہ مسرور بہ سحر ککک ہا دے سہری	شوق سادہ کی شمع رگین دل رانی بازو
کہ گو نعم ہست ہوا و ہر سہ پانچ بزدانی	آندہ دم خوش پرین ہمہ سہاے دہو و فدا
کہ جان تو در دہر و دل چو تہجرتی	طہر سہاے ہر سہ پانچ ہوا و دہر سہاے
چہ دہاے سکر جہاں زہر چر تہاے چہ ہوا	ہر دہاے شوقی کہ در ماسش بر و تہاے
ہر دہاے دنیا کو در دہاے کند و خضر سلطان	ہر دہاے قصہ خانی ہوا و غریب دین کو کسرت
ہر دہاے سچ سچ سہاے چہ ہوا	ہر دہاے دہاے دہاے سہاے دہاے
ہر دہاے دہاے دہاے دہاے دہاے دہاے	ہر دہاے دہاے دہاے دہاے دہاے دہاے

کس به ستاره و ماه تراز آید و مغانی
 صفت خود سوی فلک کشید و سیاحت کرد
 سر به بارش نه سر به گلشن حکمت
 گفت که به پیش یا اگر پر شهر ری رود
 گردان هر چه بود قش بود از گنج قار و دلی
 سان خانه کشش کند رکنه سنی و دوش
 دوش را شکست و کوچ در پست معنی
 میراث چون کند غرض حق حیران مشکب
 سخن شد حق و در هم دور از دامنش
 حیل در حقش اختیار یابد در گداز
 دوش خوب کشید و شربت به باب معش
 پیش از بهر بیان است حق بی چندی باز
 سعادتم با جلا قلم جان و گزینش
 بخواجهان و در دهه که باشی که تو کردم
 خوشتر چون در بهر حق استاد و خزانم

صبر که پیش بهتر تا در تاج سیمانی
 سطر معشاش چون جود بر حد و بر روی
 دادش در سپید چشم و دل کن معانی
 چنین گوهر بر رخسار آفریدست در پیشانی
 می اندر یک خدیش در سامان سامانی
 ز باغبان حشیش پوختن است کون و مکان
 بود فکر آن حضرت از از حقیقت پانی
 پاک و دست گلش صد در است نورانی
 پنهان در حانی و بهر مجلس پر جنبانی
 عارف در مجلس به سببین ایرینیانی
 که شتری خود در بهر شمش آفتاب معانی
 بر جم شود سر سخی و سیر و افرو و آتی
 حکم آری از علم آتی را که شد فانی
 یا مذهب و مذهب این شبلی تعانی
 ناله مرده چو نه ناموس بیانی

درین مجلس مدحست از هر چه بود شد

به پیش و در سر نهانی که بهی و بهیانی

تین سو کو کے اٹن کی غفر تصویر کی جو جو فقہ کلام اللہ اسلامی سے تعلق رکھتی ہیں اس سے خارج ہیں
 کی تصویر فقہ اور خلیفہ کے مسائل معلوم ہو جاتے ہیں، ایک کتاب محمد رس میں داخل لنگینی
 دس جلد میں پچھلے ہیں، شد کی کشف الاولیاء و تصافوا، م غزالی در ال کی گئی تھیں لیکن
 یہ اس کے بجائے امام باری کی معلوم آئی ہیں اور ان میں بھی لنگی گئی۔

(۱۴) فلسفہ میں بہت سی جدید اشعار و حکم بلین اور شرح حکم لائبریری داخل کی گئیں ہیں
 یہ کتاب میں اشعار و حکم بلین کے متعلق درجہ اول میں کوئی کتاب داخل نہ تھی۔
 ۱۵، اسرار و سرشت میں قرآن الہیہ و تصافوا میں لنگی گئی۔

(۱۶) فلسفہ جدید و میں اس دور میں اس دور میں اس کے جدید مسائل ہیں
 یہ دس جلد میں ہیں

۱۷، انگریزی زبان میں عربی قرآن کی گئی۔

ضمیمہ قدیم میں کسی تہذیب اور تصوف کا کوئی کتاب یا کتاب کو اس قدر شافی طور پر
 سے ۱۹ میں منظر پر چکا ہے لیکن اس پر عمل نہیں ہوتا تہذیب و ہی قدیم کہ دین پر جانے تھی
 بیان تک کہ مولانا نے جدید آواز سے آگے دہان کیا ہے اور جو تہذیب و ہی چاہیہ جا کر کسی تہذیب
 پر عمل اس پر بھی عمل نہیں ہوا تہذیب و ہی چاہیہ جا کر کسی تہذیب سے روکیا
 تعلیم انگریزی سے ملے اور جو تہذیب و ہی چاہیہ جا کر کسی تہذیب سے روکیا
 خود اپنے فلسفہ میں ہی اس دور کی تبلیغ کے قرض کو، اگر لیکن اس میں اسلام کے جوہر
 دسے لیکن اس دور میں تعلیم یافتہ کی نشانی کر لیکن بغیر اس کے عمل نہیں کہ وہ انگریز کی زبان

سے ختم ہو رہی تھی۔ لیکن اس میں اس کی چند پروا نہ تھی اور اس کے نسب میں مگر وہی کے
 راقل کے ہاتھ پر جیسے زور پڑا اس میں بدعت کے لئے کسی طرح اور نہیں چھو سکتے تھے
 اسباب کو کہ وہ اس کے ایک جیسے تھا میر میں مولانا نے سب یہ تحریک چینی کی تو مولانا سردار کی
 دشمنی پر استنباس نام نہ خود مولانا قبل کی جنابی کے اند سے اس بحث کو عرض کر دیا۔
 ہاتھیں غیب معلوم ہوئی۔ مگر ۱۹۰۹ء کھان پیسہ۔ اور سب سے ۱۹۰۹ء کو مولانا سردار کو کھان پیسہ
 جہر شہید تھے۔ اور اگر یہی نہ اقل کرنے کی تحریک میں ملے گی تھی اور مولانا خاں کو تحریک
 تحریر کو پتہ تھا۔ اس سے بدعت نہیں ہو سکتی لیکن اس کی وجہ یہ کہ وہ اپنی تین بیوی تحریک بھی تھی۔
 مولوی جہر ہی میں جب آپ کی اجازت کے چھوٹے چھوٹے کوئی وجہ ہیں کہ آپ باؤٹ و جہر نہ رہیں
 اس کے جواب میں مولانا سردار نے بتا دیا کہ وہ واقعہ مجھے یاد نہیں آتا اس پر کوئی گفتگو
 "امتن کو چھوڑیں لیکن مولوی جہر کی صاحب کی جائزہ جو آپ کے خدایہ صورت پر ہے یہ خوب تھا۔
 یہ مولوی جہر ہی سے نہیں بلکہ مولانا کے ساتھ اس میں کیا تا جب میں نے دیکھا کہ اگر بڑی کوسہ پڑے
 اس وقت تو میں نے کسی قدر غصے سے کہا کہ اس سے کہہ کر اگر یہ کہنا جو اب نے فرمایا کہ کوئی غصے کو نہیں
 میں نے کہا کہ میں بڑا اور میرا دم لگا ہوا ہے مولوی جہر جو اس سے کہیں نہ کر رہا ہوں۔

پتہ آپ کا نام ہے میں نے پھر اس پر بحث میں کیا۔ آپ بہت عجب مرتبہ بدعت کریں گے
 سب ان کے کہ ان میں کہ میرے واسطے یہ تحریک بھی جائز ہے اگر میں نے کہا کہ انہوں نے بھی نہیں نہیں
 بھی نہیں ہوئے۔ اس کی تو اس کے راج کا اور اقل کرنے سے کہوں اور جو مولانا نے کہا کہ وہی اس سے کہیں
 تحریک کو میں نے جانے سے روک دیا۔ اس میں کہ یہ کھان پیسہ میں وہی بدعت ہے کہ انہوں

پھر جی اچھوں سے انگریزی میں اور نیشنل لائبریری چننے کی فرست کی گئی جلد ہی ترتیب دینا اور اسے
اسی کام کو موصولی سود عام دے دی کہ رہنے بین جنگی انگریزی تعلیم مدرسہ سے نکلنے کے بعد نیشنل کنگ
جو مدرسہ کے اکثر عام تھہر ضرورت متانگریزی جاننے کی وجہ سے انگریزی چننا اور دوسرے
مدرسوں کا اور چینی دوسروں کے متنازع میں رہتا ہے۔

مولانا کا جمال خاص کو اچھوں نے اپنی مشن پھنڈیشن کی طرف دیا اور
ظاہر کیا ہے کہ یہ سب کی عربی تقسیم کے بعد ویرس خاص انگریزی تعلیم کے لئے انگریزوں کا ایک
تکمیل کھولا جائے دیا جائے ہوئے ہیں۔ اور جب وہ درجہ تکمیل میں وہ ہر سب تک اور عربی انگریزی
اور انسانی جن قائل کر عین سب کی بڑی کر سکیں گے اور اس وقت انگریزی میں تیس سالہ تعلیم کی حد تک
دوسرے سکیں گے انگریز درجہ سب تک فائز ہو سکا اور یہ تہذیب پوری چوٹی اور انسانی سے دور
جی واد جوتے۔

میرزاں سہا کی جس تحریک کی اتنی پڑھ و خالقیت ہوئی وہ بھی ہے اور نہ ہی اور پڑے
بہت سے عربی و عربوں کو اس کے آگے جھکنا پڑا اور دیکھی دیکھی ان کے مدرسوں اور طالب علم
کو مجبوراً اس زبان کی تحصیل کی طرف متوجہ ہونا پڑا اور آج کی مشائین اکثر عربی مدرسوں میں
موجود ہیں اور یہ درست عام ہو چکی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ عربی ہندو گوت نے انگریزی تعلیم کی مخالفت کی اس سے ان کا مشاخص
کسی فخر و سزا کی زبان کی تعلیم کا عدم جواز نہ تھا بلکہ وہ ان اثرات سے ڈرتے تھے جو اس زبان
کے ساتھ ساتھ نامناسبہ طور پر عربی کے طالب علموں میں سرمایہ کرپن گئے اور پھر یہ کہ ان

یہ عظیم و بڑا گناہ تھا اور جو لوگ علی کے لشکر میں رہا نہ ہیں اس کی قسم ضروری سمجھتے تھے تو ان کے
ساتھ کے دوسروں اسلامی مصلحتیں تھیں اور پیروانِ علیہ کے انگریزی سیکو جیسے سے ان کو پوری
موتی نظر آتی تھیں۔ ان کا خیال تھا کہ

ہاں اگر ہر جی بڑی چمکتی ہے مرنی

اگر سون ہی ہے کہ مرنی ہو،

ہندی دشمنوں کے قتل سونا نہ پتی مرنی کے زمانہ میں مستند ہیں ایک تیسرا کام ہر جی
اور دوسرا مرنی ہندی ہر مسکرت کا ایک وجہ قائم کیا، کہ ہر سے ہر کے علیہ ہیں۔ یہ سیکو
سیکو کر رہے ہیں کا سنا ہے کہ سیکو اس کا اس زمانہ میں بڑا بڑا ہو گیا وہ اسلام پر جاوینا انگریز
کر سکتے ہیں مرنے کو ماننے اس کے لئے پیسے پانچ سو تیرہ سو اور دوسروں کو لک کر چند خفیہ
کامات کیا۔ اور ہر ایک پندہ کر کر کہ کہ جسے طالب علموں کو ہندی اور دشمنوں کی عظیم
دہائی اس کے جو میں کو حسین ساکن عظیم گڑھ اور ہر دو زمین جو تیار ہوئی بعد طالب علم پیسے
تیار ہو گئے تھے اگر وہ ان کے پیسے شہر توٹ گیا اور اس سے کچھ کام نہیں ہی جاسکا حالانکہ
بندوستانی میں ہر سے علیا کو اگر کچھ نہیں کام کر رہے تو اس تجویز کی قبول سے چارہ ہیں

نئی جی انجیل تمام اسلامی ملکوں میں جو علی بولی جاتی ہو وہ ہر کی تدبیروں سے باہل اس
ہو اس کے حال و وجہ یہاں کی زبان کی جاتی ہو اس میں رہا کی ضرورت سے ہزاروں ہی بڑے
کے لئے سے عربی لفظاں لکھے ہیں جن کے جانے بغیر کوئی شخص عربی جہاد رسا سے اور
نئی جی کی تدبیر نہیں سمجھ سکتا، مولا جب مصر و شام کے سفر سے واپس آئے تو انھوں نے

ان صفا کا ایک شہرت ہی انھیں زینت لگا لی جن کے سہارے ان میں نگہ برائی خاکہ کر
 چوکی تھیں سے سب کشتی تھلائی لئے وہ معلوم ہیں اگر نہ لے کے چھوٹی نہایت وغیرہ
 اور دوسرے آئے تھے جن کو پھر ان کے سخی کل پرانے تھلائی وہ سہارے نے طالب علمی
 میں ایک بڑے امتحان میں کامیاب کیا حال کیا، جن کا آخر یہ سہارے کہ شہرہ استہد میں جب
 رہا شہرہ استہد میں صاحب دارالعلوم میں بیٹھ کر وہ سب محسن لکھ رحوم دارالعلوم دیکھ کر گئے
 ان کے ہاں کی شان میں ایک حوالہ قیصر نے دیا جس کو شکر ہوں نے درج میں دارالعلوم کی
 اولاد ان کا ہاں اس وقت تک نہیں ہوں گا جب تک سہارے جان رون کر بیان کے صاحب علم
 عربی و ہندی کے ہیں، ہاتھ سوچا، اقوال کا ایک پرچہ منگو یا گیا، پھر سے ایک صفحہ کی
 طرف اشارہ کر کے پڑھنے لگا گیا، میں سے سب اس کو مجھے پڑھ کر اس کا جو مطلب بتا دیا تو اس
 صاحب نے انتہائی خوش ہوئے ہوں اس کو دارالعلوم کا خاص امتیاز بھی،

اس کا یہانی سے مجھے جو یہ دیا گیا ہے، اس کے شکلات کے حل کرنے کی طرف
 پہلے سنا یہ منوجہ کر دیا، پھر جب وہاں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ وہاں کے
 جن سہارے نام کے اگر خاں وہاں سے آیا کرتے تھے ان کو میں، لازم پہنچا تھا اس کا تجربہ
 یہ کہ مجھے یہ عربی زبان میں لکھے تھے پڑھنے کی ہدی شوق پر گئی

فیہم کی گئیں کے بہر مشائخ میں جب گر مشائخ نے سنا کہ ان کا دستف کی ترکیب
 تھا اس میں جدہ عرب کی تعلیم کے نئی صفحہ کی گئی، اس کے لئے پہلا انتخاب کیا اس کے
 بعد انھوں نے اس کی گئیں کے لئے مجھے مسوکی بھیج دیا، گو میں نے اس کے مسوکی سہارے کے

ملاحظہ فرمائیے
 غائبانہ ہوا
 اور وہاں

کے سب سے گزشتہ نے جانست نہیں رہی میرا دل بدیدہ عربی زبان کی ایک خاص کر کی ہو جانے کے بہت سے اور اعظم ہمارے ملک میں سب سے پہلی عربی و فارسی دیکھا تھی جس نے اس کو اپنی تعلیم میں ایک مناسب جگہ دی۔ اور اعظم کے طلبہ نے جدید عربی زبان کے پڑھنے اور سمجھنے میں بڑی شہرت حاصل کی جو ہر اندر کہ آج تک قائم ہے۔

پھر عربی الفاظ و اصطلاحات کو عام کرنے کے لئے سولہ کی تئیس کے مطابق مدرس نے دروس لادب کے نام سے دو اہتمام کی عربی سائنس کے جوہر معلوم بعد بہت سے دوسرے دروسوں میں بہت دور تک پہنچائے گئے اور اب بھی کہیں کہیں چھانے پاتے ہیں۔ پھر فلسفہ میں دروس کے اجلاس دہلی میں پہلے ہوا کہ جدید الفاظ و لغات کی ایک دکان سبزی ترتیب دی جائے اور یہ کام خاک رس کے سپرد کیا گیا جس کو میں نے دو برس میں پورا کر کے مسئلہ کے اجلاس کھڑے ہیں جس کے صدر مختار سید رشید رضا صوفی ڈیڑھ لاکھ روپے خرچ کیے اور نیا سبب جدیدہ کے نام سے وہ چھپ کر نکلے ہوئے اور جس نے عربی مدرس میں تقابلی عربی زبان کی دقتوں کے حل کرنے میں بڑی مدد دی۔

یہ سب مولانا کا فیض تھا۔

یہ مولانا کا تربیت | مولانا نے در اعظم میں قدم رکھنے کے ساتھ چند چھوٹے اور بڑے طلبہ کو اپنے گرو میں کر لیا۔ ان میں سے پہلا نام ہارسہ بخش دوست مولانا ضیاء الحسن تھا۔ دوسری کا کہ وہی دھڑلہ مند فاضل پکڑا جس کو یہ یاد آیا وہاں جو مولانا کے پاس سے دھڑلہ مند ہو کر رسالہ اور ہر پر تائیدات آتی تھیں ان میں انہوں نے ہم لوگوں کے حوالہ کیا اور ان میں کہ

بعض صحابین کی تلقین اور ترجمہ کی ہدایت کی چنانچہ مروی ہے: اہل بیت کو حضرت کا حقیقہ رسالہ
 "المعتقد" دیا۔ محمد بن سنان سے مروی ہے: "وہ موت کی تائید کے مضمون کا ترجمہ کیا۔ جو کہ ^{۱۱۰۰}مستخرج
 کے پیرچہ میں ہے۔" جسے جرجی نے بیان کی کتابت اللہ وحریرہ خالد کی اور انکی تلقین کی ہدیہ غوثی
 جس کی تعمیل ہوئی۔ یہ مضمون ہندی مستشرقین نے غلط انداز میں مدعا پر
 جاری ہے جو جمعہ کے یکے اور کئی مروی جو ادنیٰ خاص مانی تھے، ان کا ذیل طبع
 حاصل فرمایا تھا اس سے وہ پاس سے ساتھ لے آئے۔ اور جو کوہ غوثی کے نام سے انظر
 بن مضمون لکھتے ہیں۔

مستشرقین اس جامعہ میں ایک اور کئی کا اضافہ ہوا۔ یہ مروی ہے اسلام آباد
 مذکور تھے، جن کو تحریر وراثت کا نظریہ ذائقہ تھا ان کے پیچھے بنی مضمون "تاریخ و سوانح" کے
 بعد بنی کیا اور پانچ سو پچیس اہم دیہات احمدیہ کے پیر محمد کے ساتھ ہی مستشرقین
 مذکورین متاثر کیا۔

تقریرات علیٰ مضامین پر طلبہ کی تقریر کی روش کی طرف بھی مولا نے خاص طور سے توجہ کی
 اس کے درجہ کے اکثر مستشرقین کو باہری سے اپنے پاس جوئے توفیق ان کے لئے ایک ہفتہ
 پہلے موعود معروض کر کے اس پر مباحثہ کے لئے کنفرینس کرتے تھے، اس علم و تباری کے
 بعد مولانا کے کمرہ میں جا کر مقررہ موضوع پر تقریر کرتے تھے۔ مولا اس وقت جو مضمون اس میں اصلاح
 دیتے تھے۔ مقرر تقریر کرتے تھے۔ حریفانہ تفسیر بھی کرتے تھے۔ اور مقرر کو مدام نہانے کی طرف بھی
 غور سے تاکید کرتے تھے اس میں جن بن طلبہ سے خاص طور سے دلچسپی تھی ان کے کمرہ

چراغِ ادبی کے شاعر تھے اور حد سے عالمِ دہلی میں ان کے حرم سے تھے مگر ان کے ورنہ نواب صاحب
 دہلی نے ان کو در سے ایک کر دیا تھا تو سر قیام کو سناناں کو دارالعلوم میں سے آئے وہ
 معتدلات و درجہ بیات میں بڑے ماہر تھے اور حدیثِ اسلامیہ پر پانچ سو روپے کا پانچ سو روپے
 نوکریاں تھیں لیکن وہ حد سے بہت کم بھرے نواب صاحب کی خوشی دہلی ہو گئی تو
 وہ دہلی واپس چلے گئے۔

شیخ عین صاحب عرب محدث تھے نواب صاحب نے ان کو دارالعلوم کے در میں
 کے بہت سے علماء کے شیخ اکبریت کو ان کے صاحبزادے شیخ محمد صاحب صاحب صاحب
 ہمارے پاس رکھتے تھے اور نظم و نثر پر ہر دستہ لکھتے تھے ان کو بھوپالی سے ہوا اور ایک
 نیک نیاں دیں دیتے رہے بعد کو بھوپالی گئے اور وہی وفات پائی۔

مولانا محمد علی صاحب جہاں پوری مولانا صاحب دہلی کے شاگرد تھے اور شہرہ آفاق
 فاضل پوری پڑھانے سے مولانا ایک دفعہ غازی پور گئے جہاں کو بڑھاتے دیکھا تو پسند
 فرمایا اور ان کو اپنے ساتھ دارالعلوم سے آئے اور یہاں فقہ کی تعلیم ان کے سپرد فرمائی جس کی
 وہ سب تک پڑھا رہے ہیں اور اب تک مدرسہ میں سے ہیں اور پڑھ رہے ہیں۔

میرزا علی درویش تھیں مولانا کی شریعت اور ہی ایک تھوہین چو سال تک تعلیم سنائی تھی
 یعنی تیس سال ابتدائی کے بعد تین سال متوسط کے اب دو سال درجہ عالی کے لکھے یعنی
 سموری پانچ سو سال میں پوری ہو گئی ان آٹھ سالوں کی تعلیم کے بعد مولانا سے لکھنؤ
 کی منظوری سے ملائے تین تھیں کلاں کو لایا اور حقیقت یہ ہے کہ وہ دارالعلوم میں مولانا کے

تو یہ مسئلہ کی کیا اہمیت کا ہے اس وجہ سے مقصد یہ تھا کہ طلبہ کسی ایک فن کو نیکو و پرست
 ایک عام فن کی تعلیم حاصل کر سکیں اور اس میں کمال پیدا کریں اس وقت تک تمام
 مسئلہ تان میں طرفینہ تعلیم ہے کہ ایک نصاب میں جس میں تمام علوم و فنون اور سادہ و عجم
 پر جائے جاتے ہیں سب پڑھتے ہیں اور ہر فن کی سند حاصل کر لیتے ہیں، لیکن اس کے بعد کوئی
 شخص کسی ایک فن کو کرے کر دس کا تحصیل اس طرح میں کرنا کہ اس فن کا کوئی اور پائے
 اس کا نتیجہ ہے کہ تمام ہندوستان میں ایک شخص ہی کسی ایک فن کا کافی نہیں پیدا ہوا،
 تعاقب سے تدریس کے دس و تھوڑے اور عارضہ کے بعد کوئی شخص کسی فن میں مہارت
 نہ پائیے شاذ و افسرہ ہے اس بنا پر جو علوم سند کی تجویز میں ابتدائی سے تکمیل کا درجہ رکھا
 گیا تھا لیکن ادنیٰ کی کمی سے اس کا انتظام نہیں ہو سکا تھا۔

بدلتا نظریہ سلفیہ تعلیم میں مسئلہ یہ پیدا کہ سرورست علم کلام اور فہم ادب کا درجہ
 نہیں ملے گا یہ جائے اور ایک کئی مختلف درجہ جو اس وجہ کا نصاب تعلیم مقرر کرے چنانچہ
 مینی درجہ کے نصاب جو کر کے تمام ہندوستان کے علمائے کرام کے پاس بھی لکھ کر رکھے گئے
 سمیت ایک بار اعلیٰ مستقر ۲۰ جن مسئلہ میں ان تمام امور کے اشتغال اور انتظام سے
 سب وکیل حساب مقرر کیا گیا

علم کلام

تفہیم اہم حوالی و جدول شد

تشریح مفہم علمائے فقہاء زانی

برہم

مسائل درجہ نامہ زانی

برہم

کتاب تصانیف و نامہ حق

ہوئی صاحب رسو، بی سے اور دوسرے ریڈ کرکٹ کھیلنے سے دھڑلے میں عالم جوسے
 کے ساتھ جدید فلسفہ نوید غیبت میں بی، ہر تھے، اور بعد کو کھانا عائد کے دارالترجمین طرے کے
 مترجم ہو گئے تھے اور دوست کی کہ وہ مدرسہ انگریزی طلبہ کو چیدہ پڑستے کا پارسا لہ پڑھاویں،
 چنانچہ انھوں نے انگریزیت چنی پڑھا، مگر بچہ سہ کا کام چھوڑ دین سے زیادہ بل نہ سکا،
 سر حال ہی کی تعلیم کا، قیوت ہے کہ خاں اساتذہ کے فلسفہ دستاوردی میں علوم قدیمہ
 جدیدہ کے سوا نہ پر یک بیضہ منھوں لکھ کر شینا کر سکا، اور لہ و دینی کو پڑھاویں اور سہان
 اور علم ہیئت پر چند نمبر لکھے، اور سووی فیض، انجمن صاحب علوی نے عوامی خدمت اظہر پائندہ
 ایک مضمون لکھا۔

سن ۱۹۲۰ء میں جب مولانا حمید الدین صاحب مدرسہ العلوم کرچی سے علی گڑھ کا کالج
 آیا تو کچھ جو کرنگے تو مولانا نے وہ کے مدرسہ، نظامہ دین یہ تجویز منظور کر لی، ایک طالب علم
 کو آدھ کے حراج پر علی گڑھ کالج وروس والا وید اور پڑست، جدیدہ پڑھنے کے لئے بھیجا
 تھا لیکن وہ الہ آباد کے مشاہد کی کر سکیے گا، مولانا حمید الدین صاحب کو لکھتے ہیں کہ جس شخص
 روہ سے یہ روایتیں پاس کیاں ایک صاحب العلم کو وفیق دے کہ سووی حمید الدین صاحب کی بیجا
 کہ وہ اسکو دوسرا وید اور پڑست، جدیدہ پڑھاویں، اور لیکن جو نو وید ان اس سے اس کو تجربہ
 سکھایا جائے، اس سے ایک صاحب العلم تمہارے پاس بھیجا جائے گا اس کی صورت پر قیام دار مسلم
 و قریب سے مسلم کو، اگر تمہارے علم میں بکڑ و تو وہ اس میں مصعب کر کے جوہ (۲۴) سن
 اس تجویز پر عمل بھی ہوا مگر سووی حمید الدین صاحب فرمایا علی گڑھ سے آیا وید پڑست

میں چلے آئے اس نے بڑی سیاب چمکی۔

قرآن پاک کا درس اسے ملنے لگا کہ شش ماہ کی مشق و تحریر ہن سے ظاہر ہے کہ وہ نصاب میں پیش
پاک اور علوم لغویہ کو درس میں مستعمل ہو سکتے ہیں اور پتہ چلتے ہیں۔ یہی نئے نام پڑھائی کی روش
عقب تھکرے چھپ کر ان کی تواریک کو خور و رسائی دلائی کر دیا۔ اور قرآن پاک کا درس میں مستعمل
سہا دہی نصاب کیا اور مشاعرہ میں قرآن پاک کے کلمات و جملے سے جو وقت نکھار دیا
وہ اس طرح کہ اس میں دوسرے کے طریقہ عمل میں حدیث میں بھی شریک ہوتے تھے اس میں
ہر مسئلہ پر پوری پوری بحث ہوتی تھی۔ پہلی مشاعرہ میں کچھ جادو سے لکھتے ہیں۔ اس میں
تیسرا مستقل درس ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ۱۰۰۰ جملے اس کی طرف اشارہ ہو چکے ہوں گے کہ ہر
جملہ میں ایک عجب و خیر ہو گا جس میں گئے تو یہ کام دار اسلوب کے مدرس اعلیٰ مولانا صاحب
صاحب کے سرور کو گئے۔ میرے دستفراک کے جواب میں درگست مشاعرہ کو لکھتے ہیں۔

مترجم کا درس چار لکھن کے ساتھ ہر روز کا پکارے۔ یہ سلسلہ اس طرح گئے جلیں لکھتے۔ اور
اسے بالیہ دستاورد مولانا صاحب نے مصنف نظام القرآن کو لکھا کہ وہ بھی تعلیم
اگر وہ اس کے لکھن کو قرآن پڑھا دیں چنانچہ وہ دو سال تک اپنی تعلیم میں اگر قرآن پاک کا
درس دیتے رہے۔

رفیق مریضیہ تھیں مگر ان کی طبیعت خالصہ سے مراد ہونا ہے قرآن پاک کے احکام پر
چراغ افشائی پڑھا تھے جسے بالیہ لکھتے کہ اسے دے۔ مولوی صاحب مولانا صاحب نے اس کے
ان ہی مصروفات کی ایک دستاورد میں لکھی جو مولانا صاحب نے لکھی تھی کہ

مترجم کا درس
۱۰۰۰ جملے

اور دستار بندی کے جلسہ میں اس وقت میں، مشرقی نے قرآن پاک کی تلاوت پر ہرے جلسہ میں تھیں
 ہر حال اور اعلیٰ کی تھیں یہاں سے چڑھ کر ایک باقی ہے وہ قرآن پاک کا کلاس
 وہاں انکو لکھ کر سبھی جاری ہو اور انکی تھیں گئی ہوئی چار ہی جو
 انقلاب بنانے کے لئے چلے در پے انقلابات کے پورا قرآن اعلیٰ سے کوام کو ہر ایک کلاس
 میں قریب نصاب کو اپنی اصلاح کی بجوں سے اختلاف تھا، لہذا انکو ہم و ہر ایک چار ہی
 کے اعلیٰ لاہور مقعدہ ۳۴-۳۵ ہر ایک باقی میں متعلقہ میں جنابہ تمام صاحب دار اعلیٰ دار ہند
 تہذیب سے یہ تجویز چار سے سامنے ہو

تہذیب اعلیٰ کا یہ جلسہ ساری عہدہ بنیہ کے رو بہ ضد بپین دو، جامعہ کی ضرورت کے
 موقوف اصلاح و تہذیب کی ضرورت شدت سے محسوس کیا جو اور مدرسہ عربیہ کے ذمہ دار
 اور تعلیمی چاروں سے اصل کرنا رکھو، ہر ایک تعلیم کی ایک کستی اس پر خود کرنے کے نامی
 اور تمام ان سے متعلقہ کے ایک ایسا نصاب مرتب کر میں جو نئی علوم کی کسب کے ساتھ
 علم و میراثی علم سے پیدا کرنے کا کسب ہو اور اس سلسلہ میں تہذیب اعلیٰ سے ہندو بپین علم سے
 سے یکساں ہو اور اس کے مطابق ہی اس وقت چل کر ہی اس وقت چل کر ہی اس وقت چل کر ہی

بچے دینی چیز کو کسی حد و مقررہ تھی اتنے دنوں میں جا کر میراثی تعلیم ہی اور تہذیب
 نہ وہ کتب خانہ تعلیمی مرکزوں کے لئے کتب خانوں کے دو سے چار، سین ماں نے دار اعلیٰ
 کے ساتھ ساتھ ایک کتب خانہ کا حال بھی پہلے سے قائم تھا اس کی ابتدا کی صورت سے تھا کہ
 جب کافی پر میں تہذیبی و فنی سے ایک دارالافتاء کی شاخ بھی قائم تھی اور اس کے لئے

کی کچرکت ہیں۔ دوسری کیا تھیں اسی کے بعد، راجہ رام کے چند کے بعد پہنچے ہیں۔ مدد کا سٹا
 پہلا اس جب سٹا جہاں میں جہاں وہاں کے ایک صاحب طور میں تو پنی سووی جہاں رہتا
 صاحب نے پہاں سووی کتب خانہ میں میں تین حرات ہیں تھیں مدد کو حمایت فرمایا اس کے
 بعد شہید ہیں مدد کے، جہاں پنے میں سووی جہاں تھی وار فی بہار کی مدد کا مدد صاحب
 سرکار نظام) نے اپنی کتابیں چند زیادہ تر تاریخ اور ماضی پر مشتمل تھیں۔ مدد کے خد کر دیں
 زمانہ میں کچھ اور صاحبوں نے اپنے انجو بردگوں کے علمی سرمایہ کو جو ان کے قابل ہیں دے دیے
 یاد صاحب تھی کے قابل نہیں رہے تھے۔ مدد کے حوالہ کر دیا

مولانا اہل مرحوم کی مدد سے پہلے مدد کے کتب خانہ کا سراپا ہی خد تھا مولانا کوکن پور
 سے جہاں شہنشاہیہ کا فوج تھیں۔ ۱۹۱۹ء میں جب مدد انگریزوں کے قور سے جہاں
 کے مدد اس زمین کی طرف ہی توجہ فرمائی تھی پہلے اپنے کتب خانہ کو جو انگریزوں نے خد کر
 کسی تین چار روپے میں یہ ضرورت طور پر کرنا پڑتا تھے انکس میں غفلت کر آیا اور شہنشاہیہ
 میں کو مدد پر وقت کی مدد کتب خانہ میں تاریخ و ادب کا سرمایہ تھا اور مدد و نظام
 کے مطبعات کے مدد و روپے بعض اور مطبعات بھی تھے۔

مولانا کی تحریک سے مولانا کے بعض دوستوں نے بھی توجہ فرمائی، چون مستندہ میں نواب
 سکندر نے از جنگ حاکم اور رضا خان صاحب سکندر منڈل پنے رہا بی بی کی گوت جہاں سٹا
 کو (مدد) نے اپنی کتابیں دے دیں۔ مدد کے مدد کو پنے سے ان کے کلام شاکد کے سہرہ جس کو
 بخشی انجم و مدد سال شمس اہل نواب عزیز جنگ بہا مدد یا مدد کو ان اور علی احمد

سنہ پنی کتابیں مدوہ کو دیں۔ ہر چ سنہ پنی میں پڑنے سے آریہل حوی ترکت الدین صاحب
 حج اپنی کورٹ کلکتہ سے بھی اپنی کتابیں لکھیں۔ وہ سب صدیق حسن خاں مرحوم کے دوسرے
 مرتضیٰ صاحب کے ہی سال اپنے حتمی کتابتین مدوہ کے حوالہ کر دیں۔ وہ سب مل جل کر
 مزید زیادہ لکھ چکے ہیں۔ میں مطبوعاتِ برصغیر کا بھی ذخیرہ تھا۔ وہی زمانہ میں شاہ ولی آباد
 میں آئیں۔ سے مولوی یوسف علی صاحب مرحوم کا کتب خانہ میں مندرجہ بالا کتابیں بھی
 تھیں۔ مدوہ میں شامل دیوانہ مدوہ ہلالی سنہ ۱۲۸۷ھ ہی میں وہاں علی حسن خاں صاحب
 تصدیق نواب صدیق حسن خاں نے اپنی کتابیں مدوہ کے درمیان ان کی بنیاد و مروریہ
 کے حتمی کتابتیں اس سے دو ایک سال پہلے مدوہ کے کتب خانہ میں داخل ہر چ ان
 میں سے نواب احمد سعید خاں بہادر حضرت نواب شہداء الدین احمد خاں بہادر مرحوم کی کتابیں
 آئیں۔ یہ وہی کتب خانہ تھا جس کی مدوہ سے ایسٹ نے تاریخ ہند کی کتابیں، نواب خاں ملک
 سید حسین بگڑوی نے اپنا کتب خانہ جس میں انگریزی اور عربی کتابیں شامل تھیں۔ ہر چ
 سنہ ۱۲۸۷ھ میں مدوہ کے حوالہ کیا۔ مولانا نے ان کو لانے کے لئے مجھے جہد و جدت چاہی۔ یہ میری مدد
 کا پہلا سفر۔ وہاں ملک سید میرزا خاں خاں کا پہلا دربار تھا جس کا ایک مینہ کے قریب
 مولوی محمد علی صاحب چارنی در و گھر مدوہ کا سب سے بڑا مکان ہے۔ یہاں بیٹھ کر مدوہ و زمانہ
 نواب صاحب کے یہاں جا کر وہ سب کتابیں ساتھ لے کر آئیں۔ ایک کتاب نواب صاحب
 مرحوم اپنے ہاتھ سے لکھی تھی۔ چنانچہ ان کی کتاب لکھ کر تھیں۔ میں رکت ہوا تھا

سے حکومتِ برصغیر مولانا مدوہ کے حکومتِ برصغیر مولانا مدوہ کے

مکے مکہ میں خاں صاحب و بیگم شایمہ بچوں پر تھے۔ اسی لئے مولانا سید عبدالحی صاحب مدظلہ
 ناظم مددگار آغا داد قریب کرنا بھاس پور پہلے گئے تھے اور آغا داد قریب گھڑی میں تھا، ہر ماں ہی
 انکار کی حالت میں مسئلہ کے، تاخیر میں، رستہ وہ کی شامت کے ساتھ ماں اس طرح کل
 جسے کہ مولانا سید عبدالحی صاحب مدظلہ کے قیام شایمہ بچوں کے سبب شایمہ بچوں
 میں کا مقام شامت ہو، اس کے دو ذریعہ مقرر ہوئے، ایک مولانا صاحب ارکان خاں
 سرورانی جو کل ہی تھے، اور دوسرے مولانا شبلی بن کا قیام ان دونوں جہت، ہاویں تھیں کہ
 چھپائی کا انتظام اگر وہ میں سرورانی مولانا کے شیعہ سید عام میں جو، اور ان کا مقصد حیا کا
 اور یہ لکھا ہو تھا علوم اسلامیہ کا دیا، تطبیق ستون و ستون اور علوم قدیمہ وہ یہ کہ اس وقت
 قرآن پڑھنا، ہر جہت میں، صفی شری، اس میں شان سے رگت برکت و مطابقت
 مسئلہ میں اس کا پلانہ مقرر عام ہو گیا۔

پہلے میں علوم اسلامیہ کی تجدید عقل و نقل کی تطبیق شعوب و شعوب اور علوم و فنون
 علوم کے موزنہ اور عربی نصاب تعلیم کی اصلاح پر بہت سے محققانہ مقولہ شائع ہوئے
 جو زیادہ تر مولانا شبلی مرحوم کے علم سے تھے تھے، اس سلسلہ میں شاید سیکرٹری ہوس کے
 حوالہ کی سبب چاہیں حرکت پیدا کی تھی، اب لکھنؤ کے تحقیقاتی سائل، بخیر و احسان
 تھ کے چند ایسے سائل قرار پائے جو سب سے پہلے پر گزرتے ہیں کہ لکھنؤ کا چکا تھا، پھر بھی جوتا تھا
 وہاں ہی کہ وہ ہر دور کر رہا تھا، اور دوسرے کا وقت صانع کرنا تھا، منطق و فلسفہ کی بعض سی
 کتابوں کی شریعتیں لکھا، جیسے کہنا، تعلیمات لکھا، غیر عقیدہ مناظر اور سائل، نایب کرنا چاہ

کے شامل تھے، حالانکہ زمانہ کا رخ دوسرے اور صریح تھا اور حالات نے اسلام اور علوم کی خدمت کے لیے اور بھی ضروریات پیدا کر دیئے تھے، آئندہ کار فرماؤں پر سے کسی سے کسی کرم کے خیالات میں انقلاب پیدا کی اور ان کو کتنی ہی بھگوا یا جوئی ہیں اور ان کی پیشین پر کتنے ہی بلی پڑ چکے ہوں لیکن انہوں نے اس کو چڑھ اور پڑھنے پر عمل جوئے،

اس سے بڑا نامہ یہ ہے کہ علماء کے سامنے جو یہ سباحت کا دروازہ کھلا، اسلام و علوم کی خدمت کے لئے طریقے ان کو نظر آئے اور ان کی زبان کے دروازہ پر سے علوم جوئے اور جوئی کو پسند کرتے تھے وہ بھی اور جو نہیں پسند کرتے تھے وہ بھی اس کو نہ کر دے کہ

سچی کھنے کی کوشش کرنے کے

آئندہ کا ترخصیست کے ساتھ جوئی، ان علماء اور قریب فارسی، تھیں، علم پر جوئی اور تمام میں لوں گا، مگر تا سکت جوئی کر پڑے جسے تقدس استوف اور جوئی کے ساتھ تشویر نے اس کے طرز نگارش اور پیرایہ بیان کی نقل تاروی اور اپنے اپنے دلوں میں حاصل کی، اور ان سے دین وقت کو فائدہ پہنچا،

خود و اسلام کے طالب علموں کو اس سے بہت فائدہ پہنچا اور ان کی سند طالب علموں کی جو اس وقت کے مشہور مصنف ہیں، ہم اشد ہی دیتاں ہیں جوئی، اور اس طرح اہل علم کی بھری صف میں ان کو ہاں کشائی کی جرأت ہوئی، چند ہی فیروں کے بعد اہل فکر کی کتاب، لکھ و لکھ اس افادہ میں شہیت پر جوئی، آئندہ وہیں علم حدیث پر وہ علوم کے ایک مطالعہ (میںد سیان ہادی) کا جو معنوں پہنچا تھا اس کو پڑھ کر بڑا اعلیٰ نے موفی کو کھلا دے تے زبان

ہستہ اس وقت تک وہ ملی حکومتوں میں دو شاہی نہیں ہو سکتے تھے ورنہ ۱۹۲۱ء میں وہ وہاں پہنچے
 سے پہلے میں ملے اور یہ طاقت ایسی ناپائیدار تھی کہ بہت جلد ہی میں نے جو حکام کو سولہ جوا حکام مندرجہ
 اور ان کی حکومتوں کو اپنے ساتھ لے لیا۔ اسے جو ایک زمانہ تک ان کو اپنے پاس رکھ دیا۔
 وہ ان کی خدمت و جوت کی جی جھڑوں میں ڈرکے رہتے اور اپنی مشینیں نظریہ اور جوتوں کی لے
 ہو رہے تھے نہ تھے جانتے تھے یہیں انھوں نے سولہ نامیدہ ہیں اس وجہ سے کہ تو یہ دن سر
 سکے جن کو قریب ایک کے ساتھ مشق کامل تھا اور اس عشق کا اثر بہت کی تاہم سے وہاں پہنچا
 میں بھی سرایت کر گیا اور یہی رنگ تھا جو کر کر سلاں میں نظریہ

سولہ نامہ اور حکام نے آئندہ میں چلا انھوں نے سلاں کو کا قیرو علوم اور پرہیز گار تھا جو کہ
 مشقت میں پیدا اس کے بعد نظر آئے اس کے نام سے مصروف تمام ہیں ایک اور پرہیز گار
 سلاں جو قریب کی ہے پر وہی اور پرہیز گار جو کہ تھا اس پر بعض تبصرہ کر جو مذہب کے کئی
 سرور میں پیدا ہے یہی مسئلہ غریبوں کے سب سے پہلے اور بہت دن کی ملی دیبا میں
 سولہ نامہ حکام کے نام کو مذکور اور بہت حوالہ نامی سے ان کی نسبت مشفق ہوئے
 کسی قسم کے ایک مسئلہ جو میں سولہ نامہ میں مذکور کو تو چھ غریبوں میں سرور کی
 نظم ہی جو مصنف ہیں ہاں اس سے ترقی کر گئے ہیں۔ (۱۹۲۱ء)

آئندہ میں ان کے مصنفین نے ان کے نام کو بہت پھیلایا اور نہ وہاں سے

۱۹۲۱ء اور ۱۹۲۲ء میں سریش چورہ اور ۱۹۲۳ء میں قریب ۱۹۲۴ء میں سریش

اسی میں خلاصہ اور سریش چورہ اور ۱۹۲۴ء میں سریش چورہ اور ۱۹۲۴ء میں سریش

سے ان کی جنگ توجہ ہو گئی آخر کار وہ مشن میں ناکام واپس چلے گئے، اور تقریباً دو سال
 بعد ان رستے پر سڑک بنائی گئی اور ان کے ہنسے بولے سووی اتحادی قہرمان بن گئے۔ صاحبِ دہ
 کا وہ تکیہ تھا جو وہ سیر و سیاست کے لئے گئے ہوئے تھے، انتقال ہو اور اس کے بعد ہی
 ان کے والد ماجد مولانا جلیل الدین صاحب نے جن کے بھی اور کلکتہ میں ہزار ہا عرصے و فاقے پائی
 رحلت کے وقت صاحب نے مولانا امیر الکلام کو مدد کرنا و نصیحت بنایا، اب انہوں نے آخر عمر
 چھوڑ کر چلے آئی ہیں اور پھر کلکتہ میں قیام کیا، اور ہدایت و ارشاد و فلاح میں مصروف ہوئے، آخر
 مشن میں نور سنے لہذا لکھنا اور جس طرح نکالا اور اس نے اسلامی سیاست
 پر جو اثر ڈالا اور اس کے بعد کے واقعات اس کے سامنے ہیں لیکن اتحاد اسلامی اور وطنی سیاست
 میں کانگریس کی عربی میں محنت کا فیض و روح اس سوانح کے حقائق سے ظاہر ہے۔

مشنی پیری تھامس کا آخری سال ہے، مولانا امیر الکلام کے آخر عمر میں جانتے کے بعد مولانا
 نے اردو کا ترجمہ میرے اقوال کنہ صاحب پر دیکھا، جس کو میں نے بارہا مشن میں لکھا، انھوں نے
 اس کے بعد پرل مشن سے یہ پھر ملاوی صاحب کے چیر و برادر، مولانا امیر الکلام کے چیر و برادر
 کے دونوں کی ادارت میں لکھے تھے کہ وہ پھر میرے حوالہ کر دیا گیا، اگست ۱۹۰۵ء سے دوسری
 تک میں نے دوبارہ اس کی ادارت کا فرض انجام دیا۔

اس کے بعد یہ مدت چار سو دو سو عرصہ مولانا جلیل الدین صاحب نے وہی کوئی سال مولانا
 انھوں نے اپنا پہلا سفر تشریف لے لیا، مشن میں لکھا تھا جس کو لکھنؤ میں چھوڑ دیا اور
 اس کو مدد دی مشن میں اپنی پیدائش کے چار کے ساتھ بہت شوق سے چھاپا، اور پھر

اللہ وہ سنے کب جس جو علی تاج پر اس کے وہ حسب ذیل ہیں:-

۱۔ اللہ وہ جانیں علی جاسٹ کا ایک پڑ پڑیہ وید کر ویا

۲۔ وہ پڑ پڑیہ فائز کر اسلام کے نہ ہی اور علی کا ناموں سے نہ کیا

۳۔ علی کو جو پڑ سا کی سے روٹا س کیا

۴۔ علی کو ان جہر میں اپنے پڑنے و فیروں سے کام لے کا ملیدہ پڑ کیا

۵۔ اسلام اور تاریخ اسلام پرست سے اعتراضوں کو رفع کیا

۶۔ قوم میں سدا کے سدا کی تبلیغ کی، اسلام پر نصیب کی ضرورت سمجھائی اور علی علیہ السلام کی جیت دے میں نشین کی۔

سورہ بدر الفکر صاحب شہر نے بھی جنہوں میں اللہ وہ کی اہمیت ان عقول میں بیان کی ہے وہ کہ لا اجماع کہ منہ و فاسی منہ لافور کے ہے پس ما شفا ذابلی سلمان و امیر کذا
اس کے سند میں سورہ نے ہے جہاں میں تحقیق نہ تھیں یہ سمجھا۔

جہاں کی بات ہے اب تک جو کہ لایا وہ مسلمانان اہل خدا کا تذکرہ خارج انہوں نے
دعا و علوم کی علی تعلیمی ترقیوں کے لئے ہیں لیکن اہل ان کی ان حضرات کا تذکرہ واقعی ہے جو
کی کافی ترقی اللہ اس کی تھیر کے سند میں انہوں سے فرمائیں اب تک وہ علوم کی مستقل
آہلی ترقی سال الذہنوں اور صغیر کے دوروں سے جو جز و حمل جو تھا وہ
جہا تھا وہ اسے جدا کرنے اب وہ کمال کے طور پر ترقی میں وہ اب وہ کمال

سورہ و جہاں ان خالص صاحب کی کوشش سے ناہستہ ہو میں پچاس روپے اجور و قدر

میں و شرمندہ

تھے برادرانِ گنہگار و مسرور کہ ز پیش
 میں شش درویشِ دلی صدائے فریاد
 اس جلسہ میں خاکسار نے اور عروسی جہدیں ہی ہمدردی مرحوم نے تقریریں کیں، عروسی صاحب
 مرحوم کی تقریر سب کو بے انتہا پسند آئی، مولانا کا خاصہ تھکا کہ جلسوں میں لوگوں کو پیش کر کے
 اور شہادتے تھے کہ لڑکے مرحوم نہ جوں، عروسی جہدیں ہی صاحب کی کامیاب تقریر کی
 غرضی غوغا میں خود سے اور چاقی جان کو سپائی، انوس کہ انھوں نے عین شباب میں
 انتقال کیا۔

اس میں بھلائی قیام رہا، اس کے اجلاس اور علمی ناٹیں میں جاری ادب کا پرامٹ مولانا
 اور سحر زلمی صاحب الزحان خاں سروانی کے کتب خانے سے ملگو، غلامی و ذوق
 اس وقت اس کا پتہ دے رہا تھا کہ وہ فارسی شاعری کی تاریخ نئی شعرا لکھ کر، ایف میں
 مصروف ہیں، جلسہ کے تم ہونے کے بعد انھوں نے ایک دو مہینہ بنارس ہی میں قیام
 کیا، شہر کے کئی روپر ایک جنگلے لیا تھا، انہی میں رہتے تھے، اور شعرا کے چمکے باتوں سے
 ہی بھلا سنتے تھے، ناٹیں کی روداد بھی وہیں سے لکھ کر بھیجی، اور اس کے متعلق ہدایات بھی
 بنارس سے بھیجتے رہے، جن کا ذکر نکاتیب میں میرے نام کے، بتدائی مخطوط میں ہے، اور
 ویرانی مسئلہ کو مجھے انجام فرمایا۔ مجھ کو اس میں اندر پر مرگاہ اب انگریزی پڑھنا، وہ تو ہو کر رہی
 اگر تفسیر کا تعلق اس سے۔ (جلد ۱۵، صفحہ ۱۵۰)

میں نے جلد واپسی کی تمنا ظاہر کی تو ۴ مارچ کو مسئلہ کو اور شاد بہار چھائی، دیکھتے ہوئے

یہ جو میں اتنی مست نہیں کہ رونا آجانی تے اُن کو کھانسی خوں کے برابر رکھنا اچھا نہیں
 فردیاک میں ہیں جنم ساقی کی تھی بھی تیز ہے خود شام نے بھی اپنے اعتراضات کا مذاق مزید فرستے
 اور کے بڑ بھام ریل ہو دیں پشیم
 روزگھا سے جو دم زوش و ویناں ہم
 چھوڑ پڑو تو ان کو سن جگر سے
 سنگ پریشہ تھوڑی زور دم باب و دام
 خامور دم چور فاست میں راست نمود
 شیشہ تھوڑی اسی سالہ پر سداں و دام
 نقش تریا سے پرور قی جا سا زور دام
 آتہ شد سے دوست کو زندہ ہوئی نا
 تہ شد سے دوست کو زندہ ہوئی نا
 کو دم از صحبت آل دشمن جاں زور دام
 وہ لوگ چین کی سخن بھی صرب حرفی زور و طلی سے اس دشمن یہاں کی تلاش تھی میں کہ تہ بن
 مالا کوہ آئی گند میں تھا مینی کو وہ مل گندہ تو کہتے ایک ہر کردہ میں شامل ہو گئے،

یہ جو میں اس طرح میں نہیں۔ اور زبان و لفظ زور کی تھی تو نہیں جو میں اس طرح شرا ہے
 جو ابی ہو میں لکھیں جو خوش گن تھے وہ ان کو تھرت کے دوند، سراہ گئے اور رونا سے
 بیت ہوئے اور ان کے پیر کی تلاشیں ہر سہ لگیں جو ہر گاہ تھے وہ اس وقت منورنی کے
 زور کی تلاش میں لگ گئے۔ مالا کوہ، توندہ تھا توندہ چکر صرف یہی کی خوش سواد ہی ہو رہی نظر
 نے ان کے قاعدہ جذبات کو اچھا دیا تھا۔ غلط خیال کے ہواں میں یہ سہاں نہیں، ان کی کیرا
 وہ برس کے بعد شیشہ سے شرمنا ہوئی ہے، ان کے قتب شمار ہم دقیق و مقرر ہے ہر
 کو کہہ کر کہتے تھے، ہر زور میں توندہ کو مولا تھوڑی کو یہ نواں تھا،

گرم میں مرد بر ساقی و زندی غیرتم
 یہ نہیں چھوٹا کام عشق اتنا بڑ

اور ہر شخص کو لکھتے ہیں کہ ایک سول کے دو شعر لک کر بھیجے دوسرا شعر جو
 میں فہم سے بہت شوق ہے کہ یہ ہضم دینا
 بہن اور صحت جو بہن، ہم خوشی ر
 اور اس کے بعد لکھتے ہیں کہ میں نے تو ایک جان بات لکھی آگے کے ایک صاحب کے
 ساتھ تیر کاظم پڑھا تو کہنے لگے اس کا کلام کے پرہیز میں لے سکتے ہیں۔ دشمنوں ۵۰۰ پر
 سامنے کی بات جو لکھتے ہیں صاحب کا اشارہ اس میں ہے ان کا نام تو نہیں دے رہیں مگر اتنا
 یاد رہ گیا ہے کہ وہ ہر شخص کے معصیت پر استغراق کے نوہم تھے۔

دردی حشر میں جب ہوش اور روش والی پہلی حول کی ہے
 ساقی سے چوسے جی ہوشیار
 سادہ رنگت ہر ایک پر دوش آید
 اس دل تو تیرا ہی ہے
 افسانہ کا یہ ایک کردہ درجہ تیر
 ہنسنا بلی آواز پر ترسیا ہنسنے
 اور صومعہ تائیدہ ہم دوش آید
 نورانی شروانی کی دریا میں سے ان کو بھی، حشر میں لکھا۔ حشر۔ چکر چکر ہر طرف پانی ہی ہلکا۔
 میں بھی ہالہ کے گل چھپا (مروال ۹۱)

میں نے یہ کہہ دی کہ ایک ایک ٹکڑے کے ہاں کہ یہاں کے دو تہہ سینوں
 کو تھوہ کی مدد کی طرف مال کیا جائے مگر وہاں جھانک کا چور تھوہ اور تھوہ سے وہاں سے
 اس کی تھی جس میں خواب کی تھی اس سے ان کو جھٹک نہیں پڑتی تھی ۵۰۰ کہ تو ہر قسم کے کوئی
 حیدر بن صاحب کو لکھتے ہیں کہ: بھئی میں اس دفعہ ہر منہ پر لکھا گیا، ہاں شدت سے یہ تھا
 چھاپا ہے کہ وہ لکھتے ہیں (مروال ۹۲)

اور میری کوروا شہادت علی بیگ سفیر ایران کی وحدت میں تاریخ احمد سلام ہو کر دیا، مولانا جلد میں
 آنا چاہتے تھے، مگر نوپہر پہنچا کہ صاحب فرما کر دعا کے لئے نکلا کہ وہ اسے متعلق نہ کرے، چنانچہ
 چنانچہ جلد ہی مختلفہ کی شرح فارغ ہوئی، بہن منزل میں جو صاحب صاحب کی کو بھی دیکھتے
 فریب پیدا ہوئی، مولانا نے اور جناب شاہ میلان صاحب نے مدد کے مقاصد پر تقریریں
 کیں، جناب فرما، صاحب نے مدد کیا کہ وہ اپنی مختلفہ میں خود کو تسلیت لائیں گے
 اور انہیں معلوم کلاما حل کر دیں گے، اگر افسوس کہ یہ وہ وہ پر نہ ہو

مظہر کا سفر مظہر میں خان بہادر ایران مولانا غنی مرحوم سی ایس آئی کا ایک پرن، خاندان
 سے، جس کا سلسلہ نسب حضرت امام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے، خاندان میں موجود ہیں ایک منشی
 ہے، ایران مولانا غنی خد کے گرد پیش نہانہ میں کاجوڑیں مسوڑیں درختے شیخ شیخ مولانا
 علامہ امام شہید اور کاغذی صادق خان، تخریقہ و سادہ شہر سے آئے کا دو مہانہ نما، مشہور
 ہیں وفات پائی،

اس خاندان میں علم و دولت کی تمام صفاتیں موجود ہیں، اس خاندان کے باشندے مولانا
 کے زہد میں مولانا کا زہد صاحب اور مولانا کا زہد صاحب، مولانا کا زہد صاحب، مولانا کا زہد صاحب
 صاحب کا چار برس جو کہ مختلفہ میں انتقال ہو گیا، اور مولانا کا زہد صاحب، مولانا کا زہد صاحب
 چار سے دہائی موجود ہیں، یہ وہ وہ صاحب مولانا کے خالص دوستوں میں تھے، دعا کہ چنانچہ
 جسے وہ وہ صاحب کا اہل تھا کہ مولانا مظہر پر کثرت لائیں، یہ وہ دعا کا ہے، ایسی ہی
 لے کا یہ دلائل ہیں، کہ مولانا غنی مختلفہ میں خاندان کے تفصیل مذکور ہے، لیکن سہ ماہی

ہے ہاں اس سفر کا حال سوئے اندر وہ جس کو اپنے قلم سے کھرا دے۔ سو ہی باطن میں یہ سفر ہو چکا ہے
 برعکس غایت قدر اور قوی ضروریوں کے بھی شاکس ہیں جو کچھ وہ لکھتے ہیں وہ ملک سے بھی لے
 برسے کم کر نظر پر غصہ لے کا موقع لے اکثر عجب میں صاحب پر شریک ہو جو جو لکھا وہاں میں صاحب کے
 چکا ہوا ہے کہ وہ صحت خاہر پقیام چاہے شریک صاحب باوجود قلم چاہے۔ وہ سفر و طبیعت کے عقائد ہی اور
 شہرہ اسلام میں اس قدر شریک کریم کو ان پرستہ سے صاحب پرستہ کا دھوکہ برتا ہے اس باوجود بھی کچھ
 لوگوں سے عقائد برائی سب اٹھا کر گئی ہے اس لئے ہر کس کی سفر میں کچھ کندہ کی قلم سے صاحب ہی
 بیشک قلم ہی اس نے سو کا باطن میں صاحب اور ان کے حافی اور اسی صاحب کے چلے کا ہندو کا
 گھر سے لے کر شریک برسے۔ یہ منہ اسلام کی حقیقت اس کے من میں مذہب کی ضرورت پر ایک
 تقریر کی تقریر کے بعد چلے ہوا اور پھر سے زیادہ قدیم ہو گیا ہے اس میں صاحب سو ہی باطن میں
 صاحب سے سو ہی رہیں ہی رہتے ہیں ایک ایک کے کوئی نہیں ہیں کی لیکن ان کی نام دینی عام ہے کہ
 ہندو گناہ سے تپاں چکر نہیں کیا کہ وہ بھی ایک منہ ہندو مذہب وراثت کے چند کی پوری تفصیل ضروری ہے
 ہندو و تمام آدم سر پہ لکھ دے کہ میں جی ہوں

اس سور سے دینی کے بعد دارالعلوم کے جلسے سے مذہبی یاد دہانی شروع ہو گئی ہے
 درج مستند دارالعلوم مذہب کو کھلے سے خود پس اندہ چکے تھے مگر ابھی تک اس کے اندر
 ہندو گناہ سے تپاں چکر نہیں کیا کہ وہ بھی ایک منہ ہندو مذہب وراثت کے چند کی پوری تفصیل ضروری ہے
 جس پر اتفاقاً اسی وقت سے صبح ۱۹۰۵ء مطابق ۱۳۰۵ھ میں دارالعلوم کے جلسے سے
 میں جلسہ دستار بندی کے نام سے مذہب کا عام سالانہ جلسہ ہوا جس کی صحت سے روایا عام ہو چکا ہے

نہض و شاد ہو چکی ہو مرنے کی ہوشیاری سے غم کے شریک و معاون رہے تھے۔ اس جہد کی
سحر و جیت بچی کہ اس میں جہد و تدبیر و علم کے امیرین اور مسلمان کی ساری ہمت اٹھ چکی
ہو اور اسلام کے بلند پایہ جہاد کا نشان کرنا چاہتی تھی۔

روانے اس جہد میں شریک کرنے کی غرض سے اپنے چند منتخب طالب علموں کو جس وقت
پر تقریر کے تیاری کی ہدایت فرمائی اس ضمن میں بقی ہو وی مذہب اچھن صاحب علیؒ ایک
مدرسہ مدرسہ اسکالر دوسری میں میرا یاد اس نے قرآن مجید کے اٹھارہ جلد پر اور تہذیب و علم پر
وہ یہ کے سوانہ پر تقریر کی تھی تقریر کے دوران میں ایک سیما و تقریر میں تاہم نے جہاد
کا شانہ و عہدہ میں کرنا جو صورت پیدا ہوئی تھی تقریر کے اٹھارہ میں کسی نے نہ کر کے کرنا تقریر
میں کہا کہ آج جس قدر وہ ملکی تھی اس کی اصلاح کا ہم نہیں کریں۔ مولانا صاحب قادیان سے اس پر چلے گئے
تھے ہو وی بند ہو گئی صاحب حرم نے جس سے مباحثہ فرمایا کہ تم کو کسے پڑے میں نے بتایا
میں صاحب دیہہ ہو گیا میں تقریر شروع کیا، جب پر ایک ماں چاکی مولا نے کہا ہر جہد و جہاد
کو زور دے، اور میرے پاس کفر ہے جو کہ میرے ریاست فرمایا کہ اگر تم کو ہی وقت
کوئی ہو مولا دیہہ سے تم تقریر کر سکتے پڑے میں نے ہر نہایت میں جواب دیا تو وہ اس نے
بلج کو خطاب کر کے فرمایا کہ اس صاحب علم نے جو تقریر کی اس کی نیست میں لوگ بگڑ گئے
کر سکتے ہیں کہ یہ گھر سے تیار ہو کر نہ آئے تھے اس بلج بگڑ گئے تھے اگر کوئی صاحب چاکی

سے حرم و اس صاحب نے آج اس نے غم و غم و غم و غم میں تھے مولا نے کہا کہ اگر تم کو ہی وقت
میں میں نے یہ امید ہو کہ تم بگڑ گئے ہو اس کو دیکھ کر میں نے یہ تو جہد و جہاد میں

اس جلسہ میں سو ڈانے دارالعلوم کے مٹا صبر پر ایک دلیل تقریر فرمائی اور دعا بھی اپنے
 حریف سرویسے پڑھی تب بعد ازاں مانہ دیج کہ ان گنگ میلان و دیگر گمراہی جو ایک ترمیم سے بڑھا
 کہ دل نہ گئے ہی مہمان میں مولانا کے لکھنؤ کے تعلیم دہ کر وہ کی طرف خطاب کر کے ان کو شرم
 کا لہو پڑا وہ کیا تجویز جو کہ مولوی سنا از حسین صاحب یہ مقرر جو مولوی اسیم صاحب ایدو
 مولوی نور احمد صاحب وکیل وغیرہ نے نہ وہ کی اصلاح کا وعدہ کیا اور یہ لوگ ان کے ارکان
 میں داخل ہوئے ان کی ذات سے نہ وہ کو صحت خاندہ پہنچا، آخر انہ کو دونوں صاحبان
 بعد و ارکان استغنیہ ہیں مگر جو صحت خاندہ مولانا خیراتی کے نام ہی خط میں مولانا کو لکھ کر
 دینے سمیت کر شریعت ہو اور صحت خاندہ یہ ہوئی کہ ہر مشاوری تمام دیکھ کر کہتے تھے کہ ہم لوگوں کو اس
 علامہ و میں شکر کہ ان پابستہ نہا آئیدہ انوار کو ایک نامی جلسہ دفا عام میں چوبیس تہم دیکھتے تھے
 اور یہ مولانا جمع ہوں اور مشورہ و وعدہ کیا جاسکے نہ وہ کہ یہ نیکو ترقی دینا چاہیے اور کس طرف میں کو
 لوگ اپنی ذریعہ گنگ پہنچا ہیں۔

اسی جلسہ میں ایک نشست کو مولانا مفتاح سلام و سب نے تقاضی پر ایسی دواویز تقریر فرمائی کہ
 اور دواویزہ نفس میں تھے بل سے معاصرین بہت کہ ایک دوسرے کو دوا دیتے ہیں لیکن
 اس جلسہ کے بعد مولانا صاحب الشہ صاحب و دہری علی دارالعلوم و خود ایک خانہ خدیج ہیں کہ
 ہتے اس تقریر کو سن کر ہی چاہتا تھا کہ میں اپنا سر چھڑوں کیونکہ مولوی علی نے خود ہی اس
 بھی چھاپی ہو کیوں اس تقریر کو کہتے تھے اور میں میں کر سکتا؟

پاؤں کا حادثہ

معارفِ مئی ۱۹۰۷ء

ایں دنوں مختلف جلسوں کی شرکت اور قد و رفعت کی وجہ سے شوالیم کی تنصیب میں
 بہت کچھ عمل آگیا تھا۔ اس لئے مولانا نے چاہا کہ وطن (انٹلنگ) و اجا کر چند بیٹے یا اہلین (وین
 اس کی کرپوراکریں، چنانچہ انٹلنگ، چنانچہ کچھ تندرست و بھرپور و عیش و فراخ کو اپنے ہاں اور ان کی اطلاع
 و سب علی اس جان کو دیا (و) اسی زمانہ میں انٹلنگ وین ایک سلاخی انجمن کو بھی جلسہ تھا۔
 میں ہی شرکت خصوصاً شوالیم کے آخر میں انٹلنگ گزرتا ہے اور سب سول سٹی انٹرنیشنل
 پیام فرمایا۔

میں ناز میں شوالیم جلسہ اول کے حقائق پر نصیحت تھے۔ شوالیم سلاخی کی طرح کر دین
 وہ میرے اٹھ کر ڈال میں شریف سے گئے جو میں دنوں زاناکا میں شال تھو یہاں نکلتے
 تھے۔ میں مولانا ایکسپوزٹون ملک کر تخت پر بیٹھے تھے۔ میں بھگتی میں تھی جہاں میں
 پرپیاں لگی تھیں۔ اور اسے انگریزوں کو عقائد میں پہنچاتے تھے۔ مولانا کے اگوتے صاحبزادہ صاحب
 ان کے تارے کے نے بندوں میں پھروں کے کا انوس بھر کر دے تھے اور اسس کو ہال ہی
 میں جوڑ گئے تھے۔ مولانا نے اس بدوش کو اپنے ہاتھ سے اٹھایا تو مست و فی علوم ہوئی۔ پاس

سلاخی ہی میں سب دلہا حقین کا کتب خانہ ہے۔

تہاں میں اس کی بھرپور مدد و معاونت کی بروی بھی ہوئی تھی۔ اُن کو یہ کہہ کر دی کہ وہ اُن کو اُس
 کو اندھی نہیں سمجھتی۔ اس دے لینے میں ہاتھ بندھ کر اس کو گڑھے پر چڑھایا۔ بعد میں وہ قریب سرگرمی کے
 قتل نہ ہوا۔ اُن کا پاؤں دھمکتا تھا۔ مگر اس کو کہہ کر یہ چوکی لیگی۔ مرنے لگا کہ اس میں نہیں ہوتا۔ اس
 اسلام ہو کہ پاؤں میں جھٹکا لگا، وہ دوسروں سے پہنچے تھے۔ کیا یہ غیر ہے؟

اب ہمارا شک تینوں خود مولوں کی زبان سے نیچے سے نصیحت و نصیحت ہو کہ یہاں
 ہر شے کا تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ ایک متعلقہ تشریح میں ہے کہ میں نے اپنے گاہ میں یہ بات کہہ دی تھی کہ
 وہ مجھے یہاں تو نام کی شے دیکھ کر کے اجڑا رہے تھے۔ بعد میں اس سے یہ دیکھ کر اُن کا شراب میں بھی
 مشغول تھے۔ وہ بھی کہہ گئے کہ یہ دھڑکتا ہے کہ اُن کو یہ بھی گیا۔ اس وقت پہلے سے تھے۔ میں
 پاؤں لگا کر چوکی لگا تھا۔ یہ کہہ کر اس نے بروی ہوئی ہونے کی تھی۔ میں نے اس وقت میں خالی رہ کر ایک دوسرے
 شخص کے ہاتھ میں وہی شے لگا کر گیا۔ ہندوئی کی روشناس میرے پاؤں میں تھی۔ ہندوئی کی
 اس سے پاؤں لگا کر اس نے ایک ہفت کا وہ ملنا تھا کہ اس میں اگرچہ میرے سے لیگی ہوئے
 ہوتے تھے۔ وہ فاسد ہو گیا تھا۔ اس نے شے کی بھی داخل ہو کر ہو گئی۔ بعد پاؤں کنٹ کو حرکت دیتے
 گئے۔ اگلے میں وہ وقت خراب کی ہو کر حرکت اس وقت اسلام ہو کہ پاؤں کو ایک جگہ لگا کر کوئی
 تحقیق نہیں ہوئی۔ وہاں سے وقت میں نے گھبرا کر کہا کہ یہ کیا ہوا؟ وہ تنہا تنہا میرے سے بھی
 اندر آگئے۔ اس وقت میں اسی طرح پاؤں لگائے۔ میں نے اُن کو پاؤں میں سے تھے۔ ایک سو
 نے کہ میرے پاؤں پر ہاتھ لگا کر میں نے خود سے تھے۔ میں نے اس وقت پاؤں کی پٹری جو تھے
 میں نہیں کر رہا تھا۔ میں نے پاؤں کو ہاتھ لگا کر اس میں ہاتھ لگا کر اس میں ہاتھ لگا کر اس میں ہاتھ لگا کر

تہا بڑی بین سے جھٹک جھٹک دھان بھٹکا۔ قریباً پانچ گھنٹہ تک میں پاؤں دھوئے بیٹھا رہا جب تک کہ
 دیکھ لگیں تو میں نے آواز سے کہا کہ اب نیکہ لاکر میرا پاؤں اس پر رکھو۔ وہ میری طرف سے رو کر کہا کہ پھر
 جہد کیجئے۔ میں نے کہا کہ اس وقت تک معلوم نہ تھا کہ میری تہ کی جڑا جڑ کر گئے ہیں۔ اگلی سے جس کا
 وہ پر جھٹکا کہ میرے ہاتھ میں ایک نوری انفر کے سوا مطلقاً ہونے پاؤں پر نظر سے ناویں۔ اور جو کچھ
 پاؤں کے متعلق ملاحظہ بیان کئے ہیں وہ ڈاکٹر اور دیگر حاضرین کی زبان سے

اس وقت خاص مہتمم میں سے کوئی نہ تھا۔ تو کہ ہوا، اور میرے تھیں، اور گھر سے زبردستی
 روکے تھے۔ اللہ میں ان کو کشت کرنا تھا، قریباً ایک گھنٹہ کے بعد فوراً دھو کر دھو کر دیا، اور دم کو مجھے
 بچا چھوٹا، اور مسہ ہتھوڑی کے ساتھ گزرا۔ دھو کر دے گا، تو خودی دہرے کے بعد اس پر ہنسی جاری
 ہو گئی، میں نے دیکھا کہ اس کے سر پر پاؤں چھو کر اور حق میں پاؤں لپکا، اس کو کھو کر دیا
 تھوڑی دیر کے بعد میرے چھوٹے عزیز بھائی حبیبہ، مولیٰ سرہن اور اسٹنٹ سرہن کو کھینچ
 لے کر تھے، بڑی اعلیٰ۔ برائی تھی کہ جو گھر میں کشت گئی تھیں وہاں سے شدت کے ساتھ خون جاری تھا
 اور جو دیکھ کر اندر تو کہوں پا کر وہاں سے کسی کو نہ چلا آیا کہ اس پر بھی کس کراہہ وہاں سے
 غلغلہ لگ جائے، میرے حال نہ کر کے میرے پہا کھم دیکھا کہ گولہ کے سوا! دھو چے، اس سے خود
 ایک جی۔ اس کے بعد میں نے ان کو لے کر لے کر لپکا، گریزوں جتنے کے قابل ہو تو فیروزہ سر سے نکل
 ڈالنے اور لکھنے کا کہ پاؤں کاٹے کی چیز کو کھلا چہرہ میں دھریں جو پیش کی دہ پانچ لگیں اور عمل جاری
 ضرور کیا گیا، جو کہ بڑی بچہ اور کھجک جھٹ گئی تھیں، میں نے صحت پہنچا کر، اگلی سے
 اس کی سزا دی گئی، عمل جاری کے پہلے سے پہلے کے دس ہندہ مسہ میرے چھوٹے چھوٹے

کے ننگے دونوں کی کھالوں کی تحیف محسوس ہوتی تھی آج وہاں دلہن ہے ڈاکٹر بیک راج میں
 رہے کرڈنم کوٹا ہے مدح جاتا ہے اور چراندہ رہتا ہے، شخصیت میں بھی ایک کوئی کی نہیں ہے، لیکن
 خدا کا شکر ہے کہ ایتھسے واقف سے اس وقت تک شہیت کی طاقت اور سکون میں کوئی کمی
 ہے، سوچتا ہوں تو غور ہے کہ جو شخص مرگائے ہائے کے قابل جو اس کے اوں بھرتے گئے ڈاکٹر برا
 ظاہری ماحول کے لئے بھی لیکن جو کہ پچاس برس سے بھی زیادہ کی کچھ عمرانی بہت چلا چکا
 دوزار و حیدر لا، چھوٹا تو کتا لگتا ہے وہاں تو ڈاکٹر شینا چا بھٹا، پشاور قحط سے شینا، یاس

مگر کھانا فیہ خیر و صبر

خندہ ہے یہ دانا فکر گناہ عیال ماحول کا شہد خیر ہوں، چھوٹا تو چھوٹا ہی نہ کسی طرح اور شوگر
 اور کھانا، صحت ایشیا، اللہ تعالیٰ آپ دوسرے عالم میں طاقت ہوگی، والہ شکر
 دوسری دن ان کے کھوئے گئے ایک ٹنگے میں مراد گیا، اس وجہ سے سوزش اور ٹنگے کی صحت
 تحقیق ہے، اس میں دیکھنا، ایک یہ حال ہے ۹

ذہاب بہت قدر میں جو وقت یہ پھر دیکھتا ہے، جس میں سرنگی کر لگتی تھی، اسے خیر یہ سگونی
 کا اعصاب
 ذہان کی نقصان ظاہر ہے، ذہاب اور مفقودین میں عیب پریشانی پیدا کی جھوٹ
 ذہاب دوسری جہت تعلیم صاحب تہذیب مولانا تہذیب اعلیٰ صاحب ذہاب تہذیب اعلیٰ میں جان برونی
 سائنس میں ذہان صاحب اور عروسی، انچازم ذہان صاحب اللہ دوسرے ذہاب و ذہاب

کرکٹ: علم میں مست ہے چلے خاکسار اور جس کوئی جادوئی ذہان، اس کی کوہ مستم گز
 چھوٹے چھوٹے ذہان و ذہان شکر ہے، میں نے یہ کہ خاکسار نے اعتبارات کو جانور کی مصل

اگر وہاں حسب خود ساقی کہے ہیں رہیں تو میرا زنا چرنا مشکل ہے۔ رحمان ۱۵
 ان ہی نوں ہر جاہر جلائی مشقت کی اطلاع ہے کہ نوب حسن الملک سے علی گڑھ سے کئی
 کدوہ بیان آیا جس میں اس کے ذکر حضرت طالع کریں گے، مگر وہاں میں جسے ذکر ملے
 کا قصہ کیا، اس میں ۱۰، اس سخت تشدد کی حالت میں ہی مولانا شروانی سے قلمی نسخوں پر
 خط و کتابت ہو رہی ہے، رسروانی ۱۶

جسٹ کے سرخ میں مولانا کھنڈے۔ ڈاکٹر عبد الرحیم صاحب نے جو مولانا عبد اللہ صاحب
 ہادیوی کے دادا تھے، اور کھنڈے میں اپنی اپنی ڈاکٹر تھے، ایک درجہ بنا کر دیا، مگر اس
 کچھ کا وہ نہ ہوا۔ سی راء میں مولانا نے مولوی محمد علی صاحب کو سب خط میں اپنے بھائی
 کے یں یں کو دیا، اگر طلبہ کو قرآن پاک کا درس اور سائنس میں درس، ملاوہ پڑھانے
 کی ضرورت کی امید ہے، جس کو مولوی صاحب نے منظور کیا۔

مولانا نے اس کے بعد سبھی کا سفر کیا، اور وہاں انگریز کا ایک مصنوعی چوں جو ان کا سال
 اکبر، پاپاؤس چھانسیں، مینی عادی تھا، بیٹی سے جلد بادی کی مولوی جو مولوی کے سلسلہ میں
 اس کے بارے میں نوب اس کے بعد مولانا نے جو ان دنوں اپنے سالار صاحب کو قلمی نسخہ سرکاری
 کا نسخہ سے اپنے زیر اہام ایک دو سرچاؤں ہو کر چلتی کیا جو یاد دہانہ واد اور ہلکا تھا۔

مولانا کی سعادۂ قلمی حادثہ جو ہوتا تھا مگر مولانا شروانی علی و بیوی کی ہر بات
 مٹی پر تھی اس حادثہ نے علم کو ایک نیا پور سے کر دیا مولانا علی مرحوم، نوب سبھی
 خان مرحوم، مولانا علی بن مرحوم، مولانا علی بن مرحوم، مولانا علی بن مرحوم، مولانا علی بن مرحوم،

اسے نہ تو دلم و مل گنتے علم دسے مختار دود و دیا گنتے عالم
 یکے پاسے توچوں شد بدم نامتھم داری دو جہاں ہر دور ما از پر قدم
 اسے فکر تو اہل قوم را حسب فی حق و دوز را ملک فی دار فی
 پور نیست کہ ہر سر تو در پا ہیں پاسے ترا ہی سسر و کتا
 حد حیف ہوا شکستہ پے سبلی اب بدستہ سفر بھی مفتور دہد
 مثال دینت جو جو دتے پیا دہر جو تھا اب کبر مقلود ہوا
 شدے تاپ کو جو صبا دکی ہر وصف میں ہے نظیر و نہار کی
 اتی تھا فتور شاد سے اک پاؤں کس کو بھی سسر زار کی
 ان کی یک دہائی اللہ دین ہیں، خاک اس کے نام طاعا میں ہے، گتے ہیں، یک
 صاحب کو خوب نمونہ اتھایا، گتے ہیں :-

کیا اس کو بھی جو لگوئی سا شکر زخمی ہوا بیکہ پے سبلی، شوس
 اک پاؤں دم کو کیوں نہ چھڑا تو غائب نا کو شقیات پے بوس
 خود دولا نہ ہے ہی اک طائر پر کئی قطیں کیس

بنا بھی بگڑتہ گرہ اب جو دش ہاں پر بھی شاہ شکر جو سال جو
 بھی نہ کچھ چکا ہوں جب منزل تک ہیں تو سیر ہم ہیں لب آساں جو
 ہر جہاں دم سخت جاں فرستے آثار دلاک مر سیر ہے دتے
 سنو ہوں ضبط کلاک اٹل لنگیا گر پاؤں گتے قدم پر جاتے

تہنہ نہیں ہوئے نوئی سیری تو وہ تخت ہے گدی سیری
تقدیر نے پاؤں کاٹے پرس کی انھیں جو بھی ہے سرہ پائی سیری
حالت ازگوشہ وایام اگر گشت جز حیدر کا کہ از بس نیز نری یا بست
شہلی نامریہ را یوزاے عشق باوید ندومند خاست کہ نری یا بست

مردی اب ان احمد صاحب سیل نے ان نظموں کے جواب میں حرفیں کیا
کچھ ترغیم شکستہ پاموسما ہں میں بھی حکمت خستہ و سدا
تھی اہل دم کو اندوہے برس اکسداوں ہال ہی پاموسما

اور وہ ان کے پہلے شعر کے جواب میں یہ قصیدہ لکھ کر بھیجی کیا

شکستہ پائی تو خجی مرزشت میں شکر نہ دتہ آہنگا کو اب تو دتہ غم سے
دم کی وہ جو نزل ہا کیجئے صو چلے کا تو دم کا کام چلے سے

پارسے دوست موی جد شدم صاحب ندی نے بھی جی کی سخن نئی شہد ایک
راغی لکھ کر پیش کی تھی جس کا اخیر صریح یاد ہے،

ہمیشہ کا دم زمیں میں سب گار چکے

شاگرد شاموشیں اس پر بھی کچھ کما تھا جس کو دہا یا مولانا کی تہذیب کے قوسے پیش نہیں
کہا اسی مینہ میں سواؤندیں ویر شام جوئی تھی مہی کو چہر تو رک کر کما تھا

تقیہ مرئی کھد میں آستاد ہا چہرئی ترستا ست غشی
پہرستہ بھی کام تالیف تانی ہں دست پادوں کر شہد غشی

کلم کہ سے چلے وقت حدیث کے چند فی سہو کہ کر چکے ہو گئے، کے سوا سے کہ کر
 شے پاؤں وہیں چھو موافا بہر چہ دستے سے گریا شرم سے ساسے رجا سکا اس
 نظم میں جو میرے سینے پر غور و فکر کی درو است غنی اظہار تھا۔

دعۃ اخذت منہ عذۃ الفضل الخلیا و تقبیس منات شخص، ایسے و انہد
 بجھے غرض و ملک منہ پندرہ ہر کہ پاں چھو و ملہ علم و علو کی انجانے چھو شہی مال کی
 و دوسری نصیہ محنت کی خوشی یا کہ نہ گریں کو بھی پیش میں کی، بلکہ اس کے چہ
 اشد و در ہر شہر اس کے ایک مہموزیں جسکا عنوان علامہ سلف اور کتب میں ہے۔
 چھاپ شیعہ کہہ نظر اسرت سے گذر جائیں مع گفتہ آہ در حدیث دیگر۔

عادۃ الیوم درو ہی بعد سادہ ہیا و عمر نقد مرانی بعد ماحرما
 میرے چین میں ایسے، یاد کر چھو گئی و قد سہیر و گرو و را کی سکھ چھو واکر
 و انوشاد لاریں حضرت احدی منہ و الیوم علا سناہ بعد ما انتحیا
 دین خشک ہو کر میرے سر ہو گئی و در زکی کی چمک چمپ کر پر غلی
 و جنتی العریضہ بعد ما نصیا و امیری الفضل شہا بعد سہیر
 اور تم کا پیشہ سو کہ کر چھو رہاں ہو و در حم و فضل کا آداب و کبیر علی
 یا میں سہا سہہ حقیقت بھانرنا و اعطیت ما فاقی امی قدر الدنیا
 اسے جی بختی را می میرے زں کہ چھو گئی و نقد ہدیہ و نقد ہدیہ ہر سہہ ہر کہ
 و ادھر صحت خلیا اماں قد مرچو و العذو الفضل ما لا ملہ نصیا

جاءت بیدار بالاحشاء من عالم
بعد غدی حقیقہ ساکان غنیمت لب
نہرے چھٹے نصیحت کی صورت بالکلام
نہرے کھڑی ہی رہتہ پار حلق بن گئے
ایں ہم ظلموں میں سے دیوہ فخر کے قال مولانا کے استادوں افاضی صاحب

تیا کی کئی غرضی شہری ہے جس میں مولانا سے بڑے پیر اور محبت سے اپنے شاگرد کی یاد پڑی
کی ہے خوشی کی بات ہے کہ ہم ہر برس کے بعد ان کے خاص ہاتھ کی کھی ہوئی پٹھری لگی
اُن کے صاحبزادہ مولوی محمد بن صاحب کبھی سے ہاتھ آئی، اور اس وقت وہ ترک فطرت
کے کتب خانہ میں ہے، شہری اسی زمانہ میں آئے وہ میں بھی چھپ چکی، فرماتے ہیں:

دست دل افروز شمع علم و ہر	فرچشم جہان و جان پر
پہرہ صاحب علم و کمال	از لیب نامہ عزوجل
پر تو آداساں گز رہ بساد	جو در برستم چند مبار
چشم زحسم دانا در اند تو	دو ہر دم چند نور ز نور
میں مستنیدم کہ ندریں پرکار	گشتی از وسیع روزگار
آفتاب ناگاہ رعب و پائے	ہائے آل و ہر و چار پیاسے
یہ قدمے گز دست صر و پا	کہ خیالم شہید شش اصلا
بود و ام در قتب زور فہم چند	میں در اینجا ہر حاجت پائندہ
کہ میں گفت و ہر و حاصل	کلمے نہ ہا رہی دلی حافل
تیر سے اندر پیرا خود پند و مید	شہری است ہا ہر پا گز نہ رسید

ایں خبروں بگوشیاں چہ رسید	آبِ شبنمِ رشک پر رسید
آتشِ دل پاسے راہِ بیاسے	بہرے طیفیکہ گامِ رسا سے
جمہرہ صوفیہ نام و دم نہ یزد	حیفِ انسانی و وجدِ اگر یہ
دلِ جوشِ آدم بہ زورِ گرمی	یادِ چوں آؤ از نورِ سپر کا
دہِ غوری ہرے کسبِ ہنر	خپے از خارِ پردہ زور
گرچہ پاسے تویدِ مینیں گزند	صبرِ تیز ناپہ داشت بلند
گرچہ شد غولِ اندر دالِ بریں	یکس چیت گشتہ گرد جیں
گرچہ بہت رساق گشتہ دعا	یکس صبرت چو کورہ پا بر جا
اسے نوازند و اسبِ بہار	دائیں ہر دستِ رساوت دار

نکاحِ حلال | اس عاشر کے بعد ملا، اپنے معنوی یا ذلی پر فیہِ عیب الِ غرض کن
 خیرے کہ کردل پہلائے تھے واپارِ حسنِ فناء میں صاحبِ مرقیٰ جو پورشی کے سلسلہ میں واقع
 گئے تو ذابِ افسر ملک بہا رہنے والے تھے لکڑی کا ہنگامہ پاؤں پر تھا، کارخانہ سے
 اس کو لینے کے لئے مولا اور ذابِ افسر ملک بہا وہ خود گئے، رب صاحب پاؤں ہاتھ
 میں لئے ہوئے گاڑی پر سوار ہوئے تو مولا نے پر جھٹکا،

بے صبر و گرس دست و گرس

حق تعالیٰ سے اسی روز ذابِ صاحب کو سزا کا خطاب ہوا تھا، مولا نے کہا کہ
 آپ مجھ کو پاؤں دیا تو خدائے آپ کو مر دیا

”ایک شہزادہ کو سو گوارا یعنی جن مالاں صاحب کی ایک خط میں اپنے پاؤں بچے
 کی خبر دیتے ہیں تو لکھتے ہیں: پاؤں بن گیا، آٹھ نوپس اور وہ، رتہ رتہ شادابی ہو رہی
 میرے کہیں صاحب (راج) سے اُن کے تشکرات علی گڑھ کے اندرائی مارے سے تھے،
 میرے صاحب کا پیوں کے استاد ہے، اجنبی وہیں ایک دفتر مولانا نے کیا کہ میرے صاحب وہیں
 آپ کی تلاش نافہ کا جب دائل ہوں جب آپ میرے نام کا کاجہ بانڈ میں میرے صاحب نے
 مس کر دیا، دیکھنے میں آپ کو بھی اندھا ہوں۔ استنبی میں تم ہو گئی، ایک دور دور کے
 میرے صاحب نے ۳۰ روز میرے لئے کو دعوت کی ایک منظم، تھان کے پاس بیجا ہیں
 میں لکھا تھا۔“

ہے اتنا صاف بیانی تھی

نہیں مجھ کو فہم تھی

مجھ تو اسے پتا تو قیسا

مل جیسے پاں چو داں دبا

مولا نے اس کے جواب میں لکھی

لیکن اسباب کچھ ایسے ہیں کہ مجھ صاحب میں

آج دوستیں نہ اُسے کا محبوبی چو دال

علقہ درگوشی ہوں، مولا ہیں، اشک و غم

آپ کے صفت و کرم کا بھنے، انکار نہیں

اپنا توبہ کے فضائل سے توجہ ہوں میں

لیکن اب وہ میں نہیں چوں کو پڑا پیر ہونا

بچنے کی مراد ہوں، احوال میں غم و غم

وہ کے بہار کے، تیں میں اور نہ فیل

ایک صبر ارباب کہ جانی میں اسد مانی دستک تھا، مولا ارم چو سو ہوں چھلے کہنے

آٹھ کر میرا پاؤں کے گھا، اور لکڑی کا پاؤں بنے گا،

چاہتے تھے لایاں پڑیں اور
 دوسرے چاہتے ہیں منتیں نہیں ہو
 ایک دفعہ وہ چل رہے تھے یہی ساتھ ساتھ چلے گئے یہاں۔ چند گنہہ دکر واپس آئے
 یہاں رہا رہا تھا۔

ایک دفعہ کاٹیفہ میں ہوتا تھا کہ ایک آدمی کو لانا سلسلہ میں آتی تھی۔ وہ لانا
 لے کر آئے کہ کسی کے ایک ریٹرن میں گئے۔ کھانے کے آتے ہیں جانا مان سے تھکا
 کہ چون دوڑے تھے عجیب ہوا کہ پاؤں تو مولانا لگا گئے ہیں۔ پھر پاؤں ایک لگے ہیں، دھڑک
 دیکھ کر خائفانہ پاؤں کو روٹی کے ٹکڑے لگا رہے ہیں۔ اس دن مجھے معلوم ہو کہ کوئی سی اس کو
 پکڑ لے گئے ہیں۔ وہ روٹی کا مٹی ہے۔ چون پڑ گئی میں روٹی کو کھاتے ہیں۔

مولانا شہزادہ علی فرستے ہیں کہ ایک بار گئی گندہ لگا کر میں پھر وہیہ اوقات تھوڑے کے بعد
 لاسند تو رہا خبر بیان اور کر گئے تھے۔ وہ وہیہ لگے دھماکا دیا ہے۔

اس طرح اس کا وقت تھا کہ وہیہ میں خاصہ لطیف اس نے کر دیا تھا
 مسجد کا تپ کے واسطے کے سلسلہ میں مولانا نے ایک قطرہ میں اس کو بند کیا کہ تو یہی بند
 بنا دیا ہے۔ مسلمان قہر میں اس کو صلابت کر کے گئے ہیں۔

وہ قدم آپ کا جو ہاتھ بہت بڑا تھا
 ان کا کیا دکر ہو اس اردو شہنشاہ میں
 پاؤں کھٹے کا بچے جو جو صدمہ
 مٹی اس میں نہ بھر کے قابل ہی نہیں
 صحت کے بد بھی۔ پھر یہ کہ جو جوں میں اس کے آؤنگ۔ وہ بڑا ہے گستا
 جہاں آؤنگ۔ اس کے شروع میں وہ گستاخے گستاخے بھی گئے وہ بڑی سے چہرہ دیا پتہ

صاحب اور اس میں کسی کوئی مداخلت نہیں کر چکا۔ اس کا دوا دوسرے اسپتال پر اور اگر یہ دیکھ
اے یا بھئی وغیرہ دوسری چیزیں بھی تعلیم میں حرج نہ ہوگا۔

غیر دینی علوم کے لئے اس نئی اصلاح کا جو ہے پرانگیزی کا اندیشہ بھی کامیاب نہ ہوگا۔
اور سب سے اہم اور سب سے زیادہ دعویٰ کی تعلیم کے لئے ناگسار چھوڑ دینا کا مسلمہ دین و ملک پر کسی
شریک نہ ہوگا۔ اور بعض خاصہ صورتیں قیام پور میں

دینی مدارس | اب دوسرے کے دینی علوم کی تعلیم کی ترقی تو میں کے لئے مزید کوشش کی ضرورت
محسوس ہوئی چنانچہ اس فرض سے سرفراز بننے پر مجبور ہو کر دوسرے مدرسے کے بعض مشورین کا
دور کیا اور مستند ائمہ دین حاصل کیے۔ انھوں نے سرحد کے دور میں مولانا کے ساتھ جناب مولانا
صاحب پھول پوری بھی شریک بنے۔

دعوتِ مسکرت اور ہندی پڑھنے کے لئے جو طلبہ تیار ہوئے تھے ان کے لئے دفینور کا ایک
تھوڑا سا دارالچیز اپنے دوستوں سے دعا کرتے ہوئے ان کا دعوت کی دعوت مست کرتے ہوئے
سرحد بھر میں وہی ایک دوسری کوئی مستقل مدرسہ نہ تھا بلکہ یہ تمام شاگرد تھے جو
گرو بابا تھے سرحد کے چھوٹے چھوٹے مدرسوں میں یہ تفریق کی کہ ایک میں یہ پورے وقت کے علم کے احکام
ایک میں یہ تھا کہ اسے پھر تھیں میں ملے اس کے مدرسوں میں تفریق تھی جو کہ مشورین
اور اس کے لئے دارالچیز کے چھوٹے دارالچیز بھی ان میں سے دوسرے میں چھوٹے دارالچیز کی ابتدا
میں میں ملے تھے۔ پھر پھر کے تفریق پھر چلا گیا تھا کہ مولانا کے تفریق میں میں ملے تھے
پھر وہ تفریق کے تفریق میں چلا گیا تھا

میں میں ملے تھے
پھر وہ تفریق کے تفریق میں چلا گیا تھا

تیرا کنگر جس سے اب تک گولہ گج کی ایک گلی میں ایک پرستے غم کے مکان میں تھا، وہ پہلے
 ایک ہندو میں لکھا اقدہ سے فخرزدہ دوسرے میں اس کو خریدتا تھا، اسی میں ایک بڑا خانہ
 شیخ بنو الدین صاحب وزیر جو لکھنؤ کی ایک بڑی دکان سے اپنی کیا تاجر
 اور جس کے سب غروہ تھے، جو لکھنؤ کی نظر میں قطعاً ایک کے دادا اعظم اہل
 کا درستی اعظم تھا، اس نے وہ چاہتے تھے کہ یہ خدیجی اور سنگھ جادوی دنیاوی درجہ سوانہ
 کی ہری حیثیت میں بھی کسی طرح کم نہ ہو، مگر ان میں مولوی ریاض من خان صاحب کو
 کہنے میں نہ وہاں کے مکان کی دشمنی، اس کو عرصے میں دیتی تھی اس نے بروہن مست بہت کر، اب ہم
 توجہ کر لی پڑی، یہی بنا پر لکھنؤ کا سر بھی ہے ایک ستون شامی عادت بہت اور اس لکھنؤ میں
 رہا ہے، یہاں کے اسی کو یہ یاد ہے۔ (۱۰)

لیکن یہ تجویز عمل میں نہ آئی، اسی دھن میں منشیہ میں ایک پیل لکھنؤ کے چھوٹی ہیں کیا
 جس کی حالت کا تخمینہ چھاس ہزار کیا تھا، اور یہ تجویز پیش کی تھی کہ چھاس ہزار
 ایک ایک ہزار دو سو تین ہست کریں، یہ پیل مولوی غلام محمد صاحب ٹیوی مرحوم ریاست
 آباد چھوڑ دیے گئے، تو خانہ دو دان چھوڑا، بعد ازاں حضرت مولوی صاحب جادو پور سے
 فرود چھاس شخصوں کو تخلیف دینے کی طرف سے ہیں، اور پوری نظم میرے رخ کے خزانہ سے
 رہے وہی جائے۔

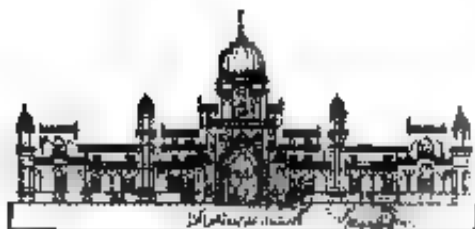
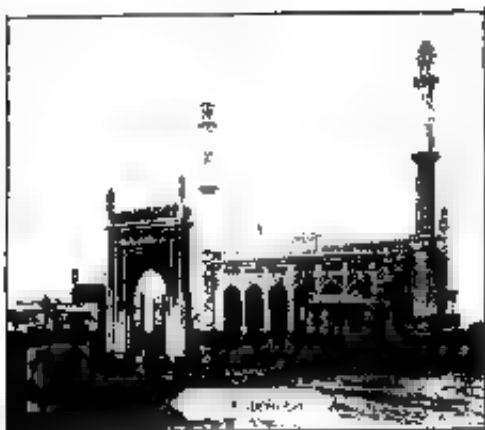
وہ عرصہ کے، یہ سے جب یہاں آکر پہلی ہے، تو ان کی خوشی کا جو یہ عالم تھا، اس دن
 تمام مدرسہ میں ملکہ دہاتہ خوشی و سرور سے منظر پر رہتے تھے، اسی خوشی میں خوش

یہ کہہ کر ایک دن کے گمانے کا جو مشرعوں کی پکارت اور سدا کا ناخراکہ تقسیم کر دیا مولانا شریفی صاحب مرقم فرماتے ہیں کہ یہ حکم صاحب کی طرف سے فرمایا، مرقم کا وعدہ بھی تھا مگر بعض مددگارین نے یہ حکم صاحب کو یہ خبر پہنچا کر پوچھا کہ یہ کیا کردار احمق کے دارالعلوم میں انھوں نے پاسداری کا کردار لے لیا ہے کی تیلیم بدلتی ہے اس میں روپیہ دینا سمجھتے تھے : اسی خبر سے مضطرب ہو کر یہ حکم ختم شد۔ مولوی سرسید جی صاحب مرحوم بریڈینٹ کو نسل پرست اور جن کی تحریک تھی، مرقم ہلاقی تھا بلکہ کہہ سکتا تھا کہ اس میں روپیہ گس کر دیا تھا ایک مولوی صاحب نے شیخ الاسلام کی کوشش کی کہ ہم شوبہ داروں کو روپیہ دے دیں مرقم نے اس کی اور طاقت نہیں رکھتا تھا۔

مددگارین کے لئے طاقت نہیں رہا وہ کی طرف سے لطیفان جو قادیان کی گمانش ہوئی انھوں نے سب سے بہتر مددگار بن گئے مولانا شریفی نے جو روپے ان کے لئے لکھے تھے ان کے بارے میں

ہم نے دیکھا ہے کہ ان کے دیکھ جانے والے ہیں اور میں نے دیکھا ہے کہ ایک طرف نہایت قریب رہا ہے۔
اور پہلو میں اس وقت بینک کالج کا ایوان لکھنؤ پر نمودار ہو گا اور وہ ایک اور منشی سکون کی کوشش میں ہمارے ہیں شمال کی طرف وہ ایک کھلا ہوا بیڑی ہے یہ قطر پتہ ۲۰ میگا ہے چنانچہ اس میں کچھ گھر بنتے ہیں، درخت لگائے گئے ہیں، مگر وہ اس علاقہ کی زمین پر نہیں لگائے گئے تھے سوشل سروس کے لئے لگائے گئے ہیں اور ان کے لئے زمینیں منظور کئے گئے ہیں انھوں نے ان کے قریب ہونا چاہا لیکن مشرکانہ رنگت صاحب نے ان کے لئے دھندلکی کی اور ان کے لئے زمینیں منظور کئے گئے ہیں ان کے قریب ہونا چاہا لیکن

مولانا شریفی نے ان کے لئے زمینیں منظور کئے ہیں اور ان کے لئے زمینیں منظور کئے ہیں ان کے قریب ہونا چاہا لیکن مولانا شریفی نے ان کے لئے زمینیں منظور کئے ہیں اور ان کے لئے زمینیں منظور کئے ہیں ان کے قریب ہونا چاہا لیکن



جناب کشر صاحب نے اس کے دینے جانے کی سفارش کی مگر ہنر پر ہونے سے حسب مقتضات
گورنر نے اس کو منظور کیا، اور صرف دس سالہ لڑکا ان مقرر کیا،

حضرت مہاراجہ صاحب نے ان تیار دیوں کے بعد نومبر ۱۸۷۷ء میں دار نظام کے سنگ بنیاد پور
آندھ کے سالانہ اجلاس کی تاریخیں مقرر ہوئیں، آندھ اور آسٹریلیا کے دارالسلطنت میں واقع ہے اس کے
پانچوں حالت سہولتوں میں سہارا ملتا ہے، جن کی محسوس کیا جاتا ہے، آندھ کے سالانہ
کر سکتی تھی، مگر ان لوگوں کو یہ خیال تھا کہ گورنر آندھ سے ہنگام جواب چپ کر گئی
بعد ازاں خانی مرحوم کی کوششوں سے ان جنگلیوں کا پردہ چاک ہوا اور گورنر نے پیش
کشیش نظر تو یہ کہ تیس سالہ کے حالات کے مطابق یہ سب معلوم ہوا کہ اس میں سبب
سنگ بنیاد پور کی ہے، مگر زمین پر سبب سے کہیں آگ اور آندھ کے قطعہ دروں کی
ہنگامی دور ہو اور اس مرحوم نے اس جگہ کا حال خود اپنے قلم سرست رقم سے لکھا ہے اس سے
ہم اس کو یہاں ان ہی کے الفاظ میں نقل کرتے ہیں :-

جنگل میں جوت و کھربہ ہر سر

مندی و حصر مہنہ

دیکھ میں اندر ہر کھربہ

یہ دیکھنا آگوں سے نہرت، آندھ کا ہر سر کی دھڑکیاں، بار بار کھلی ہیں، جاہ و جلال کا منتظر
میں انکسرتوں سے گھر، سب کا نظر سوں اور انکسوں کا جوش و خروش بھی یہ دیکھ چکے ہیں، وہ غلط نہیں
تک پہنچ چکے ہیں، مگر یہاں تک کہ ہیں، لیکن اس موقع پر جو کچھ انکسرتوں کی، وہ ان سے ہوتا ہے
ان سے سبب، ان سے جوت، انکسرت،

یہ پہلا ہی موقع تھا کہ ترکی فریاد ادا کرے۔ وہ غمزدہ و غمناک نظر آتے تھے۔ یہ پہلا ہی موقع تھا کہ عہد
 علم و عیسا کی طرف ہوا کے ساتھ وہی شکر گزارانہ آواز کے ساتھ اویسے گم تھے، یہ پہلا ہی موقع تھا کہ سید پوٹنی
 ایک دہریہ سنگا کی طرف دیکھ کر تے جس پر ہر کے سرکے تھے، یہ پہلا ہی موقع تھا کہ ایک دہریہ سنگا
 کو سنگ جہاں ایک بزرگ سب کے ہاتھ سے رکھا جاتا تھا، یہ پہلا ہی موقع تھا کہ ایک دہریہ سنگا
 بنو تہا، یہ پہلا ہی موقع تھا کہ ایک دہریہ سنگا کے نیچے لہری مسلمان شہید ہوتی تھی
 وہی دہریہ سنگا، وہی دہریہ سنگا، وہی دہریہ سنگا، وہی دہریہ سنگا، وہی دہریہ سنگا

ابو ایک گھر پر جہاں خراب میں

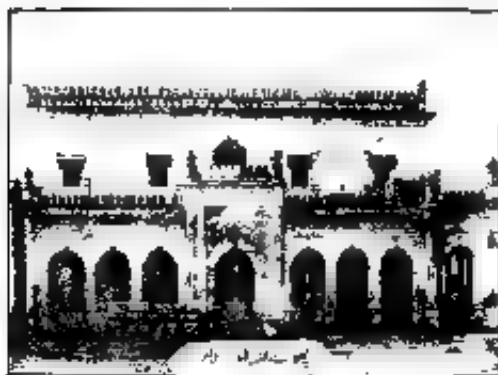
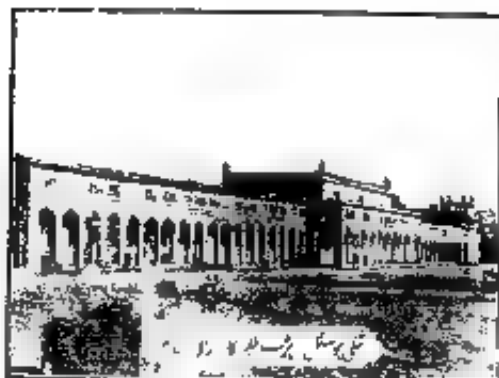
ہر دہریہ سنگا کے ساتھ ایک شہید ہوتا تھا، وہی دہریہ سنگا، وہی دہریہ سنگا، وہی دہریہ سنگا، وہی دہریہ سنگا، وہی دہریہ سنگا
 یہ پہلا ہی موقع تھا کہ عہد علم و عیسا کی طرف ہوا کے ساتھ وہی شکر گزارانہ آواز کے ساتھ اویسے گم تھے، یہ پہلا ہی موقع تھا کہ سید پوٹنی
 ایک دہریہ سنگا کی طرف دیکھ کر تے جس پر ہر کے سرکے تھے، یہ پہلا ہی موقع تھا کہ ایک دہریہ سنگا
 کو سنگ جہاں ایک بزرگ سب کے ہاتھ سے رکھا جاتا تھا، یہ پہلا ہی موقع تھا کہ ایک دہریہ سنگا
 بنو تہا، یہ پہلا ہی موقع تھا کہ ایک دہریہ سنگا کے نیچے لہری مسلمان شہید ہوتی تھی
 وہی دہریہ سنگا، وہی دہریہ سنگا، وہی دہریہ سنگا، وہی دہریہ سنگا، وہی دہریہ سنگا
 یہ پہلا ہی موقع تھا کہ عہد علم و عیسا کی طرف ہوا کے ساتھ وہی شکر گزارانہ آواز کے ساتھ اویسے گم تھے، یہ پہلا ہی موقع تھا کہ سید پوٹنی
 ایک دہریہ سنگا کی طرف دیکھ کر تے جس پر ہر کے سرکے تھے، یہ پہلا ہی موقع تھا کہ ایک دہریہ سنگا
 کو سنگ جہاں ایک بزرگ سب کے ہاتھ سے رکھا جاتا تھا، یہ پہلا ہی موقع تھا کہ ایک دہریہ سنگا
 بنو تہا، یہ پہلا ہی موقع تھا کہ ایک دہریہ سنگا کے نیچے لہری مسلمان شہید ہوتی تھی
 وہی دہریہ سنگا، وہی دہریہ سنگا، وہی دہریہ سنگا، وہی دہریہ سنگا، وہی دہریہ سنگا

تنگ بنیاد کے صوبہ کر کے وقت و جاہ و غارتی صاحب فرما کر ایک کلاوت کیا۔ (اپنی کلاوت
 ایک تہ اشیا یہ سب جو ملک ایک مناسبت کی اصرار و طریقہ نامہ نمونہ جو تھا :

بیابان و تنگائی جو ہندوستان کا سب سے بڑا و معلوم کنہ کا فرنگی محل تھا جو ہر سر
 مطابق کا اپنی ہے اور جس کے واسطے فیض سے مولا نا کے علوم، لاجہ و قدر و غیرہ تعلیم پر
 یہ فرنگی محل اس لئے کہنا تھا کہ ایک فرنگی کی کوٹھی تھی اور اس سے محل اس کی طرف منسوب
 ہو گیا تھا۔ حالانکہ یہ کہ میں یہ نام درج ہو، اس جدید دارالعلوم کی بنیاد پر زلف منسوب گورنر
 نے لکھی کہ وہ بھی ال فرنگ بین میرا کہ حسین صاحب نے اس موقع پر جس حق اتفاق سے شاعرانہ
 کام کیا تھے :-

فرنگی کے مدرسہ پر نہ آئے اس کے فرد
 چچ پوچھے اگر تو فرنگی محسن یہ ہے
 لکھنؤ کی سرزمین میں مدرسہ کے نام سے یہ سب سے پہلے مدرسہ کی بنیاد پڑی تھی اس وقت
 کو سامنے رکھ کر مولانا سے فرق پاک کی ایک نیت سے جس میں خانہ کعبہ کو سب سے پہلا گھر
 قرار دیا گیا ہے یہ قطب تاریخ موزون قرار دیا

تیس سال مدرسہ تارہ چرخ بنیاد و
 کہ دروغ و غیور پر نہا چھے عجب جمع است
 ترمین و سرہام بہ شیل گشتند
 سال و تارخ بنا اقلیٰ خیر و خیر است
 تنگ بنیاد کی ہم بڑی شرکت و شان سے ان جہتی و ہم معزز و نہا حکام طبع و
 عل و فضل و شرکت و جملہ تھے اس موقع پر ہر کان و نہا کی طرف سے صاحب بڑا بڑا کیست
 جس جو ہر سنا سے چپ کیا گیا، وہ گھر چھا اگر بڑی زبان میں بگلا جس کے ساتھ اردو و عربی بھی



شال تھا کراہل سپاسر علی زین میں تھا۔

لطیفہ : اس موقع پر ایک لطیفہ یاد آیا، فحش گورنر کے انتظار میں سہ ماہ کے ارکان
 دو دو یہ کھڑے تھے، چودھرام بہ تھا کہ ٹوٹی کھنڈر ہو نا کا تعارف گورنر صاحب اور مولانا کا
 کا تعارف گورنر صاحب کرینگے، ابھی وہ نہیں رچکے تھے۔ ارکان انتظار میں کھڑے تھے
 کر رہے تھے۔ مولانا شروانی نے مولانا سے فرمایا کہ جس ترتیب سے ہم لوگ کھڑے ہیں، اسی ترتیب
 سے جا رہے نام نکال کر سامنے رکھ بیٹھے، ملی گئے ہیں ایک ایک اس موقع پر قصاب قاضی ملک
 نام بھول گئے، مولانا نے ہنس کر فرمایا کہ اب آپ لوگوں کے نام ہیں بھول گئے، ان کا
 دیکھئے کہ جب گورنر آئے، دو مولانا نے، ایک ایک کے سامنے جا کر تعارف شروع کیا تو
 شاہ میلان صاحب کے پاس ان کا نام بھول گئے، شاہ صاحب نے خود اپنا نام بتایا، اس پر
 بھول گئے تھی چوٹی۔

۱۹۵۷ء کا جلسہ سالانہ جلسہ سنگھ بنیاد کے دوسرے دن ۲۹ دسمبر ۱۹۵۷ء کو منعقد ہوا
 سنہ ۱۹۵۷ء

سالانہ جلسہ ہر پینے جلسہ کے صدر جناب مولانا شاہ میلان صاحب
 چلے دی جو سے دن کی تقریر صدر جلسہ کے بعد مولانا سے اپنا وہ وقتیت کا اسی قصبہ
 پر اسی جلسہ کے لئے لکھا تھا چڑھنا شروع کیا اس کا مطلع ہے :-

مے کو نیز گنگ سڑ پوٹھام دیوی جاو کھنڈر و فرختم جم دیوی
 آمیدہ بکھا تھا آئیر کا ایک آئینہ ہما سلاب تھا جدوں کے جلی سے ہا کرنگز شاہ
 بکا اور شرمو تعین کے نعروں کے درمیان وہ ختم ہوا، اس کے بعد گورنر کے خطاب سے زمین

اور دینے کا یہ معاہدہ ہونے لگا۔ اندھیرے کے شکر کی تجویزیں منظور ہوئیں، اور پہلا اجلاس ختم ہوا۔
 آخر کے بعد دو سرائی اجلاس ہوئے، جن میں ماضی کے امور سے مراد لکھنے کا فیصلہ ہوا۔ پانچویں
 فیصلہ کیا گیا کہ ہندوؤں کی طرف سے چھوٹی گئی تھیں لوگوں نے ایک ایک دوپٹہ
 زیب دیا تھا۔ ہاتھ میں اور خراب نمیب سیدھ علی من خاں اہا دھنے میں روپیہ لکھا
 گا۔ اپنی خرید و فروخت، اس کے بعد جناب سید محمد حسن فقیر دین علی نے جو تحریریں عربی جہتے تو
 طلبہ کا امتحان لیا اور وہ فی ایک ہی سیاحت ترجمہ کے لئے وہی جو جدید خانہ فی اور
 تمدنی الفاظ سے تحریر ہوئی تھی، پھر طالب علموں نے اسی وقت سہایت فصیح و بلیغ عربی
 میں ترجمہ کر دیا۔ اس کے بعد ایک طالب علم نے عربی میں نہایت سستہ و زائد تقریر کی،
 جس پر تمام ماضی نے تعجب و تعریف کا اظہار کیا۔ اس وقت کی عوز نہایت کچھ کر دیا
 کی خصوصیات پر ایسی نو تحریریں لکھ کر دے گئے تھیں اور فقیر کے لئے جہت سے لکھنے
 شروع کر دیتے۔

اس جلسہ کی سب سے بڑی بات یہ تھی کہ علی گڑھ پارٹی کے ارکان قیام محمد خاں،
 وائسرائے، انڈین، محمد اور کلچ اور کا لکھنؤ کے دو سرے ارکان جو ابھی تک ہندوؤں کے
 میں شریک نہیں ہوئے تھے شریک ہوئے۔ اس کے بعد رات کو ڈاکٹر منیا، احمد بن صاحب
 سے بلیسوسی اور جب عربی نظام ملکی پر مبنی ہو گیا۔ وہ تمام علمی تحریکات دیکھ کر، اور
 اس کے بعد پروفیسر رورڈ، ڈین، اور سبھی اس وقت کے بعض مسائل پر ہیکل
 دین کے ذریعہ سے تقریر کی جس سے خدا کو جدید سائنس کی بعض تحقیقات کا علم ہوا۔

وہ سرے دن نہ وہ کا تیسرا اجلاس ہوا اس کے بعد شمس الملک ملا اور اخیراً صاحب نصیب
غازی پوری جو سے اس جلسہ میں سب سے پہلے مولوی عبدود صاحب ندوی نے جو مہمان
تقویٰ نمایان ڈوبک دلا میو نامہ کی طرف سے آئے تھے، آریہ مسل فوراً کو دربارہ بہرہ
یاسے کی جو کوشش وہاں کر رہے تھے اس کی تفصیلات بیان کیں۔ اس کے بعد مولانا نے
دوا لاکھ امر کے لئے ہندوستان کے ہر شہر سے ایک ایک کمرہ بنانے کی تجویز پیش کی اور اس
تجویز کو پیش کرتے وقت وہیں دو یا تین کے تعلقات پر ایک جامع تقریر فرمائی، اس تجویز کی
تائید مولانا حبیب ربان خان شروان اور مولوی حاتم محمد صاحب شہری نے کی، اور اسی وقت
چند کمروں کے لئے دو گن نے چھب کھڑے۔ اس کے بعد منتظمین کے لشکر پر جلسہ جمع ہوا،
دروگ پہ کمرہ کو رخصت ہوئے

”نائب اقلیت دو دیگر میرا“

دھن علی اللہ لاد کی کارروائی کا تجویز خیرہ کے سی اجلاس سے ہوا اور مولانا کی
تقریر پر بیٹے جواکر علیا سے اس بارہ میں خط طلب کئے جائیں۔
دوا لاکھ امر کا خیال والا علوم کی مہارت سے سے آگے بڑھتی جاتی تھی مولانا اس کے ایک
دوالا قاسمی تھیو کی ترکیب کو اس کی تجویز جلسہ میں منظور ہو چکی تھی آگے بڑھا رہے تھے، جب
ایک کمرہ کا تحینہ سات سات سمور دہ پر تقریر دے کر اجلاس سے اور دوسرے دروس
سے ایک ایک کمرہ کا چند ہر سمور اکٹھا شروع کر دیا اور لاکھ کے ایچہ سمور اس سے

ابن خیر نے ایک ایک کردہ کی تحریر کا اوصاف کیا اور بہت سے لوگوں نے اپنے دھبے چھپانے
 سنی کئے، ان میں بیلا ام و خود مولا کا ہے، دوسرے حکیم عبدالحی صاحب مرحوم جہر بنی ولد
 کشت کا ہے، ان کے علاوہ شیخ علامہ صادق صاحب رئیس اور قمر الدنوب و رحم علی خان
 رئیس کرناٹ کے نام ہیں، وہاں سب منزل اندھاں نے لکھا کہ وہ مولانا کی تصنیفات کی بدولت
 میں ایک کروہ بنوئیں گے، لیکن مولانا نے ان کے اس چندہ کو براہِ حقین کی تعمیر کے لئے
 وصول کرنے کو تجویز ان کے سامنے پیش کیا۔

بزرگ صاحب حمزہ دہسوی نے بن کے خاندان سے مولانا کے دوست و قطعات مطہرینہ
 کے زمانے تھے، جو کافی مسئلہ میں ایک کروہ کے لئے ایک ہزار روپیہ بھیجا، اس کے
 شکریہ میں مولانا نے یہ نغمہ ان کو لکھ کر بھیجا

شعور کا درود ہر دم کہ گماں	وہم کہ نہ پانچم رسید است
زبان بلاست نامہ بنے نقش ہے	کز ما گاہ حضرت یکم رسید است
وہجا سے تہم بگر تہم بدست شوق	گو یا کہ خندہ ایست ہر دم رسید است
ہر دم صدام و ادب بوسہ دادش	نامہ تشنگ کہ ہر دم رسید است
ہر دم شمشیر گزشتہ و از جا در	چوں وہم ہیں کہ کاغذ زہم رسید است
ہر دم کہ میں شہید یقی و میر و بیت	کاغذ نہ سماش ہر دم رسید است

مٹے جو اس دورہ مٹے اس شعر کا ترجمہ مفید ہے اور تہم و یکم کی عربی شہرہ جو اس لفظ
 کی عمر خاتین ہے۔

مرزا خاندانی لڑکوں کو تکلم کے جوہر میں نہ دانتے تھے کہ مصالحوں پر نہیں بیٹھا، جلد کام کرو، خاکسار بنی ہوئی ہو
 میر حسین شریک تھا۔ اور نیست، ٹھانڈا کرنا روئے کہ دریا تھا حبیب و رستم، چاہی کہ تو میں نے وہرا اعظم
 کے معصومہ، عوام کے متعلق ایک تقریر کی کہ میں کی یاد دہا سے جو فیصلہ ہوا پر تم میری تقریر کا حاصل
 یہ خاکہ اسے ہوا: چند آقاؤں، ایک حسرت، کم بابت بچے تیرے گھر میں فروغ دی کرے آئے ہیں، ان کا غرض کیا
 تو میں کہ مرنی خیانت کا حسرت بیوہ سلطانہ کو اپنی اردیں بہت سے غنہ جا بہت میں کے ساتھ گئی
 نہ سچی مالک، نہ بچہ دھرم، نہ بچہ ستار، سب میں خوفات کی زد میں ہیں، اسے ہوا، ان چند ناخواندوں
 کا دعویٰ ہے کہ وہ اس میلہ کی لڑکوں سے ملے ہیں، گھر بہت بڑا دعویٰ ہے جو کئی طرح ان کے پھر
 پائیس گفتار تو بہت جوان کی برورہ ہے۔

یہ ایکسچیج تھا، درمیان میں، ایک سب سے مرزا شہزادہ جہاں دار معلوم کے نام سے مصداقہ، اور اس کی
 صورت میں فرقہ کے تھے، بچہ کو نظر تھا کہ ان کی زندگی کا دعویٰ مفید کی ہے، وہ میں شاہ واد چلے
 آئے، اس کی زندگی مرزا کماں ہے، ان کو معلوم ہوا تھا کہ وہ سب کا روحانی اثر کسی قدر نوی جوان کو
 عوام میں ہوا تھا کہ کوئی ماننے نہ دے، ان کو ڈھکیل دیا ہے۔

دارالتعمیر کی چھوٹے تقریر اور اس موقع پر ان کی یہ دور، لیکن تقریر ان کے عملی خیالات کا پتہ دیتی
 ہے کہ وہ ان کے معرونی کے ساتھ وہاں دار اعظم کی مدد سے میں ملے جو سے تھے، اس عمارت
 کی مرہبہ ان کی، یہ وہ آوازوں کے ایک طرح تھی، اس خوش سطر تقریر میں میری میری امیدوں کے
 تہ کیونچہ بچہ، بچہ کی وہ مری کرے جا کر۔

اسی باکلی ملکیت میں مسئلہ میں ہمارا سیشن مرزا خاندانی کی آمد پر ایک غایت شاہ دار

نقد و تحریکات کے ساتھ مرزا خاندانی

اس جلسہ میں کاہنوں نے ایک جنگل میں برپا کیا کہ مولانا نے اس جلسہ کے سلسلہ میں مولانا
 کے ایک شہرہ میں لکھ دیا تھا کہ اس جلسہ میں شاید مولانا علی اور مولانا خیر احمد صاحب ہی
 کے بطور پہلو سر یک چوں اور یہ پہلو سوخت ہو گا کہ جدید تعلیم کے ایڑھسکر قدیم حاکمیت کے علم
 کی بحث میں روش و روش نظر آئیں۔ دائرہ و مستفردی مسئلہ آئے، انہی دونوں مولوی صاحبوں نے
 نئے رجحانات اسلام کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی جس کی باقی مابقیہ سو فیصد غلطی تھی جس کو چکر
 سنی فوج کو بڑی تحفیت جوتی اور اس نے ان کے خلاف دہائی میں غامی غمور دشمن برپا تھی اور
 میں نے کی شرکت کی خبر سے خود مددہ کے جلسہ کو مورد اعتراض جا دیا اور ان مددہ نے بلکہ
 اور حقیقت حکم اہل حاکم صاحب مرحوم نے مولوی کا تہجد صاحب اور کاہنوں کے درمیان
 اس بات پر مصاحبت کرنی کہ کئی کئی شے ان دونوں کے سپرد کر دی تھیں اور یہ وہی
 شاعت ہر کردی جس پر یہ مولوی صاحب نے وہ شے فرقی حالت کے پاس پہنچا
 لیکن مولانا خیر احمد صاحب نے خود ہی اس پر مراد کہا کہ یہ کتابیں فرقہ کی حالت کے قبضہ
 میں بھی نہ رہیں بلکہ جدا کر پھیل کر دی جائیں۔ شاید مولوی صاحب کو اس کا غلط فہم ہو
 کہ ایسا ہو کہ ان کی کتاب سے کوئی دو سرائف اخلاصے ہر حال ان کی اس ہر امر اور غیر
 کے مطابق کتاب کے موجودہ نمونہ کو ایک جہت میں ہی میں مددہ کے اعلان بھی تھے نہ کہ
 اگر دیا گیا اس واقعہ کو مولوی صاحب نے ان صاحب سکرٹری ترقی اور مددہ نے اپنے مقصد پر چاہتے
 میں مولانا شبلی کی طرف سے، سہ یا چاہا سہ ہے وہاں رہا تحقیق موصوبہ کو کے پستہ کو
 حرم کیا ہے۔ بلکہ مولانا اس میں سہ سے موجود تھے مولانا ترقی صاحب نے

اس اجلاس کی صدارت کریں۔ موجودہ وقت نے اس کو قبول کیا۔ وہ اسلامی ملکوں و قریبی قومی
 تنظیمیں کو تشکیلات کا سب سے پہلا اتحاد تھا جس کی خبر ہندوستان میں عام ہوئی تو مسلمانوں میں ایک
 نیا جوش پیدا ہو گیا اس وقت کارڈ کریمر مصر کی برطانوی سفیر تھے، ہندو جھوٹے سناٹاں سے
 عام طور سے اجانت تھے کہ ہندوستان کا سفر کیا جس کے معنی یہ تھے کہ بڑے بڑے فورسٹ کوٹن کی
 اہم برکونی اشرافیہ تھا۔

ہندو جھوٹے سناٹاں کو پانی کے سائل پر قدم دیکھا آجی کے اکابر و عروب
 تھا جس پر قدم کیا جیسی سے وہ دل دلتی سے وہاں اور لاہر سے لکھنؤ آئے سواری احمد اسی
 حق بعد اسی پر وغیرہ عربی علیحدہ کالج سفر میں ان کے ہر کاپ تھے لکھنؤ کے شین چر مسلان
 کا دستہ بر جمع جس میں علی، احمد اور کوسا عربی ہر طبقہ کے اصحاب تھے، استقبال کے لئے
 لکھنؤ کو پہنچے، بچا پیل سے آئین پر قدم رکھا تو شین، آغا و سناٹا اس کے خودی سے توجہ
 اتھا، پر صاحب محمد آج سے اپنی لادھی ان کی سواری کے لئے بھیجی تھی اس پر بڑے کر و شہر
 روئے جو سے لیکن مسلمانوں کا جوش اتنا نہ تھا جو تھا کہ اسی دور کے بعد لکھنؤ سے کھول دیئے
 ورو وکادی کو اپنا ہاتھوں سے کھینچتے ہوئے تھے محمد حسین صاحب بر سر عروہ کی کوٹھی پر
 لائے جمال ہند صاحب موجودہ وقت کے ٹھہرنے کا اہتمام کیا گیا تھا

۱۰ اپریل ۱۹۰۷ء کے اجلاس کی تاریخ تھی، قرآن پاک کی تلاوت اور استقبال کے حکم
 کے بعد مولوی نے ہند، شہر و سما کی صدارت کی تحریک کی، اللہ ان کی مدد ہی و تعلق کو شہر
 کو قبضہ میں لے کر، ایک آواز آئین کی، تہہ صاحب نے صدارت کی کرسی پر بیٹھ

اور ہوا نہ بن گیا، ایک نہایت دل آویز قلمی تقریر رشتہ دہائی جو اسلامی نقطہ نظر سے مسلموں کی تعلیمی و مذہبی ضرورتوں پر نہایت مدلل اور مؤثر تصدیق و تائید کا حب کا انداز بیان، ایسا کہ ہر مؤثر خاکسار ہمدرد گماں جو لوگ عربی نہیں سمجھتے تھے وہ بھی ان کی دہائی نگہی تقریر کو نہایت سکون سے سنتے رہے۔

اس اجلاس میں مولانا ابوالکلام کی یاد اور لکھائی کے خوب خوب منظر سامنے آئے۔ شہید تیسرا کی عربی تقریر کا مطالعہ وہ وہیں سنا کرے جو نے تو مجھے خود اپنی سرکاری نوٹوں میں قائل و یاکر رہے تھے۔

تعمیت و تعزیت کی رسمی تجویزوں کے بعد مولانا نے باجوہ پیش کی کہ حکومت ہند اور خواست کیا جائے کہ جمعہ کے دن سرکاری و مقبول میں ملازمین کو نماز جمعہ کے لئے وہ گھنٹہ کی تعطیل دی جائے جس کے بچنے سے جہت و سہولت، ایک بہت بڑے مذہبی فرض سے محروم رہ جاتے ہیں، اس کی تائید مرزا بیگ اور دیگر وکیل کھنڈر حالی خوب مزید یار جنگ سامنے آئے۔ وزیر عدالت جیٹا دکن، اور مرزا قحور دس صاحب کامیابی اور مجدد مرزا بشیر الدین محمد شام کاروان اپنے کی اس کی منظوری کے بعد وہی کی تجویز کے مطابق قرآن پاک کے انگریزی ترجمہ کی کارروائی کی، یہ پتہ معلوم ہوا کہ مرزا ہاں کہ مرزا ہاں ملکک مولوی بدیعین بنگرہ جی جن سے زیادہ بڑا انگریزی کو کوئی مسلمان ادیب موجود نہیں، قرآن پاک کے ترجمہ میں جمہور معروف ہیں۔

تیسرے جلسہ میں خاکسار نے فیض احمد فیض، مولانا یار جی کی رپورٹ سنائی، جو انگریزی کو

کی ان صلیبوں کے تعظیمات پیش کے جن میں اسلام پھر اسلام جیسے اسم صحابہ کو ہم بھی اللہ تعالیٰ
قرآن پاک اور سن ان دشمنوں پر الزام محکمہ گئے تھے مسلمان ان غلط بیانیوں کو سن کر
خوش نہ تھے پھر پورے یمنوں کے مسلمان بدو قیسرون اور سرکاری عذر تعلیم سے اس باب میں جو
مراستیں ہوں تھیں وہ پیش کریں، جتنا بعد طوق کا رکھا ایک مسلمان فائدہ پیش کیا گیا،
اس کے بعد اس ناخوشی پر ہم وہاں علوم کی ضرورت پر تقریر کر کے کرے ہوئے بعد نکاح
خاتم الیہ کو مستشار کیا بندہ است کہ وہی بکثرت ہی شود آخر
پھر فرمایا حضرت امی اس موضوع پر تقریر کے لئے صرف آج نہیں کرتا ہوں بلکہ کئے کو
کئی بار کہہ چکا ہوں لیکن یا تو لوگوں کے پہنچیں وہاں میں نامہ بری راق ہیں انہیں اس لئے مجھے
جانب کا شہر پڑنا پڑا ہے۔

یاد رہے وہ بھی جی نہیں سگری پڑا
وہ مددوں اگر جو وہ کہہ چکا ہوں

اس کے بعد جو صورت نے وہ دیکھ کر تعزیر لائی جو اس طرز سے اس موضوع پر
نے کہی ہیں کہ وہ بتا کہ مسلمان صرف سب جہاں اس نے جو کچھ کہنا ہے وہی راستہ سے کرنا
ہے اور جو آواز بھی ان کی اصلاح کے لئے آتی چاہے وہ اسی راستہ سے آتی جائے۔ اسی
سلسلہ میں انھوں نے فرمایا کہ مسلمانوں کو قوم کے نام سے انجانہ کی کوشش میں پس سے جا کر
سے اگر اس کی ناکامی ظاہر ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت قوم کے نام سے نہیں
اسلام کے نام سے جاتی ہے۔ اسی نام سے اس کو پکارا ہو پھر دیکھو کہ اس کی جیسی کا کیا نام ہوتا ہے
اسی تقریر کے دوران میں میرے قیصر اطلاع کی نگاہ بالادبوت کی طرف اشارہ کر کے خاکسار کی اختیار

ذات کی نسبت ایک یا انفرہ فرمایا جو اس کے لئے ہیتم سراپا سداوت رہیگا،

اس تصریح کے بعد تفسیر کے چند اہم فقرے کی تحریر کی جی، اور اسے خود ہی طرف سے پہنچ سکا اور
 بندہ پر ہدایت کی قدر کی مسرت تھا سو وہ یہ کہہ لگان کیا، ساتھ ہی جناب مثنیٰ علیہ السلام کی
 صلی اللہ علیہ وسلم کی حسن خاں صاحب، رحمی اللہ علیہ قریب بندہ کو جس خاں صاحب سرور
 حبیب الرحمن خاں تشرافی، انصاف ہادیہ و مہربان صاحب و فیروز تھے پہنچے پہنچے سو کے ساتھ
 کہے خود ہدیہ جس خاں صاحب پر ہدایت کی قدر کی مسرت تھا سو وہ یہ کہہ لگان کیا،

اس کا رد وائی کے بعد خود ہدیہ پر کھڑے ہوئے اور وہ علی، اللہ والہ کی جو کاروائی اب تک
 برپا تھی اس کی تفصیل خود ہدیہ پر کر سائی چرچا، جو اس میں خاکسار نے مثنیٰ کی بحیرہ کی تحصیل میں پیش
 روئی، انصاف کا ایک مستہ پیش کی ایک نے میری اس منت و کارش کا شکریہ ادا کیا اس کے بعد
 مولانا امیر نظام صاحب نے انجیروں اور اصحاب کی مذہبی تعلیم کی ضرورت پر ایک خوش فہم و خوش
 تاہمتی کی خوشی میں ایک منظر نے ہندستان کو قیصر کے لئے جو پوس لاکھ روپے کا بہت فرما
 تھے پانچویں جلسہ میں مولانا تشرافی، تجویز پیش کی کہ اس رقم سے عربی زبان کو بھی کتاب
 حذر نہا جائے اس کے بعد مولانا شبلی مرحوم شامت و محنت سے اس کے کو خوشی پر تقرر کر
 کھڑے ہوئے اور اسی اول بلاوینے والی تقریر کی کوڑی روپے سے تھے حدود سرون کو بھی لڑا رہے
 تھے یہ تقریر سچ لگتی تھی جیسا کہ اس کی تاخیر کا امتحان کیا جا سکا ہے مولانا اس میں
 تفصیل سے عربی کے علم و مسائل کی غفلت اور غلطی کو مسئلہ کے مترادف کے ساتھ
 کہ جس میں میرے عربی کی صاحبان و انصاف و انصاف و انصاف و انصاف کے مترادف کے ساتھ

بیان کئے ہیں سے دیان آزاد ہوتا ہے۔

مولانا کی تقریریں قلوب میں بار بار پھرتی تھیں۔ مگر ان تقریروں کا غلبہ دودھیلہ دماغ پر اگر
 ہی دیر ہو سکتا ہے۔ دوسرے کے اجلاس میں ان کی تقریریں کیسی تیز و دراز تقریروں کی گزرتی تھیں
 جسے سنتے ہی دل میں گرجا مچا رہتا تھا۔ اس وقت جوں جوں قیاسی انقلاب کا ہوا ان دنوں
 سیرۂ نبویؐ اور مہدویت شریعت کا مطالعہ ہوتا تھا۔ جس نے ایک ہی دوجاں میں الی گدا
 کے عروج و نشیب کو ایک ہی مولوی شیخی یا کرکڑا لیا تھا جو نہ تو حق پر قائم نہ تھی۔ جس نے
 مولانا کی تقریر کے بعد خود کو گناہگار اور بدنام سمجھا۔ اور مولوی اور ان کے بعد ان کے
 برعکس مولوی نے ان کی تقریریں کیسی اچھے دست کو ان کو حافی سوسلے تو نے اپنے ہم گزشتہ
 جو اسلام کی حفاظت و نشاوت کے لئے سرکشت تھیں گے۔

پچھلے اجلاس میں سالانہ جلسہ کا ماحول تھا۔ اس آخری جلسہ میں صاحب دستار مولانا کے
 دو چہرے تھے۔ بچوں اور بزرگوں کی اور مسینہ الہ بن دیا رہ گیا۔ اسے سلام کے بعد اٹھ گیا۔
 پھر تقریریں کی گئیں۔ کوئی کر دگ ونگ نہ گئے۔ بعض جلسہ نے بچوں میں تقریریں کیں۔ خیال تھا
 کہ اس دیر تک صدر مجلس ایک صاحب زبان اور صاحب دماغ کا کلام حبیب میں ہے۔
 مرحوم صاحب نے گئے۔ گویا انہوں نے اس بڑے بڑے بڑے تقریریں کیں کہ خود صاحب
 نے ان کی مہربانی کی۔ دوسری آخر میں مولانا شہزاد نے مسکین جلسہ کا اور بندہ عن ربین
 میرٹر کے بڑی مجلس استہدائے نے مہل کا شکر کیا۔ پھر یہ جلسہ تمام چہرے
 اجلاس گزرتے ہوئے۔ اور اس جلسہ کے ساتھ اپنی امتیازی تقریر کی کو باقی کی امتیازی کے

دو جو تمام عیسویا لڑتے تھے، ان میں مولانا مسیحی مروجہ لے اور دوسرے احمد اجلاس کا شکر ہے۔ دیکھا گیا
 عربی مسجد مولانا کے اٹھانے کے مطابق خاک دانے کر کے بنایا۔ جس وقت میری رہاں کے ساتھ
 شہداء سفر کا ذکر کیا اور تخت کے آخری الفاظ ادا کئے وہ بے جا ہو کر نہ کھڑے ہوئے۔ جس نے
 ان کی آواز میں، وقت پیدا کر دی تھی، اپنے شہداء سفر کے مقابلہ میں حضرت سرور کائنات علیہ السلام
 واسطیام کے شہداء اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کا ذکر نہ کرنا چاہئے۔ اس سے مراد
 عیسائیوں کے کہ ان پر تھا، اور دوسرے ایک وہ حالت رہی جس کے دیکھنے سے یہ دوسرے بھی
 تڑپ اٹھیں گی،

یہی پچاس سال کے عیسوی کا فخر ہے، اور مولانا مسیحی کے دوسرے تمام آدمیوں کے جلووں کا بھی
 اسی جلوہ پر غور ہے، اور وہ دوسرے مطلقاً پیشین گوئی جو ہم ہر ماہ جمعہ کو انھوں نے کی تھی
 حریف بکرت پوری ہوئی۔ دیکھو کی بنا پر یہ آخری بات ہے، پانچ سو تین دہائیوں کا یہ سفر

بعض دوسری تعلیمی مامات

ریاست چند آبادی کی تعلیمی غرضتوں کی ریاست عیسوی آبادی میں بہت حد تک قریب ہے۔ ایک
 تعلیمی انقلاب کا جو وہ پہلا کیا اس کی تدریجی تاریخ سنائی
 دے گی۔ یہاں، مشرقی تعلیم کے لئے ایک ادارہ معلوم ہوا تھا، جس کے تعلیمی افسر بہت سے مگر
 عیسوی پر مبنی تھے۔ لیکن اس ادارہ معلوم کی کوئی مستقل حیثیت نہ تھی۔ بلکہ یہاں
 یونیورسٹی کے مشرقی تعلیم کے اہمیت کا جو حساب مقولہ کیا تھا، اس ادارہ معلوم میں بھی ایسی

تقدیر کی جان تھی اور اسی کے مطابق اس دارالعلوم کے خلیفہ بھی وہی مولوی فاضل احمد مولوی قاسم
 و جیو کے اتحاد و سچے تھے غالباً اس وقت میں پنجاب پر جو بدگمانی تھی خاصہ بنایا کہ وہ دوسرے
 کالک کی دورگاہوں کے طور کو اپنے امتحانات میں شرکت کی اجازت نہیں دے سکتی تھی اور
 اس دارالعلوم میں مسات مولا سب لکھنوی تھے جن کے لئے عجیب مزاحمت کو ایک خاص
 نصاب تعلیم وضع تھا، جس کے لئے ایک نئے مستقل نظام کی ضرورت پیش آئی، علیٰ ہر دفعہ
 اس نصاب کا ایک مولوی سید حسین لکھنوی وہاں امتحانات کے ناظم یعنی دائرہ کرتے تھے، انھوں نے
 سرکار عالی میں یہ تجویز پیش کی کہ دارالعلوم کے لئے ایک مناسب نصاب تعلیم مرتب کرنے کے لئے
 ایک کمیٹی کا قیام کیا جائے جس کے لئے سرانجامی اور بعض دیگر برہمن کے مذاہب کا مطالعہ
 کے پیشہ سرکار کی منظوری کے بعد وہ سب صاحب موصوفے مولانا کے نام ایک سرکار کی
 درخواست میں لکھا کہ صاف یہ خواہش ہو کہ دارالعلوم کو ملحق پنجاب پر موجود سنی سے متعلق جو کام اس کے
 حوالہ دیا جاتا ہے تعلیم کے رتبہ کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی گئی ہے جس کے ایک رکن اس
 ہیں، سب تعلیم دار کی ضرورتوں کے خلاف قریب کیا جائے تاکہ جو لوگ اس مدرسہ میں پھر
 پاکستان میں کامیاب بن جائیں وہ سرکاری مذاہب کے ان کے لئے قابل ہوں۔

ترجمہ نصاب میں چند سحر کا پیش نظر رکھا ضروری ہے

دارالعلوم کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

کے لئے وہ نصاب ہی اہم ہے۔

دعا کیلئے تھیں علوم شریفہ۔

۱۰۰۰ کی ضرورت اس وجہ سے ہے کہ کپاس کی اور ٹیل غلہ انہیں ہی بہت سے عوام میں
 خشیت کی نگین جوتی ہے اس غلہ میں ضرور کہ ہیں اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو
 سوئی کا محل سے انارڈوں مرتبہ وہ جائیں ہوں جن میں تحصیل کی گئی ہو سکے، اگرچہ سلسلہ نظام
 کی پابندی ضرور رہیں، مگر تحصیل گیل کے لئے بہت کچھ اضافہ کتب دہیہ کی ضرورت ہے۔

۱۱۔ اسلئے ہی چون مسئلہ میں حوالہ کی ضرورت میں اس وقت پہنچا جب وہ ہوا
 کے حادثہ کے سبب سے صاحب فراش تھے، اس سے صحت ہوئی تو مولوی کا پڑا ہوا صاحب
 بزم سکریٹری جہان آباد نے ۱۹۱۲ء کی نشست کو نشان (۱۲۲۳) کے واسطہ کے ذریعہ سے ہونا
 کو پھر حیدر آباد کے کی درخواست دی، چنانچہ وہ چون مسئلہ میں جہان آباد کے لئے دھروان چہ
 روز فیہام کر کے ایک لکھاب تیار کیا، اور اس کو ایک پادواشت کے ساتھ پیش کیا، جس
 یہ فائبر کیا تھا کہ لکھاب تیاریم و اصلاح گئی جہوں پر کی گئی تھی اور تیاریم و اصلاح کے
 مہارت امور کیا ہیں؟

مولانا میں جامع انیشیات غلہ کا جواب ہمیشہ سے دیکھا کرتے تھے، اور میں کی تفسیر کے
 نے مولوی کے درود اور سے نکڑا کرتے تھے ان کے خیال میں اس کے لئے بہترین موقع
 ہوتا تھا، جہاں دہندہ و تن کی سب سے بڑی اسلامی ریاست تھی، جس کا خزانہ مولانا
 احسن کو تقسیم کے اس وسیع پر ارم کا جو جہان آباد میں جو مولانا کے متعلقہ میں تھا کسی قسم
 قابل نہیں ہو سکتا تھا، اس لئے انہوں نے یہی کہیں کہ چہ پہلے سے مولانا کے مطابق ہی
 قطعی پروگرام کو چیل کر ایک، دو نشست تیار کی اس پادواشت سے معلوم ہوا ہے کہ

بتول حوالہ حسب ذیل متاعہ کو پیش نظر رکھ کر مذہب میں ترجیح و اصلاح کی گئی۔

۱۷۔ دوسرے سب تک پنجاب پنج روپی سے متعلق رہائش کا مقصد صرف ایسے لوگ
 پر ہے جو سرکاری دفاتر میں کام کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ ایک ایسا مذہب ہے کہ وہ خود بخود
 دیکھ جائے۔ اس کے متاعہ زیادہ وسیع ہو سکتے ہیں اس کی غرض یہ ہے ایسے لوگوں کو پیدا
 کرنا جو صرف سرکاری دفاتر میں کام کرنے کے قابل ہوں۔ بلکہ شرعی اخلاقیات میں انجام
 دے سکیں۔ خود دیکھنا تقریباً ہر مذہب میں کمال رکھنے والوں کو تک میں وہ تمام
 کی حیثیت حاصل ہے وہ دوسرے مذہبوں کے اخلاق اور مذہبی بنیاد پر چلیا سکیں اور دوسرے مذہب کے
 ساتھ دوسرے مذہب سے بھی واقف ہوں تاکہ جو یہ تعلیم فراہم ہوگی ان کا اثر پڑ سکے۔

۱۸۔ اس وقت جو جدید تعلیم ہندوستان میں جاری ہے اس میں بھارتی مذہبی ضروریات
 اور قومی ضروریات کا کوئی انتظام نہیں اس میں مذہبی تعلیم ہے نہ قومی تعلیم کے ساتھ
 برکتی ہے نہ اسلامی اخلاق اور سماجی اخلاق کا علم ہو سکتا ہے۔ اس لئے بانی سے بایا گیا
 ہے کہ مذہبی بنیادوں کے متعلق ایک شخص کی حیثیت ایک عالمی آدمی سے زیادہ
 نہیں ہو سکتی بایں ہندوستان میں ہی محل کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ ہندوستانی کا
 وہی مذہب اس قدر وقت اور فرست نہیں دے سکتا کہ دوسری چیزوں کے حامل
 کر کے کام لے سکیں۔

لہذا چاہئے کہ ہر مذہب ایک وسیع پیمانہ پر اس وقت تک اس نے
 سرکاری نوکریوں کے لئے پوزیشنوں کی چیزوں کی تعلیم نہیں فرمادی ہے۔ اس

اور مرجع و طریقہ تسلیم کے علاوہ ایک ایسا مسئلہ تسلیم ہی قائم کر سکتی ہے جس میں دشمن پر ہی تسلیم کے
ساتھ اسلامی علوم و اسلامی تاریخ بھی متاثر ہو اور جس کے نتیجہ میں گویا دونوں قسم کی تعلیم کا
بجھڑ ہو جائے۔

ان دونوں مقاصد کو پیش نظر رکھ کر مولانا نے ایک اصلاحی نصاب تعلیم تیار کیا
جس کے اصول یہ تھے۔

(۱) تعلیم کا اہم طریقہ یہ ہے کہ ایسی کتابیں درج ہیں جن میں جتنی بھی تمام مسائل نہایت
سادہ و صاف اور واضح طریقہ سے بیان کئے گئے ہوں، اس بنا پر وہ کتابیں جو میں وچ
کے جوہر نہایت مختصر و مفید لکھی گئی ہیں، نصاب درس سے خارج کر دی جائیں۔
(۲) تعلیم نصاب میں اکثر ایسی کتابیں نہیں ہیں جو دوسرے علوم کے مسائل کو یاد کر
تھیں، اس لیے غلط فہمی کے وجہ سے طالب علم اہل حق کے مسائل سے دور رہتا تھا۔ اس لیے
یہ تمام کتابیں خارج کر دی گئیں اور اصلاحی نصاب میں اس قسم کی کتابیں رکھی گئیں جن میں
حق کے مسائل اور اسباب و اسباب مذکور ہوں۔

(۳) تعلیم نصاب میں قرآن مجید کی تعلیم کا حصہ بہت کم تھا، اس لیے اصلاحی نصاب میں
قرآن مجید کی تعلیم کا حصہ زیادہ وسیع کیا گیا۔

(۴) تعلیم نصاب میں عربی اور لٹریچر کا حصہ بہت کم تھا، اس لیے عربی کا حصہ بہت
بڑھا دیا گیا۔

(۵) اس نصاب میں اشتہار و حسی کی مشق کے لئے خاص جگہیں مقرر کئے گئے۔

نہیں بنایا کہ ہم دوسرے مالکان کے رگوں کو بچا رہتا تھا، اس میں شریک نہیں کر سکتے۔

دوسرا بات تو کچھ کم کر رہا ہے سچ بہت اس شدہ اتفاق بناؤ کہ یہاں ہمارا رقم

ملا، انکی ادھی دوا اسٹھ اور انھیں اب پر خود کرنے کے لئے ایک کمیشن مقرر ہوئی، جس کا اعلان
ستمبر ۱۹۳۳ء و ستمبر ۱۹۳۴ء میں کیا گیا لیکن چونکہ میں اسی زمانہ میں اندوہ کی ایک خاص چیز
سے دوڑنا رکھ دیا تھا، پڑا اس سے وہ چلاں ہوئی جو کہ اس کے مدد ملا۔ ۱۳ دسمبر ۱۹۳۹ء

کو پھر حیدر آباد کو گئے اور ایک کمپنی میں ان کا رتبہ صاحب پیش کیا گیا، اس کمپنی میں سووی سو پڑا
ساحب مختصر مدت و خدمات انھیں اصل سو سووی پیدا ملی مگر انی سو سو وانا اور قند خاں صاحب
استاد حضور نظام پٹیل اور کرشن صاحب پٹیل سو سووی پٹیل صاحب شرمہ، انھیں انعامات اللہ
صاحب شریک تھے، اس وجہ سے میں کچھ امور باقی رہ گئے تھے، اس لئے وہ فروری ۱۹۳۵ء
کو اس کا پورا ایک اعلان ہوا جس کے پریسڈنٹ جناب ذاب فواد ملک بہادر وزیر علی
تھے اور جس میں نواب صاحب بہادر سائی انعامات اللہ، کمر پٹیل صاحب
انعامات اللہ، حال ہی شریک تھے اور حیدر آباد کے بعد کسی قدر تیز انداز میں کے ساتھ ساتھ تھیں
شکوہ کیا گیا۔

رہا اس نے۔ چوری تفصیل حیدر آباد کی مشرقی بریڈریسی کے عنوان سے اس وقت ماہ ۱۹۳۵ء
میں لکھی ہے، اس کے آخر میں فرماتے ہیں: یہ جو ہے وہ ہمارا ہے اور وہ پھر کہنے میں کہ ہم ملنا روک
سے نہ ہمت، مگر بری مددوں کی تعلیم کافی ہے۔ یہ ہماری مددوں کی جارہے وہ کمالیج ایک سو
دو کرب لاجپات ایک تشریف دے دے اس لئے ہے۔

مکہ معظمہ میں مکہ شریف کے مکلفین کی مشورہ کے ساتھ عام رسائی باہر

مولانا کا خیال تھا کہ ایک سال میں چھ روز نظام کے مطابق اس روز گاہ کا کام شروع ہو جائے
 ویسوا کی ۲۶۲۱۱۱۱ ایک سال کیا اس میں پانچ سو سال لگ گئے ہشتاد میں جب مولانا
 دو بار وہاں رہا تھا ایک کی وجہ سے چھ روزہ آؤ گئے تو چھ روزہ ایک سال کے سو دن کی حد تک
 بھی نہیں پہنچی تھی کہ سرکاری انتظامات کے ساتھ عام ہو گیا تھا

بعض صاحب شریف سے پہلے سے کہ مولانا چند روزہ کر جائے اس کو خود بھی
 چلائی، مگر انہوں نے اس سے منفعت چاہی، جو مولانا کی خدمت کو بھی عام نہ ہو سکے
 سرکار نظام علیہ شریف کی موجودگی قائم کرنا چاہتی ہے اس کے مناسب و بوجہ کے لئے مجھے بتایا ہے
 چند روزہ وہاں قیام دیکھا، جو ہر سال کی رعایت کے لئے وہاں شہر بھی ہوتا ہے لیکن اب بھی
 کے آگے کیا سرحد کوں (دوسری ۱۱۱)

وہاں سے ملے کہ پھر کچھ ہیں: یہاں دیکھتا ہوں ہر سال کے روزہ ہوتے جاتے ہیں
 میں گھبراہٹا ہوں، ایک دن کام چلا ہوتا ہے پھر پھر پھر کے لئے سب سامان ہوتا
 ہیں لیکن آدمی نہیں رہتا وہی ہر روزہ انہوں کی وجہ سے کہہ سکتے ہیں کہ اس میں مارا دیا تو کسی طرح نہ
 کر دیتا، ابھی اگر سامان اچھے ہوتے تو یہ روزہ ہر سال کام چلا دے گا کہ نہ دیتا رہتا (دوسری ۱۱۱)

مکہ شریف کا سامان دینا انہیں اس کے ہر روزہ کے لئے ہر سال میں دینا لازم ہے دہلی کے روزہ دینا (۱۱۱) ہر سال
 مولانا کی روایات کے ہر روزہ میں انہیں ملے ہر روزہ کے لئے دینا۔ یہاں سے ہر سال کے لئے
 انہوں نے آؤ گئے کہ ہر روزہ کی ضرورت کی ہر روزہ کی ضرورت کے لئے ہر روزہ کے لئے ہر روزہ کے لئے ہر روزہ کے لئے
 نے ہر روزہ کے لئے ہر روزہ کے لئے ہر روزہ کے لئے ہر روزہ کے لئے ہر روزہ کے لئے ہر روزہ کے لئے ہر روزہ کے لئے

مسلک میں جب کام کا اندازہ ہوتا تھا مولانا کی جگہ پر وہاب عوامی مسائل اور دوسرے
 قدر اور اس کے امور سے جو ان مسئلہ میں مسلمان ممالک کے امور اور ان کے امور اور شاگرد
 مولانا محمد توفیق صاحب کی رائے کا انتخاب اس اور اسلام کی صورت پر دستی، اس کے لئے لکھنا
 ایسا حال کہ خود مولانا کی رائے نہ تھی وہی خود صاحب کے نزدیک تھے مگر جو وہ درنگ کی گمان
 کے چیل سے وہ فوراً ہی سے ہو گئے، (جس کا وہ ۱۸۷۷ء میں وقت ڈاکٹر صاحبی جید رہا وہیں
 شہادت کے نام تھے اور اگر تھوڑی صاحبی صوفیوں کے اعلیٰ طور وادارہ

مولانا عبد الدین صاحب کے اس دورہ درنگ میں ایک قدم اور آگے بڑھنا چاہی کہ وہ
 اور اس کے علاوہ اس دورہ درنگ میں سارے علوم سے وہیں پڑھنے والے ہیں جو بالکل نیا تھا
 تھا اس سے انھوں نے بڑی ہی شکل سے ارکان حکومت کو اس کے لئے دیکھا کیا اس کے لئے
 کی جگہ اس مسجد صاحب نام تعلیمات سے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 ایک شریعتی بنیاد سے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 میں اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 سے مولانا محمد توفیق صاحب دل برداشتہ ہو کر مشن میں اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 جو وہی بنیاد سے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 لیکن پھر اس سے وہی بنیاد سے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 بنیاد سے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 مولانا کی رائے کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

شرقی تہذیب و تمدن میں یہاں کو خوب شہرت ملی تھی اور اس کے دینی مسائل پر
اصول پرستی کا کچھ نہ تھا۔
کے اصلاح کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی جس کے ایک ممبر کو لائے تھے

ہوئے تھے اس کا پہلا جلسہ ۲۷ فروری سن ۱۸۸۷ء کو ہوا اور اس میں مشائخ کو جسٹس ہوا تھا
اور ان کے کاغذوں میں اس کے متعلق تحریر کی اور مدد ملی ہے لیکن اس کے لئے سفر اور محنت
موران کے کاموں کی اہمیت کا حال مجھے نہیں معلوم ہو سکا

حوالہ نمبر ۱۰۳۰ فروری سن ۱۸۸۷ء کو لکھا کہ سہ ہجیر سے

شرقی تہذیب و تمدن میں یہاں کو خوب شہرت ملی تھی اور اس کے دینی مسائل پر
اصول پرستی کا کچھ نہ تھا۔
کے اصلاح کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی جس کے ایک ممبر کو لائے تھے
ہوئے تھے اس کا پہلا جلسہ ۲۷ فروری سن ۱۸۸۷ء کو ہوا اور اس میں مشائخ کو جسٹس ہوا تھا
اور ان کے کاغذوں میں اس کے متعلق تحریر کی اور مدد ملی ہے لیکن اس کے لئے سفر اور محنت
موران کے کاموں کی اہمیت کا حال مجھے نہیں معلوم ہو سکا

شرعیات میں سید لدائی کے دوستوں کو شرعی تعلیم کی ترقی سے من و جماعت اختلاف تھا
نہ کہ جہاں وہ رہے جہاں کہ وہ رہا تھا نہ پتہ رہا ہے یہی گورنمنٹ اب شرعی تعلیم
کی سرپرستی کرنے لگا ہے اور وہ یہاں ہے جس کے بعد اس کمیٹی کے مساب ذیلی افرام لکھے ہیں

۱۰) شرعی و مغربی تعلیم میں اتحاد و یکجہ

۱۱) علم و ادب اور کھیتی باڑی کی تعلیم یہ جو یہ طریقہ تحقیقات بنا کر یہی ثابت کر

۱۷۰ اہل مشرقیہ تعلیم کی کتب خانوں کی درست سازی و کثیفہ رنگس کی تعلیم دینا

۱۷۱ اہل مشرقیہ تعلیم کے لئے جنی ترازو و طائف مقرر کرنا

۱۷۲ ویسی زبانوں کو ترقی دینا، اور ان کے لئے امتحانات مقرر کرنا،

۱۷۳ اہل مشرقیہ تعلیم پر غور کے لئے لایوس میں پروفیسری، مدرسہ میں پتھری، عیاضیہ

میں تحقیقات و تدریس، اور تدریس کتب خانوں میں ترتیب درست کے لئے عہدے قائم کرنا

۱۷۴ کلاکتہ کی مشرقی درس گاہوں کو متفق و متحد کرنا،

۱۷۵ ڈانگری، انصرون کی زبانہائی کا امتحان لینا

۱۷۶ کلاکتہ میں غور و بلا کے لئے ایک عظیم شان مشرقی درس گاہ قائم کرنا،

۱۷۷ کانفرس سے جو کچھ ملے گا اس کے متعلق حوالہ دے سہتہ معمول میں حسب ذیل شاخ کی ترقی دینا

۱۷۸ گورنمنٹ کی طرف سے ایک انسپکٹر جو گا جو تعلیم عربی مدرسہ کا سامنا کر سکے گا، اگر

۱۷۹ مدرسہ کے اہل مشرقیہ تعلیم کو پسند کریں گے،

۱۸۰ جن مدرسوں کو گورنمنٹ میں قابل سمجھے گئے ان کو کچھ ماہوار ملازمت دے گی

۱۸۱ کلاکتہ میں بہت سے دیسچ سپانٹ پر ایک مشرقی درس گاہ قائم ہوگی، جس میں عربیہ کے

فارغ شدہ اگر چاہیں گے تو اسی درس گاہ میں تعلیم چل کر رہیں گے،

۱۸۲ اس درس گاہ کے تعلیم یافتہ لڑکوں کو جنی ترازو و طائف دینے جائیں گے،

۱۸۳ اس درس گاہ سے منہ پٹنے کے بعد ان کو مشورہ دیا جائے گی کہ وہ مشرقیہ تعلیم

سے متعلق ہوں گی،

مولانا دہلی فرماتے تھے کہ انھوں نے اس میں جس اعلیٰ رس کے خطاب کی بے قدری کا مالک
 بنی بیان کیا۔ اللہ اس کا سبب چوتیا کر اس کے سزا کرنے میں امتحان اور تاحیت پر نہیں لکھ
 سرکاری سفارشیوں پر نظر کی جاتی ہے۔

مولانا کے اس سفر شہد کے بعض دینی پیرو ہیں ان کے تمام میں تہذیب کے علم و دست
 باد و پوز دو مصلوں کے سپہ سالار میں دیا جن میں سے انگریزوں نے دوسری اور مولوی محمد علی صاحب
 تھانی کے نام معلوم ہیں۔ مولوی صاحب نے بھی اللہ وہ اسلئے جو یہ اس کے دوسرے پرچہ پر
 نزدیکی مستند میں اس دانت کے بعض دینی پیروں کا ذکر کیا ہے۔ یہی کہ ہے کہ وہ اس
 سفر میں کرنل پید پید صاحب پناہ کے جان تھے۔ اور اس کو جی میں مدد کش چوسے تھے جو اس
 شیخ یا شیخ الدین صاحب غلام شیع شاد الدین مرحوم کی لکیت ہی مولوی غلام محمد صاحب
 شہر کی رجسٹر تھلہ وہ سے پیشہ سے، و شاس تھا مگر مولانا کے اس سفر کا نتیجہ جو کہ
 کہ وہ اس مزید مقبوضیت حاصل ہوئی۔

اٹھارہ سو پندرہ سن میں مولانا کے جہد میں بنگال کی تقسیم نے میں طرح ہندو بنگالیوں میں جو
 جو دینی مشاعرے کی طرف سے غم غصہ کا طوفان برپا کر دیا تھا انہی طرح سن ۱۹۰۵ء میں جو
 کے صحت پر اس کی تبلیغ نے مولانا کی پرکاش برپا کر دیا یہاں تک کہ وہ صاحب دہلی کے
 شہر کی طبیعت کے وہی سنا یک صحت مولوی لکھ کر گزشتہ کے اس فعل کو، ماقبت اندیش
 مولانا گزشتہ میں نے مسافر کے اس زخم پر کھنے کے لئے ہر طرح تجویز کی جس کا نام دھاگہ
 پیر پیر دہلی ہے اس پیر پیر کی تجویز اور دھاگہ بنانے میں ان لوگوں کو بھی شریک کیا جو اس

انہوں نے ایک محل پر دو اشرف ترشہ کی تھی، جو تجارت انکو پرستار میں چسپ چکی جو
 اور مقابلہ کیل کے حلقہ میں بھی شامل ہے اس یادداشت کے چرچہ کرنا ہے یہ سب
 دی تھی۔ "تیرہ ماہیات" دور سے لکھا جوس کہ سمایت (ہند) دھرتی ایک سا دوزبان روح
 اور شکر دوزبان سے فرخا آتی دھرتیہ کی مائکتی کرانیکن یا پروہ ہے، اگلا سوس کے لئے نہ دوا
 ہندی کو پانچ انگ، ایک تا کم کہ چلتے ہے اور اسی صورت میں دوزبان دھرتی ایک ترقی کرکے
 ۳۰ ماہ پہ سلسلہ کو مولانا نے کے مطلق کیا کہ یہ دو اشرف اس سرور کو ملے گا صاحب راجا
 گرجہ گرتیہ اور بندہ و مہرور نے اس سے حرکت بروت و تعلق کیا، (سیماں ۳۰)

۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء کو شروان صاحب کو لکھا کہ تیرے چہرے میں کو کمال فتح نصیب ہے
 اور شروان نے جو خبریں جی کی تیس سب کی سب انگلیں (شروانی ۹)

۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء کو گرتیہ کا چہرہ ہوا اور مولانا کی دس کے مطابق وہی ملے چہرہ
 ملا ۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء چاہکا۔

۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء کو گرتیہ کی حرکت | اسی سال یوپی گورنمنٹ نے سرکاری اسکول میں مذہبی تعلیم کے
 جواز کی ایک کمیٹی مقرر کی اس کے ایک ممبر مولانا بھی تھے۔ ۶ اپریل ۱۹۱۰ء کو اس کا اجلاس
 کی تاریخ تھی (شروانی ۱۰) مولانا کے حلقہ میں پھر سے کمیٹی کا کچھ حال نہیں تھا اور رہائی بھی
 دینے کے کیا پیش آیا۔

۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء کو گرتیہ کی حرکت | اسی سال یوپی گورنمنٹ نے سرکاری اسکول میں مذہبی تعلیم کے
 جواز کی ایک کمیٹی مقرر کی اس کے ایک ممبر مولانا بھی تھے۔ ۶ اپریل ۱۹۱۰ء کو اس کا اجلاس
 کی تاریخ تھی (شروانی ۱۰) مولانا کے حلقہ میں پھر سے کمیٹی کا کچھ حال نہیں تھا اور رہائی بھی
 دینے کے کیا پیش آیا۔

اس وقت کہم اور پھر یہ وقت کی ہزار سال کی زندگی کی مکمل تصویر باقی ہے اس لئے اس کی کچھ
 گزشتہ زمانے سے آج بہت زیادہ ہے اگر یہ وہی ہے تو ہندوستان میں مگر اس سے ایک اور
 کام ہوا یعنی ہر گھر کے انھوں نے ہندوستان کا تخت ملوں سے جیسا تھا اس نے خود
 نہ اس اس کی تاریخ کو پسے ہوئے ہیں کہ گڑبڑ کیا کہ اس سے روٹی تھے نہیں ایک پورے
 طبقہ کے پیادے کو پچھو کر اپنے اس وقت کے ہر گھر کے کارناموں سے خود شرمائے ہیں
 اور دوسرے یہ کہ ہندوستان کے صنعت کاروں اور صنعت کاروں کے صاحب عمل ہیں
 اور پیشہ وکاروں کے فیضان پیدا ہو جائیں چنانچہ ان کو وہ خوب پیٹنے والے جو اس وقت
 سب کے سامنے ہیں مگر یہ بھی نہیں مینوں کے گھر کی سب سے کچی کا ترس اور ہندوستان
 یہ سکا ہٹ کی روتے تھے لیکن اس وقت اس کام کے لئے کوئی پانچواں فیصد نام میں ہوا تھا وہ تو
 نئی جلد ہی ہی پہنچے تھے میں جو اس وقت اس میں گھر کے نام کرنے کے لئے ایک سو بیس
 چوبیس رہا ہے۔ اور اس کا کوئی بیس کا سکرینری نہ رہا۔ اس کا بیس اس کام کو شروع کیا۔ صنعت
 کے سہولت دہندہ اور سے حکومت ہٹ گئی اور ان سے اس بار میں شروع ہو چکا۔ اور وہی ہے
 کو کارخانوں کے لئے۔ ان دنوں ایک صنعت خانہ بنائی وقت کارگوں سے اس نام
 کی تین ترقی تیاروں کے نام میں سے لئے گئے تھے اس کے جو اب میں خود ہو گئے صنعت
 مابوں کے ہر گھر میں۔ سب سے پہلے وہ قابل ترقی کتاب سائنس ڈاکٹر کریم صاحب کی
 تالیف ہندوستان کی جو کہ اس وقت وہ جو کہ گئے۔ جو کہ ہو گئے جو کہ ہو گئے جو کہ ہو گئے
 تین پانچ سال کی تھی۔

کتب کی بیعتی میں تاہی، قرعہ مسطورہ کو نکال دینا منظور کیا ہے۔ اس لئے آپ اس کتاب پر بھی
گوئی اقرام میں ہے، اور یہ ہیں اپنی تحریر کے ایک ایک باب۔

۲۰۔ آپ میری کتاب کے دیگر بری اور مردود نسخوں کے حاشیوں پر بڑی اصلاحات کو تحریر
فرماتے ہوئے پکڑا پاتے ہیں۔

اس کے چاب میں مشعر نے بہرہ پیل مسئلہ کو حسب ذیل خط لکھ کر دیکر فرمایا کہ
خدمت میں پہنچا جس میں ظاہر کیا کہ دارمندان صاحب کی چوری کتاب میں سب و نسخہ میں کچھ
یہ جو نسخہ کا فاسد ہو ورنہ چند جہاتوں کے ہیں جانے سے پاک و صاف نہیں ہو سکتی تھی
بلکہ چوری کی کتاب کا معاویہ بنے کے نام سے دیکر فرمایا ہے، اور جو فی مسئلہ کو اس کا
شعر نے اس کے بعد الہ دویوہ رشی کی تاریخ اور جہاد وید کی دوسری کتابوں کی تصحیح کیا

طوت توبہ کی اور ان کے کتابی اعتراضات کی نشان دہی کی، اور بعض دوسرے
صورتوں کی تاریخی کتابوں کا بھی جائزہ لیا، اور بہرہ پیل مسئلہ کے جلاس مکشوف میں
شعبہ پوری، پونہ میں کی اس پوسٹ میں قبل اعتراضات جہادوں کے جوابات
میں کے گئے تھے جن کو میں کرپسے میں غم و حقہ کی ہر وقت لکھی تھی اس لئے جب مولانا
مکرم ہوئے، حاضرین سے پوچھا: حضرت کیا آپ کے اس بات پر عجب ہے کہ آپ کے ہر روز
لاکھوں بچے ان الفاظ کو، صوبہ میں پڑھتے ہیں جن کو آج پہنچے، اور جن کے خلاف آپ کے
دور رس گئے، اور آج آپ کے دور کے عرصہ ہونے میں، انہیں اس سے چھ آپ نے حضرت
کے لئے احوال رہتے کہ جب آپ کا لڑکا پڑھ کر گھر میں تھا تو کسی کسی سے حضرت کی کہنا پڑا

نورِ نبی سے اطلاع دراصل تو غالباً اس وقت میں مفید ہوگی۔

یہ کہ وہ کیا حال ہے کہ آپ کو اور جو کہ جو میری سے کیا حق رکھا مناسب ہو۔ غالباً آپ کے کوئی نہ

مرد دفتر لایا ہوگا۔ و شکم بردہ۔ کو دین۔ ویرہہ اور یہ انہوں میں سے

اسی جو آپ کی بنا پر مددوں کی تعلیم کے خیال کو قبول کر محض تہی غریبیت کے لئے مدد اہل

کی عزت کی تجویز پیش ہو کر منہ ہوں۔

میرے بھائی کی تجویز مستندہ مسئلہ میں طابیس اور بچانی کے علاوہ بقائے میں بھائی

بقائے رہائشوں کی بجاوت سے ویسے اسلام میں بچل پدا کر دی تھی مگر

آج کل اس زمانہ کے اجساد کے مکتوب میں ہے۔ اس وقت دوست غائب کی یاد اور مکتوب کے لئے

ساری دنیا کے مسلمان نافذ کر رہے ہیں۔ اور اگرچہ ہماری مروجہ مولوی محمد علی صاحب

اور بہت سے بہت وستانی اہل فکر مسلمانوں نے ترکی کا سفر کیا۔ اور وہ ان کے اہل ازبک کے

ملا تھیں کہیں سی مسئلہ میں یہ قریب ایک دینیہ پاک میں ایک دینیہ پرنسپل کی بنیاد ڈالی جاسے

جس میں بہت سے اسلامی مکتوب کے طالب علم بھی ہوں اور اسلامی دنیا کے بڑے بڑے اہل

علم اس میں رہیں اور اس کے لئے اپنے اوقات عزیز کو وقف کریں۔ بہت وستانی کی طرف سے

اس میں مولانا مائی اور ان کے عزیز و شاگردوں، عید دین، صاحب کے نام لئے گئے۔ اور مسئلہ

میں اس زمانہ کے زچہ زاور اسلام میں بہت سی تجویزیں مذکور ہیں۔ ان میں سے ایک تہیہ

میں بھی ۱۰۰ مسلمانوں کے خدایں میں کا کر گیا ہے۔ اور انہوں نے تعلیم ۱۰۰ چون مسئلہ

کو اپنے ایک عزیز شاگرد مولوی عبد بہار صاحب ندوی کو لکھے ہیں۔ یہ میرے بھائی کی تجویز

میں قسط خلیہ کو لکھو ہے تو نہ ہوا، اخیر لیکن بہت طرہ کی چیز ہے، انوس سے کہ اب جنت میں کہ جس
 شوقن کچ کر کوں اس جی سی بات ہوئی تو دہریا، کیا ٹھل تھا؟ (۵)

لیکن انوس جو کہ بھان کے سر کہ جس ٹوکی کی نکالی سے ان تجہوں پر وہی سی پڑ گئی،
 مسرور ہوئی ملائکہ سے ملائکہ علی گڑھ ترکیب میں کلمہ یونورنی کا عمل تو مژدہ ہو، مروجہ کام کا سہ قدر
 ہے، سب سے پہلے ان سے ملائکہ میں ایک ایسی اسوی وینہ یعنی کال نصب العین پیش کیا کہ ہر کس
 و استوار کی طرح حکمت و وقت کے اختیارات سے تزلزل و اس کے بعد وہ اس ملک کے حوا
 نے سرمد کی وراثت کے بعد اس خیال کو منگے تھا، اور اس کو سرمد کی بادشاہی کا ٹھکانہ بنایا، لیکن
 کے مقصد میں اس کو عمل کر دیا، اس وقت سے ملائکہ تک جبکہ مسرور ہوئی نے وہ کچے بنا
 تیر کی حمد و ثناء کی کاغذات کے ہر اجلاس کے بعد نے، اس خوش آمد خوب کہ سنا اپنے
 صاحب کا ضروری حصہ قرار دے پا تھا

وہ لاشی مروجہ کار کے شوق سے اس ترکیب کی انتہائی تائید سے چلی طرح و وقت کے
 اور سمجھتے تھے کہ ہر صاحب کسی مغرب تیر ہوگا، چنانچہ سی ملائکہ میں مولا شہر دہلی کو لکھے میں کہ
 میں چند بزرگوں کی نگہری پر تھم کی اجازت دینا، حق و راستی با حق ان کے نزدیک اتنی حلیہ اف سی
 میں قد و سب میں ملک کی فرسی ہو چکا تھا، رہا

لیکن یہ کیا معلوم تھا کہ اس بار وہ اس کے بعد یہ فرضی یونورنی جن لوگوں کے ہاتھوں
 پہن گئی، ان میں مولا کا اہل بھی شامل تھا۔

دافوہ ہے کہ اس زمانہ میں طرہ میں اور بھان کے جنگلوں کے سب سے سلاٹوں میں

دو تون کی کٹنگش ہو اور مرقی اور سچ دو تون ہیں جوڑتے

اور دو کا ملا دو عم از دو رہا پام رچا کے مہو سسج مہو پام

اس کے بعد ہی کٹنوں میں سے کا دھاپا، تو پڑی خوش سے اس کی کوثرنی میں شریک ہوئے

اور سبکے دھچپ، تپ ہوئی کہ ایک پیاہی سلطان نے خاوا کی ٹانف سے وہیں بڑا دیر

میں تھیں وہاں کتا، مہ پر خوش جو کر فروری سننے کے لئے وہاں دو سرانوت کھانا پڑا

سرتھانیں بہادر کی سر پر تھیں عزت پر پورنی کا جو تھ کٹنوں میں آنا اس کا مس خوش میں سال میں

طوں کے ساتھ، استقبال کیا گیا، وہ دھنگ، ہی کٹنوں کو یاد دہیگا، پیر و خوب، دکھا، نا جو یہ سڑ

ماہ عالمی، مرقم کے لوگ، شیشی پر پڑا ہی موصوت، کے پیر تھ م کے لئے موجود تھے، جو پورسنہ

کے سے چہ کی جو مرست کھن گئی، اس میں ہی مرقم کے لوگوں کے لئے ہے، ہم کھن سے، دودھ اعلیٰ

مقاصد کی کٹنوں کے لئے، مرقم ہی کھن، خود تو ہی نہیں اس کا محتاج سے، مرقم ہی کھن، جو پورستی کی کٹنوں

میں اس نے بھی ہا میں، مرقم ہی کھن، مرقم ہی کھن، مرقم ہی کھن، مرقم ہی کھن، مرقم ہی کھن

جو کہ دودھ کو جب، جو کہ کٹنوں کی کھن، کھن، کھن، کھن، کھن، کھن، کھن، کھن، کھن، کھن

موجود ہو سکتے ہیں، مرقم ہی کھن، مرقم ہی کھن، مرقم ہی کھن، مرقم ہی کھن، مرقم ہی کھن

کام میں کھن، مرقم ہی کھن، مرقم ہی کھن، مرقم ہی کھن، مرقم ہی کھن، مرقم ہی کھن

نہ، پہ پاس سے دھن، مرقم ہی کھن، مرقم ہی کھن، مرقم ہی کھن، مرقم ہی کھن، مرقم ہی کھن

کھن، مرقم ہی کھن، مرقم ہی کھن، مرقم ہی کھن، مرقم ہی کھن، مرقم ہی کھن

آج میں غم نہیں سرخانوں کی سرگردانی میں جو دہ گیا، اس کے ایک مہر خود سرخانوں

پہنچے ہیں اپنی ہمشیرہ نظر پر بھی

کہیں سر نہ قہقہہ ہر دست باشد	جس ایک حرف زبیر زبانی باشد
انہی مار باغش و بستی آست باشد	ہو مہمانہ با شوق و کثرت با ہم ہمیرم
کہ در بزم کوئی پیشانی را نیز جا باشد	بہشت مانہ چہ خیم دوست و در ادا زیم
کہ خرابے ای خیم و بار آند چاندرا باشد	کثر اسل نہ کبر و لو میں نہ خند
گماں پر و کم کس نہ تیر و نہ خطا باشد	و سے چہ ہر دین خوب و چون و چیر
و سے دامنہ و محبت نایب و وفا باشد	لکے با نرنگی گفتر نہماں گرواں شکل
بو گمان کہ بہ ہم سستی نہ سر را باشد	بہر اس کی چون نہ کشتی و نہ گوی
کھلم کھلم گول بھری مار شاہا باشد	مخمس آسان باشد و سکاچ و جا کر کن
ہا ہوا طالع کس خود نہ سکا کشا باشد	عین بولیم ہا کر پردہ کا و عیب سرور
چہ حق با شک و نہ تیر از مرہا باشد	سز قاتل کن ز خویش ای تیر از مرہا
و سبکی کشی کا سہا ہاں دھوا باشد	کیش سیر سستی سر کا ہاں دھو و

کتاب میں کہ دو وہی بخش رنگیں ہا گرد

کہ شہی ہم و صدیک میل رنگیں نو اند

تکس ہا سس چاہے سہا سید و سلم ہو ہی ستی و نہ سن گیتی اسکے دھرتے و پو رہی کے تو اہرم
 نور ہا ہا سنے کے لئے جو کئی ہائی گئی سہی اولا نام کے ہی عبور تھے۔ لیکن وہ جانتے تھے کہ پور سستی
 کیا ہو گی۔ ۲۵ مارچ سن ۱۹۵۷ء کو سلا ناہوا کلام کہ لکھے ہیں۔ ۱۰- یوں ہی کا چار نو قہر دہل جا سکا۔

فعلی جو آتی تھی کہ وہ کیا ہو گیا۔ اس کو وہ لوگ جو جانتے ہیں، نیکی اور حال بہ جو سست ہیں، بہتر خود (۱۰)
 ایسے وہ یونیورسٹی گئی، اس کے سامنے کلاسوں میں شریک رہے، اور یہ تعلیمات گفتگو کرنے کے لئے جو
 رفتہ رفتہ کیا تھوڑے ان کے بھی بہرہ تھے۔ راجہ صاحب محمود آباد کی سرپرستی میں گفتگو میں یونیورسٹی کے
 اجلاس بار بار ہوتے تھے۔ ۱۹۵۵ء اگست میں اس کے مولانا ابوالکلام صاحب کو لکھتے ہیں: ”یونیورسٹی
 کے اجلاس پہاڑی جڑے ہیں، بیڑے بیڑے سرگز تو گوں کا لہجہ ہے، میں بھی لہجہ بول، اس لئے سرگرم
 ہوتا ہوں، اس کے ہر کلمہ پر یونیورسٹی میں جانا ہے۔“ (۱۱)

یونیورسٹی کے مسدود میں سب سے اہم مسئلہ گورنمنٹ اور مسلمانوں کے درمیان بعض تفرقات
 کے تصدیق کا تھا، ان میں تین باتیں صحت مندانہ تھیں،

- (۱) مسلمان چاہتے تھے کہ یونیورسٹی کا نام مسلم یونیورسٹی ہو، اور گورنمنٹ جھگڑا کر یونیورسٹی
 - (۲) مسلمان چاہتے تھے کہ یونیورسٹی کو سندھوستان میں مسلمانوں کے جس قدر کالج اور کول
 - (۳) میں ان کے بھائی کا اختیار ہو، گورنمنٹ اس کو تسلیم نہیں کرتی تھی، اور اب تک تسلیم نہیں کیا
 - (۴) گورنمنٹ نے یونیورسٹی کے متعلق امور کے آخری فیصلہ کا اختیار (ویٹو) اپنے حاکم
- اکی کو دینے پر متفق تھی، اور اسے مسلمان اس کے ماننے کے لئے تیار نہ تھے،

۱۱ راجہ بابائی گزہ تھوڑے تھے کہ ہم مسائل میں عام مسلمانوں کو مدخل اندر دینی کی حاجت ہی
 نہیں، مگر حال میں بحث کو طے کرے کے لئے گفتگو کے قیصر رہا میں یونیورسٹی کا وہاں ہی
 ”فونڈیشن کمیٹی“ ۱۹۵۵ء میں متشکل ہو کر اس میں ملک کے تمام کامیاب اور نہ کامیاب تھوڑے تھے
 جس میں سودا بھی تھے، وہ باب علی گزہ اور راجہ صاحب محمود آباد کی سرکردگی میں ایک طریقے

اور ان کی حالت اس قدر بری رہی کہ وہ سب مولا نا اور مولانا امجد علی کی مساجد میں دو سر کی طرقت چلی گئے۔
 مولانا کے جلسوں میں کھڑی سہ سو سے جلسہ میں نہایت جوش پیدا کیا، اور ان کے سروراج کی تکلیف
 دوسرے دن دفعہ حامدہ لے گیا، وہاں شہید کیا گئے، حکم دگوں کو معلوم ہوا، بہر حال جلسہ میں
 یہ نظریہ کہ محمد علی صاحب اسباب علی گڑھ کی حمایت میں ہیں، اور نہ مولانا، اور ان کے سروراج
 کہتے ہیں کہ ہاجا کا کالج کے طلبہ جن کو دولت دینے کا حق نہ تھا وہ حمایت و تمام سے جلسہ کے نظریہ
 میں اقامہ نہ جھانکے گئے، اور انہوں نے اس قدر جلسہ پر اسٹینڈا جعلی کرنا کہ مولانا کا پیرز
 سے دل نہ تھا، اور انہیں کوئی شیئی کی توجہ سے مسرت کر دیا، وہی حسین نے ہر چہ ہونے کی
 کرکشی کی نکالی ہوئی۔ یہ واقعہ اس زمانہ میں نہایت اہم ہے۔

اسی جلسہ کا ایک واقعہ یہ ہے کہ اس میں ایک تجویز پیش کی گئی کہ معاملات کے تعصیب
 کے لئے وائسرائے کی خدمت میں اس کا ایک وفد بھیجا جائے تو یہ تجویز ختم ہو گئی، صاحب
 مرحوم نے اس کی سخت مخالفت کی، اگرچہ ان کا نام بھی راجل وفد کیا گیا تو وہ چپ ہو گئے۔
 ان میں سے ہر وفد پر مولانا کی متعدد تنظیمیں ہیں جو ان کے وفد کو جیت میں پہنچ کر دی گئی تھیں۔
 انہی میں حجازیوں کو مفت ہودہ ان غلوں کو واقعہ تک لاکر دیکھیں۔ ان غلوں نے عام طور
 میں مسلم یونیورسٹی کے معاملات میں نہایت گہری چٹھی پیدا کر دی تھی۔

نتیجہ یہ ہوا کہ انہی غلوں کے دوسرے مصرعے آج کہیں سوشل تعلیم اور مسلمانانہ
 جماعت کا ایک عالمی اتحاد نہ ہو سکا، ایسا مسلمانانہ اتحاد نہ ہوا۔

شاہ خاں رسولی اس جلسہ میں شرکت کیا تھا۔

مذہبی اور قومی کام

وقت ملی ہوگا اور اس قوم میں اپنی اولاد اور عزیزوں پر ملکہ خود اپنے آپ پر وقت کرنا بھی جائز ہوگا۔

اس وقت کے مسلمان پر یہ سب انگڑائیوں سے قید کیا تو چونکہ یہ مسئلہ ان کے قانونی کے مطابق نہ تھا اس لئے انگریزوں نے اس قسم کے تقاضات میں اپنے پیسوں میں اس مسئلہ کا دور کو کر دیا تاکہ یہ ایک ایسا مسئلہ تھا جس پر نہ صرف مسلمانوں کی جائداد کا نقصان ہوگا بلکہ یہ

تخلہ ملکوں کے ذریعہ سے ان اور انوں کی حقوق اصلاح بھی ہو سکتی تھی جو اپنے تباہی و جہاد کی

جائداد کو نہایت پیور دی ہوگا تاہم اس اندیشی کے ساتھ وہ بھی جو اسے غنائی پر قرون کر رہے تھے

سرحد خدائی بنیوں سے اپنی یہ مسئلہ کو نسل کی بھری کے زمانہ میں وقت خانہ دانی کے کام

سے ایک مسودہ قانون کے پیش کرنے کی تیار کی تھی، جس میں گورنمنٹ سے یہ چاہا تھا کہ وہی

وقت جائزوں کی توثیق کا مسئلہ سمجھنے کے لئے اسے اس طرح جاننا کہ کسی مسئلہ کی مسئلہ

انگریزوں میں مسئلہ ہو، اگر ایک طرفت جس میں اس سے اختلاف کیا اور دوسری طرف

سرحد کے بعض دوستوں سے جو کہ اس میں تھے ان کو بتا کہ اگر گورنمنٹ اس قانون کو اس لئے

منصف نہیں کر سکتی کہ روایت کے تقاضوں کی یہ قطعی رائے قرار پا چکی ہے کہ کسی جائداد کو میراث کے

سے قابل انتقال نہ دینا ایک کو نقصان پہنچاتا ہے۔

مطلوبہ وقت کے لئے
قانونی امور کے لئے

جس کو سید امیر علی صاحب میں رات بھر ٹھکڑا کر رکھا گیا۔ کچھ شے وقت کے لیے
 بند ہوئی۔ امیر علی صاحب کو کوشش ہوئی کہ اس کے بارے میں کچھ سچے سچے
 پروری کر لیں۔ لیکن اس نے یہ مقصد پایا۔ اس کا دھرم دوسری سید پروردگار
 اللہ تعالیٰ پر دست مطوعہ جو دینی شہادتوں کو دلائل قرار دیا۔ اور وقت علی اور
 کو نیا نئے قیام دیا۔ اس وقت سے اس کو برہم چلا۔ وہ اس کے خلاف فیصلہ کی تعمیل کی جانے
 پہنچ کر خود کو سید امیر علی صاحب مرحوم نے مرثیہ میں ذکر نبی کے شعر سامان میں بیٹھ
 نہری میں اس کے ایک حمایت دلی غم کی رنگی وہ بھی ہے۔ اشد ہا بعد ازل ٹھکڑے
 تھوڑے دلی حویلی صاحب مرحوم نے ایک حمایت دلی بغیر اس کے کہ کو کمال
 امیر علی صاحب کی طرف سے گرفتاری کے بعد میں ایک مخلص کے ساتھ سید صاحب
 کو سید امیر علی صاحب نے حبس دہلی کو اس کے غیر تھے اس وقت کے دہلی ہند سے گھر
 علی کی اصلاح کی کوشش کی۔ لیکن وہ تمام برادر کوششوں پر اس نے ناکام رہا۔
 رہیں کہ اس منزل کے طے کرنے کا جو راستہ مناسب نہیں ہے، ایک پائے تھے۔

سید صاحب مرحوم نے یہ بھی کہ گرفتاری کے بعد ایک جہاد پہنچائی تھی۔ وہ تمام
 جونی پائے تھے۔ لیکن اب ایک جو کچھ کہنا تھا وہ انفرادی حیثیت سے کیا گیا۔ جو
 سید امیر علی صاحب مرحوم کے حقوق کی غرض سے کیا گیا۔ یہ کہہ سکتے ہیں یہ بھی وہ ایک
 خاص کا پیرا تھا۔ وہی کو صحت صاحب مرحوم نے یہ تھا۔ اس کے بعد ایک دفعہ
 برعکاس امیر علی صاحب کی طرف سے درخواست بھی کی۔ لیکن یہ سید امیر علی صاحب

یہ زمین بگڑائی وغیرہ سے شاکہ بہت کی، فردوسی اس سبچ مسئلہ میں ان ہیں سے اشراف تھے
 نے خطوط کے جواب دیئے، جن کا خلاصہ کتب و تحف، دلاؤ کی نگاروں کی میں درج ہے، سب سے
 شغف کا سیانی کی امید ظاہر کی اور ہر طرف کی آمد کا وعدہ کیا، انہوں نے اس کی کو جو طرح سے اس
 کو جاری کیا جائے۔

ان تمام خبروں کے نزدیک سب سے پہلے یہ فردوسی تھا کہ اس مسئلہ کے متعلق گرفتار
 یقینی دلائل پائے کہ یہ سلطانوں کا مسئلہ ہی مسئلہ ہے، اس نے مناسب خیال کیا کہ پہلے
 اس کو علم کے سامنے پیش کیا جائے، مددۂ اعلیٰ کا جملہ عام دارالعلوم کے منگب فیلا کے
 مسئلہ میں نو مرتبہ مسئلہ میں لکھنؤ میں ہو رہا تھا، چنانچہ اسی زمانہ میں انہوں نے اس مسئلہ کو ایک
 خوبز کی صورت میں پندرہ نوہ کے چار منظر میں پیش کیا، مولوی خلیل رحمان صاحب کے
 ہاقی مسئلے اس تجویز سے اتفاق کیا، اور اسے دیکر تمام ہندوستان کے علمائے بڑے فوجے عالم
 کئے جائیں، اس کے بعد آگے کارروائی کی گئی، یہی تجویز خود اس کے کئے جلاسی مام میں
 پیش ہو کر منظور ہوئی، اس منظوری کے بعد کام شروع کر دیا، عام احکام کے لئے ۱۲۰۲ و ۱۲۰۳
 کو آئندہ میں ایک کتا خط تالیف کیا جس میں کام کے حسب ذیل مراتب مقرر ہوئے۔

(۱) ایک رسالہ دو زبان میں، ساری تفصیل اور تحقیق کے ساتھ خود کی مسند کی جوں سے بیا
 کیا جائے جس میں نہایت کیا مانے کو قہ واداد غلطی کا ایک نمونہ درج ہے۔
 (۲) اس رسالہ پر تمام علماء ہندوستان سے دستخط کرنا۔

(۳) اس رسالہ کو انگریزی زبان میں ترجمہ کرنا۔

ہتھکا کرے کے لئے ہمارے تیار کر کے نہایت کثرت سے شائع کئے اور متعدد آدمیوں کو مقرب
 کیا جنہوں نے دورہ کر کے بڑھو کے لوگوں سے اس پر دستخط کرنے والی دستخطوں کی تعداد
 ہزاروں سے تجاوز ہو گئی۔

تادمک اور انیس کے لئے ایک صند چار قم کی ضرورت تھی اس لئے ہندسے کی تحریک
 کی باہر بیخبر نے مسابیت گریختی کے ساتھ اس تحریک کا حیرت مند کیا، چنانچہ وہ جوں بیاں ہند
 صورت اور بعض دوسرے شعروں میں اس کی اعانت و ہمدردی کے لئے نہایت شہادہ اور
 جیسے جسے اور لوگ نے خوشی ہندسے دیئے۔

۱۹۱۱ء میں شہد کافر نے بھی اس کی تائید میں ایک خاص مدیونین پاس کیا، اسی
 سال جنوری میں سلطنت کے اجلاس دہلی میں بھی ایک خاص راز و پوش منظر جو اس کی تحریک برقی
 وزیر خزانہ کے سامنے کی جو اس وقت ہاگ کے سکریٹری تھے مولانا نے بھی صدر انجمن مسلم ہاگ کے ہاں
 سے اسی مسئلہ پر تقریر کی، اس پر یہ ہو کہ مدد اور مسلم لیگ دونوں کی طرف سے ایک ایک
 بھونڈیل نمونہ کی خدمت میں پائی اور صدر انیس کے کی خدمت میں نوپوشی بھونڈیل
 پاس کے ترمذ اور مسلم لیگ دونوں کے ممبرانہ خود و مساوی شریک ہوئے اور شریک فرموشی
 بھیجا چنانچہ کیونکہ یہ مسلم لیگ اور شریک دونوں شریک نہ کہتا ہے اس لئے دونوں شریکوں سے
 جو نمونہ کی خدمت میں احادیث جلی پائے۔

۱۹۱۲ء میں یہ تادمک کا چھوٹا نمونہ بھی اس میں بھی یہ حرکتیں ہوا، ۱۱ جولائی
 نے اس کی اہمیت اور صورت شریک نہایت معلوم تقریر کی اور اس وقت تک اس نے

اسے کیا پایہ چاہتا شروع کر دیا۔ اسی کے لئے ارادہ نکلتے ہمارے مسلمان بہروں سے گنتوں کی اور
 انہوں نے اس کی تائید پر چڑی نہ دینی ظاہر کیا۔ ان میں سے پہلے پیش ہوئی مسلمان مہوم
 پر مشرقت تھے۔ انہوں نے ایک بڑا کام کیا کہ اپنے اور سے بندہ پیدا کر لیا اور اس کی تائید
 کے لئے ارادہ کیا

ان محقق کو نشوں کا پانچواں کتاب سے ایک ہیں اس مسئلہ کے متعلق یہی پڑھنا
 پڑھ رہی کہ گزشتہ ہی اس کے سننے سے انکار نہ کر لی۔ چنانچہ مسئلہ کے اہل اس میں جس
 مشرقت علی جینا سے کونسل میں سونپا گیا کہ گزشتہ اس کو کہتے ہیں اس مسئلہ کے متعلق مسئلہ
 میں پیدا ہو رہی ہے وہ وقت ہے یا نہیں، اور اس کے لئے وہ کیا کرنا چاہتی ہے؟ تو گزشتہ
 نے صاف اقرار کیا کہ وہ اس کے خلاف ہیں اور اس کے خلاف ہیں لیکن وہ وہ قانون بنا
 نہیں چاہتی بلکہ جو صورت اس کے متعلق سونپا دی گئی ہے اس پر خود کرنے کے لئے
 وہ ارادہ ہے اس کو اس کے کوئی کہ نصف ہندو اور وہ مسلمان مسلمان مسلمان مسلمان مسلمان
 قانون اور بہروں کے متورہ سے دے دے مگر کہ اپنے اس مسئلہ کو ایک بل کی صورت میں
 کونسل میں پیش کیا جائے چنانچہ اس جو بڑے مسلمان اور اور مسلمان کو مشرقت سے
 مسئلہ کو وقت بل کی صورت میں کونسل میں پیش کیا اور اس پر ایک مفصل تقریر کی جس میں
 سولہ اپنی مہوم کی تحریک نہ وہ اہل کی تو بڑے مسلمانوں کے احتجاجی جلسہ اور اور اور
 کا ذکر کیا اور وہ قانون صورت نے جو سالہ برقی کونسل کے داخل کے جوابہ اور مسئلہ کے
 حقیقت کی مشرقت میں لکھا تھا اس کا خلاصہ چھ کرنا اور بتایا کہ مسلمانوں میں مسئلہ کا کوئی

محکم دلائل
 سے مزین

چہل میں، مصالح منظر کرن، بہرہ ریزہ والی مسکنات ملک یہ کام، قدیم کیا کہیمیل ہی کے نام
 و تری، صلاحیت کے ساتھ ہمیں اگر حد میں نہ دلا بر سے دستا کر اگر دوسرے کی دوست بھیجے
 ہاتھ، اس طرف سے ہر دانتے ہر دم میر سے جس سے ہم تو نہیں کا تعلق تھا خداوند کی بت کی ہر دم کی
 وہ ایک سید جو مٹی کی پتیلی کی قیوں کر گیا، و ان کو تمام کائنات جھانکے چن چن جو ہر دم سے
 خوشی سے اس کو منظر کیا، اور تو چٹن کے لئے ایک تاریخ تھوڑی لیکن تاریخ تھی یعنی، یہی
 اس نے لی گئی، اس لئے کہ وہاں پر وہ، خود گذشتہ سے گئے، اور اس کے کوسل کے
 تمام بیوں کو ایک جہ میں چھو کر کے نام ہر انتہا سے گئے، اور یہ وقت تمام چھٹی کی ہی میں
 ہی حسبِ ارادہ اس جو جاتی تھی، اور سب کچھ جو چاہے وہ رخ پوری ہوئی، اور گذشتہ
 اور خود وقف ملی اور وہ کو تسلیم کر لیا، اور اس کے جزاات ایک سب کچھ کی گرافی میں نے چھٹے
 سلطان کی چاہاں کی حد، حد تک، و وہاں ہی دست کا تیر حسبِ ارادہ ملی یا سب سے ملنا اور کی ایک
 برق صورت پر، کیا ہوئی، جس سے ہر وہ یہ گھڑا سے تہی چھٹے گئے،

تعلیق جو مشن
 سزا کی اور تروا، اگر بری حد اس کے حفاظت کو کھولنے، بیج سے یہ بیج
 رکھے گئے ہیں، اس نے اس کی حد، اور اس کی پتوں اور قابضوں کو جو پڑنے کا وقت
 نہیں ملے مگر یہ دوسرا گہا، است، جو کہ یہ تیر کے لئے خود صلاحوں میں فراہمی نہ ہو، کہ پوری
 کا بہت کم حاصل، نئی دہائی سے، تاہم ہر حال یہ ایک مذہبی مسئلہ ہے، اور کوئی سلطان، اپنے اس حق
 سے دست بردار نہیں رہ سکتا، اور اگر وقف ملی اور وہ کے ساتھ ہی ہم کا ہوا مل ہوئی

اس نے ان کے حوصلہ کو مستحکم کر دیا اور انہوں نے اسی سلسلہ میں شعلہ بھڑکی طوفان بھی توہم کی
 اور اس کو گورنمنٹ کی خدمت میں اسی طرح پیش کرنا چاہا جس طرح دھتانی الاملاؤ کے مسئلہ کو
 پیش کیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے سب سے پہلے پریل مینٹل میں تہذیب و تمدن کے مسئلہ میں ہم گفتگو
 میں ہوا تھا اس مسئلہ کے متعلق ایک دو چوتھی پیش کیا اور منظور کیا گیا اس کے بعد انہوں نے
 اس کے متعلق ایک یا دو اشتراک میں ہیں۔ ترتیب حسب ذیل متحدہ دو بیوروں کی ہوا
 پر مشغول ان کے ہی مطالبہ کو قریب پر اب فرادہ ہوا۔

۱۔ انگلش گورنمنٹ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ دہائی کے ہر مختلف شعبہ ایک
 یہ تہذیبی اور قریب سے کہ وہ یہ انسان نام ہوتے اپنے فرائض مذہبی کو بھولا گئیں۔
 ۲۔ ہم کی نافرمانی مسلمان پر جو حذو و حدود ہے نہ ہر فرض قلعی ہوا
 ۳۔ چنانچہ جمعہ کی زحمت کا حکم قرآن پاک میں مذکور ہے،
 ۴۔ اس بار کی اہمیت کا نتیجہ یہ ہے کہ عام اسلامی مسلمانوں اور اہل سنت و جماعت میں اس وقت
 متغیلاں ہوتی ہے،

۵۔ یہاں تک کہ ہندوستان کی اکثریت دہائیوں میں بھی وہ وہ کہہ دیں مسلمان لازم
 کی متحدہ ذہنیت کم ہے اس وقت تک ہوتی ہے،

۶۔ انگریزی حکومت کی شریعت میں چونکہ مسلمانوں کو یہ نہیں تھا کہ انگریزی حکومت ایک
 غیر حکومت ہو وہ ہمارے یہی فرائض کا کھانا دیکھ کر سنے گی اس سے انہوں سے ہی ہر وقت
 کی ہمت نہیں کی لیکن یہ کہ مسلمانوں کو انگریزی حکومت کی انصاف پسند کا جیسے جیسے تجربہ

جسے ہم بھی سمجھ لایا کہ علوم جدید اس قدر آگے چل کر اس نقصان کی نقادی ہی آسانی سے کی جاسکتی ہے۔
 یہی باتوں اور اندازوں میں پیچیدگیوں، نصف خون کی تحلیل، اعلیٰ خصوصیتوں کی بات، جو اسے سب سے پہلے
 کے ہی آسانی کے ساتھ اپنی تحلیل کی جاسکتی ہو۔

یہ کامروائی باہمی جادوی شے کو ملا، سے فعال سرمایہ کی تحریک کا براہ راست ہر ایک کے لیے مخصوص ہے
 اور میں کہنا چاہتا ہوں کہ اس وقت کی گئی یہی گروہ چاہیں تو وہ گھنٹہ کی گھنٹی پر بکریاں بکریاں
 اور سکولوں میں سفارش کی گئی کہ یوں سکول میں ایک ایک گھنٹہ کر دیا جائے، ایک بچہ ر
 لے کے اس کے ساتھ ساتھ کرنا چاہیں، ان کو آدھ گھنٹہ کی چھٹی دے دیا جائے،

فوسٹلک پیٹرن، جی ورس سلا، مارچ کی تحلیل کی کوشش کر رہے تھے، اکثر فرماتے تھے کہ تحلیل
 کی کوشش تو جوری ہے مگر دیکھتے ہیں کہ تحلیل میں اسے اور سلطان نماز پر سے نہ جائیں تو ان کی
 کیسی جگہ ہسپتال ہوگی۔

ادعا علیہ اسلامی مملکتوں | ہندوستان میں اسلامی اوقات کی جہاں گنتہ حالت پر اس سے کہنا
 وہ وقت نہیں، مولا کا دل بھی اسلامی اوقات کی تباہی و بربادی سے کہہ رہا تھا، خصوصیت کے
 ساتھ وہ تحلیل مملکتوں کے مسئلہ میں ان کو اسلامی اوقات کی جو کیفیت معلوم ہوتی رہی اس سے
 ان کے دل کا زخم اور ہستادہ، اور خصوصیت کے ساتھ اس کے اوقات کی کثیر رقم بیکہ پوری
 رہنے کے باوجود تو یہی ضرورتوں کے واسطے میں مشکل سے، ایک، ایک جیسے ایک
 ایک دوسرے کے تباہی لگانے پر تباہی اس سے خوب واقف تھے انہوں نے ان محکمت، اسباب سے
 سرفارمانہ وقت علی، اور ان کی کامیابی کے بعد ہم اسلامی اوقات کے محسن و تنظیم و تباہی کی طرف

قہر فراتی۔

مولا نے پہلے ہی قوم کے کارکن اور دینی احساس افراد سے اور قوم کی تھی، اور ان کے
اندل و مصالحت کا قاصد، انتظام کرنا چاہا تھا، چنانچہ مسلم لیگ اور دیگر اسلامی جمہوریوں سے باہم
چاندیوں میں پاس کیا کہ گرفتار رہنماؤں کی نگرانی کی طرف متوجہ ہو، لیکن مگر وہ نہ
جواب دیا کہ وہ باتیں ثابت کر لی جائیں، ایک دیکھو کہ پورے قوم کی طرف سے ہے
دوسرے یہ کہ ان افکار کی آہنی بوجھ میں ہیں صرف کی حقیقی اس کے بعد مسلم لیگ
اور کسی شخص نے کچھ کارروائی نہیں کی، اور یہ ضروری معاملہ ہو گا تو رہ گیا

مولا نے وقفہ اور لو کے بعد اس مسئلہ کی طرف توجہ کی، اور جمہوری مسئلہ میں ایک
عام خط لکھ کر کیا اس میں سب دینی تجویزیں پیش کیں،

۱۔ ایک تقریری گفتی قائم ہو جس کی ضروریوں پر غور کیے، اور کئی صحابہ اور مشین اور قابل
عمل طریقہ تجویز کر کے، ایک ایک شخص نے جو قوم کے سامنے پیش کی جاوے اور عید کے بعد اس پر
عمل کیا جائے،

۲۔ ایک کمیٹی بنایا کر کیا ہائے کمیٹی انتظام و نجات کی خواہش جو دست سے کی جائے
اور اس کمیٹی پر اس کثرت سے مسلمانوں کے ہر طبقہ سے دستا کر کے جائیں کہ یہ کمیٹی تمام
قوم کی طرف سے سمجھا جائے،

۳۔ گرفتار سے جس قوم کی نگرانی کی خواہش کی جائے اس طرف کی جاکر مذکورہ دست

لکھتے وقت اس کے ذیل پر مقررہ ہیں جو ہے

کا کسی طرح اتصال پیدا ہوئے یا نہ اس کا یہ طریقہ ہو کہ ایک کبھی قائم کی جائے جس کے
 ارکان نام ممبروں سے بنائے۔ طریقہ پر انتخاب کئے جائیں اور انتخاب کی تائید کا روئی صورت
 اس میں چاہت کا طریقہ سے احکام پاس ہو کر گذشت سے وہاں سمت کی جائے کہ اس کبھی کو
 باقاعدہ تسلیم کرے اور اس کو خاصا بطور انتہا ذات تحقیقات وغیرہ کے لئے چاہیں پھر اس کی
 تائید کر دے اور اس میں ایک میں تائید کی جائے اور گذشت سے وہاں سمت کی جائے کہ اس کے
 مطالب میں کیا جائے

۱۰۔ محمودی مصلحت میں نام و تائید کے نظام کے لئے ایک خاص احمدیہ دور مقرر تھا جبکہ
 احمدیہ احمدیہ دور کہتے تھے یہ کہ نسبت سے یہ درخواست نہیں کی جاسکتی کہ یہ احمدیہ دور مقرر تھا
 کیا جائے لیکن احمدیہ احمدیہ دور کہتے تھے یہ کہ نسبت سے یہ درخواست نہیں کی جاسکتی کہ یہ احمدیہ دور مقرر تھا
 کے متعلق کسی قسم کی درست ملازمی کا اختلاف پیدا ہو سکے

۱۱۔ احمدیہ احمدیہ دور کہتے تھے یہ کہ نسبت سے یہ درخواست نہیں کی جاسکتی کہ یہ احمدیہ دور مقرر تھا
 اور ان کے متعلق ایک یہ درخواست تھی کہ احمدیہ احمدیہ دور کہتے تھے یہ کہ نسبت سے یہ درخواست نہیں کی جاسکتی کہ یہ احمدیہ دور مقرر تھا
 ایک کاغذ میں احمدیہ احمدیہ دور کہتے تھے یہ کہ نسبت سے یہ درخواست نہیں کی جاسکتی کہ یہ احمدیہ دور مقرر تھا
 کو ان مصلحتوں میں احمدیہ احمدیہ دور کہتے تھے یہ کہ نسبت سے یہ درخواست نہیں کی جاسکتی کہ یہ احمدیہ دور مقرر تھا

تہیکہ دیکھا اور ان حالات اسلامی کی تحریک سر میں رہی اور احمدیہ احمدیہ دور کہتے تھے یہ کہ نسبت سے یہ درخواست نہیں کی جاسکتی کہ یہ احمدیہ دور مقرر تھا
 کی ایک کامیابی میں احمدیہ احمدیہ دور کہتے تھے یہ کہ نسبت سے یہ درخواست نہیں کی جاسکتی کہ یہ احمدیہ دور مقرر تھا
 ح کے صوبہ احمدیہ احمدیہ دور کہتے تھے یہ کہ نسبت سے یہ درخواست نہیں کی جاسکتی کہ یہ احمدیہ دور مقرر تھا

لیکن اندیس کو اسی سال سلطان کا انتخاب ہو گیا، تاہم اتحادت کی نگرانی اور نظام کے منتظم جو تحریک
 بل کچی تھی وہ عرصہ میں ہوئی، خود گورنمنٹ سے اور عرصہ کی اہمیتوں اور کہندوں سے جس کو چاہے
 رکھا اور باؤ فرقیات ہو رہا ہے اس کے لئے پہلے تحقیقاتی کمیٹیاں قائم ہوئیں وہ ان کی سفارشات
 سے نگرانی و دسمانہ کی پرکاش کی ایک صورت قائم ہوگی، گورنمنٹ کی فوڈرز اور سرفروں کے
 سطح پر سے وہ بہت کم ہے، اس طرح ہندوستانی میں مسلمانوں کی پیش الاصلی پانچا ہے جس
 کی جو تحریکیں ہندو کو اٹھیں، ان کی سی تحریک کی حد سے ہر گشت ہی۔

اتحادت اسلام ہندوستان میں مشن کا رہا نہ اسلام کے لئے غریب کش کا رہا نہ تھا، مسلمان
 مشن کے ساتھ ساتھ مسلمان بدنامی کے لئے نہیں سیکر رہے، ہزاروں راجپوت، چاٹھ

میواٹی، اور دوسرے ہندو مخالف مسلمان چمکے تھے، ان یہودیوں کی تعداد بہت کافی ہے۔
 یہ لوگ جدا چاہتے تھے کہ مسلمان ہوتے اور کس نے ان کو مسلمان کیا کہ اس وقت سے سیکرنگ
 نہ ہو سکے مسلمان ہوتے نہ ہندو ہی رہے، وہ اپنے کو نام کا مسلمان تو ضرور کہتے تھے، مگر ان میں
 بہت سے رسوم ہندوؤں کے بھی جاری تھے، بلکہ بعض کے تو نام تک ہندو نہ تھے، ان کی تعداد
 لاکھوں کے قریب ہی اور عرصہ دور پہچانہ سے بے گرد بنی، تاہم ایک پہلے ہیں، اور یہ بیخ معلوم
 نہیں کہ اس شکار کی تاک میں تھے، اور ان کو وہ ہندو بنانے کے لئے تیار کیا کر رہے
 تھے، مشن میں ایک بیک یہاں دیکھ، انہی نام ہندو نام ہندوستانی کے مسلمانوں میں ایک
 آگ سے ایک ٹکی، ہر طرف اس کی مخالفت اور بچاؤ کا کوشش شروع ہو گئی، یہ بھی
 اور جاری کے باوجود اس فتنہ کے اندر رکھنے نہ کر رہے ہوئے، ہر چہ مشن میں کرنل

خبر فدا خاں عبدیہ صاحبہ یا سبب شہادت کے ہو خود سلطان راجپوت نے قتل کیا میں ایک سلطان بن گیا
 کہ تفریق قائم کی کہ وہ شاہد اس کے کہ سلطان بھی راجپوت قتل سے تھیں کہ اس میں اسے
 کی حرکت دی۔ چنانچہ محنت و مصروفیتوں کے باوجود وہ ہا کر میں میں شریک ہوئے۔
 ۱۲۔ ہر چل میں مشہور کو نو مسلم راجپوت اور مخالفت اسلام کے خلاف سے ایک صفوی
 میں تھا کیا کہ ان نو مسلموں کے اندر دکانی جیسے ہی جات ہے اس مسئلہ میں ایک
 جیسب حینت کا انکار فرمایا تو ان انھوں کے سامنے پورا فریاد بن نو مسلموں کی نہ بھی جا
 از سب کو معلوم ہے لیکن میں بہر تعلیم کے پیچھے پرتاؤقت و مصروفیت کے ساتھ کیا جا رہا ہو
 اُن کے بعد ہی تعلیم سے مصروفی ہونے کی بنا پر اس سے ہی اسی قسم کے توجہ کا نہ ہو۔ اسی کا نہ
 یہ کہ اس سے چھ مہم کہ اس پر فخر کرنا چاہئے کہ ان نو مسلموں کے مدد جو جانے کسب کیا ہو
 اس کا جواب صرف ایک ہو وہ ایک نو مسلم و مسلمان کے ساتھ مسلمانوں کے حکام اور مسلمانوں کے ساتھ
 اور اہل حق، ان کا اسلام صرف اہم کہ اسلام تھا اس لئے نہ کسی فریب کاری اور نہ سو کے
 یہ دینی رنگ اور نگاہ جو جو بلائیں لیکن اس میں تباہی ہے، لیکن اس میں ہے کہ ہادی ہو
 یہ دینی تعلیم سے کیا اس میں کوئی کمی نہ تھی نہ اس میں ہے

کیا ہادی دینی تعلیم و نگاہ میں مسلمانوں کے مسئلہ کا کوئی تہہ نہ ہے یا کیا
 میں تہہ نہ ہے اسلام کا کوئی معتد بہ حال ہے۔ کیا نہ ہے نہ کوئی تہہ نہ ہے
 سے شہر ان کو ایک حرم و مسلمانوں کے خلاف عقارت ہے، لیکن یہ بھی نہ ہو
 سبب خاں عبدیہ یا شہر عبدیہ

خبر فدا خاں عبدیہ

لیکن وہ حالت میں لگائی کہ ماسوش رہنا نکل تھا۔ مولا نے ہندوستان کے اسی ہندوؤں کو
 ان کو نظر کیا کہ مسلمانوں میں خدایا جوش کا طوفان تو خیر رہا ہو گیا ہے۔ لیکن اس کی وجہ سے
 ہندو کی اختیار کر رہی ہیں اس تنازعہ میں جینی اور جوش کا نتیجہ صرف یہ ہے کہ تمام انہیں دیتے
 اپنے بغیر اور ہے اسے وہ اپنے حق رکھنے کے مختلف مقدمات میں چکا رہی ہیں لیکن ان انہوں
 و جرم کی تھم کار بھلا و نکاح نہیں ہے اس بنا پر ان کی یہ رائے آرزو پائی کہ الگ الگ کام کر
 سکے جاسے انہیں ہدایت اسلام کو لیا کہ جسے مولا نے جلد حق صاحب حقانی ہر قوم نے قائم
 کیا ہے و صحت دے کر شہادت اسلام کی ایک مجلس عمومی ہندوی جاسے اور تمام متفرق
 پر آگاہ و خوش بولیں و علم و کام کر۔ لیکن اس میں دعویٰ نہیں ہندو وہ بھی وہی ہوا کہ
 سلطان دس کی پوری مدد کرے۔

فروری میں مولا کا مل جل ہی تھا۔ اور انہوں نے اس خیال کو اس مضمون میں ہی کو ۱۱۳
 اپریل مستند میں لکھا تھا۔ نہایت بد آہنگی کے ساتھ ظاہر کی کر دیا تھا لیکن مسئلہ فوراً ہی یہ تھا
 عام پید نہ ہو سکا۔ انہوں نے پہلے وعدہ کے تندرہ کر شہادت و صفت اسلام کے
 مختلف کام کے لیکن اس میں بھی ایک وقت جا مل گئی اور وہی مجلس شہادت اسلام کے
 مستوجب مولا نے انہوں کو صاحب چلوڑی تھے اور مولانا کے خیال میں وہ کام نہیں
 کر رہے تھے۔ اس سے مولانا نے دوسری ایک سبب پیش کی کہ میں دے کہ بھی خود کام کرے لکھے
 کہ بھی۔ اور صاحب کا خیال کر کے چپ ہو جاتے۔ وہی حال میں دوسری آگاہ گئے، وہی
 سے یہ مضمون مقالات شہادت شہادت شہادت پر چھپا ہے۔

ہی ایک جیسا وہ پیش آیا جس سے من کے دو انہیں ملی اور وہ ساری مصلحتوں کو تسلیم
 حلقہ کو کراس آگ پر گئی تھیں، اطلاع ملی کہ شاہجہاں چہ کے قریب ایک سلطان
 زیندار چھوٹا مرد چاہتا ہے، اسے سنا تھا کہ بے قدر ہو گئے، پچھلے سید سے دارالعلوم میں
 تشریف لائے اور طلبہ کے طبع میں تقریر شروع کی، تقریر کے شریعت میں سورہ نصر کو خود اللہ
 ہم اللہ کے پیغمبروں پڑھا، اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ الْمُسْلِمِينَ مَجْرُومِينَ
 بِرَبِّهِمْ أَشَدَّ خَوْفًا، پھر فرمایا: عزیز و قہر لے جاؤ گے، کیا چاہا کہ میں نے بیعت طاعت پر ہی کیا
 دن تھا کہ جب لوگ جوق جوق اسلام میں داخل ہوتے تھے، یہی فوج وادوی سے کہ لوگ
 جوق جوق اسلام سے نکلے جاتے ہیں، پھر مصلحتوں کی وجہ پر وائی سے اس قتل کے ہونا صحیح
 نہیں گئے، یہی کاہنک منقرض کیا، اس طلبہ کو تبلیغ کے سہاوی بننے کی ترفیب دی،

مولانا نے اس واقعہ کا ذکر سننے کے بعد اس لکھنؤ میں خود کیا ہے، فرماتے ہیں: وہ
 حضرت میرے اوپر تھا اس اثر کی یوں ہے کہ دو سال پہلے کہ شاہجہاں پور سے اکبر علی
 میرے پاس تشریف لائے، سرور گراں، یہ کہ شاہجہاں پور تھا، تو کسی پر ایک گاؤں پر وہاں پڑوہاں
 کے رئیس راجپوت جو مسلمان ہیں، وہ ہندو بننا چاہتے ہیں، یہ وہاں پہنچ گئے ہیں، ان کو ہندو کی
 پاس سے یہ آپ جڑائیے اور وہ دیکھتے، انھوں نے اس کے ساتھ ہمارے دل کی انہیں ہادیہ الاسلام کے
 سورہ اہل حق جان کر رکھا تھا، یہاں سے تشریف لائے تھے، اور میں نے یہ کہ یہ جس وقت میں
 یہاں سے پہلے اس میری جہاد میں ہے، کہ یہ یہاں پہنچے ہیں، اس کے شاہجہاں
 کہیں سے اس وقت کوئی کچھ نہیں تھا، اس میں نے ان کو دیکھا کہ وہاں ہر گز کہ

انہیں اختیار کر رہی تھیں صافست اسلام کی مستقل تدبیر نہیں خیال فرماتے تھے ان کے ایک
 مجموعہ صحت یہ تھی کہ ان آریوں کے مقابلہ کے لئے ایسے جانشین ایشیا پروردگار نے مقرر
 پیدا کیا ہے جو جانشین باج کر سکے اور منکر کھ کی غمخیزی و کیفیت رکھ سکے۔ یہ لوگ بھارت
 تک جا کر چل جائیں اور ان علاقوں میں اپنے مستقل قصبی مرکز قائم کر دیں۔ انہیں کے گرد قریب
 اپنے اپنے بیٹا بھی ایسی قوم کی ایک تربیت ہو کر ضروری کہنے تھے۔ چنانچہ ہر طرح مسئلہ کے اعلان
 اول کی تقریریں نصف نے اس بنال کی تفصیل کی ہے۔ ”نہ وہاں ایک دو سو سواڑیں ایشیا صحت اسلام
 یہ مقصد مگر ہر قسم سے نہ وہاں کے متعلق میں شامل کیا گیا تھا۔ اور اس کا نتیجہ فی وقت وہیں رہ گیا
 تھا لیکن حدود نے نصف اس کام کو نہیں شروع کیا اور کچھ کو تفصیل سے بتا دیا ہے اس کے سبب کیا تھا
 انصاف اسلام کو ضرورت اعلیٰ رہ چکی تھی اس وجہ سے نہ گئی کر کے آریوں نے عام ملک میں اپنے
 سفیر کو اعلیٰ پیدا دینے میں اور انہوں نے چاہی اور نو مسلم سنانوں پر مختلف تدبیروں سے اپنا اثر
 پھیلا کر شروع کر رہا ہے۔ یہ حالت نہایت عجیبہ و غریبہ تھی کہ اس کے دو سنانوں کو ہر جگہ
 اس خطر کا احساس ہو گیا ہے۔ اس کا احساس کی حالت کے لئے انہیں اور انہیں تمام ہو گئی ہیں۔
 برقی باقی ہیں۔ لیکن ہم کو نہایت خود خطر سے رکھا چاہئے کہ جو کشش کی جہدی ہیں۔ کافی ہوتا ہے نہیں۔
 آریوں نے بھی اسباب سے اپنی تحریک میں کامیابی حاصل کی ہے اور کرتے جاتے ہیں وہ دوسرے ہیں
 (۱) پانڈوؤں، ایسی افی کے مہا شائستہ و بناؤ نفسی، ساریت جانی شائستہ، نہایت جہا کشتی کے مہا
 اس کام میں مصروف ہیں۔ ان کا وہ خطہ ہے جس سے اچھا تعلیم یافتہ ہوتا ہے ساریت فقرہ۔
 ایک ایک گاؤں میں پھر رہا ہے۔ چنے چاکر کر لیتا ہے۔ راتوں کو دھشت کے بیچے سو رہتا ہے۔ عورتوں کی

پشت میں سرنگرت ہے،

۱۰۔ روبرو سے اور نصیحت میں پیچیدہ ہو گا، اگر کڑش ہدیٰ ملے گا

اس کے مقابل میں ہارسے ملا، صرف شروں، پاکٹا کرتے ایک اور دوہا ہے، میں جانتے ہیں میں تم
ایک آواز، ان سے زیادہ قیام نہیں کر سکتے، اس لئے وہ کوئی باندہ، حق قائم نہیں کر سکتے۔

۱۱۔ آواز، اور انگریز پر ہی نہیں، یا تہہ ماہر، ہر علوم و فنون سے واقف ہو جاتے ہیں، اور ہارسے ملا
انگریز ان علوم سے واقف نہیں ہوتے۔

۱۲۔ آواز، میں نے پہلے ہی کہا ہے، ہارسے ملا، صرف ایک پرہیزگار ہے، اور کہتے ہیں کہ دوسرے بھی جو عام ہیں
بیان کرتے ہیں وہ جو نہیں، بلکہ وہ جو ہیں، جو ساری وہ سندھ میں لائے ہیں، اور جو بنگلہ دیش، ایک
کے بعد، سنسکرت سے واقف نہیں، اس لئے وہ بنگلہ دیش، ونگلہ دیش کی طرف سے نہیں کر سکتے۔

۱۳۔ اسباب، مذکورہ بالا کے محاورے، آریوں کے مقابلہ کے لئے اسباب، ذیل کی ضرورت ہے، جو
۱۴۔ اپنے لوگوں پر بدکنے جائیں، میں، یا ناؤسی، ساوگی، چٹا کٹی اور جاننا، ی کے اصلاح، جو
۱۵۔ اتھت، اسلام کا مستقل صیغہ، قائم کیا ہے، ہم صلیح میں اس کی شائیں، قائم کی جائیں، سنسکرت
۱۶۔ انگریز کے جائیں، جو اسلام، ہاتھ میں جا کر، ایک ایک دوڑ دھبے، رہ کر، مسلمان، ونگلہ دیش، اور
کی نصیحتیں ہیں۔

۱۷۔ انگریز، جو توں کو سنسکرت، اور انگریز کی اعلیٰ اور ہر ایک تعلیم دی جائے،

۱۸۔ انگریز، جو توں کو سنسکرت، اور انگریز کی اعلیٰ اور ہر ایک تعلیم دی جائے،
۱۹۔ انگریز، جو توں کو سنسکرت، اور انگریز کی اعلیٰ اور ہر ایک تعلیم دی جائے،
۲۰۔ انگریز، جو توں کو سنسکرت، اور انگریز کی اعلیٰ اور ہر ایک تعلیم دی جائے،

میں تندرہ کے نیچے جب تک کہ تیرہ بیگیاں نہ رہیں ان سب میں وراثت و اسلام ہی کا جہاں تھا
 جو ہر طرح سے ان پر چھایا ہوا تھا اور اسی گھنٹے یہ سب کچھ تندرہ کے چھائی و پٹی سے دور ہو گیا
 اس وقت وراثت کا کام تو منظور کر دیا گیا مگر یہ سب کچھ کہ کام کون کرے تندرہ کی مجلس وراثت
 کے سکریٹری مولانا شاہ میاں صاحب تھے مولانا ان کے امتیاز میں دخل و مداخلت چاہتے
 تھے اور دخل دینے پر کام میں چٹا تھا یہ دھیر بپا الگ تھا اور راج محلہ کا کہہ چنگم
 امیر مولانا شہزاد کو لکھتے تھے کہ سیرہ جوی کا کام دینی نہ ہو چلا دلا ہے اور وراثت و اسلام
 کی یہ حالت کہ کہیں میں حضور اور پوچھیں اور جہاں ہیں وہ معلوم ہوتا ہے کہ لا کھوں اور مسلم تندرہ کے خلاف
 میں ہیں تیروں کی مخالفت کیا نہیں جا ہی دیا ہے میں تمام جرتی مافی ہیں سمجھ میں نہیں کہ کیا کیا چاہتے
 کہاں کہاں وراثت منور کئے ہائیں کہاں کہاں کشتہ قائم ہوں اور تو سلطنت کا کام ہے نہ

وراثت ایک پہل میرا ہوں، کا دعوت جلسہ و مسجد و اصلاحی محفلوں میں پیش کروں گا کھلتے ہیں
 ایک مجلس سے کام لیا، اور صاحب دعا کہ کوڑھنی کیا، اگر وہ دھجمن وراثت و اسلام کے پریمی نہ ہوں
 سلطنت یہ ہے کہ اور صرف وراثت و اسلام صاحب کچھ کرتے ہیں نہ کچھ کرنا چاہتے رہتے ہیں، اگر میں وراثت
 کام کر رہا ہوں جو کہ وہ سکے دائرہ سے غل کر کام کر رہے تھے پھر دینی۔ (۵۷)

مولانا نے اس تجویز پر سوائے کے نادر سال ہی میں عمل شروع کر دیا تھا اپنی تندرہ کے وراثت
 الگ ہو کر ایک عام مجلس وراثت کی بنیاد ڈالی، اور ناکسار کو اس مجلس کا سربراہ
 نام لکھنا کہ ہر قسم کی دھرم و ایمان کی تندرہ و مری عبادت، فری، سفر و حضر و دین میں پورے کام
 متعلق ہدایت کرتے رہتے، جو دینی مسئلہ تیریں اور مسلمان کی مردم شناسی اور ان کی موجودگی کے

ایک قسمی اشتہار اور خط و کتابت کے سوا جس کے ذریعے علم و آگاہی کو پھیل کر ملک کے اہل ار سے
 کی خدمت میں تمکین اور ان سے احاطہ اور چہرہ کی فروغ و نشر کروں اپنا پانہ اس کی توسیع کی گئی
 اور مصلحت و دشمنیت اور خط و کتابت کے ذریعے ہر طرح سے ملتے جلتے اور ذرا دور کو قریب
 کے مصلحتیں اٹھک چکا ہے جس سے ہر قسم کے سبب ذیل و بیات نکلیں۔ ہمیں ملے و سلاطین
 کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ اگرچہ یہ کہ ان لوگوں کے نام اور ان کے درمیان کو جس لوگ سے نومسوں کے
 متعلق خطوط بھیجے گئے وہ نومسوں کے متعلق ایک پہل بھی ملے ہیں جو ان کے ساتھ کیا گیا ہے اور
 لیکن یہ کہ ان ہی کے یہاں ہے اور ان کے ان دشمنوں کے نام ایک ایک اور ذرا دور پر سے بھیجا گیا ہے
 کا سوا اور کا تہا کو دے دیا ہے۔ ہر پہل کے ساتھ و ملے بھیجید۔

۱۰۔ پہلی بات کہ وہ بلا کہ ان کو اپنا پہل پہنچے پس میں ہر قسم سے بھیجید اور خطی مکتوبات میں ہر قسم کے
 اور ان کی سطروں میں بھی پہل کا ذکر ہے اس کا عنوان ہے: نومسوں کو دور اور ہر قسم کے
 سے پکارت کے لئے ہم ہر دور یہ اسلام کی خدمت میں فرمادہ یہ پہلی و ہر حالت میں چھاپا اور
 جب مسئلہ مخالفت جلد شرم میں شامل ہے اس میں ہر قسم کے حسب ذیل تیار کر کے ذکر کیا گیا
 ۱۱۔ اس قسم کے و درمیان کے مابین جو دور دورہ چار چار بھیجے ایک ایک گاڑی میں دو کو روگ
 کو درہم کے حکام کو بھیجیں اس قسم کے و درمیان کے تہہ کرنے کا نام اس کا نام ہونا چاہئے
 ۱۲۔ اور وہ چار چار گاڑی کے بھیجیں ابتدائی دور سے قائم رکھے جائیں جن میں قرآن شریف اور
 اور ان کی پیروی ہونا چاہئے

۱۳۔ ہر دور میں لوگ بھیجے جائیں جن کا اور تمام پروردگار نے فرمایا ہے

مکتوبات میں ہر قسم کے
 مکتوبات میں ہر قسم کے

اس مسئلہ میں فرمایا: لیکن صورت جیسا کہ کئی عیسویوں کی خدا کو نہایت تسلیم ہے، اثنیثا
 دین کے بعد جو تحریرات جاچکے ہیں، ان میں اور جو کچھ تین تین طرز سے معلوم ہو رہی ہیں جو مختلف عیسویوں کے
 نسخے کے حوالہ سے لکھی گئی ہیں، خاص ایک شخص میں شاہ مقرر کر کے بھیجے گئے، انھوں نے بہت سی خدمات میں
 جا کر خود کو تو ایسی جہت انگیزہ میں ملوث ہوئی تھی کہ جن کا باہر میں بس بھڑکا اگر کام سلطان قوت محمد
 کے ساتھ تھوڑے برس کے نوکریاں ہو، جہاں:

پتھر میل کے ساتھ تیریں کی کھنکی کو شربت لکھ کر ان کی کیفیت اور سلاوس کی بے پروائی کی، اس کے
 بیان فرمائی، پھر حکام کے ہم اندر حاکم اور عہدہ داروں کو حضور خدا حضرت خواجہ عیسیٰ نے ان کی تیسری کی خلافت
 عدالت کا تذکرہ کر کے فرمایا کہ ہم میں جو اعمال و اپنا اکاویں عہدہ بید ہو کر ہم کسی ہنر کا عہدہ جو
 کا پناہ ہم نے کی ہے، اس کے لئے لوگوں کو بہت سی یاد دہانی کی ہے، ایسے کام چاہیے کریں جو اگر وہی چاہے
 عہدہ بید دست و واقف ہیں، جس زمانہ کہ وہ ہر جہت سے کام لے کر دے، انہیں فرمایا: سرور
 دو تیریں ہر طرف ہیں، ایک ہر کہ دیانت میں و مسلوں کے لئے چھوٹے چھوٹے کام کے
 جائیں، پہنچ چکی، سات کاروں کا ایک خطہ فرم دے کہ ایک عہدہ تمام جاں سے آواز اور کوس
 کے باطلہ پر دیکھتے ہو، وہاں ایک بڑا کتبہ بھی ہے، یہ آپ کا یہ خطہ جو بنی ہو اور ان کے
 کا ایک خطہ جو بلکہ صرف قرآن شریف کا متن اور روایتی کہ جس سے بعض مسافر جہاد کا راز
 ہوتا ہے، وہی سہایت، سان اس ان کو چھٹا ہے، انہیں اور دوسرے کہ فرمایا کہ دعو میں ہیں
 لکھ رہے ہیں، مگر یہی ہیں، جو اسے عاقل نہ کہ تلافی سے وہ اس کو سکھ کر نہ سکے

دوسری خبر پر یہ بیان کیا کہ اپنے صوفی خاندان مسلمانوں کو جو اردو پڑھتے ہیں ان کے لئے

ایک تریٹنگ کلاس آج پانچ بجے کمان پر میں کہوں دیا جائے، جہاں کو کو فیض و ستارہ ایک سال وہاں پہنچا دیا جائے، اس کے بعد لکھوں دیا تو ان میں تعلیم و تحقیق کے لئے پیچیدہ پایا جائے، تو تو تین تین بجے ایکس ایکس کلاس میں، وہ کلاسوں کو سلطان بنائیں، تو تین تین بجے وہاں جوش کا فائل نہیں، آپ گھر پر جا کر خود کریں، اور سوچیں اور اس کے بعد اپنے دل میں اس پاپ میں تو اسلام کی خدمت کے لئے آمادہ ہو جائیں :

مولانا کی یہ تقریر بڑی پرانے کی، اور اس کی روداد کے یہ الفاظ ہیں
مولانا ہمشہ کی یہ تقریریں کا مطلق حلقہ اثر میں آندہ ہوا تھا، حاضرین کے دل میں چنگاں سے رہی تھی، اور ان کی اندر سے تیز کرنا دیکھ کر صدمہ میں ظاہر کر رہی تھی۔
دن کی یہ تقریر ہوئی اور ساتھ ساتھ کمال الدین صاحب لاہوری اور مولوی ابراہیم علی
عبدود صاحب بریلوی کی نازیدی تقریریں بھی ہوئیں، اس کے بعد دست کے جلسہ میں
ان تقریروں کی تاثر کی جوت کی گئی تو پندرہ سو مسلمانوں نے آگے بڑھ کر اپنے ہم کلام سے جو کلام
میں برصغیر کی سلام کے لئے آمادہ تھے،

مولانا یہ چاہتے تھے کہ انما حسرت کے کام تمام فرستے لی کر کریں، اسی لئے وہ ستر ستر
حمود و ثناء رب خلیفہ کا بیان ہیں، اور خود یہ کمال الدین صاحب ملک کی شرکت سے انکا ہوا
کہا گیا، اس پر اسی جلسہ کے دوران میں مولانا پاپیہ الزم کی گیا کہ انھوں نے تھوڑے دنوں کو جلسہ
میں کہوں شرکت کی، اور ان کو تقریر کی اجازت کیوں دی مگر مولانا شہر وادی کی ناشی سے
تھی، جلسہ کے بعد، جی، مثلاً مع کے دورہ کا بیان تھا، اس کا آغاز کانچو سے کیا، اور پھر

کروہ کا کن پھر دنا جو سے، شفیق خدا جی کہ کھٹے چمکے۔ "یہ" اٹکان پھر دنا ہے اور اس پر
 پھر وہ چمکے ہواں ہے جسے وہ صحت اور ایک دم تک پہنچ گیا ہے، اس فرض سے تمام جملہ میں
 کھینچ کر وہ صحت پر لکنا ہے تا کہ نہ کہ مستور ہو، جو کہ گری سخت ہو رہی ہو اس لئے یہ دورہ مختصر ہو
 نئی حالت میں گزری ہو، کہ خود ہیست کے خیال سے یکسوئی حدت میں کی تلاش میں رہی
 روز ہر گئے اور بھگت پرک کے کام کے سلسلہ میں، واقف کا شرف بننا، راجی ۴۔
 تین چار چیمے ہر ہے، اور سیرت کی پہلی جلد قیصر کو تک چمکے، بھلیہ دیرت ہوئی کہ اپنی اس
 بن سداوہ طہری کے، جہاں بھارت کر تک کر دیں جو کہ عام طور سے فن کے جہاں نہیں ملتا
 بڑی وقت میں سے بھال دیں، اتنی بھال دیں اور اس بھال طہری پہ لگنا تک سے پیش کر دینا
 رست سے جدا ہوئی سے واپسی ہوئی، بھلیہ اور شاہد جو کہ میں نہیں سے فی، بی، اسی اتنی رہو
 سے بھارت، جو بڑا دو عید کا وہ کر کے سنانوی کی عام نہ ہی کہیت کا اندازہ کروں، چنانچہ
 ہر گھر کے مطابق بھارت بڑا دور ہی تک کا سفر کیا اور وہاں کے بھارت سے لے کر شامت کا
 کے سداوہ بھارت میں کہ، اور بڑا جو کہ کھنڈ ہوا، واپسی کے بعد وہاں سے یہ لے کیا کہ وہ شامت
 کا کام نہ دے، اصل لگاتار کر کریں، اچھے سے فردا کہ میں لوگوں نے سنا سنا نہیں اور وہ کھڑے
 کیا، خدا سداوہ سداوہ، ہر حضرت کے نام یکساں بھارت میں ہو، انسان سے مجلس شامت
 حفاظت اسلام کی رکنیت کی جو پیش کر رہا، اور ہر گھر سے دو روپے سال کے چھہ کا وہ
 اور اس جو یہ کے مطابق میں سے پانچ سو اصحاب کے نام یہ چھوٹا سیجے، اور ان کے جہات
 ہر جنہی سنا کہ لکھنے میں، "اس" شامت کے جہات، آج ہے، میری سنا

نیکاروں میں ہفتائے ہر کوئی ملتا تھا اور وہاں سے ان لوگوں کو شام میں شامل ہو گیا۔
اور مولانا یار اور چاکر نے حاضر ہو کر صبح کی پندرہ اقامت صبح کی میری توسل کو بھیجی۔ وہاں پر
اور وہاں پر کہ مولانا کے بعد مولانا کے لئے کہ وہاں سے سنی ہو کر کدو ش ہوئے۔ اور
ام کی ساری تجویزیں دیکھ کر کہیں، ہاتھ کو تڑپا کر کہیں، راجا جیوں،

میرزا نے اٹھ اسی سال کا ہوا شریعہ کی توان کو نظر آ کر جب تک تعلیم حاصل کی
تک یہی جامعہ تہ تہ کی کتب جو وہ بھی علم کے ساتھ ساتھ وہ بھی زندگی بسر کرتا
اس میں ایشیاء، تہذیب اور جغرافیہ کا وہ جو جس وقت تک کہ یوں کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا
اس وقت یہ مسطورہ کتب سے بڑھ کر اور کمال تھا کہ وہ اس کے علاوہ چند دوسری پر بھی
پاکستان کے وفاق سے پانی شکر وہ بہت قریب تھا کہ اس کے مقابلہ کے لئے ایک جامعہ اسلامی
پاکستان کی ہو

اعظم لکھنے کے فضل میں ایک قصبہ ہر اسے ہر جہاں کی ہزاری کے درگن سفر کیا ہے
 اور یہاں قائم کیا تھا جس میں دنیا و دہا ہی فہم کے دیوانہ کے عربی تعلیم حاصل کر رہے تھے
 یہ مدرسہ باطل حوفا کے دیوار تھا اور ان دہائیوں میں مسیت آسانی کے ساتھ بہ تمام
 اور معات پیدا کئے جاسکتے تھے یعنی یہ کہ وہ سارہ زندگی بسر کریں اور مسلمانوں کے دیوانوں
 میں سادگی اور بے جھنجھی کے ساتھ سفر کریں اور بیچ کلام بخاتم دیں اس لئے مولانا نے اس
 مقصد کے لئے اس مدرسہ کو خاص طور پر بنایا تھا چنانچہ ۱۰۶۱ھ بمطابق ۱۶۵۰ء کو مولانا نے اس
 صاحب حرم کو ایک خط میں لکھے ہیں :
 :کیا تم چند روز صبر کے بعد میں قیام کر سکتے ہو

میں کی شاید آئندہ اس کا تصور نقش درست کروا جائے۔

اس کو گلہ کی کہ خطبہ پر اعلیٰ ماہی سود بنا، چاہئے یعنی سادہ زندگی اور قناعت احمدی اسی درست
 ملحہ زندگی جو (مجموعہ ۵)

ہندو سرسہ پیر کی بہت تو یہی خیال ہی تھا کہ سولہا سنے دو دارالعلوم میں ایک جماعت کی
 بنیاد ڈال دی، اور اس کا نام تمام بلذین ترکہ جو طلبہ اس کام کے لئے تیار ہوئے تھے ان کے کوٹھڑے
 کو گلہ کر اُن کی رہنمائی سنگوئی، پھر طلبہ کو اس میں داخل کیا، ان کے لئے مادہ کھد، سادہ ہفت
 سادہ بننا زمین پر سونا، احکام اسلام کی پوری پاسدی اور تقویٰ اور قناعت ان کی زندگی کا
 عمل بنایا گیا، اس زمانہ میں خود سولہ پر بھی پوری اتر تھا اور یہ اقرار زندگی تک رہا۔

موجودی تعمیر لہذا یہ صاحب کو رزق دینی مسئلہ کو یہ خوشخبری سن گئے ہیں: "میں نے خود
 نام سے کہ تمام الدین کی جماعت قائم کر دی، ایک مکان ہے، جو دارالکتاب ترسیف ہے، قریب ایک
 ماہ ہو، ایک مسجد، نماز ادا کریں، کلام اسلام کی پندہ میں شست اور شہری پائی جاتی ہے، ایک
 تک سات رتہ کے دو چار کے ساتھ اسی طرح سے داخل ہوسکتے ہیں، یہ دیانت و عزم میں
 اسلام کے کام میں آئیں گے، اور جو کام ان کو تیار جائے گا" (مجموعہ ۵)

ان سات طاہروں میں سے ایک طالب علم مولوی جبار خان گدڑی مروجہ تھے،
 اور وہ ہے کہ کہیں میں مولانا کے ہاتھ پر جو یہ کیا تھا اس کو اخیر تک نہا، خود اس جو کہ جوانی میں
 وہ دنیا سے رخصت ہو گئے، مگر وہ زندہ جو تھے تو مولانا کے سبب اتنا سب کا اندہ یکے جوستے،
 جنوری مسئلہ میں خود سے ایک ہونے کے بعد جب مولانا نے احکام کو پناہ دینا

قورہ بادشاہ قسطنطنیہ اسکیک اور دوسرے سرسے میر میں سے پہلے کو تمام قوم کی دشمنی اور دوسرے کو دینی
 تسلیم کو مرکز بنایا اور اسی میں خدیم دین کی ماحست کا انتظام کرنا پڑا۔ چنانچہ مولانا امجد الدین صاحب
 مرحوم کہ جہاں راکھو پرستوں کے کہ ایک خط میں لکھا ہے: "موجودہ ہی ندی سے مل کر ہے بحشت و بہشت کوئی
 کوئی تاق۔" سرسے میر پر پورن جو یہاں قلم لکھنے پر دونوں کے ہر دانش کے قابل قوم میں ہے، کم سے کم
 یہ کہ دوسرے کی کہ اگرچہ شمس نامہ میں ہے، اور ان کا اجماعی تعلق

نہیں لکھی جیسا کہ ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک کو مرکز بنا کر اسی کو دین و دنیا دونوں تسلیم کو مرکز بنا
 جائے۔ یہیں مذہم دین بھی تیار ہے، یہیں الہی تسلیم کی روٹی ہست، گو اگر وہ کل برہنہ ہی ہے، مگر خدا
 میں ایک کام کرنے میں ایسے قورہ کوئی، اگرچہ اصل بنا چاہئے، ہم سب کو دین و دنیا میں لکھی ہے، ایک
 معقول کتب خانہ میں وہاں سے برہنہ سے اگر تم جو ہم جنم آباد جو تو میں موجود ہوں: (مجموعہ ۱۰)
 ہر اس الہی تجویز خواہ وہ خیالی میں بھی کہ سلاسل اس کے ایک سال کے بعد انکس
 بند کر لیں، سلاسل کی تجویز حقیقت میں ہڈی اہست کی چیز تھی، اور ان کی کتب میں سطر حقیقت
 پہنچی تھی، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کی حقیقی گاہی کے لئے خود بانی کا نہرگی اور نقطہ نظر یہ
 جو اہل تبدیلی چاہتے تھے وہ ہنوز پوری طرح پیدائش میں تھی، اس کے لئے وقت حکایت تھا،
 اس کے لئے کہ کل پر بندہ رشک سے ہٹ کر خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اپنے بزرگان میں
 اور ان کی تعلیم سامنے رکھی چاہئے تھیں، جو دوسرے اشاعت و تبلیغ اسلام کے کاموں
 میں متنی کو شناس بھی قرار دیا، ان کی تہ میں یہ کی جتنی صورتیں ہوتی رہتی، مگر مولانا کو دن اور شمس
 رہتے تو ان کے دل میں انہیں یہ جو تم پر ہر چکا سکہ وہ نہیں، ایک دن بار آور چکا،

جو بچا نہ پا کر کہ تون اسلامی کا روئے
مصر میں تمام کا ایک جیسا تو رخ و ادیبہ برآوردہ ان نام تھا
انکسے تمبر سلسلہ

دشمنوں سے اسلامی تاریخ پر مضامین اور کتابیں لکھ کرنا خدا اس کے کئی تاریخی ناول ہیں جن میں
کسی ایک اسلامی جھڑکی تاریخ کی ضرورت تھی ہے اس کی سب سے شہرہ کن مذہبی اسلامی کی تاریخ
ہے جو اس نے عربی میں پنج جلدوں میں لکھی ہے یہ تاریخ تین اسلامی مسطوروں میں اس خدا
منجس ہوئی کہ پروفیسر رگویتو (دوسٹوؤو پوئیرشی) اسے اس کا انگریزی میں ترجمہ کیا اور بعض
معاہدوں نے اس کا اردو میں بھی ترجمہ کیا ہے

حقیقت چرک جیسا ہی تھا اس نے اس نے اپنے قلم سے اس میں اسلامی تمدن کی صورت
بجائے اس میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی مگر ایسے اسلوب سے اس کو دکھایا کہ یہ قاری اس نظر
تاسے لیکن حقیقت اس میں کوئی شک کوئی جھپٹ نہیں ہوتی ہے۔

تاریخی میدان سے سولہ اسکے چلے تفصیلات تھے، حد درجہ امت تھی، اسلام میں ان کے
مضمون نکلے تھے مگر اس کے باوجود سولہ اس کی اس کتاب کی حقیقت کے چرچہ سے پہلے اس
کے لئے وقت کے مسطور تھے اس آئین میں برقی سے ایک سری نیشنل ڈاکٹر محمد حبیب کا خدا
حضور میں سولہ اسکے نام آیا اس میں سولہ اسلامی آلات پر ایک رسالہ کی نسبت مل
تھا سولہ اسکے بہت دن پہلے وہ اسلام ڈیٹر اسلام کے پاس سرحدیہ یا خدا سولہ اسکے کوئی
یا ان کے وہ ایک رسالہ لکھ کر بھیجا جس میں لکھا کہ اس رسالہ کو وہ نکال کر باوجود کے خدا کوئی
اسی ترجمہ سولہ اسکے اس خط میں حرقی۔ جان کی اہل عربوں اور وہ جب کا عربوں پر بھی لکھ سوں

کئی قریب چار سو سوٹھ اس کے جواب میں کہ یہ لڑا گشت مشہور کو ایک طویل حاکم میں تھا
مولانا کی نائیک کی نامی اور اس کی تصنیفات کا رد فاش کیا تھا یہ خلاصہ قرطبہ کا باعث ہوا لیکن یہ
وقت مولانا کو فرصت نہ تھی اس سے مجھے اندازہ ہوا اور میں سے ایک مقرر مضمون چھپا کر وہاں کہ
تصنیفات کی غرض و غایت اور قدر و قیمت پر لکھا ہوا کہ تو پر مشتمل کے تصنیفات میں شائع ہوا۔ پھر
گشت مشہور کے اہل حق و عین اس کی تخریج اسلامی کے قریب باب کا جو کچھ اسلکندہ پر ہے اور
اس میں اس نے مولانا کے کتب خانہ اسلکندہ کے دو ٹی کاروں کا ہے جواب لکھا لیکن مشہور
میں چند دانے سے یہ ہیں اسے کہ مولانا کو ناہ جو وقت فرصت اس کی کتاب پر مستقل ہوئے کہ
سایت صحف اور جہاد سنیہ فکر تر یہ لکھی پڑی۔

پہلا حق ہوا کہ ڈاکٹر مصطفیٰ اردوبی کی تجویز سے اس کتاب کا کچھ ختم ہوا جس کے بعد مولانا
مکاتف میں لکھا جانے لگے دوسرا واقعہ یہ ہوا کہ اردو گوئیوں نے اس کتاب کا حسب انگریزی میں
ترجمہ کیا تو اچھی زبان میں اس نے ایک مضمون لکھا کہ صرف قرطبہ کا کتب خانہ اسلکندہ کو جہاد
ہے جیسا کہ چرخی زبان میں اس کو تخریج اسلام میں جو یہ وہاں سے شائع کر دیا ہے اس پر

نہ ہر گشت مشہور کو اور انکا جواب کو لکھتے ہیں یہ رہی سلام کا جو صفت مسدود ہوا اس کتاب کو اکثر ڈاکٹر
اردوبی نے لکھا ہے چار عربی کے جو یہ مضمون ہیں چھ کو مکتوبات فارسی نام میں دو والی ایک ایک جگہ پر لکھا
مکتوبات اردو میں سے ایک کام ہے مگر اس کی وہ شائع نہیں ہوئی ایک مضمون لکھا تخریج اس وقت تک
اس مضمون پر کچھ تخریج نہیں ہوئی تھی۔ لہذا یہی وجہ است میں میں کو لکھا کہ "دعوا اسلام" لکھا کہ وہی ہے اس میں
والا جواب کو لکھتے ہیں یہ "دعوا اسلام" کے جواب میں ایک خط لکھ کر یہی میں ترجمہ ہوا یہ "دعوا اسلام" کے جواب میں
اس مضمون کی تخریج اگر یہ تخریج سے بھی کہ وہ لکھے پڑا دیکھا (درامی ۱۰)

اس مضمون کی تخریج اردو میں ۱۳۳۵ میں ترجمہ میں ہے اس وقت کا دور ہوا

مڑی افتخاری اور عزتوں میں سے مولانا سید برکات کو کھانا لے کر خود سولہ سالہ بھی اپنا سہارا دیا اور
 کتاب چمکے سائے ہوئی (شروانی ۹۵)

اس کتاب کی اشاعت سے ہندوستانی اور مصر و دنیا سے اسلام کے دوسرے مصنفین
 میں جہاں تک قرآن اسلامی کا ترجمہ کیا تھا ان کا کام دیا اور ایک نئے سے نئے کاوش کے سے
 غلام ہو گیا، خاص طور پر علامہ حق و طاہر

قرآن مجید، انگریزی ترجمہ اس وقت تک قرآن پاک کے جتنے ترجمے ہو چکے تھے ان میں سے
 سب سے زیادہ
 ایک اور ترجمہ اس میں آدھار کا ترجمہ شائع ہوا، لیکن ظاہر ہے کہ یہ مسلمانوں کے نزدیک کما
 ہمتہ کے حق میں ہو سکتے تھے، ہندوستان میں انگریزی زبان کی شاعت کے بہت سے بن
 زعمیر ہندو مسلمانوں کو قرآن کے سمجھنے کی طرف توجہ دینا، وہ ان ہی ترجموں کی طرف توجہ کرتے
 تھے جو مسلمان بھی جب اسلام کی دعوت کا صحیح مطلب سمجھنا چاہتے تھے قرآن ہی ترجموں
 سے کسی ایک کو نہ تھے تھے۔

اس زمانہ میں آریوں کے سب سے بڑا ناگوشیخ و مخالفت اسلام کی حرکت توجہ ہوئی
 قرآن پاک کے ایک مستند انگریزی ترجمہ کی ضرورت بھی معلوم ہوئی، چنانچہ جامع سائنس
 میں جب آریوں میں تہذیب اعلیٰ کا ساکھانہ چلاں ہوا تو مولانا نے اس جلسہ میں یہ تجویز پیش کی کہ وہ
 تمام لوگوں نے اس کا نامہ میں حاضر نہ ہونے کیسے، انصاف کا معاملہ اسی جلسہ میں سامنے آسکتا
 ساتھ ہی ہو گیا، یعنی سرور، اس کی مثال سب سے غناخت ان نے اعلان کیا کہ وہ سرور سے متعلق

کے لئے چار سو روپے دیتے ہیں اس کے علاوہ چار سو روپے ہری کے لئے بھی ہر ماہ
 کریں گے۔ اب جو کہ وقت قریبی وہ صرف پانچ لاکھ توں شخص اس کام کو انجام دے گا۔ اس کے لئے
 اس کے لئے ایک ہی شخص جس شخص کو کارخانہ لانی اور انگریزی اور انگریزی کا ماہر اور اس کے
 ساتھ قرآن مجید پر کافی نظر کر چکا ہو اس کو اس کے لئے ان کی جگہ مولانا عبداللہ بن صاحب مرحوم اور
 نواب داد ملک مرحوم پر پڑی۔ انہی راہ میں مولانا نے مولانا صاحب پر یہ میرا دوست
 کام کی بھی تعریف کی اور اس سے بڑے بڑے کام کی ان کی نواب داد ملک جو انگریزی کے ایک
 ان کی تربیت تھے اور عربی زبان سے بھی واقف تھے اس کام کے لئے سب سے زیادہ مستعد نظر آئے
 جاؤ کہ ان کی عمر صرف سے زیادہ پچاس تھی اس پر بھی مستعدی ظاہر کی اور وہ گفتہ و نمان کام کرنا شروع
 کیا اپنا بیٹا انہوں نے مولانا کو لکھا کہ وہ سو مولانا کے پاس بیٹھیں وہ گئے جو چھو کر مولانا سے
 اور مولانا صاحب اور دوسرے قابل حضرات کی خدمت میں بھیجا جائے گا پھر جو انہیں ان کی
 خدمت میں مولانا صاحب کی خدمت میں بھیجی جائیں گی اور مستعد سے وہی
 اس کے ساتھ مولانا نے یہ سے بھی نام کی کہ انگریزی کا اردو ترجمہ ملے گی ایک کاپی کے ساتھ
 پیش ہو جائے گا اس کی صورت خطی لا بقصد کر لیں

نواب صاحب کا ترجمہ چند روپے تک کمال ہو چکا تھا مولانا صاحب کو لاکھ
 کوششوں اور نواب داد ملک کے اصرار سے مولانا عبداللہ بن صاحب داد ملک صاحب داد ملک
 نے اپنا اسمزدہ کر دیا اور اپنے تو نواب صاحب کے اس وقت کو غیبت سمجھا اور وہ ان کے مولانا
 صاحب کے ساتھ مین کر کے انگریزی ترجمہ پر نظر ثانی شروع کی یہ کام تمام ہی میں ہوا تھا کہ وہ

کی عزت و حرمت ہوگی، سو کوئی عید، ولادت، صاحب زادہ، صاحب نواسہ، صاحب کا کام اس پر بھی جاری رہا، جس کی
 منہ کشی سے جو اصلاح یعنی تقویٰ و انصاف پادشاہوں تک پہنچی تھی، وہی منشا میں منشاء میں رہی
 محمد لدین صاحب رحمہ اللہ سے پہلے آئے تھے، صاحب خدمت پورہ دست اور علاوہ کتب سے
 تمام کام کے سے مدد و ہر گئے اور منشاء میں ان کا انتقال ہو گیا، ان کا کام سو پادشاہوں کے
 بندہ کا نواب صاحب نے جن پادشاہوں کا تہجد کیا تھا اس کا چھاپا ہی سو وہ تو سو جو دہت، گروا گیا
 ہے کہ پادشاہوں کے اصلاح شدہ امور کا تلاش کے اور وہ تہ تہ ہیں

مولانا کی تجویز گوشت کی افادیت سے ناگام رہی، مگر بعد کے کام میں ہی پہنچی، گو ان کے
 ہاتھوں سے یہ کام نہ پایا، مگر اس وقت کے کون، بخار کر سکتا ہے کہ ان کی ہی فکر تک کا بغیر تھا
 کہ اس کے بعد پادشاہوں نے سو کوئی محمد لدین صاحب لاہوری سے مشورہ کر لیا، دیکھا، پادشاہوں نے
 اور بعض دوسرے شخص مسلمانوں نے اس کام کو انجام تک پہنچایا، اس نے الکل علی غیر کھانہ کے
 اور پرنشہ، اور تہ خان کو مانا کوئی اس نو بہ سے حصہ لیا

پس مولانا کی تجویز سلام کی مستقل حاظمت، حاتمہ صفت کی نرض سے جو تجویز میں اس منشا میں
 مولانا کے دیکھیں تھے، ہی میں ان میں سے ایک جس علم کلام کی تجویز تھی،
 جس کے زہیر سے جو دیکھتے، فہم نہ لائے، اور اصلاحات کا اختیار منصوص تھا، ان کے خیال کا
 اس شکل کا صل گیا، نہ یہ کہ یہ تعلیم کا مترادف تھا، جس کے لئے وہ ہر طرح کوشش کر رہے تھے، لیکن
 جیسے تک اس کا مترادف کا، ان سے، اور اصل کا جو پیٹا، چنانچہ مولانا سے اس شخص
 پر نہ جاسکتا، جو یہ تعلیم کے بدولت مسلمانوں کو تہذیب تہذیب، اس پادشاہوں کو یہ نہیں ہو کہ

تک نہیں اس وقت سے تعلیم نکلے تو اس میں سے پہلے لوگوں کو جو قسم کا ذوق اور سلام کا دورہ دے سکے اور
 ایک طرف سے یہ بات ہے اور دوسری طرف سے ایسے علماء کو یاد پائے جو قدیم خطہ کے ہر حد
 تعلیم سے ماوس اور خطہ چارہ کے سے اخصاصت کی زوید و تنبیہ کی قوت رکھے جو ہر اور ان
 اور وہاں کو کار ایک مجلس علم کلام کی مبادائی جانے میں یہ خود کیا جاسے کہ خدمتِ جبرہ کے کو
 کوئی سے سال درجہ کے فیض میں اور یہ سائل کاں تک یقینی ہیں اور ان کی بنا پر ہر
 پر جو اخصاصت پر لکھتے ہیں ان کا جواب کیا ہے وہاں مجلس کے لئے علم میں سے اخصاصت
 سووی نہیں جو مد صاحب نوکی اور لا انیری علی صاحب جبرہ تا ما شہد شہید قاضی کو کرنا
 سے تعلیم یافتہ میں سے ذکر فرمایاں اور سووی یہ تہذیب صاحب پر فیسیر پر پورستی اور
 اور سووی جو صاحب فی سے یہاں لکھ رہی کو کرنا اور ہر طرح شہادہ کے علم کو اس میں ایک
 سفر کی صحت میں ان کو پر گوشہ کی ماحول کے اہل اس پر خود فکر کی وجہ
 دی ان موقوف میں سلامانے پہلے ہا بیوں کے نام میں علم کلام کی بنیاد پر نے کی کیفیت لکھی
 اور اسی پر وہاں پر جبرہ نامہ میں کام کو لے کا یہ راہ ہر کیا ہے

اس تجویز پر عمل کا امان اس سے کیا کہ ان کو قبال و غیرہ کو اس تجویز کے مطابق خطوط لکھے اور
 ان کے جوابات بھی اسے اور مجلس کا کام شروع ہو جاسکا تو یہ تجویز کی حد سے آگے نہ بڑھ سکے
 لکھنے کا سفر شروع لکھنے میں رہا میں حکومت کا یہ تہذیب و تہذیب و تہذیب کے اثر میں
 ہر وہی سے لکھنے کا کوئی دہرہ آگیا تھا۔ فرمایا تھا۔ ان کی جس شہادت میں کے

لے یہ موقوفات استغنیٰ علیہم رحمۃ اللہ علیہ

نہر سے اور کبھی سولہ ماہ۔ کلام صاحب کے اس مسئلہ کے شروع میں انہوں نے پھر کدھ کا سوا
 لیا اور دوسرے کی کوشل کے تمام غریبوں کو ایک جگہ ہی بیچنے کے نام پر قیام پٹے کئے اور
 دیا گیا تھا۔

پتہ کا سفر مسئلہ | سولہ ماہ پتہ کا سفر دار سونکھیا شروع میں مسئلہ میں دو اسکے لئے گئے اور
 تہ ساروی بیہوشی صاحب رحمہ کیل کے دو ٹکڑے پر قیام لیا، پھر وہ اپنی خاں کے کتب خانہ
 کی میر کو کئی دھڑکنے مسئلہ میں بھی گئے تھے اور بروی صرف اپنی صاحب پر مشرکے ہاں نہر سے
 تھے، تھاکہ سولہ ماہ کی پتہ میں پتہ کا سفر اور سولہ ماہ کی پتہ میں پتہ کا سفر ایک دوسرے میں
 سولہ ماہ کا سفر کی صاحب دستف دھڑکنے کے پتہ میں پتہ کا سفر تھے۔

پس دوسرے روز پتہ کا سفر کی پتہ کا سفر پتہ کا سفر پتہ کا سفر کے لئے مسئلہ
 کا سبب سے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے
 پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے
 پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے
 پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے
 پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے

پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے

پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے
 پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے
 پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے
 پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے پتہ کا سفر کے

بروز خصوصاً انچوائی میں آسانی ہو رہی ہے اور فریڈیا تھا،

ایک جلسہ ہوا جس میں لوگ کٹھن سے شریک ہوئے اور عرف نے اس میں وقت

س کے مسئلہ میں دو گنا مبالغہ کرکے، (۱۲۰ لفظ ۳۳)

اسی میں انکو برس کے آخر میں انہوں نے چتر کا ایک دور سفر کیا، وہاں ہاں سے ورنہ

بھیر کے عہد کی تیار کی کے مسئلہ میں تھا، وہاں ہاں کتب خانہ میں قیام فرمایا ۱۲۰ لفظ ۳۳

کو ذرا کٹھن کو جو سب چتر میں ہر شری کر رہے تھے حسب ذیل تھا کہ:۔ ہائی پونڈ، ہم وہاں

کتب خانہ، جی جی ٹورس، انڈیا سے، ہائی آدمیت، جو اہل ہیں، ٹورس، ہائی

سیاسیات

سورہ کی سیاست | واقعات کا جو مسئلہ چلا آتا ہے اس سے ہمارے ناظرین پر یہ بات پڑے

جو چکی ہوگی کو گویا سیاست کا باب سورہ کے تمام کا موصوعہ تھا، تاہم وہ سیاست کے بیشتر دہانوں

سہے لیکن ان کے سیاسیات کا یہ قدر بھی حقیقت میں ان کے سیاسیات ہی کی درست کا ایک

جز تھا، یہی وہی کو اسلام، اسلامی تدبیر، اسلامی تاریخ، اسلامی علوم و فنون سے جو شیخی جی اس کا

خطری قصہ یہ ہو چاہے کہ ان کو اسلام کی حکومت عظیم ہو، اور جی چاہتا ہو کہ وہ ان میں

جس کی تصویر دیکھتے رہتے ہیں اس کو وہ ختم بھی دیکھ سکتے، ورنہ ہی طرف چمن اسلام کے جو کو

کہ جس گستاخ ہائی نے نوچ ڈالا، ان کی طرف سے ان کو ہر طرف ہر جی ان کی یہ

نہ اس کا کس پر جی گستاخ ہیں چاہے۔

ایک طرف وہ یورپ کی ملی سرپرستی کے لئے سراپا سپاس تھے، دوسری طرف یورپ کی دوست نواز
 سے جسے تن فروغ کی جدوجہد نے بددستانی سیاست کی ایک دوسری شکل اُن کے سامنے
 پیش کی اور وہ یہ کہ ایک ہندو مسلم فوج کا متحدہ وطن ہے، لیکن اسلامی سیاست میں وہ خود
 پہلی اسلامی تھے۔

انجمن اسلامی سیاست | اس وقت ساری دنیا میں صرف ترکی ہی کی وہ عظمت تھی جس کے
 ترکوں سے بہت بڑی محبت تھی، اُن کی جہلی تھی کہ سترہ سو برس اور دم کی جنگ ختم ہو چکی تھی
 ندرت میں سارا ہندوستان، بلکہ ساری اسلامی دنیا ترکوں کے ساتھ تھی، ہندوستان بھر میں مسلمانوں
 نے ترکوں کی حالت، کھیلنے پھرنے، سب کچھ دیکھ لیا، بلکہ حضرات اعلیٰ نے بھی اس زمانہ کی طرح حقدار
 اور چہرے سے حق کو ٹھکی سمجھ لیا، مولانا نے بھی اپنی حیثیت کے مطابق اس مسجد میں کام کیا، اللہ اعلیٰ
 شہر کی طرف سے کسی بزرگ روپیہ سفیر ترکی، مہتمم تھے، ان کی طرف سے خط لکھ کر بھیجا، وہ دستے سے جس سے
 ترکوں کی محبت نے ان کے دل میں لگ کر لی، اسی محبت میں ترکی کا سفر کیا، اور وہ عشق و محبت
 صرف گفتگو کے اور ہوتا، وہ دیکھتے تھے کہ وہ چہرہ بڑھ گیا، اُن کو ترکوں کے کوئی بھال میں چلا
 تین کے ہوسے نظر آتے تھے۔

نریب و طراز حرمین از تو بہت	ما کی بار و حقین از تو بہت
آگے اور شروع دنیا را بہت	خود کو بہت سے تو انجام بہت
ازو سے اسلام قوی از تو بہت	فرد حرمین بھوی از تو بہت

یہ ظاہر ہے کہ اس نے کسی اور جوئی کا موقع ہے، اور یاد پڑھنے اوس جگہ کی سرست اور
 خوشی کا ایک منظر، جو مسند ہے، جو مومین کے ہے، اور یہ دلیلیں ہیں سے کہیں کا گونگ
 یا مسند کا سرچشمہ اسلام کی تعلیم ہے، جو سچائی کی راہی نہیں،

ایک زمانہ میں علیہ السلام نے کسی کے سفر سے واپس آئی تھیں، ان سے حال پوچھنے لگے، اور
 جب احوال نے یہ سنا کہ ترکیب اور بین طانت کا ذکر ہے، انھیں تلواریں عروت میری تاروں پر جوکت
 کرتی ہیں، اور قوس سازینا جاں سانی کا کام انجام دیا ہے، وہ بتایا کہ آج ہے تو حضور نے کسی کو تسلیم
 نہیں کیا (حدیث ۳۵)، لیکن اس کو مسلمانانہ جذبہ تفسیر کی محبت کس قدر بلیغ نظر آئے کہ اگر یہ بیان
 "مجدد محمد ص ۳۵" میں رنگ و روپ کی پانکس کے اور اسی کا اثر لکھا ہے ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ جو پھر
 اس پر نہیں لکھے ہیں، یہ ذکر اسے حکایا کہ

انوں سے عندیکہ میں نے واپس جاری ہوں، انہوں نے بھی تمہاری ہی تمنا ہے۔

(نور مبل کو بھی کہتے ہیں، اور یہ عبارت اہل بڑھنے کے قابل رہنے میں ۱۰۰)

بہر وقت حسب ملاحظہ میں، لیکن نظر اس طرح پر چلا گیا، تو ان کے دل میں شخص ہی لگا
 نہیں رہا، میں اُن کا وہ راز کو، معطر اب اور باتوں، انوں میں شعلہ فتنی چھوڑی طرح باد ہے،
 ہر جہت حسب مصر کے خوبی، جناب آتے تھے تو اس واسطے سے یہ خبر پوچھتے تھے، اور نہ کہ بار بار
 کی جاتی، یہ اور شجاعت کے قصے مرے سے کہ بیان کرتے، تو جیسے عربیہ صریح طور سے
 زور ان کو کہ اس طرح آئی کی ناگہانیوں کے، جو جاننا جان کو تھکاتے، ہر جہت کہ حسب جب
 طرز میں پہنچ رہے تھے، ان کی اس جو فردی کے تھوڑے کے دھڑکنے میں ہر جہت میں ہی

میں جہاں کی اگر یہ جاہلی تھی

فراموش کی اس بڑائی کھڑا۔ میں ماری دیا سے سنا ہمیں رو پیچے موت غم و غصہ کیا
 وہ گئی تھی جس وقت ساقی کا ترانہ اس دہلیز میں آئی جو تھی اور وہ کی طوفانِ غیر سمجھ میں گیا
 یاد ہو گا کہ لڑکی نے آئی سے اس بات پر صبح کر لی تھی کہ ترکِ طریق کو خودی بنا دیں گے۔
 وہ جس طرح چاہے آئی سے نہ مل سکے پناہ کو پہنچائی جس کے مطابق طریق کو خودی
 بخش دی تھی نہ صرف شمع سوکھی وغیرہ اس کی تڑوی کٹیر خدایا بھروسہ نہ کیا ایک نیا ہی فراموش
 رات کو یاد سے رات کو فراموش تو ہو جی ہے وقت مولا کا وقت نہیں ہے جسے ادا نہ ہو سکے
 رات کو قاصدِ ظہور کیا دہلیزِ عام کچھ کوئی مردی استغاثہ آئی جہاں اس وقت ظہور نہ
 ہم لوگ تو ہم محبت پیشہ تو کیا کہ حدِ چالی پر پہنچے نہیں سہنے نہیں جی۔ یاد رہا وقتِ عید
 جہاں پیچھے نہیں اور نہ ہو تھی ستیا پڑا ہوا ہوا تھی فرائض نہیں تو یہ دیکھا کہ
 سکھ و تہ کی درست سے منہ دوسے کر طریق میں اپنی و غرضت بنیں گے اور جہاں
 ملک آئی کا متنازعہ کر رہے اس غیر سے مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ نے اقتدار سے کوئی بات نہ کر کے
 سختے میں بنا تا میں نے نہ تو کوئی کو جو یہ ہے یہ کہ کو وہ دہ سے مدد ہے نہ تو کوئی
 از اس سے منہ کی کھالی خوشی مسرت کا وہ جہاں تک قائم ہا مالک مولا عورتا ہو جی سوجا
 کے جہت سے کاوی نے

منہ دیا کے منہ کو جہاں گھر نہ تھا۔ یاد رہا وہ جہاں جہاں کوئی کیا یہ سبب جس میں تم کوئی
 اور اگر دیکھا اس پر نظر رہا اس کے ساتھ ہی کی اور نہ کی کھلی تھی کہ یہ سبب جس میں تم کوئی
 اتنے سے ہی جہاں گھر نہ تھا کہ یہ جہاں کا کھانا تھا اور نہ دیکھا تھا اس میں

ایں دریں حرب کی یہ صیبت غم بجا نہیں جوئے پاں تھی کہ اکوہر ستارے میں جہاں کونہی
 سہستوں کی جو پاکیزگی کی ریاستوں نے نہ کی کے صلاب نرائی کا اعلان کر دیا سہی جہاں
 کا وہ سہندہ ہر بھی شہر سے بھی نہیں پایا تھا ہر خوش میں تیرا اہل سالوں کے دور میں ملے آدو کی
 اور جویت کی تحریک ہر پہلے کی میں نہ میں اس تحریک کی رہنمائی میں لوگوں کے کی میں یہ
 ایک دم جہاد سے میر کا بھی ہے، شہر آشوب اسلام کے نام سے کم و حسرت سے جہری ایک
 ایسی نظم لکھی جس سے اس عارف و مسلمانوں کے دہان کو آنسوؤں سے کر دیا سہی جہاں کونہی
 نے گلاس کی نگہوں سے دیکھ کے غم کے چند قطرے بے اختیار غل نہیں گئے۔

حکومت پندہ دل آواز پر زخم و نشان لگات	جہاں کسٹھ لعل سے نئے کار وصال کینک
تباہ سبب کے گرھنے کے دیے پڑے	ضد سے آسمانی میں آریگی و جبر کینک
مرا کشی بچا کا دوسری کب دیکھا ہے ہر	کہیں تاجی نہ کی کا مریض صحت ہاں کینک
یہ پہلا پلا چکان سے جو ہر تھا آتا ہے	انجو کے کا مظلوموں کی آہوں کا روح کینک
یہ سب زبانی تو سب کا کا تھا دیکھ دے	یہ سیر نگہ دیکھانے کا شہیر نیم جہاں کینک
یہ نہیں ناو مظلوم کی سے جن کو جانی پر	یہ راگ ان کو سنائے جو قہر و قاب کینک
کوئی پچھلے سے تہیہ بنانی کشت	و غم آئیں تہ کے اپ شہر زنجیر پان کینک
یہ خوش انگریز اٹھانا بیدار دہانے	یہ صلب مذہب کا شہر آہ و فغان کینک
یہ انہم کو تو اس کی تیزی آواز ہے	یہ داری گردنوں پر ہلکا سا کینک
غیرستانوں کی ہر گرم نے نہیں دیکھی	و غم کھنک میں تم کو غم سے خون کینک

بھی روئے جہد و سرور کو بجا رہا، مسلم ہونا تاکہ یہ بھی لکھو کی گئی مای مجلس پھر خواجہ کمال دہلوی صاحب (لاہور) اس زمانہ میں شاعت اسلام کی عرض سے سبق (پیشپ گیت) مبرور ہیں مقیم تھے اس قلم نے ہزاروں میل دور سے ان کے وہ پوجو اثر کیا اس کا ذکر ان کے اس خط میں ہے، جو انہوں نے لندن سے مولانا کے نام لکھا تھا۔ کرمی مولانا، اسلام علیکم اگرچہ بزرگ اس دور میں نہ تھے مگر کسی حد سے پھر چوں کی طرح رہا تو آپ کے طبع و روح پر کے ہیں جو اس طرح برکتی نخل سے نکلتے دکھائی گئے کہ ان کی حیثیت اور مدت جیسا اور کیا اس امر متظر سامنے آتا ہے، احمد تعالیٰ مدد کرے

مسلمانوں سے پار پار حکومت برطانیہ سے مطالبہ کیا کہ وہ مسلمانوں کے احساس کا ٹٹا کر سے اور دنیا کی روایتوں کی سیاسی انداز سے باز رہے، مگر اس کا جو صہا بیت پاس انگریزوں نے اس پر شہرے لیا کہ یہ کہہ کر اپنے دل کے چھوٹے ٹوٹے

وہ کہنے لگے کہ کم کپاس ہر سانس ملے گا	مگر اس کا اثر جو کچھ جہد و جہد وستان لکھتے
مگر کیا کریں اس لیے کہ مخالف گیری نہ ہو	عراق و قاتلین جہد و جان و قیروں لکھتے
مناقض ہو چکا ہو کہ میں نے کی تو کیوں ہو	یہ مخالفین کی انگلیوں پر ہاں لکھتے
ہاں جو شہر اسلامی نہیں باور نہیں	یہ انداز تعالیٰ بیورہ گاہ و استخوان لکھتے
پڑا سوتا ہو کر گئی گنبد حضرت قیوم میں	کہ جس کا بدن خواب میں ہو تو سہلکے
کوئی جا کر کہہ دے ہم گناہوں کی پابا	کہ یہ مسلم کی ہمتا قیروں لکھتے

اسی زمانہ میں جب تمام جہد وستان میں دوزخ سے برطانیہ کے اس طریق سیاست کے

خلات و جس و غصہ کا جو ذہنی ترقی رکھتا ہے اس کا گناہ و گناہ اسلامی انہی میں سے ایک ہے اس کے خدشات میں سلاطین کے حامیوں کی مخالفت میں ان کی تجویزین شائع ہوتی ہیں، اسلامائے اہل علم میں اس کی پورہ برتری ہے۔

ایک دن قہر کا دورہ ہی سلم کی مدح
دفعہ چوتھی جنگ مذہب و ایمان میں گم
پاؤں تھے تو کربلا کی پرتکیر بھی رہتا
ہو گیا ملک بچے سے بھی رہے نہ گن
تیرے ہاتھ میں وہ جو ہر گشت و
یہ ملک ہاتھ جو ہر گشت و

نہاں میں ہر جہت میں ہر گشت و
کون کے لئے بہتر ہے کہ وہ ہر گشت و
سے مضبوط ہیں، ان خدشات سے مسلمانوں میں سے ہر گشت و
وہاں کہتے ہیں کہ ہر گشت و
مولا محمد فی ہر گشت و
وہ ہر گشت و
ہر گشت و

ہر گشت و
ہر گشت و

بڑے میزوں کے بھر جانے کے عقابم پر جب ناکر نہا رہی اپنا یہ جتنی وہ خدمت کر نہا وہستان واپس
 آئے ہیں تو مولا، اتفاق سے تقبی ہیں تھے جب وہ حوالے سے آئے تو مولانا نے ان کے پاؤں
 دوبارہ چومے جاسے۔ ذکر نہایت سیدھے سادے تھے اور دیکھا کہ یہ تمہارے پاؤں نہیں اسلام کے پیرو
 عربت کے پاؤں ہیں ان کے یہی علامات سورون اہل کی صورت ہیں گویا ہی کے اس جلسہ میں
 سوسے جس دور میں کے انتقال و حیرت دم کے لئے بھی ہیں جس میں نہایت پروردگار

کہ اسے غیریت سے برائی دیکھا تھا رہی	لہذا کوئی تیرا شکر نہایت صبر سے رہی
یہی تھا اور اسلامی ہی تھی رسم غمناوی	بزمادب کو جس جا کر جلیوں کی تم نے لڑکھ
خدا کے فضل سے تم نے یہ کینا جملہ پر ساری	مراقب ملک و ترکہ نانی و دور رہی
مستند اہل ہا سے درود و خوش گریہ و تار کا	تھا دستانہ دکن کے واسطے سچا مراد تھے
حقان سیر و پشانی جنت کی مشہور رہی	عقاد و صحت اور عزیزوں کی سناں رہی
کہ سب کو چھوڑ کر پیچھے وہاں اپنی گریہ تھی	لڑکھ کہ پھر یہاں سے سب کو شکستیں تھیں
کہ سب بل و ملن کو چھوڑ کر پیچھے پئے رہی	جو کچھ پوچھو تو تم غصہ بھی ہو اور دعا بھی
مرضیوں کے لئے عذاب کی غیب پائید رہی	کسی کو وہ نہیں بھی یہ سداوت بل شیک تھی
کہ تم نے کی چور کاں چاہی کی چوس رہی	جو کچھ پوچھو تو یہاں خوشیوں سے نانی
کہ تم نے تار پائی رہی کی اسے نہ ہوا رہی	نہا رہا تھا اس بل تہمت میں کہ تم ہو
کہ دیکھو اسے جو تم نے کی غیروں کی خبر رہی	تھا سے سے سنی کی شریاں پرست کہ تم
کہ تم دیکھو کہ اسے جو نظر میں کا نظر خود رہی	تھیں کچھ جاں داری ہاں سلا کی کو کھسکے

پتھاپ میں، یہیں صاحبزادہ کا پیدل ہے کڑکوب کی عہدہ دی ہیں، اگر قرانی کے جاتے تھیں تو کوئی
آزادی سے انہیں بھگوان کر لیتی تو دیر نہ ہوئی ہے

لیکن یہ جو بیوی شریعت میں دامن کے مہلت ہیں یہی ترتیب ہو گا اور وقتی حدود تو یہ اچھاں رکھا گیا
ہے اور خود خدق میں ہوا میں مصروف ہوئے کی ویرتے انصرفت اصل میں بیکار کی، اور ہر قصا ہر کی، اگر کیا
جو ملتی جو نہ ہر کا نہ کر، یہاں سے

نہ کر کوئی، امانت، یہی وقت فرض میں کر اس لئے الی حامی موقع اور غنڈہ من کے وقت اگر نہ کر
مستعد نہ کیا جی تو اس سے تیرہ دیکھنے کی جیت جو سکتی ہو

قرانی میں اسامہ جو مسلح ہیں، تو ہمیں چھوڑ سکتے، اور کوئی دھمکان کو اس پر بھیج کر سکتی ہے، یہ وہی
کہ مقابلہ میں جیلا کی قوم کی پکار کر سکتے ہیں

میرہ کہ میرا یہ اسامہ صاحبان، عباد بھی دیتے ہو چو رہا یہ قتل کر دیں

حرک میں جنگ میں اور یہ چل رہا، نہ جنگ، پیچھے ہٹ آئے تھے، اور انہیں پالو بھی تھے
سے چاہئے تھا، مگر آخر تیری صورت ہوئی کہ انہوں نے اس ختم کر کے چلو رہا ہیں ان کا چلا
تھا اور وہ سے یہ ہیں، اور اس کو اس طرح سے بڑی خوشی ہوئی، یہاں سے مدح میرا سنا ہے کہ اس پر کیا
کے پیچھے نہ لگے

اسے ترک نہ کر دے	اسے ترک نہ کر دے
ہشت و پناہ آفت خور نام سے تو	نہیں نہ، ہر پناہ سے نہ، ہر رہے
دیکھیں ہر تیری پہ سے ہر کڑی ہو	میرا تر، یہی غم نہ کرک نہ رہے

تو سے دکھا دیا کہ تری بیعت جاں نسا

ابھی افسے سخی دشمن کا رانہ ہے

نہیں جو سے ترش جام کا ہر ورق

شیر تیری خامہ رنگیں طرز ہے

طرز میں اور بستان کے ساتھ ساتھ سیاہ سیاہ اسلامی کا تیسرا ہم جاوے خود بہد وستان میں

سہد کا چرک صورت میں پیش آیا

سہد کا چرک کاٹا ہوا
جلان کا شہر عشرت بھی رہا ہی تھا کہ سہد کا چرک کا ایک سیاہ رنگہ رٹھ کر ہوا ہے

شہرستانی سلاو کے رہی و قوی جوش خروش کے طوفان کا سیج

جوش میں سفر ہے اپنی شمس و قمر، دونا ہوا جب جنگ لعل کی انگ، ایک حرکت بہد وستان

سے مرادوں میں دو بہر کہ، رہی تھی اور سلاو کے وہ بھائی و زمانہ، خود ہر کی سیاسی روش

سے سخت شتمن تھے، دول کا رنج و رنگے نہیں پایا تھا کہ ہو برقعہ کے گھر و منبر میں منی اور ان کے

مختلف حکام کا چور کی خط کار یوں سے خود وستان میں اس کا ایک سوخ ہم پہنچا دیا کہ چور

کے خط بھی، دریا میں ایک سہد پروردہ تھی، وہاں سے شرقی پریشانی سے ایک سی سرک سکاں

میں سہد کا ایک حصہ جو وہو خانہ تعمیر میں آگیا، اور سلاو کی دشمنی کے خلاف، بہد و قوی میں

سہد کر دیا گیا، اٹلا لنگہ سی سکا پاس، ایک چوڑا سا سند بھی تھا جس کو پکار کر برترک تھا کی جلی آگیا

برقعہ سے نہ دھلا تو اس میں ایک لنگ سی لگا دی رہا، آگے سے لنگہ لگا کر جب رمضان المبارک

کی دوسری تاریخ تھی مسلمان کا چہرے سے سولا ناچہ لگا دیا، بھائی و دریں اٹلی و درہ لیا است

لگا چہرہ کی سر کردگی، یہاں ایک غلام اشران حصہ سفید کر، جلسہ میں کافی خوش و خروش پیدا ہوا جیسے

۳۰۰ جہاں مشرق کو زکریا سے جو بچوں نے بھاتا، اس کے بعد کو لڑائی قوم کی جی گسیج بھی گسیج رہی تھی
سرخ و کھریں بہر شہر لنگہ سے شہر و قریں میں

املاں لکھتے یا جتھے دلی باز بندار لا پور میں پھرتے ہندوستان کے نام سے تھے سرسنگ
 مالا جوش و خروش کے ہر کام میں جی میں اس سلسلہ میں جو سب سے پہلی نظم کہی اس میں اب بھی
 جوش و خروش کا وہی طعن ہے۔

کلی جھک چہ لاشہ یہاں نظر تک	و کھ قریب نام کے نور سہرا کی چورتی
کچھ فضل خود مال ہی جو نسیب خج و کر	بچن نہ کہہ با سب کہ ہم بہ تصور ہی
اسے خواں ملے کہ پائیں حد کا گھر	فرما گئی تو سب سے نفع صبر میں
کچھ فوجاں تھکے بے خبر نہ شوب	ظاہر میں آج پھر اس قبیل شہر ہی
انسا پور تہو سب یہ کہتا ہے دیرینہ	حیرم کوئی میں سے گرد ہنر و رہی
میں نے ہم نے روک نور جیسے ملے	رسکے سب سے بدنامہ دوا دہی
ہم آپ اپنا کاف کے رکھ دیں کہ تو	ندت شاس وق دل ابھر میں
کچھ ہر کہہ سال زہر و دوا و وقت	جھٹکا کھ جوں ہی عمر تن ق تو میں
پڑھا جوں سے کون ہو تم پائی بھٹا	ہم لکھن سرکہ کا م پور پڑھا

انہوں اس کاظم تھا کہ اس وقت بھی میں کیوں تھے۔

مساہد کی مخالفت کے شہر اس کی حالت	حد کو آپ نے شکر و فدا و عیت سے
جس کی جو کہ اب ہر جا ہر ستہ بہر آتا	نہیے گی کلمت کلم اس غنی کی ضرورت ہے
بیانی پادہ دیں مالدار میں کر نہ میری	نہ نہ بدستار و مانی کی درشت ہے
یہی اس میں گریں کشتی کی حیرانہ ری	تو لکھو سستی از دوسے قالی کی شکایت ہے

شہیدانِ وفا کے نظروں کا مژدہ ملے
عرب سبیر یا کو اٹھان کی ضرورت نہ
عجب کہ ہے جو غزیر سے نہج پہلچین
ہوئے ہیں سویرے ان کو جو بائے کی عادی ہے
شہیدانِ وفا کی ناک سے آتی ہیں تواب
کوٹلی علیا میں وہ کے عسکر سعاد سے
انہی کے ملے آثار کا اندازہ ان دوروں سے کیئے

اگرچہ کہ میں تم ہی نہیں ہواب باقی
اگر یہ صدمہ بلخان سے ہو گزشتہ
پارکھے ہیں گزشتہ نے بندہ قلوب
کہا نہ کہ میں وہ نہیں لاکچہ حق و
کیا پوچھتا ہوں کہ رسولِ عرب کی قوم
کیوں گشت ہی ہوا نہ میں نہیں
نہ خود گھنچا ہے گر تار و دن یہ
کچھ سیلاب کی ناک میں کچھ کاہد یہ

مسلمانوں کا کام یہ تھا کہ ستر شہزادہ کی کشتی کا چوڑا کر سڑی جائے
سید اچھی جگہ پر چڑھ کر
جائے۔ نہ پوس کو چوڑا دیا جائے۔ اور ستوں کا و سما دایا جائے۔ ستر میں نشین نشست گور
بولی اسے تھے کہ ستر چارو بیسہ کر چکے ہیں ترمیم میں ہو سکتی،

وہی مدبر ہی پہلے دلی تھا جو قسری کے مروج پر قنبر بھاگ کر تیس کا ناشا ہو چکا تھا کہ وہاں
کی تعمیر مہم کو وہ شہزادہ بھائی نے مگر بدل دیا تھا جس کے شوق و دیر سے اور وہ اسے بڑھا
دار بند کر کے رکھے تھے کہ یہ طے شدہ دوسرا قافیہ تغیر میں ہے "مولا نے اسی را قمر کی طرف اشارہ
کر کے تعریف و تلمیح کے رنگ میں یہ دونوں ہی قطعے ارشاد فرمائے۔

حشرِ ثلاث جو سود کو تو باغ کا
نہست ملکی کہ گزشتہ از گشتہ قند
عہدِ عالم سے سوئے قوت بجا از سر
گئے کرو دہن خود کہ میں کہہ رہا تھا

مولانا کے قریب آگئی، اصل کی استودی کا مال تقیر چھوڑنے کے بعد میں معلوم ہو چکا کہ اب جب
 وہ پنجاب میں آئے تھے، ان سے بدلی چکا تھا اب سلطان بھی اسی فیصلہ کو بدلیا ہے میرا دم نہیں میں گئے،
 اگر گشتیوں کو روک دیا جائے۔

جواب ملا کہ اگر ضرورت ہو تو میری گزرو
 دے اور قسمت بنگالوں میں اندیشہ ہی بابت
 کہ اگر گشتیوں کو روک دیا جائے، تو لی روزی، یہ اگر باقی
 سوتیلے کا ہوا ہو گا، ہاں میں اویس نے کی کوئی نہیں میرے، انھوں نے مولانا عمر علی مرحوم کو رو
 تھ کے در پر سے مولانا احمد علی فرنگی علی مرحوم کو نصاحت کا پیام دیا اور صلح کی گفت و شنید کا
 آغاز ہوا، اب اس طرح شروع ہوئی کہ قیدیوں کو رہا کر دیا جائے گا، انھوں نے سے مقدمہ اٹھایا جائے گا
 اور انھوں نے کوئی دھم دے جائے گی، لیکن میرا کہ جو حضرت کو روایا ہے وہ سب اسی طرح چھوڑ دینا
 اور سلطان اس کو دوبارہ سونے پر اصرار نہ کریں، چنانچہ مولانا نے یہ قطع کر چھوڑا۔

وگتے ہیں کہ مقام ہی آباد صلح	یہ اگر پہلے تو جو نئی تقدیر نہیں
لیکن مقام کا قصد و غایت کی غرض	یہ حقیقت میں کوئی صلح کی تدبیر نہیں
یہ بحث اگر ہے تو قطع میرا ہے	ویرت تھی شہزادوں میں میر نہیں
وہاں خواہی مسجد ہیں اسیرن حفا	وہ دن کو کلا سنی قصد پر نہیں
ہم سے جو غوا قبیلہ میری نے کیوں نہ	کہ خیمہ خروہ محبوب ہے اور خیر نہیں
چونکہ یہاں اگر آپ سمجھتے ہیں میر	آپ کے نام میں اس کی تسویر نہیں
آپ کہتے ہیں وہو خانہ عا بھرت نہ	یہ بھلا سنئے فقہ کی تفسیر نہیں

اسے باہر کر دو، تو سرورِ محبوبہ بھی
 تو نے ہرگز میں دلیا جو کھانا شکست
 تو نے کہا کہ عیا کا وہ انجوا خوش
 تیرے صحنِ کرمِ مہم نے ریزی یہ بند
 تو نے اک آن میں کرنا ہر گھر تمام
 بات دیکھ کر ہی تو رہنے لگا ہر گھر
 گر ہر جگہ ہر جگہ میں نے کبھی
 تیرے وہ باہر ہی نہیں جہر و سنا
 وہ کیا تو نے ہر آئینہ چاندنی بہت
 یہ حقیقت میں غفرندی سلطان ہے
 گر ہر اندہ ہی نظرت سلطانی ہے
 کوئی کرم جو دقیدہ کو زندہ ملی ہے
 نامہ روز میں یہ ترسہ و درجہ بانقی ہے
 گر ہر لادہم نہیں اندازہ پناہی ہے
 فکرِ حجابِ مگر نظرتِ فدائی ہے
 انہی میں یہ بیگیں شبلی نہ مل ہے

اور موطا لیل الکلام کو جو اس زمانہ میں مسلمانوں کے سب مقبول رہتا تھا اس کو ایک کی جان کر
 لکھا۔ تیسرا دم کا حق چودا کا معاملہ میں جو سوا بیس چوکیدہ اسے مروست اس سے گئے بڑے کی حرا
 تیں۔ (۱) لیل الکلام۔ (۲)

چنانچہ اسی پر اس کا خاتمہ ہو گیا، اس طرح کے پاس جو بڑا دوسرا دوپے بھی جو گئے تھے، اس
 سے برسوں تک پہلے کا پندرہ گے غلو بن کر ہو کر اس کی امداد میں ہوتی رہی، یہ چودہ مسلح مددگار
 سیاحت پہ، کل حالات میں رہا ہمیشہ سے، اندوختے، امداد ہو رہا، حالانکہ وہ ایک ایسے
 گھرانے میں پیدا ہوئے تھے جس سے اس کے اہل کے دوست کے مطابق حکومتِ حوت جو وفادار
 اور حکمت مند کی تاجہ رخی میں ایک نئی نالی کی تھی، اسی کے نامہ جہاں حوتی کے دوسرے
 برسوں نے اپنی ساری حکام صلیح کی خود تہذیب کی، اور متوجہ کر کے اس حوتی کی اور گھر کر

سے مل کر قی گزرا گئے تو وہاں کی تعداد گمانی تھی وہاں کے آئے ہائے سبھی وہی تھے بلکہ اس
موضع سے وہاں فوجی مذہب کی حیثیت اختیار کر لی تھی جس سے انکار نہ ہوا سے کم نہ تھا اس لئے
ان سرخ کے ساتھ مولانا کی سیاسی آزادی ان کی دھڑی صداقت کے سوا کسی اور سبب کی طرف
نہیں ہو سکتی۔

مولانا چند ایک خط میں جو سمارت میں چھپ چکا ہے، ایک صاحب کو لکھتے ہیں :
”میں جیتا ہوں، سرسید کے ساتھ ۱۸ برس چاہن پوٹنل مسائل میں جیتا ہوں اسے مخالفت ہے اور کچھ
کو پسند کرنا اور سرسید سے مباہلتیں ہیں، سعادت و سرسید (۱۹۰۲ء)“

و مولانا فقیہین مرحوم جو سرسید اور مولانا کی کے رواد کے لگے کالج میں پڑے ہوئے تھے
اور وہی سے بھی طرح و خف تھے مولانا کے ساتھ وفات پر اپنے نصیر بہرہ و رندہ اور سرسید
کیا لکھتے ہیں : ”سرسید احمد علی مرحوم نے سب میں کچھ کڑا دیا حال تھے نیکی سیاسی مصلحت میں نہ
بڑا دیر وقت چند کفر و بدعت سے بڑے تھے اس سے کالج کی برقیہ کی کہ رواد ہی سے مولانا کی
و سرسید کے سیاسی وفات سے سخت کراہت تھی :“

مردی، قبل اس کے صاحب سید مولانا کی سرسید نے لکھنؤ میں کانگریس کے حالات جو مشہور
تقریر کی تھی مولانا کے پاس، مچھا کر لی گزرت میں اس کا جواب لکھا
مسلک میں جو تین کے ایک جلسہ میں تھی اور مولانا کی حکومت پر جو مہارت جو تھا اور مولانا
سے ضم بہت کی باہر پر جو تقریر کی تھی اور سرسید نے اس کے جواب میں اپنے گزرت میں جو مہارت
لکھا اس کا ذکر پہلے آچکا تھا

اپنی جڑوں کی سیاست اپنی کلمہ علمی بحث سے آئے نہیں زیری قحی اور اپنی مجلس میں بیڑہ کر
 کا کر میں کے مطہریوں پر ہر جوانی، رسولوں کی سہی لڑی کا، تو یہاں کرتے تھے اور یہاں اور
 رنجادوں میں تہذیب و ستانی لکھنے کو بیٹے لکھو کے نام کر میں بند کر کے پوشاد اور انھیں تھے بہت قحی
 سے پڑتے تھے اور اس سے تو پتے تھے سیکر اور سٹیشن میں تقیم پچان کی منج سے دتہ ہوں کی
 ہو کر تھے یہ وہی تھے لکھنؤ کے سید محمد، ایسور، مسمون، اس انقلاب کی فشار سے لے کر
 غلام اور ملا، شعی ہی کا تھا، جس کی ٹہری مسلمانوں کی پوشیل کر دت سے مسلمانوں میں مستقل کیا
 انقلاب برپا کرنے کے لئے تھے اور تہذیب کا رجو، بہت ضروری تھا اس وقت لاہور سے تھے
 وہی سے تھے اور لکھنؤ سے انقلاب، جیسے آباد، خداداد غل، رہے تھے اور پچان میں مسلمان
 کا تہذیبی سیاسی مرکز تھا اس قحی کے اجاروں کے رجو سے عادی تھا مسمون کے کی کو کر د کر پچان
 مسلمانوں کے لئے اس زمانہ میں لکھنؤ میں ایک عالی حضرت و جوان سید میر جان صاحب تھے
 انھوں نے ان دنوں لکھنؤ کی سرگرمیوں میں بہت اچھا کام دیا تھا ایک، پند گنگ و دم
 قائم کیا تھا اور ان دنوں میں ان کے پارک کی شمالی قطار میں ایک، لانا ذکر پر پیرا جانا
 میں، جیسے تھے، اسی کے پاس یہ پند گنگ و دم تھا سید میر جان صاحب اگر مولائی حضرت
 آیا پچان کرتے تھے ہونا سے ان کو شہود و اکوود ایک آزاد مسلمان اجار جاری کریں جس کے
 تباہ میں تہذیب، ان کے ہی اور جو خیالات کی ترویج بھی ہوگی انھوں نے اس شہود
 آگ لگا چکی کہ اس کے ساتھ ہی کی ترقی ہونا چاہئے ہیں انھوں نے ہی کو قہر کیا کہ
 اس طرح سیم گزشت کے نام سے سٹیشن میں لکھنؤ سے اجار ملا

تھا کہ باغی تیری کہتے تھے مولا نے عرض کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ صاحبِ کرم کو پہنچا کر کہیں گے
 علی گڑھ میں بیٹہ گزرتا اور مولاناؒ دلی لکڑے اس کے آؤں تھے ان کا کہنا یہ تھا کہ وہ پورا تھا
 تیار کر بیٹے تھے بہت کچھ دے گئے تھے اور جو کچھ تھے وہ جنہیں کچھ تھے اس میں ذی صافی اور ہر
 نہیں دیتی تھی لیکن وقت یہ تھی کہ علی گڑھ کے وہ ہیں ان کے اور کو نہ اس کے دریاں جس مولاناؒ
 میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا اس کی یہ اور کوئی وجہ نہ تھی نہ صاحبِ کرم کو دلی مولاناؒ کی طرف سے
 صاف نہ تھا۔ مولاناؒ کی نقل تو کسی شہر میں مولاناؒ تروالی سے اس پر پور چکا اور اس کو کوئی
 دھرم نہ تھی نہ صاحبِ کرم مولاناؒ علی گڑھ میں پچھو پچھا پچا پچو مولاناؒ سے شہر دلی میں صاحبِ کرم لکھا۔
 سترہ سو سالوں میں بھی جو کچھ ان سے پوچھ لیجئے کہ کیا ہیں گئے یا نہیں، تو بڑا صاحبِ برج سے تھا
 نہیں، رخصت ہوئے۔ اس کا سر حال وہ دیکھو اس میں پچھو اس کے ذوقی ہیں کے جو شہر میں
 صاحبِ برج سے یاد دیکھ لی تو اس اختلاف کی بنا پر جو مولاناؒ کو سرسیر کے بعض خیالات پہنچے گا وہ
 سے تھا اور جن کا ذکر یہاں یاد میں ہیں یا صحت رکھتا ہے مولاناؒ سے اس کا کہنا کہ دلی میں
 ان کتاب صاحبِ کرم میں سے مولاناؒ دلی کی تھیں مقصود تھی بلکہ یہ مقصود تھا کہ اس کتاب
 میں وہ صاحبِ کرم کی زندگی کے دو طرفہ نہیں ہونا چاہتے تھے اس کی وہ صاحبِ کرم کی
 چنانچہ صاحبِ کرم سے دیا چھوڑا ہے اس کی شہر کا اور اپنے طرز عمل کی توجیہ کی ہے۔
 مولاناؒ کی خدمت میں کہہ رہا ہے جو بیوی بیٹہ چاہو پر کلمات میں ہیں یہ سب دلی سے دلی
 تھا مولاناؒ سے اس کو پورا کر لیا اگر وہ دلی میں رہے تھے تو ان کا ہر بہت کچھ کہہ سکتے تھے
 ہر حال مولاناؒ میں اس عقیدہ سے مولاناؒ دلی کے بعض خاص عقیدہ وہ کہ تھی یہ عقیدہ بیٹہ

اور اسی وقت سے ان صاحبوں کے قلمت چپ کر دی یہاں تک بکھا گیا جس میں مولانا شہل کا ذکر
 کسی طرح آسکا جو ان کو قصداً یاد کیا اور ان پر چند ناخامد حرف کشادہ وقت کا مشا بکھا گیا، ان صاحب
 مولانا مولوی پر گویا کے دل ناخامد تھے اور دوسرا ایک دوسرے کے بھروسے جو سر
 خاص یہ کہ اس مصافحت کے بعد دوسرا ہستان کو انیری کے لئے منتخب کیا اور وہ خود کسی
 طرح سے مل گئے مولوی و حیدرین صاحب سب جو ستہ اوزان سے مولانا حیدر ربی صاحب کے
 یہ کم گلا پر ملاقت ہوئی اور طرزیوں کے گند و شکارت کے بعد جس میں سرسید کی ادبٹ ٹھنے کے
 پرانے واقعہ سے حیات مادہ پر تکلف سے ملاقت پر گفتگو ہوئی اور سرکار برقی فرشتوں کی بسانہ گویا
 گئی مولانا حیدرین صاحب کا حیدر صاحب جو اور مولوی صاحب سب سب گویا کی اور میری کے کو
 لکھنو تشریف کے سے اور مولانا کے خربابی ایک دوسرے کے بلافاصلہ میں فی کم مولانا
 ایک اور حیدر کی حیثیت سے بہت کامیابی سے نکلا اور دو سال تک بکھا رہا اور مولوی
 و حیدرین صاحب گشت مسافر ۱۹۱۳ء تک اس کے ذخیرہ ہے۔

تشریح ترمیم میں مولوی صاحب اللہ مولانا میں جو انکا ورہا اکثر سادہ پیش پیش پیش
 اور مصافحت پر گفتگو اور اخبار کی سیاست کی تجویزوں پر پیش جوتیں مولانا صاحب دیر گویا
 بھر سے اور کبھی بے نام کے مصافحت اور وقت لگتے تھے اس سے مولانا میں یہ چیاں پیدا ہو گیا تھا
 کہ یہ صاحب مولانا کا اخبار ہے اس لئے اس اخبار کی پسندیدگی کا سادہ ذکر نہایت مولانا کے حصہ میں
 آتا رہا مولانا کا خیال تھا کہ مولوی و حیدرین صاحب کو یہ اور گوار ہو اور وہ اس کی فکر میں رہے
 سہ ہر بات مولانا کا خیال تھا کہ صاحب سب سب دلت وہی اور گوار تھے۔

درمانش میں ہیز کر سکتا ہے، یہی قول درنگا ہوب سے توجہ نگاہ ایسا دھس کی ایک مثال بھی نہیں ہو سکتی
 با قریب ترین یا نہایت خوبصورت قوی کا ہم میں رنج باز سے، ایک تہہ اپنی قبر سے میں کم کر کر کر یہ بہت
 اس سے بہت زیادہ پہلے نگاہ احساس با عمل دلی ہے

دیباچہ صحت تبدیل سطح نظر ایک ہر جہت جو انسان کے جہات و احساسات کو رانج کر سکتی
 ہے، ہزار تبدیل کیا ہے، ہم نے کسی چیز کو نکالا ہے، ہزار کیا منہا سے جالی ہے، یہ ہے اور نوکر ہوں
 کیا اس تبدیلی سے قوم کی کسی قسم کے بُر و بد جہات پیدا ہو سکتے ہیں، کیا اتنی سی بات کے سے، جس سے
 کی جا سکتی ہے، کیا یہ مقصد کوئی جزا و جزا ہوں میں پیدا ہو سکتا ہے، کیا اس دورانی میں قوتیں خاک چھوڑ
 کی سبھی بن سکتے ہیں؟

میں بہت شخص سے صحت عقائد، جو ہر ایک قوم کی قوم میں بہت خوشگلی ہیں اور بڑی محنت
 جو اسے پہلے نگاہ صحت سے جائز آزادی کا کام ہوا، وہ رکھ رہے ہیں، ایک پوری یا ہر دو گاہ میں یہ ہونا
 انتظام کو مستعد پر نگاہ میں رکھتا ہے، اور پھر باہمی صحت اور دین صحت کی کوسل کا نمبر باقی رہتا ہے، لیکن
 سلطان کے کوشش کا سر میں ہیں، اسے نگاہ میں ہیں، اور سر تہ سے فوری پوچھتے ہیں، یہاں تک کہ جو قوم کو
 کوٹ میں اسے مستعد چاہتا رہتا ہے، وہ تعلیمی کا سر میں میں شریک ہوا شروع میں، ہم کو مستعد ہے کہ بہت
 مستعد ہو گا، اسے مستعد نگاہ کی میری کے ساتھ یہ سر دیتے ہیں، گناہ صحت کا کمر ہوا سے دھارت و دوائی
 بہت ہمیں انتظام صحت کا سبب پوچھتے ہیں تو ہر صحت کا رنگ ہونے کو گناہ ہے
 کہ... پھر میں... اس نے آواز شکر کہ صحت ہوا... کی پور میں ہیں، صحت ہوا...
 ہر صحت کے شکر دلی صحت سے ہیں، ہر صحت کا وہی خیر ہو کی صحت کا اور گناہ کا تو ہم میں ایک صحت

پھر مسلم لیگ کی یہ حقیقت تھی اور وہ کہہ کر عظیم وجود میں آئی۔ اس پر جید فہم سے ہیں۔
 اس بنا پر بالیکس کی بحث میں سنی کے بڑا اور قہر کا کام یہ ہے کہ یہ سمجھا دے جائے کہ مسلم لیگ نہ آج، بلکہ
 ہزار برس کے بعد بھی یا جس بھی بدستور سنی مسلم لیگ پر نکرہ تم ہوئی؛ کب قہر ہوئی، کس نے قہر کیا؟
 اور سنی کے بڑے کہ یہ تو یہ وحی ربوب مرتبہ مرحوم، خود میں سے اٹھی تھی، کوئی رشتہ، دوسرے کا دعویٰ
 یا سوانحیات اگرچہ اصل مسئلہ کسی قدر اتر گئے ہیں، اور اگرچہ ان کے جواب دینے کا حق ہم کو نہیں
 حاصل ہے، مگر قدرہ و ادنیٰ تو اس کو دیکھو کہ مسیح و توحید اور انھیں تو جی کو پہون کی طرف سے بھی کئے کی جائز
 تھی، تاہم اسے مہر و توشیح نہ تھی۔ یہ ہم کو کہنے کی طرف متوجہ ہے۔

مرد علی طلب مدد ہیں۔

۱۔ کیا یہ کہ مسیح و توحید میں تضاد ہے؟

۲۔ کیا اس میں بالیکس کی علامت پائی جاتی ہے؟

۳۔ کیا مسلم لیگ، مسلم لیگ، وہ کہ کسی کام سے تائب ہو سکتی ہے؟

یہ کہ مسلم لیگ اور میں تنہا کا ذمہ داری ہے، وہ پورے پارٹیز کے لیے کارکنی نظام قرار ہے، جو
 کی طرح اس میں موجود ہیں، جو پورے تنہا کا ذمہ داری ہے، وہ پورے تنہا کا ذمہ داری ہے، وہ پورے تنہا کا
 ذمہ داری ہے، وہ پورے تنہا کا ذمہ داری ہے، وہ پورے تنہا کا ذمہ داری ہے، وہ پورے تنہا کا ذمہ داری ہے۔

اس کے بعد مولانا نے مسلم لیگ اور کنگز کی مدد واری سے انہی دونوں کے مطابق
 کی قہر، قہر کا سوا، کوا ہے، اور کنگز کے مطابق کنگز کے قہر کو کنگز کے قہر کا سوا، کوا ہے، اور
 کنگز کے قہر کا سوا، کوا ہے، اور کنگز کے قہر کو کنگز کے قہر کا سوا، کوا ہے، اور کنگز کے قہر کو کنگز کے قہر کا سوا، کوا ہے، اور

کرو سکے مگر باہر کے شریک جو اس کو شاید سمجھتے ہوئے اس کو گواہ مانتے،

یہ سطر ایک کی اصلاح کی گئی ہے جسے رہنما بروں اور غلاموں سے باطل حال کر لی جیت
صرف دو لوگ شریک کئے جائیں، جو گواہی اور شہادت کے ساتھ ان کے سامنے کر سکیں،

۵۔ سب سے بڑی حد سے مقدمہ درست یہ ہے کہ قوی پائیکس کا ووقیہ جرم خاصہ، پائیکس کی
درجہ علم ہے، اس کے مسائل اور مسئلہ کا ایک وسیع و عمیق ہے، ان کو بعد ضرورت پر، دلیلیا
لا چاہے، اہم ترین مسائل پر سامنے اور مختلف شائع کئے جائیں، کہ جو کہ مقرر کئے جائیں جو کہ
دفعہ کریں، اور چھٹکی مسائل پر طمانہ کر دیں اور دلیلیا، مطروحات اور دفعہ، اور پڑی جو،

۶۔ بعد جو کہ اندر چکا تو، وہ مقرر کئے جائیں جو کہ کسی خاص مسئلہ کے متعلق مطروحات اور پڑی
مثلاً کسی ایک مسئلہ کے بعد مقام میں قیام کر کے ان کے بعد کی تحقیقات کریں کہ میں پس پہلے صلیح کیا
حالت میں، کتنے جیسے تیسے زمیندار، کن لوگوں کے پاس زمیندار ہیں، اس کی حالت ہے،
کتنی زمیندار ہیں، جلاہ ہو گئیں، کس قسم کے زمیندار ہیں، جلاہ ہو گئے، اس کی حالت ہے،
کی کیا حالت ہے، کتنے آدمی، دوسرے مالک میں چلے گئے، اس قسم کے اعداد اور اقامات سے پڑنا
اور اثبات، اور پڑی گئی، اور گورنمنٹ ان سے خاصہ اٹھا سکے گی،

آپ نے دیکھا کہ جو پائیکس کے متعلق ان کا نظریہ تھا، ان کے متعلق، ان کے متعلق، ان کے متعلق،
ہندوستانیوں کے مسئلہ کا تعلق کے مسئلہ پر بحث کی گئی، اور بتایا تھا کہ غلاموں کی حکومت کے
وہ میں سے معاملہ اٹھا دیا جائے، اور غلاموں کی حکومت، اور غلاموں کی حکومت، اور غلاموں کی حکومت،

مسئلہ ایک کی مدد، ان مسائل میں نے مسئلوں کے خیالات میں عجیب و غریب، پائیکس، پائیکس،

سرمیکٹ کے راجہ سست وکن دسے لگی اپنے چند رقی اور عہدہ کی فہرست محوس کی اور قوم کے
 محس تارینہ دس سنا سلا کو تین وراگ اس کے سالہ اعلیٰ (۱۸۷۹ء) میں ایک کا نظام پر
 جائیگا ہوا اسے محسوں کے جو تھے ہر کے شروع میں لکھے ہیں: پہلے ایک بیکل پیرا جت سلم ملک کی
 حالت اور بد وصلاح کے، پھر کے تعلق محس کی بھی جو ہر سرت ہے کہ محسوں نے پہلے حد سے فتر
 ہو کر اس کو اتفاق سینہ ہو اور کم کے سنی عمارت عہدہ اور اس کے کم دشمن دیا گیا کہ ایک سالہ اس پر
 ایک کا نظام تو بنو رہا ہے اور چھٹے کا اور جو تیرہ جت ایک کی احمد کی جی کی ہیں قریب قریب
 ایک ہی نام پر نہ رہی جاسے گی اگر یہ جو سے تیرہم کو ایک کی حالت کی کو رہے ہیں اگر یہ
 ہم سے پہلے ہی کے اسے کروں چلا دیں گے:

بیکلی اور دس سالوں کے اصرار، اٹھ کے مسدہ میں مولانا نے یہی دعاوری کا جوت دیا تھا
 یہی رہی ترازو سے حد میں چڑھے پر شہادت تھے یعنی بہرہ و ساری و دولتی کو تباہ کرنا تھا کہ
 طرف سولہ اور کم نظر اسے تھے اس کے اچھے میر رہا ہو گیا کہ بہت دوسری یہ دعاوری صلاحوں
 کی بے نیسی کے جواب میں تھی اور تاجی واقعات سے اس پر مسدہ کی کہ اگر محسوں کو یہ میر
 زندگی کے بعد شروع ہوا

۱۸۷۹ء میں سلمیکٹ کا ایوان چار نظام ہوا، حسب زمین کی قدر و بچا ایک ملک
 کو ایک کا مقصد قرار دیا گیا اس کے ساتھ ایک دو جتیں اضافہ کرنا اور اس کے بعد
 کو دس کر کے کی کوشش کی گئی تھی سو مشاغل ملک کو نسب

مولانا جو قوم ایک کی اس پر بھی جو خوب خوب طریقہ لکھتا ہے جو کہ کہیں وہ اپنی

میرا
 میرا

کہ جو ملک ان کی حکومت میں قرار نہیں دیا، ہر حال میں میں کوئی بندہ نہیں کریگا جس میں اس وقت
جو کہ انقلاب پیدا ہو جس میں دوسرے اسباب کے ساتھ حوالہ کے شہر پر قحط کا بھی کچھ حصہ نہیں ہوگا
منظم تہذیبیں حاصل ہوئی، ڈیڑھ لاکھ تہذیبی زبانوں سے شکوہ آئیں گے، اہمیت شکستہ میں برسا
پسلی اور مولانا کی کی وراثت پر یکسر دماغ دہریوں کے چنچا تھا، جس میں وہ لکھتے ہیں: ہمیں
کے ساتھ دو صلف کو دست سے دوپوشی کے ہاؤس میں بھی سنا، ان کا ایک ذبیحہ کر کے سے گنت چہر
سال سے دو تمام قومی و سیاسی سہولت کے عملی ہی سے بندہ ہاؤس کا ٹیگر میں اجاڑت میں تانے
اگرستہ سے مراد منظر ہے

ہوئی تہذیبی انقلاب، جو صاحب اپنی کتاب مسلمانوں کا رہنما تحقیق میں لکھتے ہیں، وہ سب کچھ
میں حصہ لے دوسرے میں تب تک دیا، و تراجم و ترجمان انہی کے اسے ہیں، اگر یہ عجیب، بہت بڑا کتبہ
اسلامان، فرقہ وارانہ سیاست سے غل کرنا، ان کی سیاست میں داخل ہوئے، قہر و شہرہ مانگا، کچھ دوسرے میں
انہاں پر گیا، بلکہ انہی نے سلاطین کو قہر پرستی کی دولت سے نکالے ہیں، جو کام کہ جس میں سے
قول مولانا شہنشاہی کے ہیں، جس موقع ہذا کہ وہ پیادہی غلاموں کو یکساں حقوق دے دیں، صرف
کر رہا، مسلمانوں کو سیاست کی طرف متوجہ کر کے، مولانا ابو الفکر، قہر و مانگا، ان کی شہنشاہی کے
شریک کار ہو سکتے، یعنی دوم، ارمو، و ہر دو صوفی ۱۹۱۵ء

مسلم لیگ اور کانگریس | ہر حال میں ان کی یہ کوششیں شریع میں جو ہیں، اور ان کی بے یقینی جو وہ
کا کھانا
کے لیے ہیں، اس سے مسلم لیگ کو یہ کہہ دیا گیا، ان میں وہ وہ کی بات دہرائی
گئی، اور کھانا، شریعت کی شریعت میں، ان کے مجبور و ان کے لیے ہی، اور ہر وقت

دہر ۱۹۲۳ء میں وہ دو سپاہی لالہوں کے لباس لکھنؤ میں جسے پہلے بیگ کی عبادت کا فرض
سٹر محمد علی جینا نے انجام دیا۔

دقیقہ مانتے معزز رہیں پر یہ نظم قرآن کی۔

حق و باطل دونوں ایک جیسے گمراہ رہے
پیشہ دار ایک ایسا نابینا پہلے سے تھے
دہر ۱۹۲۰ء چاکا بیہوش پرستی عام تھی
جب شاعر و جانی قلمی سسرور و زور پر
جیکہ تھی اور دکان عتیق کی مسمرہ کی
پھر بھی تیسری و باطل کا وہ ہم مسمرہ تھا
دہر ۱۹۲۰ء اور دکان عتیق کی مسمرہ سے ہے

دہر ۱۹۲۰ء ستر ستر حقیقت پرست چلے رہے
لکھنؤ میں بچے دوسرے کو دھماکا مار رہے
بیہوش کا حکم ہر صبح دکاندار
جب کہ ہر تاروں پر بکھرے دھماکا مار رہے
جیکہ ہر فرقہ و قسم میں قوم کا سو رہے
چونکہ قوم میں شمشیر دہر ۱۹۲۰ء
گر تیسرا انوار حق چلے دیا جیسا رہے

آیت قرآن کو جتنا خلق مسموم رہی

نفس میں ہادی تنہا ستر حق چوئی

دہر ۱۹۲۰ء ستر ستر حق کی طرف تھا۔

دہر ۱۹۲۰ء دوسرے ایسا ہی تھی ترکیب خاندان پر نظم سودا ہوتی

کے انداز کے سسرور و زور کی ستر تھے
جیکہ وہ دہر ۱۹۲۰ء کا دہر ۱۹۲۰ء ہی
مسجد ہمارے چاروں طرف ہر کتے تھے اُسے
بادہ حیات وطن کو کیسے پروا کر سکے
عقب و پریش سے گو اعلیٰ قوی رکا رہی

دہر ۱۹۲۰ء ستر ستر حقیقت پرست چلے رہے
لکھنؤ میں بچے دوسرے کو دھماکا مار رہے
بیہوش کا حکم ہر صبح دکاندار
جب کہ ہر تاروں پر بکھرے دھماکا مار رہے
جیکہ ہر فرقہ و قسم میں قوم کا سو رہے
چونکہ قوم میں شمشیر دہر ۱۹۲۰ء
گر تیسرا انوار حق چلے دیا جیسا رہے

پھر میں دہر کے سینے کے بچے کو کہہ دے

تاکہ اس کا اگر ستر ستر حقیقت چلے رہے

تیس سو تیس کے درمیان لکھنؤ پکیت آئے مولا اور اب چار سو سال پہ سال مسلمان
 بڑھا کر کئی سال تک متواتر دونوں اطوار کے اجلاس ایک شہر میں ایک ساتھ ہونے لگے اور
 ایک دوسرے کے کامروا دوسرے کے طور پر مشرقت کرنے لگے اور ایک ہی قوم کے دو ولیوں کی
 نمود ہونے کا شہر قریب چھ گھنٹے کے اس طرہ کے صدر کی خطبہ میں ایک جگہ فرمایا: "تجدیدی کامیابی
 پر وہ پائیدار بنو گے کہ رسول ان مشترکہ مقصد کے لئے مندرجہ ہیں، یہی کی مرتبی ہیں، ماسوا
 کو گنہ مستند اور میری ہی ہر ایک کا گھر میں کے اجلاس ہی شہر میں ہوسے بڑی کھن منادوں کے
 کے بعد اس کا کافی مظاہرہ نظر آیا۔
 کا نمونہ دے۔ اور یہاں سے چند برس ہوسے ایک کی یاد پڑی تھی، کا گھر میں اور ایک کے مندرجہ اجلاس
 کا منظر پیش کرتے ہیں۔"

بدو خوش بہ منظر خاک میں کو اگر مولانا در قوم دیکھنے تو اپنی تحریک کی کامیابی پر بہت خوش
 ہو کر تیس اس موقع پر ایک اور دست لگی یاد دلاتی ہے، "اور اس کے نام سے جو گروہ ہیں، یہ تھا
 جیسا کہ قاعدہ سے قدیم سیاسی جد بندیوں کے فرسے سے وہ اقتدار سے آگے قدم نہ کر رہا تھا
 مولانا نے اس کو بھی ٹوکا، اور اپنی سند و قلموں میں اس کی بے وفائی کی سختی اور طریقہ کم
 اور اس پر گرفت کی، چنانچہ تو قدیم بد گویا کی خدمت میں صدر رت کے طور پر فرمایا۔

افغانی سے پہلے ہونے لگے
 نپ کی طرح جو بگڑ گئی تھی
 بدو نام کا بچھل گیا ہی دھوپ
 دیکھنے قوم کو اس آذر سے دھوپ چھل گیا

مذہب ایک کی، دیکھ تو تیسرا دھوپ چھل گیا۔

نشان میں تو انکے عمر بھر کی میری سنے
 توں تپ سے قاتل تو مجھے دیکھا ہے
 اب تو سب سے مجھے بچا دی، خود بچا
 اب تو کچھ دن بچے دی، شہی، خود بچا
 ایک ان قوم میں، اور کی ہست کو ابھی دھرتا کوڑکی سیاسی خطاوں کو دگر کر کے دہشت
 یہ آخر تپ کا ایک کلمہ ہے
 چلے نہیں تھوڑی دیر، برکت سرور کے شا
 مدد ان کو اس میں انوں کی جو ہم کو
 دلیں ان قوم کو، دارو میں کو تپا
 بے عمل ہیں سب، در سے کلام تپا
 ہر دم میں کو سال علی زبان پر
 یہ سب بجا درست، مگر تپ جو تپا
 یہ بڑی ساسہ پاپ کا شر
 سورہ میں جو ہستی بھارتیہ، جب
 چلے میں کر کے تپ کی کہ کہ تپ پاپ
 بیکار کو جو تپہ جو تپہ، دوسے علی
 تپے کہاں کو تپہ دھار پاپ میں
 نور میں تو کچھ سست علی تپ میں
 ہر قوم میں ہی ہست ہست ہست ہست ہست
 گم گشتہ طریق ہے یہ کاروں ابھی
 جو تپے میں ہست ہست ہست ہست ہست
 جیسے تپ میں ہست ہست ہست ہست ہست
 ہر قوم میں ہی ہست ہست ہست ہست ہست
 ان میں تو ایک ہی تپ میں ہست ہست ہست
 جو کچھ کہ ہے یہ ہست ہست ہست ہست
 گوشہ تپ میں ہست ہست ہست ہست ہست
 شہ کے ہاں، کچھ تپ میں ہست ہست ہست
 چھوٹے تپ میں ہست ہست ہست ہست ہست
 گو تپ میں ہست ہست ہست ہست ہست
 کچھ تپ میں ہست ہست ہست ہست ہست
 ایک تپ میں ہست ہست ہست ہست ہست

اس کے بعد دوا کو خطاب کر کے اُن کو بھی ماسح سر زلفی

یہ ہمیں دشمنی پہننے کی وجہ پر
 لوگ اب طاعتِ تقلید میں جو ستر ستر
 اب گرد یکسنگہ دانش بھی ہے یہ قابلِ خود
 بتک سے تپنے کے زمانے سے بچا لیکن
 یہ قابلِ شتر تھا یہ، یہ مستسکن
 آپ کہتے ہیں کہ وہ جمعِ نابا رُخ
 اب کوئی مرکز قوی ہی نہ توجید فی سال
 خوف یہ ہے کہ کھر پائے نہ شیر اور قوم
 قوت جس طرح کی ہو جائے تھی اذکر کے بنا
 کہتے تھے جس سے قتلِ کام میں چل سکتا
 بجا پتہ زور ہے لیکن کوئی لائن بھی نہ
 ہمیں پُرجش، اور ادا قلم نامی دور سے تیرہ شتر تھا اس کی طوتِ داغ کر کے یہ نظم ہر شمار کی
 دیکھ کر فریبِ فکر کا یہ دور ہر پر
 رہنا مذکور کی چھتروہ اندازِ کلام
 احرامات کا انبار جو آتا ہے نظر
 کہتے تھے کا یہ انداز، یہ آئین سخن
 جس نئی راہ میں ہم پہنچا ہر گز
 قوم اب طوقِ غالی سے ہے ہلکے آواز
 نور، جسے گاہِ ظلم شرمندہ اور
 ہر دور ہے اس باب میں کیا ہے ستار
 غرور ہے کہ حرم کی بھی نور کئے ہیں و
 دیکھتے ہیں کہ کہیں دھرم میں آئے رت و
 ہر گز کہ تھا، مگر جمعِ قوم کے آواز و
 نہ کوئی بادِ مفسد ہے، کچھ و منہ زور و
 خوف سے کہ یہ دیر ہے، یہ ہر چور و
 ہر کسی جو ہائے گی پیر و ہر چور و
 یہ بھی لازم ہے کہ کام بھی ہو چکا ہوا
 کام کیا آئے گا شتر جو ہو گا مفسد و
 سوچتے ہیں کہ یہ بھی دور ہے کہ ہیں
 میں ہیں کچھ شاندار ملکِ متحد کو ہیں
 میں ہیں کچھ قابلِ تسلیم سد پر کشن
 دمِ تہذیب میں متوجہ، یہ کہ ہیں
 کوئی اس مادہ پر شکل کا بند ہو کہ ہیں

کے لئے قریب و دور کے مسافروں کو	کے لئے خاص خاص کھانے اور دوا دینے کے
اور رات میں بے ساری و بے خوابی	دو دنوں کا طریقہ مسودہ
دروں کا مناسب نظر جو مختلف	جو خود بخود ہر ایک کا فرق بیان
اس پر بھی مبالغہ نہ کیا گیا	کھانا نہ کھانے کو، کھانا نہ کھانے کو
رہائی کی آگے نہ دیا اور نہ دیا	قائم ہو جو جو کہ حق و باطل
بے مبالغہ ہو گیا تھا اس میں	بے نفع و بے فائدہ
جہاں آج صدمہ ہی گئی ہو	بے نفع و بے فائدہ
وہ تھا اور دوسرے صدمہ	گم ہونے کا درد
جو کہ میں منع فرما رہا تھا	لکھ رہی تھی وہ لکھ رہی تھی
وہ مختصر و مفید نہیں	نہیں تھا نہ تھا

یہاں کے سیاسی حکم کا یہ آخری مدد سے الہامی کے پتہ میںوں کے بعد متعلق شدہ تھا۔
 سیاست میں بھی متعلق تھا۔ ہر حال میں یہاں سے آزاد دہلی کا حکومت وقت سے متعلق ہر صورت
 اطلاعات کا تعلق ہوا کہ سیاست میں اس سے اس کے بعد بھی اور اس کے بعد کوئی اس کے کسی کو
 سوجھ بوجھ بھی نہیں ہو سکتی تھی۔ سیاسی جویت میں اس کے بعد جو وہ حکومت وقت سے متعلق تھا
 کا کوئی حال بھی اسے میں نہیں رکھتے تھے۔ اس سے وہاں سے وہ بھی متعلق تھا۔ اس کے بعد
 اس کے لئے تھے۔

یاد ہو گا کہ رلی کے سفر سے واپسی کے بعد سے ہی ہر ترقی پسند کے بغیر رہنے کا ان تمام

سریند کی دولت کے ہر شے میں برتن و درم کی چنگ کے ساتھ پوجتے ہیں اور میں بڑا جوتی
 انہوں نے علی گڑھ کے سرکار میں منواف پیر میں پانچویں کا ایک صفحہ لکھ کر پناہ چاہا کہ تاریخ
 اسلام میں یہ ایک نئی چیز تھی نے علامت کا دعویٰ نہیں کیا ہے اس سے ان کو کلام سے خلافت
 بھی تسلیم کے قابل نہیں لیکن چونکہ یہ صفحہ خود لکھا تھا اور ساتھ میں نے ایک خبر کے بعد اس کے
 دوسرے پر چھپنے بلکہ شہر پر دیکھ کر نا اہلی عیب میں مرادوں کی طرح نہ تھا۔ ہر شے میں
 رقوم و علامت کے رکن کی حیثیت سے ہون میں تھا اور اس کے دور اور رہا ہے اس
 سے ترک علامت کی نسبت بحث و گفتگو جاری تھی، تو میری رائے تو ان دونوں اعتبار سے
 تھی، مگر کرم اور کسیر سے پاس مکتوب لائے اور ہونا کے اس صفحہ کا حوالہ دے کر ان کو
 دوسرے علامت کو پہنچا دیا ثابت کرنا چاہتے تھے ہیں کہ اگر وہ صفحہ ہوا اس کے لکھا میں
 لکھا گیا ہے اور اس کی ناکافی خود اس کی دلیل ہے

شش میں جب کرل جہد علیہ مخالف ویرنا جیہ یا سست پناہ دینا گروں کے بڑے
 دوست تھے اور ان دونوں گورنمنٹ اور ہوا اس کے درمیان صلح و صفائی کی پناہ پر کر رہا
 تھے، مولانا کے والد صاحب ششہ علامت میں ایک صفحہ لکھا کہ مسلمانوں کو غیر درجہ
 کا حکوم جو کر کوئی کر رہا ہے اور اس میں یہ ثابت کیا کہ مسلمانوں کا ہیتر سے بڑی تیار و در
 کہ وہ جس قوم کی حکومت میں رہیں اس کے و ہاں جو کر دیں یہ صفحہ لکھ کر گواہ رہے کہ ششہ

علامت و صفحہ علامت میں جہاد میں چھپ گئے ہیں، اس سے کہہ رہا ہے اس سے کہہ رہا ہے
 اس صفحہ کو غیر درجہ حکومت کا حکوم جو کر کوئی کر رہا ہے میں تو بخدا کے ہی حق و پناہ ہر کی پناہ

جرمی حملہ میں کوئی سرکاری یا ذاتی جرم میں مردانہ شریک تھے اس میں گفت گوت
 صاحب نے جب سنا تھا تو انھوں نے شکایت دہر کر لکھ کر طعن ہر قسم کے جیغ مکر نری مستح
 بھی کچھ سرگروں رہے اور دوستانہ شکایت کی بولوا لے لیا کہ جو اتھاتی حالات ہیں اور نہ میں نے
 تو میری طرف سے یہ قسمی چیلہ نے کی کوشش کی ہے سو وہ نے یہ چور و تھر واروں کی مشیت
 کے ایک ساریں کہ کر کے کر لیا۔ میرا طوں کی صلی ہو یہاں سے جاؤ جو بہت گور صاحب کو
 ایک پانی میں سامان ہو گیا پھر تو کہ ترزا مقدس چھرتکات میرا طوں تیر فرے کے۔ میں ایک میں
 سے لے کر سارے ماسوں سے لے کر سب سے لے کر میں اور بھی ہے جیغ مکر نری صاحب بھی کر
 سکی تھی میں نے کہا پاتھ تیرا صاحب میرا تہ ہوئی اور میں نے وہ بہتہ ہے قسمی چیلہ نے کی کوشش کی
 میں دانہ کی مزید تحصیل مروی یہاں سے صاحب وہ بدوی کے ایک بیان سے معلوم ہوتا
 ہے چنانچہ انھوں نے مکتوب بھیجی میں سارا کے ایک دھڑکی مشورع میں حاجت کے دہر پر لکھ ہے یہی
 سے معلوم ہوتا ہے کہ دھڑکی اللہ کا حکم اچل حال از خود چون وہوں ہدایت حکم دس سے اور
 ریاست تمام پورست تعلقات کی بنا پر مشورع سے دہی کے حامی مرحوم تھے لکھو تے تو کم کر دیا
 سرور کو مروا کر کہ تے کر مشورع سے ملے گئے۔ مگر سارا کی طرف سے ان کی پستانی پرل مشور
 رہے اس سے وہ نہیں گزرتا ہی کو سارا نے ایک دھڑکی کر دیا ہے وہ سووی خطا ہے
 صاحب کو یہاں جو ان دھڑکی مشورع کے انگریزی ڈیٹم کے مسئلہ یہاں لکھنا کے انگریزی کا وہ دہر
 بہم بیا کر تھے۔ وہی سارا سے رہا ہے۔ انگریزوں نے یہاں سے ہی وہی وقت میں وہاں سے
 وہ ایک تھوڑی تھوڑی کرتے رہے اس پر نا کر نہ لے آج کی بجھ سے یہاں سے صرف سارا کا وہ

اور بعد وہ جس کے بعد درست جو سے تھے رہ جن کی بدولت ہرگز رہا جس کی اس پر بھی حکوم سے کہ تو
 کی سیاسی جو سے یہ میں بقول سعدی اب بھی کوئی تفسیر نہیں ہوا چاہے جس کے بعد بھی اسے کسے
 میں جب بڑی لڑائی چھڑی تو گو وہ جس وقت اسے جہان کی ناگہانی وراثت کے بعد سے رہا پڑا
 تھے تاہم اس بات پر یقین ہی ان کی کہ ان سے یہ ترنگ ہی تھا جس میں انھوں نے غائب کے اس شعور کی
 اس سادگی یہ کون غور جاو اس قدر
 لڑتے ہیں اور اتار میں تو اب بھی نہیں
 نصیب کی تھی۔

اگر چہ جی نے مجھ سے کہا "رو غور
 یہ لایہ کی روح سے دس لاکھ سے بھی کم
 فی ہر ترس تو وہ نہ علم بل
 میں نے کس نے غلط ہے تو وہ کوئی اور
 ہم لوگ ابلی بند ہیں جو میں سے اس نے
 ستارہ وہ خور سے میرا کلام وہ
 اس سادگی یہ کون غور جاو اس قدر
 لڑتے ہیں اور اتار میں تو اب بھی نہیں

یہ تیرہ سے نشا پر رہتا، سووی اقبال کا صاحب سیل کی روایت ہے کہ اس قلم پر
 نے ان کی گرفت دی کہ حکم دیکھی ہو وہ ناخوار مرئی اور میں گرفتار تھے۔ تھان سے ایک ٹیکہ
 سوانح پر میرا ہر اس، میں پر یقین تھے چہرہ کے پسے تھان سے تھے وہ ان کی
 اس پیار کے قدر پر اس کو اتار رہے ہیں اب ایک کوشا غنچہ روز کے بعد خور قید مصر کی تو تو

دخیر مدگی کا ایک اور واقعہ بھی سننے کے قابل ہے

دوسرے سنہ میں ترکوں نے بھی نرائی میں جو سوس کے ساتھ جو کہ انگریزوں اور اتحادیوں کے قتل
بنگس کا علاج کیا، برسرِ سر کے پرانے و غار و سلطانوں کی طرح اعظم لڑو کے چند غاروں میں گئے جو کہ
سے برکت کا علاقہ میں مسک بچھا، اور اس کے لئے قیامت و کی کہ جو خلی غزلی کو علیہ کے مقام پہنچا
میں کی مراد کو کوئی خبر نہ تھی، زمین وقت پر جب وہ دوسرے لڑو میں صوم کے ستر پر تھے
ان کے پیچھے کے ایک بے تلف دوست ان کے پاس گئے کہ آپ رہنا سہی دیں تو میرے لیے
صدمت میں جو صدمہ یہ شکر ہے چہن جو گئے، ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، بھائی صاحب تم
قرآن کو میں قابل ہی نہیں سمجھتا کہ رک وہی جو میں میری کمال کا شہر ہی تھا میرا، باقی جو
مذہب کی، بن الاقرابی سیاست کا، غیر مقررہ تھا۔

مذہب اعلیٰ میں لینا کی حق

اور

معتدی سے ہتھیار

سنہ ۱۹۰۵ء میں جب دہلی کا انتظام برلن کے ہاتھ میں دیا گیا تو کسی لائق، نظم کی عدم موجودگی
کے باعث یہاں کے کسی ایک و احمد ذات پر چڑا غبار ہوئے کے میرے ہاتھ کے کا سر
کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا تھا، اور ہر ایک کے لئے ایک ایک معتدی قائم کر دی گئی تھی۔

۱۔ دہلی دہلی دہلی کے سلیبی تقاضات معتدی سرور انجیل نوال

فقر و ملالت

منہ

حرفہ بگوید بہدئی صاحب

بہر حال

منہ

منہ بگوشتام علی صاحب ذریعہ کاوری

نظام خارجہ میں وہ دیکھ کر سوچتے کہ تھا یہ قیوں نہریہ ایک گھنٹہ کی تیس ایسی

پڑ گئیں ایک سیم ہوتی تھیں وہ کسی ایک لمحے کے پاتر میں طاقہ اگر سارے سال

برائے ترک الدعا کا دیکھیں پیدا ہونا تھا اس وقت وہ اور اکثر ایک ک حرفت ایک ہی صورت میں آؤ

ہاں کا دیکھ کر اس کا غلامی اور باقی تھا تھا جب تک ان کا رگڑوں میں یہ مرقع موجود ہی تھا

یہ قدر کے کو تیر مٹی ہی سیاس تک کہ وہ نہ آتا کہ اس قدر کی جگہ پر گئی فی نسب و اب تھا کہ

وہ وہاں سو نہ گھڑ گیا وہ ایک دوسرے کے ہر کام پر بدگئی کی فحشیں پتے نہیں

پھر جس قیوم علی سے تھا وہ کے دفتری کام کا تو انتظام ہو گیا مگر وہ کے اس مختار میں

دوس کے وہ بچے ہم ملا جلا تھا اور نوکی و نہی ملا کہنے سے سی و کوش کا کام ان میں

کے کسی حرکت میں بھی داخل نہیں ہوا دوسرے اصحاب اپنی اپنی ذاتی ضرورتیں بھی رکھتے تھے

وہ وہاں کا حال تھا کہ وہ اپنے چودا کا وہاں سے بچے پر دیا کہ وہ کے ساتھ اپنا بیٹے

مذہبی کے کام کرانی وہ کی کام نہایا تھا اس نے وہ ان کا س کو بھی کر دیا ہاتھ میں

بہرے ہوگ ہیں کہ پتے اور فراغی ہے تھا وہاں دوسرے کے کاموں میں ملا جلا کر کے

سب تک جو اوقات آپ کی خواہ کے سامنے آتے ہیں ان سے بچا بھی فرما

مردم جو بچا ہوگا کہ جیسے جیسے وہ کی خدمت میں جاتی تھی اور اس کا کام دیکھ کر بڑا سنا

اس کی ترقی کا یہ قدر ملائی نہ رہے اور خدمت کا ایک دھڑکتا تھا یہی تھی کہ

جس مردان دوست دیاں سے جایاں ترجمہ مایہ جاتی تھی۔ یہ ٹرو خیر نہ ہو گئیں، وائو کو ان کو کچھ کر
 ہوا دشت کرے گا ہر انسان کا کام نہیں اسی کے رنگ و صورت کے پہچان دی ہوا ہے ان کا
 نہ خالصتہ کا رنگ و صورت کیا۔

لیکن یہ ہنا کہ وہاں کے سوائے ان کے تمام دوسرے خالصتہ رنگ، انھیں اور جیست سے
 مانی تھے ایک ہی جیست کی یہی شکل ظاہر ہے کہ وہ ان کی ہر ایک بڑا حصہ ہی ہوا جس میں
 جس سر جو اتحاد ہو گا کہ وہ ایک سے ان کی کوئی حرکت نام کی تھی لیکن یہ وہ حرکت کہ ان کو
 اگر سہل تھا تو ان کو اس کی شکل کے ہوا تو اس کو ایک ہی شکل سے ہر امر متعلق تھا اور ان کی
 بنا پر وہ ہر امر میں متعلق ہر سے تھے مگر ہم ان کے ہر امر میں ان کی ہی جتنے تھے کہ ان کی
 ترقی کے ترقی میں جتنے تھے کہ ہر امر میں ان کی ہی تھی کہ ان کی ہی تھی کہ ان کی ہی تھی
 پھر اس اتحاد میں ہی کوئی چیز نہیں کہ وہ اس میں ہر امر میں ان کی ہی تھی کہ ان کی ہی تھی
 ہر امر میں ان کی ہی تھی کہ ان کی ہی تھی کہ ان کی ہی تھی کہ ان کی ہی تھی کہ ان کی ہی تھی
 کے ہر امر میں ان کی ہی تھی کہ ان کی ہی تھی کہ ان کی ہی تھی کہ ان کی ہی تھی کہ ان کی ہی تھی

مترجمہ تھے

مردان کیفیت میں علم حکم الہی کا نام لے کر دوں گے ان میں جو مصنف کی ہر کیفیت
 کے ہر امر میں ان کی ہی تھی کہ ان کی ہی تھی کہ ان کی ہی تھی کہ ان کی ہی تھی کہ ان کی ہی تھی
 کے ہر امر میں ان کی ہی تھی کہ ان کی ہی تھی کہ ان کی ہی تھی کہ ان کی ہی تھی کہ ان کی ہی تھی
 ان کی ہی تھی کہ ان کی ہی تھی کہ ان کی ہی تھی کہ ان کی ہی تھی کہ ان کی ہی تھی

مترجمہ تھے
 مصنف کی ہر کیفیت
 کے ہر امر میں ان کی ہی تھی کہ ان کی ہی تھی کہ ان کی ہی تھی کہ ان کی ہی تھی کہ ان کی ہی تھی

مہر کا کوئی نام نہ تھا کہ وہ فیصل الرحمن صاحب مرحوم اپنے آپ کو مراد کا نام نہ لکھ سکتا
 تھے، بھلا یہ اس کے بعد ہوئی یا قبل از ان کا صاحب بنی و خدمت کا نام، (اس کو کون کر سکتا
 ہو کہ ایک قیمتی پرانی، بھولا، انقص و رول میں کیا سب سے پہلے جسے تنگ بنیاد کے معنی پر مشتمل
 ہے مراد سے پہلے لکھا یہی مسئلہ وقت علی الاولاد کو بجز فیصل الرحمن بنی، مراد یا فیصل الرحمن
 صاحب مرحوم نے اس کی کائنات کی اس کے بعد جب شمسہ مراد فرشتہ ان کی تحیم اور حرم
 مدینہ کے قمر کے لئے جسے انتخاب مراد و مراد فیصل الرحمن صاحب مرحوم شمسہ اور شمسہ
 کے بعد جسے تمام ہر دلوں کے سامنے یہ بریر و شمسہ کا کہ داد اسوہ کی سند یہی مراد کا عہدہ لکھا گیا
 رہی۔ وہاں ان شمسہ مراد مراد فیصل الرحمن صاحب مرحوم ہی طری ساریت و عہدگی
 اور ملاکی حیثیت کی بنا پر فیصل کے بعد جسے برکاتی، مراد اپ کو مراد کے لئے خود سے فیض و سعادت
 دین کے لئے ہے، مراد فیصل مراد صاحب کو ہے، اپنے آپ ہی صلح و ملک بنی کے ساتھ نام
 مزاحمت کے ہر جہاں، مدعوں پر چلتی ہیں، پھر تو مراد کو بقا و جہاں کے لئے کیے جب مراد متفق
 ہوں گے تو کسی و سلطنت، ہر جہاں، مراد حالت اس ملک پہنچ گئی ہے کہ مراد ہی عبادت و اسلام
 کی صورت مراد کی لکھا اور مراد ہی حراست کے منظر پر نظر میں لکھا، ہر اس جسے کو اس صاحب کا
 ذریعہ ہوا، شمسہ مراد، لوگ پہنچے ہی کہ وہ مراد ہی ہے حرج چھ، چار لکھی کو فیصل نہیں، فیصل
 کی ایک مجلس جو اس کو ایک مجلس، مراد لکھی کے ساتھ ایک کوئی مجلس میں ہوا، سب مجلس فیصل

الکافی سے مراد ہے، ۱۰۳۱

مگر جس پر فیصل کا ہوا

کیش کو ملکہ اسٹو کے چہرہ تقایم میں دوسری ٹیسل رکائی صاحب کی تجویز، صاحب رکائی نے
تجویز نہیں کی تو خوب سے یہ طعنے میں تادم کے حالت یکہ سے میں درج سے بنی بر وقت
یہ تجویز پیش کی کہ وہاں صوفیہ کے طلبہ کی مذہبی حالت کی تحقیق و تفتیش کے سے ایک کیش میں نمایا پائے
سرا، اس تجویز پر حاکم میں رہت ہو، طلبہ انتہا میں سے منظور کیا جس کے بعد مخالفوں نے اس کے
ذاتی کار میں یہ دوست پرانی کی کہ وہ مستعد، معلوم کی بھی شہادت جو پہنی ہو یا مجرم کی حیثیت سے
اس کو بھی ہا سے نہ رہے

مگر یہ تجویز کاٹ نہ رہا، شہر پر کر و در و در، علی سے صاحب نے کے سے کیا، جو کچھ
چاہیہ سو دست سے لے کر اس کے متعلق ہوا، حبیب رحمان صاحب نے ایک مفصل خط
لکھا، ۱۶ ستمبر کو در و در دوسرے یہ پتہ معلوم کیا گیا، یہ دفتر خط ۱۵-۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۲۴-۲۵-۲۶-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰۱-۱۵۰۲-۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۶-۱۵۰۷-۱۵۰۸-۱۵۰۹-۱۵۱۰-۱۵۱۱-۱۵۱۲-۱۵۱۳-۱۵۱۴-۱۵۱۵-۱۵۱۶-۱۵۱۷-۱۵۱۸-۱۵۱۹-۱۵۲۰-۱۵۲۱-۱۵۲۲-۱۵۲۳-۱۵۲۴-۱۵۲۵-۱۵۲۶-۱۵۲۷-۱۵۲۸-۱۵۲۹-۱۵۳۰-۱۵۳۱-۱۵۳۲-۱۵۳۳-۱۵۳۴-۱۵۳۵-۱۵۳۶-۱۵۳۷-۱۵۳۸-۱۵۳۹-۱۵۴۰-۱۵۴۱-۱۵۴۲-۱۵۴۳-۱۵۴۴-۱۵۴۵-۱۵۴۶-۱۵۴۷-۱۵۴۸-۱۵۴۹-۱۵۵۰-۱۵۵۱-۱۵۵۲-۱۵۵۳-۱۵۵۴-۱۵۵۵-۱۵۵۶-۱۵۵۷-۱۵۵۸-۱۵۵۹-۱۵۶۰-۱۵۶۱-۱۵۶۲-۱۵۶۳-۱۵۶۴-۱۵۶۵-۱۵۶۶-۱۵۶۷-۱۵۶۸-۱۵۶۹-۱۵۷۰-۱۵۷۱-۱۵۷۲-۱۵۷۳-۱۵۷۴-۱۵۷۵-۱۵۷۶-۱۵۷۷-۱۵۷۸-۱۵۷۹-۱۵۸۰-۱۵۸۱-۱۵۸۲-۱۵۸۳-۱۵۸۴-۱۵

کا مقین راضی ہو چکا کوئی نہیں اور اصلاح سود نہ ہوگی۔ جو سب ہی عیش کے جذبات ہیں، اسی
مستقل خط پہلے کے حکم جوں نہ ہو۔

ارکان کی یہ باہمی کشمکش ختم نہیں ہوئی، اور بعد کے نئے جلسہ انتظامیہ کی ایک تاریخ مقرر
ہوئی۔ مخالف ارکان کے اس تاریخ سے ایک ہفتہ پہلے نام شرمیں گشت کیا۔ درہستہ
سوتیلی کو نامہ معلوم کے ہاں میں ہو کر گنج میں داخل تھا اس نے جمع کیا کہ وہ نامہ ناشی کی بطور
کا تبادلیس، مگر اس اجتماع کا نمبر مشکوک فیضانم ہو، جو بطریق سے کم نہیں اور کان اور شہر کے
سوتیلی کا یہ اجتماع جب نامہ معلوم سے ایک ہاں میں جمع تھا مولیٰ نہ وہ کے دستور اہل کا ایک
مستند تہ میں ہے جو سے ہاں میں داخل ہو سے اور جب جلسہ کی کارروائی شروع ہونے لگی تو
سے پہلے انہی کو یہ بات فرما کر کہ وہ کے جلسہ کی تین نمیں ہیں، جلسہ عام جلسہ خاص جو کسی
اد کے طے کر کے گئے، اور کان اور دوسرے اہل اتر کے حضرات کی شرکت سے ہونا ہے۔ اور
جلسہ انتظامیہ جس میں صرف ارکان شرکت کرتے ہیں، سوال یہ ہے کہ اس وقت ہر کوئی
ایسا ہے، اس پر شاہ سلیمان صاحب نے کسی اور نے فرمایا کہ یہ جلسہ عام ہے، مولانا نے فرمایا کہ
میں جلسہ عام کی تعریف کی گئی جو جلسہ خاص وہ جلسہ سے جس کو جلسہ انتظامیہ کسی خاص
سے کسی مسکن نامہ میں طلب کر کے اور ایک کے سربراہ وہ اور اہل اتر کے حضرات کی خدمت
میں شرکت کی دعوت دینی ہے۔ اب اس اجتماع کی کیفیت پر غور کیے کہ وہ تو اس اجتماع کو جس
تعداد پر اس کی تاریخ شمیس کی ہے اور وہ ایک کے نامہ اہل اور سند حضرت کو دعوت دی
سے اس نامہ کو انہی پر سب دم بخود رہ گئے اس پر بعض مخالف ارکان نے کہا کہ ستر سے ہم

ابھی دوسرے کمرہ میں کچھ کچھ انتظامیہ کئے جیتے ہیں، اس دکان کو جلسہ خاص بنانا ہوتا ہے، اس
 تجویز کے مطابق سب ادارہ کا ان انکو دوسرے کمرہ میں چلے گئے، اور جلسہ انتظامیہ کی کارروائی ضرور
 ہوئی، مولانا سے خبر فرمایا یہ جلسہ گوہر کا ان کا ہے، مگر جلسہ انتظامیہ نہیں ہے، کیونکہ جلسہ انتظامیہ
 کے لئے ضروری ہے کہ اتفاق سے ہندو روز پچھلے اس کی تقریریں یا دوست تاجر کا ان کے پاس
 بھیج دیا جائے، اس اجراء پر ایک سادہ روز روزی صاحب مولانا احمد علی صاحب
 میرٹھی سے کیا خوب دریافت، یہ قاعدہ تو عمری کچھ کا ان کے لئے کرنا یا سے وہ ہم کد پتہ میں کہ یہ
 قاعدہ فلاحی ہے، اس پر بہت سے لوگوں کو ہنسی آگئی، اور یہ مارا جھگڑا یہاں سے نکل کر اہم مسئلہ ہو گیا
 مولانا نے قانون کی جو تعلیم حاصل کی تھی، شاید تمام عمر اس اس موقع سے لیا وہ اس سے کسی
 دکان کو فلاح نہیں پہنچایا ہو گا

یاد قرآن میں باہمی کشاکش کا خاتمہ اس طرح ہوا کہ رتل عبدالمجید خاں صاحب مولانا احمد علی صاحب
 پتیا لہ نہ جو اس وقت مولانا کے حق میں مولانا کے لئے بڑے من سے اس طرف قاضی طور پر
 توجہ کی اور ان کے سامنے ایک انتظامی جلسہ میں تمام لوگوں نے اپنی اپنی شکایتیں بیان کر کے
 مصالحت کی، اور باہم ایک دوسرے سے جھگڑا ہوئے۔

مولوی عبدالمجید صاحب اس مصالحت کے بعد کچھ عرصہ تک مدد اعلا میں ہر قسم کا سکون رہا،
 لیکن شروع سے ایک دو سرانگہم برپا ہوا، مولوی عبدالمجید صاحب
 صاحب مرحوم امی، ایک بڑے تاجر سے کد سے راستہ چلتے ہوئے دکان میں اس وقت
 پھر مولانا صاحب الزمان خاں صاحب کے تعلق سے شاہ جہاں پور کے مدرسہ میں اس وقت

اہم و اہمیت کے لحاظ سے اجرت دہ میں خیرہ ولی کے عہدہ پر دارالعلوم میں روکے گئے موصوفت اچھے
 علم سے متعارف اور ذہین تھے۔ اگر محسوس ہے کہ اس واپست کا نوح و دوسری طرحت عہدہ بہتے علیہ
 دوسروں کے علاوہ نہیں آگئے انھوں نے اس کو مشعل لکالی میں مولانا شبلی کا ترجمانی بنا کر کھڑ
 کیا۔ مولانا نے عہدہ کی اذیت سے بھاری اور فی مستشرقہ مطابقت میں مستشرقہ کے چہرہ کے عہد
 جب استعفاء دینا تو باہر سے جیسے عہدہ تنظیہ کی منظوری کی امید پر اپنی سووی جہیز کریم
 مراحمہ کے اس عہدہ کا نو جہیز کریم کو یا جس کی منظوری عہدہ ۱۰۰۰ ہجری ۱۲۹۰ خیرہ مشفقہ کے عہدہ انتظام
 میں ہوئی اس وقت جنگ بھارت میں مولانا ملک جعفران کی وجہ سے سہل فرما میں اثر اشد میں تھا
 مولوی جہیز کریم صاحب سے اس بریلی کی شہادت سے اپنے چھپتے ہی تہہ پر چھپتے ہوئے مولانا کے
 حریف چن مستشرقہ کے عہدہ کا پھرا چھپ کے لکھنؤ میں قیام پر ایک طویل عرصہ تک کوشش
 کیا اس زمانہ میں غلط چھاپہ کے احمدی جو بیست انگریزوں اور مسلمانوں پر چھاپی ہوئی تھی اس
 تصور میں توجہ منسلک ہے (عہدہ ۱۰۰۰ ہجری) ابھی ان سیاسی اور محسوس سے حکومت کی نگاہ میں پرکشی
 ہوا تھا اس مضمون کی شہادت سے عہدہ کے کارکنوں کو گھبراہٹ مولانا نے ۱۰۰۰ ہجری میں مستشرقہ
 کو متہدین اور مخالفی اسکال کو جا کر عورت حال پیش کی سب کی متفقہ و مسستہ و عہدہ و عہدہ
 نے مسلمان کر دیے گئے اور اس کارروائی کی اطلاع پہنچی کٹر کوری تھی یہ کارروائی اگرچہ ناجائز
 و متہدین و عہدہ کے حقائق سے کسی گئی تھی لیکن فی بعض نے انجاست میں جب شروع
 میں کیا تو ان میں سے متعدد اسکال نے اپنی ہمت ظاہر کی۔ عہدہ و عہدہ دیگر اسکال نے عہدہ میں
 نہ سووی نہ کریم صاحب کے عہدہ جو کہ اور عہدہ کی عہدہ ہی سکھ، جس میں عہدہ عہدہ میں عہدہ کے
 عہدہ

سنائی دیکھ رہے تھے، ۱۰ مارچ ۱۹۱۳ء کو ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں مولوی حفص کی چار بیویاں کو مدعو کیا گیا اور ان کے سہیلیوں کا کافی انتخاب نہ سمجھیں کہ تعداد نہ صرف صفائی اور کان کو دیکھیں اس کے بعد جب شیخی اہتمام ملی صاحب و غیرہ کثرت سے ملے تو اس کی فرائض یہ جو عہدہ مولوی کا وزیر کو کہہ کر کچھ تنبیہ فرمادی جو اس نے انھوں نے ۱۰ مارچ ۱۹۱۳ء کو کان کے نام حضور طاعون کے درجہ پہنچنے کے لئے ضروری قرار دیا کہ ہم صاحب کو جان نہ پہنچا کر دیکھیں اس چوری کا پروانہ کو بھی بعض لوگوں نے مولانا کی کلمات صاحب کے کان کو نہ مل کر چلا، اور خصوصیت کے ساتھ سوسائٹ کے کئی لوگوں کے وزیر مولوی وحید الدین صاحب تسلیم کے ایک خاص خاص سے اس مقدمہ کے بعد اس میں بڑا مصعبہ، حالانکہ مولانا کو اس دور سہری کارروائی سے کوئی تعلق نہ تھا۔

مولانا ایک خط میں ۱۳ مئی ۱۹۱۳ء کو لکھا ہے کہ میرے ہاں ہے لکھنؤ میں میرا بھائی چلے گئے تھے انھوں نے موقع پا کر اس قصہ کو طوں دیا اور ایک جھڑپا ہاں سے جو مختلف اجادوں میں سامعین لکھتے تھے، جو ایک واقعہ اور مسلسل کوشش کر رہے۔

حیرت یہ ہے کہ میں نے اس سہادی کو گورنمنٹ ٹیکس پمپا سے ہی ملحق حصہ میں دیا، بہت دور پہنچنے کی وجہ سے مولوی حفص کی یہ چوبہاں ہے کہ ٹیکس پمپا میں مولوی کا یہ حال ہے کہ ایک میں اپنی مٹھی رکھتا ہے، اور گورنمنٹ ٹیکس پمپا سے کہ تمام کارخانہ دار، جیسے انھوں کو گورنمنٹ میں اور تیسری، کام سے ملنے والے کو بت کر دیا، جو بیٹے کی سہیلیوں سے ملنے کے لئے جو کو دور جھڑپا تعلق تھے، وہاں ایک...

دیکھو اور خط میں ۱۳ مارچ ۱۹۱۳ء کو لکھتے ہیں: "میرے ہاں بہت دور عہدوں سے..."

نورانی سوزی ندی | اشترنگ کے اطلاق کے ساتھ بعض اُن قدیم طلبہ نے جو گھنٹے میں رہتے تھے سنا
 طلبہ سے مخیم | سمجھا کہ طلبہ سے قدیم کی ایک مجلس کی مبادی والی کر س اور اشترنگ کی رہنمائی
 کریں۔ اسی مجلس کے پہلے ناظم بروی مسرور علی صاحب ندی منتخب ہوئے۔ بروی صاحب نے
 اعلیٰ تہذیبیت کا غیر معمولی اہتمام کیا۔ اشترنگ کی رہنمائی کے دوران میں ہونا، انھوں نے بروی صاحب
 سے تہذیبیت سے طلبہ کی اشترنگ کو پورے روز و رست اسی خوبی سے جاری رکھا کہ تمام کی اشترنگ
 رہ گئی۔ ایک طرف تو اسے زبرد طلبہ کے گھسے پٹے رہتے تھے کہ انتظام ان کو تھا جو میں رکھتا تھا
 ندی نے غیبی ہونے دینا اور ساتھ ہی ان کے چوتھے کے لئے جدید کا ویکم کیا، اور دوسری طرف
 تمام ملک میں اہتمام رہا۔ اسی والد پٹنوں کے درپوشے سے کہ وہ ابھرتے رہا اور انھوں
 کا راسخ ہو گیا۔

اصلاح رو کی کرش | اس لئے کہ متفقہ رہنے کے ساتھ اپنے ہمدرد و پیار اور شاگردوں کو
 روہ کے علاج سے کام لیں جو نئے کے بجائے اصلاح رو کی انجریوں کی طرف متوجہ نہ تھا
 دوستو مائیں سے خصوصیت کے ساتھ ادب تہذیبی حسن ظن، سوانح، انجیل، انکلام اور ماہر گوئی
 میں سے صرفی مسرور علی صاحب ندی اشترنگ کو نہ صرف دھڑکے اور دن کو روہ کی اصلاح کے
 لئے تیار کیا۔ ان کی میں سے بعض فطرت کو ڈاک سے ان کے دفتر قراستہ سے ۱۹۰۰ء-۱۹۰۱ء-۱۹۰۲ء
 کے لئے لکھنے کے لئے انتظام میں پیش کیا اور اخباروں میں شائع کر دیا۔ یہ ثابت کرنا چاہا کہ
 میں اشترنگ اشترنگ کی مائیں سے جوتی ہے۔ سچا کہ یہ رہتا تھا ایک جہاں ایک اصلاح کا متعلق
 تھا۔ یہ نظریہ اب بھی وہاں صاحب، بروی، مسرور علی صاحب ندی، صاحب کے کتابت میں تھا
 جسے پورے پورا ہے۔

معاہدہ کئے ہیں کہ وہ سوا دسویں سال آگے فرشتہ میں نہیں کر کے حدود خود کو پارہ چاروں کی طرف
 چاہا کہ اس تجویز کے مطابق کام عرض کے کچھ ال کارواہ و عدم کے معاہدہ کے لئے مقرریت لائے متعین
 سندس رنگ کو گوارا کرنا، سولہ گولگ جو بکے تھے انکرن کی خود راہ طبیعت کو مدد کوئی اور ہر
 سے نہیں لگی اور آئسو کے چھ قطرے سرور کی صورت میں نکل گئے، اسی سلسلہ کی پہلی نظم پر
 جس میں ۱۰ مئی ۱۹۱۹ء کے اجلاس کی رپورٹ میں ملے گئے وہ پانی کے طرز عمل کی تشریح ہے

کئی نطفہ برک کا قیام ہو رہا ہے، لوگ	جن کو اس کے نام سے بھی اجناس تھا
وہ لوگ جن کی دستان میں یہ مدد غریب	اک جہد و جہاں تھا یا نکو حو صہ تھا
وہ لوگ جن کی دستان میں تقسیم کا یہ طرز	حلاں جنگ سیتہ ہاں بنا پ تھا
وہ لوگ جن کی دستان میں یہ تدوین سر	تعلیم مغربی کے لئے صند پ تھا
وہ لوگ جن کی دستان میں یہ مدد کا یہ علم	سرا قدم عرب وہ شیخ تپ تھا
مدد کا نام من کے جو کھاتے تھے بچ و ناب	جن کے سے وہ موصیٰ بچ و ناب تھا
جہت پہنہ کو فتح و مسل میں یہ گردہ	مدد کے مل و حقد کا نائب تھا
مدد چوہ گہر جو بر آغا کوئی شخص	وہ دس گروہ پاک کا و قہر تپ تھا
مدد میں کوئی شخص ہستنا اگر کوئی	ان کی طرف سے ایک گہر چوہ تھا
سنا ہوا بن جہت علی گڑھ تھے ہت پریش	جن میں کون تو تھا کوئی آفتاب تھا
ہر جہت میں تھے تمام نامشا یا ہر نام	یعنی یہ یکا نام تھا، یکا شتاب تھا
مدد کہاں کہاں وہ میسگر کی دستان	اس بزم قدس میں یہ کہاں بار تپ تھا

کس دن کی دھڑکی جو یکساں ہو رہا تھا
 یہاں کہ وہ مرد و کرم ہے جس پر تھا
 ستائشیں آ کر پہلے سے وہی نہ وہ عجب
 جو حقوں سے سوزا، غم و غماب تھا
 سرشار سے حمایت نہ آجی وہ گرد
 جس کو کہ دل کے زکریٰ بھی جناب تھا
 بعض سادہ دیش سے یہ جُستِ عشقی نہیں
 اکسا ایک کی بان چو لعلِ لہاس تھا
 یہ قصہ عجب بھی، تمام ہے
 جو کچھ بابِ براہِ یزاعا - تھا

حال کی کیشن کے سلسلے میں دوسری نظم استاد فریدی،

نواب صاحب مدد، کچھ مشق
 جو حق میں کھست تھا ہے
 جن میں جو کچھ شریک رسا قدیم ہیں
 کچھ تہ سے ان تاز کا ہے
 میں کو کوئی کھڑا نہ کا شریک
 سخنِ ادب کا کھنکھار ہے
 خود گرو، گرو، گرو کی گویا بڑی
 جو صبح جو بڑی، دوش کا رہے
 جانتا ہوں کہ وہ وہ وہ وہ
 جس میں یہ سب جو نسل بہرہ کا
 جس میں یہ سب جو نسل بہرہ کا
 جس میں یہ سب جو نسل بہرہ کا
 جس میں یہ سب جو نسل بہرہ کا
 جس میں یہ سب جو نسل بہرہ کا
 جس میں یہ سب جو نسل بہرہ کا
 جس میں یہ سب جو نسل بہرہ کا
 جس میں یہ سب جو نسل بہرہ کا

حق کو کچھ توجہ دے کر خود دودھ کے مختلف اقسام کی طرف سے اصلاح کی کوشش ہو چکی ہوگی
 سمجھنا کہ اس کا نتیجہ اور یہ ہر ایک کے طور پر معلوم ہو گیا ہو اور اختصار سے کہیں کچھ نہ ہو
 وجود اس کے کوئی قوت نہ ہو۔ اس کے بعض لوگوں نے یہ منہ سب خیال کیا کہ یہ سند چودہویں قوم کے ساتھ
 آیا جائے بلکہ بعض لوگوں نے غلط فہمی سے چاہا کہ اس کا مقصد کسی شخص کو صبراۃ العظم بنا دینا ہے یا جو
 کارکن صاحب کو بظرف کرنا ہے اس سے ہدایت فرمائی بدانداز جو فی بد بو ایک جہ میں ایک طرف
 ان امور کے متعلق نہیں لگا گیا، صاحب بد صاحب منتخب ہوئے کو ستون محل کے محل نکالیں اور اس کی جگہ پر
 کے متعلق اصلاحی سیکرٹری کر رہا ہے۔ بطور ناچار وہ کاتبہ کے سامنے پیش ہوئے۔ اس بنا پر بعد وہ علی کی
 کارروائی کے ساتھ ہی عدالت کی اطلاع پر وہ میں معلوم ہوئی۔

پانچویں سے کہ مقدمہ میں اصل کے سرسٹا کا قاعدہ ہونے کا غلط ہے۔

۱۰ ہونے پر بد مذہب صاحب کی بدعت متعلق، شراب کے دیکھ کر صحت میرٹ ہوئی۔ اس میں میں
 تین ترقی ہیں جن کی شہادت عدالت نے سند کے علم و غیب پر قائل ہے۔ ہر وہ چیز جو صاحب سے
 ایک میں خود و خود مجھ سے مجھ سے ہی کے بل رو گئے ہیں اپنی تصویر کی بنا کی، اور کہ اس میں کیا کرنا
 ان تمام کے ساتھ سند و دفعہ کار کے ساتھ عدالت میں شہادت ہوئی ہے اور وہ ہر وہ چیز کے لئے ہیں کہ
 جہاں ہی تھے، ان کے تروں کو جاری کر دیا جائے۔ لیکن اب تک میں نے میں نے جانچ کر یہ سمجھنے کے

میں نے خود اپنے بارے میں صاحب فرمائی گئی ہر قسم کے بیڑا نظر سے دیکھا ہے اور شرک کے ساتھ ساتھ چاہا
 کے ساتھ ساتھ عدالت میں شہادت ہوئی ہے اور وہ ہر وہ چیز کے لئے ہیں کہ جہاں ہی تھے، ان کے تروں کو جاری کر دیا جائے۔ لیکن اب تک میں نے میں نے جانچ کر یہ سمجھنے کے
 صاحب کی عدالت میں شہادت ہوئی ہے اور وہ ہر وہ چیز کے لئے ہیں کہ جہاں ہی تھے، ان کے تروں کو جاری کر دیا جائے۔ لیکن اب تک میں نے میں نے جانچ کر یہ سمجھنے کے
 کے ان اسباب کی تردید کی گئی تو علم و غیب سے اس شہادت میں پتہ ہے۔

جو نظام الدین صاحب دین احمد اور ڈاکٹر عظیم الدین حسین برادر کھوسو صاحب نوبل اعزاز جنگ
 ٹیکو شہید ادا ادا لادوایب تیدی حق صاحب صاحب بدور محمد و عارفان مدد کی طرف سے
 دلا ایک شہید بھی ہے حبیب منشی محمد شامی صاحب رئیس لاہور میجر میجر صاحب
 لکھنؤ، موہنی گورداس صاحب کبھی لکھنؤ داروہی کفار ملی صاحب ریس لاہور میجر صاحب
 صاحب اسرار پتہ کمارت کو جو صاحب بدور محمد صاحب ریس لاہور میجر صاحب
 ہدیہ سے غور و فکر کیا، جو صاحب دین احمد، تاقی کمال سے مندر کے

۱. مدد، اسلار کے دستور مل میں من سب اسلار و قریب

۲. اسلار نظام الدین صاحب دین احمد اور ڈاکٹر عظیم الدین حسین برادر کھوسو صاحب نوبل اعزاز جنگ
 ٹیکو شہید ادا ادا لادوایب تیدی حق صاحب صاحب بدور محمد و عارفان مدد کی طرف سے

۳. منور صاحب سال سے اپنے تمام جہات کی تاریخ و تاریخ کی شہادت و سند کی

۴. دراصل صاحب کے لیے سے قریب سے اپنے شہادت کو مدد کا مہر تھا، قریب کیا گیا

۵. اس قصید کے بعد ملا، اب لکھنؤ صاحب سلمیٰ زینہ بی بی امیر علی الدین کے عزیز ہیں جس میں
 کے پہلی پیل کوئی گندہ چنے گئے، جہاں سے وہ اپیل کوہ بن اگر مدد کے اجری سالار
 میں تریک جو سے اور منس اسلار کی طرف سے کئے جس میں تمام نقل و نبات کے جات و کات
 یہ مدد و قربانی نے انکار و تاق کے اس پسر سے نظر پر غشی مایہ کی، لیکن اس خوشی و شادی
 کے گھوڑا خانہ میں ۹ بک کے کی طرح جمی تھی، وہ بھی کی خدشہ و متذکرہ دیکھنے کے لئے
 ۱۰. جو نہ تھا جس کا اس کے دیکھنے کی سبب یہاں آدھو تھی، گوس کی اس شہادت کو مدد کی ہوگی

بھائی کی وفات

وطن کی طرف بازگشت اور مرحوم بھائی کے دستور کا سون کی گیل کا عزم

نویں صدی صاحب مرحوم مولانا کے بعد اس وقت سب بھائیوں میں بڑے تھے۔ ان کا
 بانی کرمت کے والد مرحوم کا صاحب اکمل تھے۔ نہایت بنیاد تھے، کم سخن، بلند وقت، مستقل مزاج، اور
 بہت حد تک سے ادب آتے ہیں تھے۔ مولانا کو شیخ صاحب مرحوم میں اپنے والد کے قصہ کے اور بڑے
 کے بعد سے عمر کے معاملات سے کوئی تعلق نہ تھا، مگر کی رہی تھی، تحصیل اوصاف، مقدمات، اولاد
 اور دوسرے مائی کاروباری دیکھ جہاں بھی پہنچے بھائی مرحوم صاحب مرحوم کی کرتے تھے
 اور صاحب سے مسلمانوں میں پائیکس کا انقلاب پیدا ہوا تھا۔ پائیکس میں بھی ایسی ہی تھے
 شہداء کے، بلکہ ان میں وہ بڑی کے بن رہتے ہوئے تھے، خود لوگوں میں تھے جو ان کو اس
 حالت کی علامت کی کر رہے تھے، سرکاری کام جو اس سال (۱۹۲۲ء) کی سلیکٹ اور سر کے پریمی
 کی شہداء سے مسلمانوں کے مطربینہ ہو رہے تھے، اسی بلکہ کہ ان میں انھوں نے جب اپنی
 اہل و عیال کی ایک خاص شکل کی حمایت میں مظلوموں کی نوبت میں ان کے خلاف جو تحریک اٹھائی
 تھی، اس میں انھوں نے کامیاب ہو کر تھے، سرکاری کام سے یہ بھی کہ ان کے مسلمانوں میں ان کے
 تھے جو ان میں انھوں نے کامیاب ہو کر تھے، سرکاری کام سے یہ بھی کہ ان کے مسلمانوں میں ان کے

اس کے دیہد میں عسوی اہل ماسب، جو ہم سے آگے تھے یہاں تک کہ سرنگی، نام پر ماست
کا دانت تک لے کر تاروں اس کر یا گیا۔

سلاطین برادری اور ضلع میں جو طبعی کام چھڑ گئے تھے، ان دنوں کی کرنی بھی عسوی
مصلحت ماسب ہی کرتے تھے، ایک شخص کو کئی بی بی صبح میں تانہ کی تھی، وہ اب اسی سے ماتحت میل
اسکول چوتھے دنوں کی حالت میں، پانچ دس اسکول بن چکا تھا، اسی کو کون شہر ماسب کا نام
دے کر اس کی صلاح و ترقی کی جو بھی ان کے روز خود تھی، اور عسوی ماسب اس کام کے لئے وہ ان کے
میں اگر مصلح کا وہ کہنے والے تھے، ساتھ ہی درستی مصلح ماسب ماسب ماسب ماسب ماسب

جولائی ۱۹۱۲ء کا چھڑا ہوا، آج بھی میں تھے، جو فی ستمبر ۱۹۱۲ء کو قرآن پاک کا ایک
قیمتی نسخہ دعائی سوین سہی میں خوب تھا، اس کی خوشی میں تھے، (مردوں ۱۱۱۱) اور بہت سیرت کی
کی جلدوں کی کس میں معروف تھے، پانچ ۱۱۱۱ء کو فی ستمبر کو کئی معروفیت کا کام ان کے
میں لکھے ہیں، "میرت کے تھام کے لئے ہیں کی خاموشی اور سکوت، وہ کہ ہے، دن ہر کوئی جاننے تک ہیں
اس لئے، مادہ قویہ کہ جلد تھام، جو بہت تھام کر کے ٹھوس سیرت کوئی، دنوں یوما، یعنی تحقیق رت
سے، اور سبھی شکست مل جوتا ہی ہے، (مردوں ۱۱۱۱)

ان کا جہاں تھا کہ وہ دھماکا ہو، وہیں کے اندکیل کے طے کو وہیں جو میں تھے
دعوت ایک ماسب، (جولائی ۱۹۱۲ء) وہ ان کی ماسبوں میں تھے کہ دشت ال، اس سے پہلے کی
صفت علامت کی، (۱۱۱۱) یہ خبر سننے کی اور خزانہ کا دعوہ ہو گئے، علامت اسی صفت اور
پہچان تھی کہ خود ان کے کس میں بھی نہیں تھی، شاید چہرہ پندہ، وہ کی ماسب کے ماسب

وے واکست منہ لڑکے کے باہر میں وقت پانی۔ عرصہ میں سپروٹانک ہوئے۔

۱۵۸۵ کے لئے۔ کاوتہ تیز روح (ساجو) ان کے سکون و اطمینان کی ویسی ہی اہم تھی۔
 سب ہر طرف سے نمودار کر رکھوئے سنہ میں ویرہ کرتا، وکرنے کا عزم کیا جس کو بھر پور کیا۔
 قابل ہیں کسی جینی اہم گند، کو مراد جست، فری، اندر شبی منزل میں بیٹھ کر تیسرا اپنے مرحوم بھائی کے
 اوحد سے کاموں کی نسل میں صورت کرنے کا عزم کر لیا، ہمیں حیرت کران کی مقام پر بوسہ
 بھوت کر دئے، بنی اب چہ در و مرتبہ لگا جس کا نقطہ غفلت کے خون شد، دل کی پاکیزگی

وہ ہر اندک کر یہ سب کھانی تھا؛ وہ کہ مجرہ ہر فرنی فانی تھا

وہ کہ گھر بھر کے لئے عجز رہا تھا خوب دست دل شیلی نہانی تھا

جوش و آبی کا تھا جویر سے منہ شور ہی تھا

دل اُسی کا یہ عرصے خاص نہ پڑا ورنہ تھا

بہر حال کاروبار میں ایک قوت اُٹھ اٹھی دایہ قوت ایجاد کا حال تھا وہی

مستعد ہر عرصہ کے قابل تھا وہی یوں تہ سب بھی حیا میں گہری غاوی

اب وہ عرصہ انسان کی اس سے اول

جس کے، فوس، میں اسحاق کہاں سے نکلا

جس کا کیا حال مرحوم کے دنیا سے دم گھر کا گھر تھا، بہت اندک سہ گوتہ علم

بھو گیا آپ بیکہ عرصہ تواتر میں پھر شہر چلے گیا، آپ فہم کی نہ پڑ

نہ یہ مرتبہ شہر میں ہی اہم گند، میں چند کر لکھتے دست و دست (۱۵۸۵)

دو گرفتار رہا تاکہ میں زندہ رہوں

اس نے غم میں لے لیا سے غم کو کہیں تاد رہوں

میں کا مدد تو خاکہ طرح سے تھا میں سلیم گھر کے ٹکڑوں سے کچا ٹکارہ کچا تیرا دم

مٹی راحت کے چوسا میں تو سحر جہم میں تھا ادھرتک ٹھہر دو تر کا اس نے ظہم

میں کے مصائب سے تھی میری سخن آری بھی

اس کا موعود تھا دگر ششہ نہ تھی بھی

تار و قاتول پر موت آتی ہو چکا غم کمر نوبت ہوا تھا دم و شوہر غم

شکر بیت میں جو غامی نے وہاں گھر غم میں کہتا تھا کہ اب بھی زندہ تیرا ہی پیر غم

یہی وہ آئینہ حریفی طلاق تو ہے

نہ گھٹ گیا سہمی و روم تو دسی تو ہے

آج دھرمس کو دہیرتا سا بھی گیا میری حقیقت نہ دکھا دہان بھی گیا

مپ وہ تیرا نہ رہا پشیاں بھی گیا مستحضر دھرم تو دکھا دہان بھی گیا

نکاح تو بی نقصہ یہ رہا جاتا ہے

نوجوان جاتے ہیں دہیرتا جاتا ہے

تجہ کہ سے خاک کے صبح بھل سے سوئی وہ دھانت جو دے دلا دھرم کو کچی

بسکہ طہات میں رویت تھی نفاس تھی آدرو دھانت تھا میں سا دھرم کچی

رکھنا اُن کے عیسار سے نہ اس پر کہیں

گردن پہ ہاسے جس مار بھی روشن چمکیں

اُس کے گھٹائے کھٹکتے ہیں میں میں ہلڑے وہ شکر و زیتون و استانت و دودنار

وہ ناگیشی، جہاں وہ مردانہ شمار وہ دل آویزی خود، وہ مگر اُفت پار

جستہ بیج بھی اک مٹتے سے کٹ جاتی تھی

اُس کو اور پشیمانی کے پست جاتی تھی

نئی سنہ کی تھی کرم دھت کوئی کھیر غریب ملحق و روشن میں تھا اس کا تھیر

جستہ جو کسا تھا جو تھی وہ پتھر کی لکیر اُس کی اک ذات تھی جہد و مصائب کھیر

بسکہ خوش مس تھا وہ صاحب ہر پر بھی تھا

پتھر تو یہ جو کروہ و یزیدی تھیں ہر پر بھی تھا

اُس کو نہرت ملی ہو کبھی کچھ کام تھا وہ گرفتار کس نہر پر ہر عام نہ تھا

بُکی ہریت میں اک مٹتے نہ اور عام تھا وہ کبھی نہ تھی نہ سیرِ عام نہ تھا

اُس کو مٹھو بکھی گری باز، نہ تھی

اُس کو نہ تھی نہ تھی نہ تھی نہ تھی

اُس کو مٹھو جو خدا دست نہیں کھا، نہ تھی اُس نے دیکھ تو جو نہر کے نشیب و زرخ

اُس نے یہ کام نہی طرح کیا تھا، نہ تھی مگر نہر کے تھا، وہیں ہر جگہ نہ تھی

کشتہ کی کہہ دیجئے تھے، نہ تھی نہ تھی

اُس کو مٹھو کہ ہونے سے مگر کھیں دے

اوجھائی ترے مرنے کے تو یہ بھی کوئی جان
وہ ٹوڑا ریش شاد اور وہ بچے کرسن
سندھ ملے، چاب ہے سرتی تجھ میں
تو ہی تھا اب ملت مدد تین تین

دن جب آنے کی تھی مسکیر جموں میں

چراغ اب بھی سے یہ کن ہے کہ ستور کوں

ابھی سے جان بلند کوئی ہائے کا جوڑ
بچے ہمیں کی نہ کچھ فکر نہ پر نہ غور
ابھی آنے بھی نہ پایا تھا نہ سے آج کا دور
کیا ہو تجھ کو کہ وہ جو گئی کچھ اندر اور

پھونز کو یوں کو بے صبر و سکون جانا ہے

کوئی جانا حرج دیا سے تو یوں جانا ہے

اوسے مرگ کسی شوخی نہیں تجھ کو تیز
تیری نظروں میں ہر پردہ گھر اور جسم
میں نے ادا تو سے سر یک تھا وہ کوئی
دھم کرنا تھا کہ چھوٹے ہیں کوئی افسانہ

لاڈلے ہیں کہ کسی اور کے ہیں کے بھی ہیں

اس سکھ تھا ابھی سات تو ہر کے بھی نہیں

اے خدائے شہلی اول خستہ بایں سہیلے
سے کے آیا جو نہ جگہ حالی ہیں اُسید
روئے اوں کو خاست ابری کی ہر نوید
خوش خرم رہ چھوٹا عازبانی بنید

کیا لکھوں لفظ تم تاب ہر قسم ہی تو نہیں

اب تک جا رہا ہوں میں دم بھی تو نہیں

ان کے اس درد و غم کا انداز ان کے ان خط و طے سے بھی کیجے جو جس نے تو ہی اچھوٹو

۱۱۶۶
 اور باتوں کو لکھنے کے لئے فخر کرتے ہیں اور ساتھ ہی کس قدر ان میں روپے ہوتے۔ اور گنت
 کو ان کے ذمہ کون انصاف میں عادت کی اطلاع دیتے ہیں اور سب کچھ مانا، نام نہان
 و بعض کے اس کو وہ میں غم و اظہار ایک ستر شنبہ ۱۱۶۷ گنت کو سووی سووی
 صاحب کو لکھتے ہیں۔ ۱۱۶۸ سووی رہا شنبہ گنت ۱۱۶۹

ان انصاف میں غم و اظہار ایک شنبہ ۱۱۶۷ گنت کو سووی سووی
 برے جس کھ دیتے۔ ۱۱۶۸

۱۱۶۹ مکتوب شنبہ ۱۱۶۷ کو سووی شنبہ ۱۱۶۸ صاحب ۱۱۶۹ کو لکھتے ہیں۔ ۱۱۷۰ میں و انصاف
 شنبہ ۱۱۶۷ کو سووی شنبہ ۱۱۶۸ صاحب ۱۱۶۹ کو لکھتے ہیں۔ ۱۱۷۰

۱۱۷۱ میں شنبہ ۱۱۶۷ کو سووی شنبہ ۱۱۶۸ صاحب ۱۱۶۹ کو لکھتے ہیں۔ ۱۱۷۰
 ۱۱۷۲ میں شنبہ ۱۱۶۷ کو سووی شنبہ ۱۱۶۸ صاحب ۱۱۶۹ کو لکھتے ہیں۔ ۱۱۷۰
 ۱۱۷۳ میں شنبہ ۱۱۶۷ کو سووی شنبہ ۱۱۶۸ صاحب ۱۱۶۹ کو لکھتے ہیں۔ ۱۱۷۰
 ۱۱۷۴ میں شنبہ ۱۱۶۷ کو سووی شنبہ ۱۱۶۸ صاحب ۱۱۶۹ کو لکھتے ہیں۔ ۱۱۷۰
 ۱۱۷۵ میں شنبہ ۱۱۶۷ کو سووی شنبہ ۱۱۶۸ صاحب ۱۱۶۹ کو لکھتے ہیں۔ ۱۱۷۰
 ۱۱۷۶ میں شنبہ ۱۱۶۷ کو سووی شنبہ ۱۱۶۸ صاحب ۱۱۶۹ کو لکھتے ہیں۔ ۱۱۷۰
 ۱۱۷۷ میں شنبہ ۱۱۶۷ کو سووی شنبہ ۱۱۶۸ صاحب ۱۱۶۹ کو لکھتے ہیں۔ ۱۱۷۰
 ۱۱۷۸ میں شنبہ ۱۱۶۷ کو سووی شنبہ ۱۱۶۸ صاحب ۱۱۶۹ کو لکھتے ہیں۔ ۱۱۷۰
 ۱۱۷۹ میں شنبہ ۱۱۶۷ کو سووی شنبہ ۱۱۶۸ صاحب ۱۱۶۹ کو لکھتے ہیں۔ ۱۱۷۰
 ۱۱۸۰ میں شنبہ ۱۱۶۷ کو سووی شنبہ ۱۱۶۸ صاحب ۱۱۶۹ کو لکھتے ہیں۔ ۱۱۷۰

۱۱۸۱ میں شنبہ ۱۱۶۷ کو سووی شنبہ ۱۱۶۸ صاحب ۱۱۶۹ کو لکھتے ہیں۔ ۱۱۷۰
 ۱۱۸۲ میں شنبہ ۱۱۶۷ کو سووی شنبہ ۱۱۶۸ صاحب ۱۱۶۹ کو لکھتے ہیں۔ ۱۱۷۰
 ۱۱۸۳ میں شنبہ ۱۱۶۷ کو سووی شنبہ ۱۱۶۸ صاحب ۱۱۶۹ کو لکھتے ہیں۔ ۱۱۷۰
 ۱۱۸۴ میں شنبہ ۱۱۶۷ کو سووی شنبہ ۱۱۶۸ صاحب ۱۱۶۹ کو لکھتے ہیں۔ ۱۱۷۰
 ۱۱۸۵ میں شنبہ ۱۱۶۷ کو سووی شنبہ ۱۱۶۸ صاحب ۱۱۶۹ کو لکھتے ہیں۔ ۱۱۷۰
 ۱۱۸۶ میں شنبہ ۱۱۶۷ کو سووی شنبہ ۱۱۶۸ صاحب ۱۱۶۹ کو لکھتے ہیں۔ ۱۱۷۰
 ۱۱۸۷ میں شنبہ ۱۱۶۷ کو سووی شنبہ ۱۱۶۸ صاحب ۱۱۶۹ کو لکھتے ہیں۔ ۱۱۷۰
 ۱۱۸۸ میں شنبہ ۱۱۶۷ کو سووی شنبہ ۱۱۶۸ صاحب ۱۱۶۹ کو لکھتے ہیں۔ ۱۱۷۰
 ۱۱۸۹ میں شنبہ ۱۱۶۷ کو سووی شنبہ ۱۱۶۸ صاحب ۱۱۶۹ کو لکھتے ہیں۔ ۱۱۷۰
 ۱۱۹۰ میں شنبہ ۱۱۶۷ کو سووی شنبہ ۱۱۶۸ صاحب ۱۱۶۹ کو لکھتے ہیں۔ ۱۱۷۰

عبدال سکین نکستے ہی دھڑ دھڑ ہنس کر شرمسگ مسکایا، "مہنگام چوری کی گتھبات میں اسکو لے اور
 ملا تہہ فاطمہ کو پاستے سے لے کر دیکھنے کا دروازہ رکھا تھا، اندر پہنچے سو دھپے مہر دھبہ دھبہ کے لئے اچھک کر
 مٹھا مٹھا اٹھ اٹھ، ریدہ یہی مسب چھپ گئی تھی۔"

لحہ کو اس کام کے علاوہ چار مضمین اور دو انجیل کی ٹکڑے کی ٹکڑے تھیں، ان میں سے ایک ایک کر کے
 میں لکھ دے، جو برگیاوہ قحب و گنہگار ہے۔ بہر حال صحت و چوہ بیکر سکول کے استاد ہی ہیں، میرے ساتھ
 ۱۰۰ روپے سے سیکرٹری کا رقبہ لیا، وہ نیگہ خیر ہے، اس کو قحب کرو، جو ۱۰۰ روپے کا بھی لکھی ہو گئی ہیں، اس
 کھانا چیک، مہتری کو راستہ دو، دیکھتے چلتے سے سوچتا رہا، قحب خاں ۱۰۰ روپے، منہ رہا، جو ۱۰۰ روپے
 بڑھتا ہوا ہے، دفتر سیرت کا کل سربراہ، جس کا دفتر منتقل ہو جائے گا، سکھ مہتری تھا۔ کے لئے کافی ہو گئے، اس
 کی حالت کے لئے کچھ حلال ہو گا، پتا تھا، اس کے پاس کر کے سو چاہو، دو روپے نام سے تھیں، اس

۱۰۰ روپے پر تمام جو جو وہ ضروری اساتذہ تھیں، نام کدہ ہو، چند و شرط ہیں، نہ صاحب تھیں، وہ بھی
 میں سکنا، اس کے ساتھ وہ انجیل کو، یہاں بھی ادب، وہ تھیں، انجیل کے ساتھ کتیا رکھوں، وہ
 ۱۰۰ روپے ہوئے، اس کی مہربان کو وہ چھانڈے گا، مہربان طلباء نصیحت کی تعلیم کا پتہ لے گا، کہ
 جیسے چھوٹے چھوٹے غلامان، وہ ان کے متعلق وہ خبر و مہربان، اور کئی ہیں، ان کو دیکھا جائے گا، جو کچھ

اس کا مہربان و مہربان، اس کا تھیں، چھوٹے، اس کے اور چھوٹے، اس کی مہربان کی۔ وہ نفی یہی
 ستر ہوئے، جبکہ ان کے ۱۰۰ روپے، ہمارے ہوں گے، دستاویز کی مہربان ہو جائے تو مہتری کی گتھبات
 ۱۰۰ روپے کا، اس کے لئے جائے دیکھ، گورہ و مہربان کے اہم سے بھی تھیں، کہ ان کے ۱۰۰ روپے
 ہے، اور ایمید ہے کہ اس کے ۱۰۰ روپے، گورہ و مہربان، اس کے ۱۰۰ روپے۔

نورس کا مالک سنے دس اشقی کی مدد فرمائی تو اس نے ان کیلے تیار کر کے بھانجی کے قہار
مہروں اور عہدہ داروں کے نام شاخیں بکھریں۔

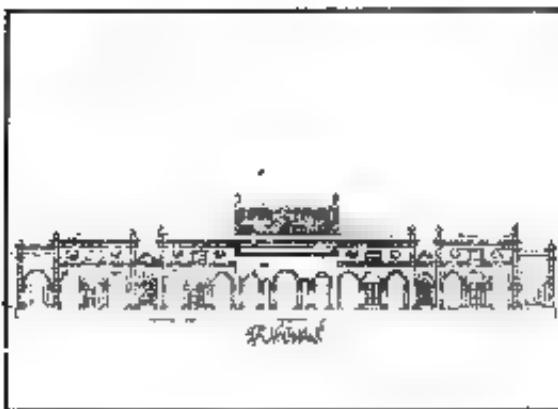
ملا تا آخر وانی ہاں محسوس نہیں ہوتا ہے۔ اس تحریر پر مکتوبہ بلا غلط ہیں دو امر اس غلطی
کا طریقہ ایک پاک انداز میں منسوب ہے، دوسرے یہ کہ شہید غم میں بھی تاریخ علم کی غوری میں سرگرم
ہو و ملت کا نام جو علم چاکر چلا، پھر دوسرے وصیت و قہار کی پاسے اور ہندو
وہ تمہیں وصیت پر کارہاں، قریشی اس میں بی بی ہے، اور وہی گلی سیرت کے سہاں جو رہے ہیں۔
شہید پاک و لیکن جو ہے شہید، تو اس سے کہہ کر یہ تاک کر رہو۔

اس خط سے پتا چلتا ہے کہ کب ویشیائی کے عالم میں بھی وہ ہے اعلیٰ کاموں کو
جوئے تھے مولوی حمید الدین صاحب مولوی مسعود علی صاحب اور واقف کے نام کے خط
سے اندازہ ہوگا کہ اس وقت ان کے پیش نظر مذہب کی اصلاح سرسبز کا انتظام پیش اسکول
کی تعمیر دارالاستیعاب اور دارالانکبیل کے قیام اور سیرت کی تکمیل کی تجویزیں تھیں۔

پیشی اسکول

۱۹۰۳ء

پچھوں میں مولانا کے ہندوئی تہذیبی کارناموں میں پیشی اسکول کا نام دیا گیا ہے، مولانا
جسے چھوڑ دیا گیا، مولانا سے دوسری پرندہ کے کاموں میں اسے تنگ دیکھ کر وہ اپنے
اسکول کو جس سے انہیں بڑی محنت تھی چھوڑ دیا گیا، اسے دوسرے میں اس کی کوئی نیت ہوئی کہ



ہی مکہ و مدینہ و حجاز میں سرحدی پٹریاں صاحبِ سر جوہر کے چھوٹے بھائی اور مرزا مسطیٰ بیگ
جوہر کے چھوٹے بھائی مرزا غفری بیگ صاحبِ مدینہ سے اس کی بی بی سکریری جوہر کے اٹن کے دو
بھائی جوہر کے صاحبِ مدینہ سے اس کی بی بی سکریری کے اٹن کے دو بھائی جوہر کے صاحبِ مدینہ سے اس کی بی بی سکریری کے اٹن کے دو
ہی کے موجود ہیں مرزا غفری بیگ صاحبِ مدینہ کی کوشش اور جن تیس برس میں سکون نے
ترقی کر کے شہلی کا کچ کا رہتا تھا اس کا کچ کی عمارت ایک ہی گئی جس کی تعمیر میں جوہر کی بی بی
صاحبِ مدینہ نے بھی کوشش کی تھی اس کے استاد کے اٹن کے دو بھائی جوہر کے صاحبِ مدینہ سے اس کی بی بی سکریری کے اٹن کے دو
مست کی اور کچ کی چوری عمارت اٹن کی کوشش اور تمام سے میں کر رہی ہوئی۔

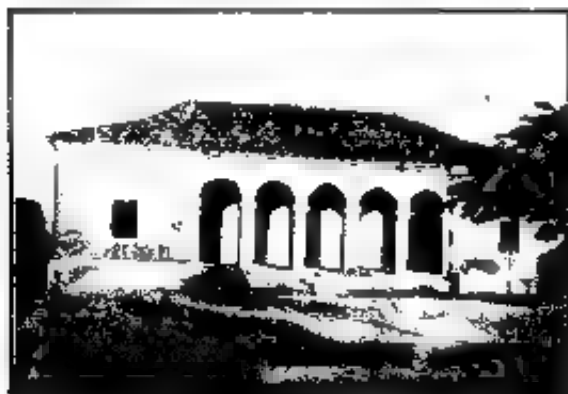
کچ کے کانٹوں سے مناسب تھا کہ اس کچ کی عمارت کا ایک فیاد میں شخص کے
سے رکھو چاہے جو اس کی بی بی کا بیگ تھا یہی نو اب صاحبِ مدینہ کا ایک مولانا صاحبِ مدینہ
تھوڑی چٹائی جوہر کے اٹن کے دو بھائی جوہر کے صاحبِ مدینہ سے اس کی بی بی سکریری کے اٹن کے دو
اور پچھلے کچ کی شام کو ایک بہت بڑے چٹائی میں اس کے اقتدار کا اعلان کر کے بہت
مست میں کی عمارت میں رہتے تھے شہلی کچ کی عمارت کا ایک فیاد رکھا۔

کچ کے بھائی جوہر کے اٹن کے دو بھائی جوہر کے صاحبِ مدینہ سے اس کی بی بی سکریری کے اٹن کے دو

مدیر اصلاح سرائے

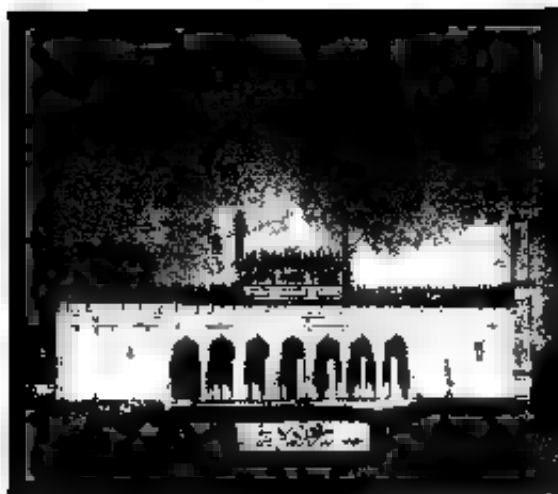
شہرہ شہرہ

مرتب میرزا غفری بیگ اور مرزا غفری بیگ کے کچ میں ایک مشہور پڑا تھا یہ ہر وقت میرزا غفری بیگ کے



خیر شاہ صاحبوں کے عہد میں ایک صاحب مدد گذرے ہیں ان کی نسبت سے یہ مشہور ہے ان کا مقبرہ وہاں کی جانقاہ کی عمارت میں سب بھی گری پڑی تھہ کے وسط میں موجود ہیں اس کے آگے ایک بعض دولت مند شیخ و پندار بھی باوہیں مگر کثرتِ افق و گری کی وجہ سے مولا آخر دم کی پادری سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ لوگ دیکھو تو وہاں تو ہیں نہایت سادہ روٹی بسر کرتے ہیں اور اگر کچھ صنعت سے معمولی کمزوری اور کاشتکاری پر گزار کرتے ہیں اور بعض لوگ اور کھوں اور چیزوں میں جا کر تجارت کرتے ہیں یہ سب نیک اور دیندار لوگ ہیں۔ مولوی عبدالحق صاحب کا وطن جویا بھی اسی کے قریب ہے۔

مولوی شیخ صاحب ایک بزرگ نے ہر نعمت نیک اور مقدس اور ان کی خاطر سے رہنے دے دی ہیں اور دوسرے معافی علی اور علم دوست اور دیندار سلطان پنداروں نے ان میں مولوی عبدالحق صاحب کے خاندان کے بزرگ مولانا کے بھی نام کی بزرگ تھے ان کی شایہ مشفقیت میں ایک دقیق اصلاح پسین خاتم کی ہیں کلامِ علم ہر چیز کسی کسی اس اس کے قریب ہیں جو تھا اور اصلاح و توحید دعوت کے معاملہ میں باہر کے جاتے تھے اس کے علاوہ بھی بڑے چبان پر جاتے تھے ان میں وہاں وہاں ہر وقت مولوی صاحب خانی دہلوی اور مولانا صاحب احمد صاحب امرتسری جیسے شاہیر ملواتے اور لوگوں کو مستفید کرتے تھے اسی سلسلہ میں ایک اسلامی درس کی بنیاد کمال پید ہوئے اتفاق یہ کہ ان کے مدرسہ میں مولوی صاحب کے ایک مدرس مولوی عبدالحق صاحب جو پختون تھا، ایک صاحب کے شہداء کے جو مدرسہ سے ایک بڑی جو واقع سے (جو ان پور کے کسی مدرسہ میں مدرسے کوئی بہت دور ہے) کے

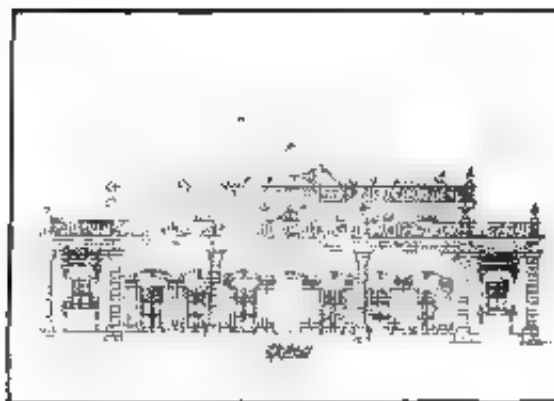


حسد سے سب کی ٹکرائی جی ان کے سپرد کریں، کہ جو سنگسار کے شروع میں سو ہی سو روپیہ سہ ماہی ملے گا
آئے، وہ انہوں نے پورہ دار اور بعضین کے مطابق اور دوسرے سرسہ میر کو باکرہ یکہ، اور کوڑے سنگسار کو
مولا ہائے بچے لگا: "تھارا تھا بہت، لیکن معذرت ہے ادا چاہے لگے، تو تو اس دیوار کو بھی کوڑے
روا بعضین دیکھ دیکھو، ہاں جو لاکھ ہائے کے ٹالے تیار کرتے ہیں" (سیدان ۷۸)

سروای صاحب نے وہاں ہا کر مولا کو لگا کہ سرسہ میں جو مدد تھی، وہاں بھی وہاں جگہ کے لئے
نہیں: مولا نے جواب دیا: "سرسہ میر کے سنگسار میں ہیں، وہاں حال گرنے کے لئے ایک قابل
وزن لیکن ہی کو فز، سو فز، کریں گے، اور لیڈاس میں پکھورے، اور بنگلیں، اور بکسٹو فنی
میاں چلتے ہیں، جب تک کہ فی نظام نہ ہو، دیکھیں میں رہیں، دوسروں،

میاں بلی سے منصوبہ سروای بلی صاحب غدا می شکر ہیں جو غلام گندہ ہی کے رہنے والے،
وہاں سے فاسخ برکوردیں سے وہاں سے کے وجہ تکمیل میں مولا کا کام، اور صورت کی تکمیل میں
صورت تھے، مولا ان کو سرسہ میر کے کام کے لئے توجہ فرما رہے تھے، مگر جو جگہ ہاں کے انتظام
میں پکھورے تھے، اس لئے سرسہ میر کی غلام گندہ نے کی دامت غفرانی، مولا نے ان کے ذہن میں
دلت واد، بعضین، اور جو تکمیل اور سرسہ میر کو ڈاکر ایک، بچے خائے ہاں سرسہ میر کا تھوڑا نام

مولا نے لکھا: "وہاں میں ایک خوب بلی میں تھے، مولا بلی صاحب تھوڑا سا کام، مولا بلی صاحب میں
اس وقت کی شراویہ چارہ کے نام کے ساتھ ہی ذیل کے سنگسار کا تھا، مولا بلی صاحب کی ساوی بلی کے نام
کا بلی، اور بلی بلی کا اس کے لئے بلی کی شخصیت کا تھوڑا سا، اتنا کہ جب بھری، مولا کا کام کی گئی
تو اس میں سنگسار کا وہاں کے نام کے ساتھ لگا دیا، پتہ نام جو: ہاں کا دست میں کام سرسہ میر
سایت لائی، وہاں مولا بلی صاحب کا تھوڑا سا، مولا بلی صاحب کا تھوڑا سا، مولا بلی صاحب کا تھوڑا سا،



یہ کہہ کر کہ وہ ایک ہفتہ قافلہ ہائے میں کے مکان کا حکم صرف سے لکھ کر کتبہ
 و کتبہ جو میں طرز پر ہیں ان کو مہیاں جوتی ہیں یہ کہہ کر وقت پر ہی جوتی ہے جب ایک ہفتہ
 کتبہ خانہ قافلہ روایا جاتے

مولا نے یہی چار میں پڑھنے کے سے منع میں ایک عظیم الشان کتبہ کی معرفت کہ
 عنوان میر سے وار فرماتا اور ارشاد ہوا تھا کہ یہ سلسلہ میں ایک دہائی کے قیام کی تجویز
 پیش کرو اور یہی تعریہ وہ کہہ دیا کہ ابلی کی روایت وہ نہ کہ وہ میں چپ چکی ہے جس کے
 میں صید تعصیف و تالیف کے عنوان کے نیچے ہی "وہ صلا" میں ہم کے طور پر مدد میں
 کر رہا ہے وہ اس حکم سے ظاہر ہے کہ اس کے ظہور و غایت و درجہ کیل کے بعد کتبہ تعصیف
 میں متعلق ہیں اور ایک شے پر پر حشر کتبہ تعصیف قافلہ ہائے میں سے عوام کو پہنچانے
 چاہا، یہی ملاحظہ ہے کہ یہ قافلہ ہی وقت پر جو کہ جاتے جب وہ وہ اصل کے عارض ہیں ایک عظیم الشان
 کتبہ خانہ جو کہ اس کا نام اور تعصیف سے مراد ہو اور وہ باقی کی حقارت اور اہل اللہ اللہوں سے
 ایک حضرت تپ کو معلوم ہے کہ یہ ایک سو صحف کی کتاب بدوستان سمر قلعہ کے حکم کی طرز
 کو کھنگال کر لکھی گئی ہے اس امر پر یہی ہے کہ ہر صف کو پورست و دوست خیر ال ملکی کہ وہ ایک
 تعصیف کی خاطر رقم دے رہی کہ اس کے اس کی وجہ سے کہ اس سے ایک میں وہ تعصیف شاد و
 شریع برقی ہیں اگر وہ وہ اصل کے قافلہ میں ایک یہ کتبہ خانہ پورست و دوست خیر ال ملکی
 تالیف کو کھنگال دے قافلہ کو کھنگال دے کامیاب تالیفات کا چرچہ وہ میں نے دیکھا ہے
 ہر جگہ اور صدمہ اس کے حکم کی نوبت سے نقل ہیں اس کے صرف یہ ہی کہ کرتا تھا ہے وہ اس کو

کی کتابیں پیدا ہوئی۔ چنانکہ وہ لکھا کہ تہذیبی اور کائناتی امور کا کتنا رشتہ ہے۔ وہ خود کے تہذیبی نقطہ نظر سے تہذیب و
 آداب کا ذوق اور تہذیبیت کے ساتھ اپنے جو اہمیت و اہمیتوں کی جو بڑھ چڑھ کر محسوس ہے۔ تو
 اصل اللہ عالم صانعیت کے جو وجود و حقیقت کو دیکھ کر کہ وہ اپنی فکر کو اس میں نہیں مشغول فرمائی، لیکن صرف یہ ہے
 کہ لکھتے اور بانٹتے اور فروخت و دست و پاء کرتے ہیں۔ انہوں نے اس واقعہ کو صرف حقیقت اور حقیقت
 سلطان کے لئے دیکھا ہے۔ وہ یہ دیکھ رہے ہیں۔

اسکے بعد وہ دینی آئینہ نگاہ کا دور یہ دیکھا اور یہ خیال لگے کہ تاریخ میں جو مہمیں پیدا ہوئی ہیں، وہ
 جو مہمیں تہذیبی ہیں، وہ وہاں سے لگے جو مہمیں جو مہمیں ہیں تو وہ مہمیں جو مہمیں ہیں کہ
 وہ ہیں، ایک قسم کی تاریخ اور وہ کائنات کے دیگر کونے لگے، پہاڑی کھجور، سرسبز علاقہ، کوئی مہمیں صاحب پر
 کہ جو اس وقت حرا میں تھے، جو مہمیں جو مہمیں کے لئے مہمیں کے لئے مہمیں، ایک خط میں تھے، وہ
 میں نے دیکھا کہ وہ دو دور میں ہیں، بعد اسلام، ایسے ہیں، کہ مہمیں کا مہمیں سے وہ مہمیں کا کام میں
 قابل دیکھا، وہ مہمیں اور مہمیں پر مہمیں، مہمیں کے لئے مہمیں، مہمیں کے لئے مہمیں، تو مہمیں پر مہمیں
 کی تہذیبیت تہذیبیت کے لئے، مہمیں اور مہمیں کے لئے مہمیں، مہمیں کے لئے مہمیں، مہمیں کے لئے مہمیں
 مہمیں میں اور مہمیں کے لئے مہمیں، لیکن مہمیں میں مہمیں، مہمیں کے لئے مہمیں، مہمیں کے لئے مہمیں
 ایک وقت مہمیں، مہمیں اور مہمیں کے لئے مہمیں، مہمیں کے لئے مہمیں، مہمیں کے لئے مہمیں۔

سیرت کا تہذیبی ایک مہمیں، مہمیں کے لئے مہمیں، مہمیں کے لئے مہمیں، مہمیں کے لئے مہمیں، مہمیں کے لئے مہمیں
 اس کے لئے مہمیں، مہمیں کے لئے مہمیں، مہمیں کے لئے مہمیں، مہمیں کے لئے مہمیں، مہمیں کے لئے مہمیں
 کی ایک مہمیں، مہمیں کے لئے مہمیں، مہمیں کے لئے مہمیں، مہمیں کے لئے مہمیں، مہمیں کے لئے مہمیں

مختلف مقامات سے کسی ایک کا نقلی انتخاب نہیں ہوتا، چاہوں جو عزت کو ایک شخص منتقل قرار دوں
 یہی ایک لازمی قاعہ ہے۔ سیرت کے متعلق تہذیب و تمدنیت چین کی عاویں لوگوں کو وحالت پور پور پہنچے
 دیکھ جائیں کہ سیرت کی ابتدا کیا کر رہے ہیں اور اس میں کیا ہیں۔ اس سیرت پر تقریر و تقریر کریں و جزو
 دفعہ و انہی میں، قدر و رت میں امانت کیل مکتی سے (۳۹)

محققین کی تحریر کی شرافت | بہر حال اگر ان کا خیال اس قدر خوش ہو گیا کہ انہوں نے اس شخص میں
 وصال کا کلمہ لکھ کر دیکھ کر اس کی تحریر کو مہم پر پہنچا سکے۔ اسے پیش کیا اور انگریزی میں اس کا ترجمہ
 کر دیا۔ اور مصحفی اسباب کو عامی طور پر اس کی طرقت و قور و لانی، چنانچہ یو یو کی زبان میں اس کا
 ترجمہ موجود و مشفق مظفر پور ہوا کہ ۲۴ فروری سنہ ۱۹۱۵ء کو ایک شخص نے اس کی زبان میں اس کا
 کی تحریر اس میں کیا شرف سے تیس گہری، سرور دیکھے۔ یہ اس کے خاص مخاطب ہیں، اس سے دو دو پر
 لکھ اور کیا، یہ میرا چرچا ہے جو درجہ مصنفین کی ادائی ہو سکتا ہے (۴۰)

تذکرہ میں ملتا، ابوالکلام آزاد کے مشورہ سے چتر پاپا چند علیہ خود سولہ لکے ساتھ ہیں، اس
 ان کے دس سال میں جن میں کیا کر رہا ہے چنانچہ وہ بھی کہ جو اس کے ایک خط میں لکھے ہیں
 دس سو سو سو، اسے یہ تحریر کہ اس میں اس کا خیال تھا کہ اسے اس سے میں خود دو چار خط لکھ
 ساتھ رکھوں، وہ تو کوئی نیا نہیں، اور اب اس میں پندرہ گویا جاسے جان کے معارف کا نقل
 بھی بھی کہہ رہے ہیں، یہ سب دیکھ کر اس کے سب سے سب سے متفق ہو کر کہہ دیا کہ اس کے قابل
 جلاور میں نہ ساتھ رہتا چاہے وہ اس کے نام سے مطلق ہو، یہ ایک و طبع و قلم ہے، اس کا نام کیا ہے
 تو بھی روزگار میں ہے۔

اس دست کے سطر جہانے کے بعد اس زیر تحریر کے انتہام و مہر کا کام ہووی مسعود صاحب مدوی کو پن کی منتفائی تالیفیت اور جن تدبیر کے سولہ سترت میں اور جو تیسہ مدوی کے اصلاحی کاموں سے خارج ہو چکے تھے اور کسی نئی متخذ کی تلاش میں تھے۔ سیر کرنا پانا، اسی بنا پر دلائل میں ان کے قیدہ قیام اور نقلیہ کے مشورے اس زمانہ میں ان سے جو تھے رہے، جن کے کوکھ ان کے مفلوہ میں بہر ت ہیں۔

دارالمستقیم کا مرکز سب سے اہم سوال یہ تھا کہ دارالمستقیم کو کہاں سے چھوڑنا ہے اس کے متعلق سب سے پہلے رکابان مدد سے اس معیت کو پانچ سو و فریدی سٹڈ کو سولہ ستر دانی سے پوچھا گیا دارالمستقیم پر کیوں سے سکوت کیا، آپ نے یہ کہ اس کی شرکت کا فی کس کو جی میں کیا حالت کو وقت یا تبدیلیاں کر کے، جس کا جو رشتہ پیدہ جی میرا میں بھی ہو تو سوا

پھر حیدر کے بعد پانچ سٹڈ کو رکھیں دو بارہ کل دارالمستقیم کا تجویز میں مفلوہ کے رکابان ہو کر اکیس سے بعد دست ہو تو موجود اس کی علامت میں کا تھیرا پنڈر رو پیہ سے بھی خود اپنے پاس سے داکر رہا گا پنچو سے چو سے تنگے اور احباب سے بر اوں گا بہر حال اس وقت صرف آپ یہ سوچنے کا مطلب ہو کر ہی ہے اگر لی گئے یا اکیس اور سے تو لوگ سووی ہیستہ میں کا مفلوہ کریں گے اس سے میں اتنا محبت کے طور پر جاسا ہو کر کہ پہلے وہ اس کے کام کا حق سے چھوڑ دیں اگر وہ مفلوہ کریں تو میرا جو براقترا میں ہو گا پھر مصلحتاً تجویز دارالمستقیم کے متعلق وہی میں اس (۱۳۴۱)

بلکہ میرا نا صیب کر جانے کا تر دانی تھے غائب اس کے لئے حرا ہے دین حبیب کا کا انتخاب کیا میں کو مفلوہ ماننے مفلوہ نہیں کیا، آپ دارالمستقیم کو جس طرح سے چاہتے ہیں

مستحق توبہ کی طرف ان تمام مرتب کے لئے ہوجانے کے بعد ظاہر ہے کہ اہل حقین کے لئے حسب قبل

قرآن مجید مدلل ہے۔

۱۔ بہت قیمتی دو مسائل

۲۔ اس کی درشاہیں ہوں گی، کیسے تصنیف

۳۔ مرطاب، علم حضرت و نحو کا لی جانتا ہوں اس درجہ میں مدلل ہو سکتا ہے۔

۴۔ اس درجہ میں مدلل ہونے کے لئے ایک سرسری امتحان یہاں ہے کہ

درجہ کیسے اس درجہ میں دو مضمون لازمی ہوں گے، اول یہ اور علوم فقہ میں سے کوئی ایک یہی قرآن مجید تفسیر حدیث علم کلام سے ہے۔

درجہ تصنیف ۱۔ اس میں وہ شخص شامل ہو سکتا ہے جس کو شہادہ اسلامی کا ہی اہل حق
ہو اور ۲۔ حضرت و نحو کا ہی طور سے جانتا ہو اور ۳۔ اب میں معمولی امتحان دیکھتا ہوں

۴۔ اگر کوئی شخص غمہ، شہادہ، ازبہ، یمن، عرب، مدین سے شہادت جو تو اس کو موقع دیا

جسے نکال کر فی زمانہ حاصل کر سکے

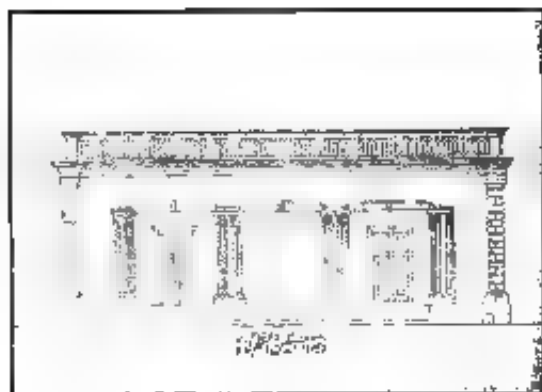
۵۔ حدیث، فقہ، تفسیر، تصنیف

۶۔ پہلے جوتے ہوتے ملی مومن دے دیے جائیں گے، اور مضامین لکھتے جائیں گے۔

۷۔ پھر چھپنے پھرنے والی دوسرے مکتوبے جائیں گے۔

۸۔ ہر مضمون کے متعلق اس کے آئندہ جانے جائیں گے، اور تمام مضمون تیار کر دیئے جائیں گے

کو مسئلہ کر سکتے۔



۱۰۔ پھر (یہی یہ بات تھوڑی ہو گئی ہو)

اس کے بعد علی کی تجویز ہوئی اور اس کے متعلق موسیٰ مسودہ لکھا گیا کہ یہ نہیں ہے
دوسرے کے متعلق تفتہ دہلی کا خاکہ پوری کر کے بھیج دو

۱۱۔ ۱۴۱۵ء میں سکوت و قیام

۱۲۔ سبیل میں پھر سبیل

۱۳۔ کس فن کی کس چاہ ہے جس، مردست صرف قلم و ادب کا نگین کا نظام ہو گا جو

۱۴۔ کئی دست تک تو ماریاں گے

۱۵۔ متعدد... مکی یا پتے

۱۶۔ وجہ تو یہ اس دور میں ملنے والی وجہ کے ذریعہ ہیں، پس

گو۔ حرفی بات، لیکن میں مسودہ کی ادبیات تک کو، سند کرنا ہوئی، تفتہ کی تو صحت یا کورسے
میں صرف قلم و ادب کی ترقی ہو چکی ہے، اس کی وجہ تو یہ ہے کہ اس میں صحت اور میراث اور نور کا
ہر اعلیٰ کا بہتہ نامی، پوری صحت کے ساتھ ایک خاص لباس ہے، علی بھی اسی کے قریب ہے
استعمال کرتے ہوئے (مسودہ ۶۱)

۱۷۔ (ان سب چیزوں کے لئے ہونے کے بعد علی کے انتخاب کا مسودہ سامنے آیا، اسے

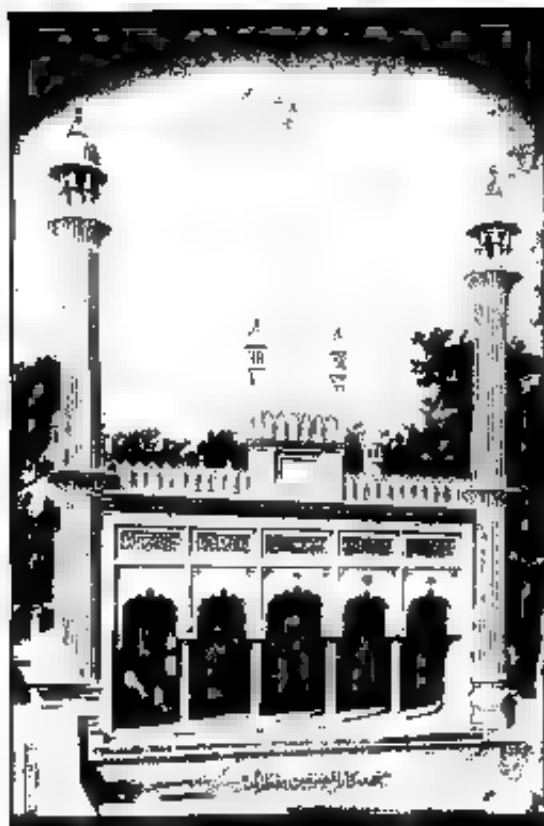
ملنے والی تھی، خود اس کے ہاتھ کے لئے جوئے ہو چکی تھی، وہی غوی سے پہلے ایک حوالہ بھی نہیں چھوڑا تھا
یہ مٹا رہا تھا، اسی دعوے کا کہ یہ وہ حقیقت ہے جو اس دور میں سراسر شک و شبہ کی بجائے ایک حوالہ
تھی، اس کے لئے مقرر تھی

کے گناہ کی تکمیل پر قریب دو دن تک محنت کر رہی تھیں۔ یہ سب سے پہلے وہ خود اپنے لیے بندھ کر اپنے
 آپ کے لیے جو شے وہاں سے لے کر آئے تھے، انہی کو لے کر آئے تھے، اور قریب دو دن وہ اپنے
 گنہگاروں کے لیے اس سے ۷۰ روپیہ کی قیمت پر لے کر آئے تھے۔ انہی کو لے کر آئے تھے، اور قریب دو دن وہ اپنے
 گنہگاروں کے لیے اس سے ۷۰ روپیہ کی قیمت پر لے کر آئے تھے، اور قریب دو دن وہ اپنے
 گنہگاروں کے لیے اس سے ۷۰ روپیہ کی قیمت پر لے کر آئے تھے، اور قریب دو دن وہ اپنے

نصیب میں کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ یہ سب سے پہلے وہ خود اپنے لیے بندھ کر اپنے
 آپ کے لیے جو شے وہاں سے لے کر آئے تھے، انہی کو لے کر آئے تھے، اور قریب دو دن وہ اپنے
 گنہگاروں کے لیے اس سے ۷۰ روپیہ کی قیمت پر لے کر آئے تھے، اور قریب دو دن وہ اپنے
 گنہگاروں کے لیے اس سے ۷۰ روپیہ کی قیمت پر لے کر آئے تھے، اور قریب دو دن وہ اپنے

نصیب میں کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ یہ سب سے پہلے وہ خود اپنے لیے بندھ کر اپنے
 آپ کے لیے جو شے وہاں سے لے کر آئے تھے، انہی کو لے کر آئے تھے، اور قریب دو دن وہ اپنے
 گنہگاروں کے لیے اس سے ۷۰ روپیہ کی قیمت پر لے کر آئے تھے، اور قریب دو دن وہ اپنے
 گنہگاروں کے لیے اس سے ۷۰ روپیہ کی قیمت پر لے کر آئے تھے، اور قریب دو دن وہ اپنے

نصیب میں کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ یہ سب سے پہلے وہ خود اپنے لیے بندھ کر اپنے
 آپ کے لیے جو شے وہاں سے لے کر آئے تھے، انہی کو لے کر آئے تھے، اور قریب دو دن وہ اپنے
 گنہگاروں کے لیے اس سے ۷۰ روپیہ کی قیمت پر لے کر آئے تھے، اور قریب دو دن وہ اپنے
 گنہگاروں کے لیے اس سے ۷۰ روپیہ کی قیمت پر لے کر آئے تھے، اور قریب دو دن وہ اپنے



بہر حال ہمیں سرگرمی سے بھرنا چاہیے جس کے بغیر سے ہر چیز ناکام رہے گی۔
 ہونے کے لئے کہ وہ زمین میں سے جدا ہے وہاں ہی میں کو دور آئیں گے دیکھ گئے مگر سرگرمی
 ہونا چاہیے علیٰ حق عالم کو ایک خطا میں لکھتے ہیں:۔ مرنے والے حال سے کہیں سے بچا دینا چاہیے
 اور وہ کمال کیلئے لیا ہے اور جو کچھ اور چاہو وہ اس سے بڑھ چاہو چاہیے کہ اس کو توڑیں اور نہ سب سے بہتر
 وہ زمین میں سے جدا ہے وہ کچھ اور کمال کیلئے وہ بھی دیکھ لیں۔ (علیٰ میں خاں ہے)

لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کے لئے مولانا نے دینی عمل کو ایک کہا۔ ان کی دل کی حسرت
 دل میں وہ کسی باجمہور سے وہ انہیں کے متعلق جو یہ پیشین گوئی کی تھی کہ:۔ سنا ہے وہی حسرت
 ہی ہے:۔ انہوں نے ۱۱۱۱ء میں کہا میں ان کی ایک نئی سے دینی کے بہت ہی دھمکین نامہ ہے اور
 سب تک میں ظاہر کر رہا ہوں اس کو ہر شخص دیکھو۔ دیکھ سکتا ہے

میر تقی میر

آیت ہوئی صحبت اس کا دھرم کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی لاء تب ہاں سے بڑی شہرت
 کا شہر تھا کہ اس نامہ کی کے ساتھ ان کی حقیقت کی کوئی تدوین یا نہ تھی یہاں تک کہ قریب
 کے دیکھ رہے ہیں بظاہر اس حد تک بھی تیار کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں:

شب بے غم و بے درد ہست
 ہر روز گریست میں ہوں مست

یہاں پہنچنے کے بعد بھی ہیں، اور ہر روز کہ یہاں دوسرے بھی ہر روز یہی چہرہ دہرائیں ہیں۔ گویا وہ نام نہاد

یہ وہی ہے جس سے علی گڑھ، اگر کسی طرز پر حسب تصنیف نہ لکھا جائے، کیا قرآن مجید نہ جب ہر رک کے ذکر جری سے مراد اور ویڈیو لکھنے کے نام سے وہاں میں میرا بیوی پر ایک نقشہ ساز لکھ کر جو لکھنے کے کالج کے صاحب ہیں وائل تھا۔

یہ کہتا ہے کہ ان جہاں [اور وہیں جب نامزد اسلام کا سلسلہ چلا کر بارہ، ان کے اور دوسروں کے دل میں یہاں آیا کہ ان نامزدوں سے پہلے سب سے اوس اسی نامزد کا نام آتا ہے جس کی نامزدی سننے والے سب کو ماحول بنا دے اس سے اعلیٰ روکی و اعزازی کے بعد ۲۰۰ پیچ الاور سننے والے ماحول میں جس شخص کو ماحول سے میرا دباؤ کے قیام کے بارے میں اس کا ذکر کیا گیا، وہ شخص کہنے لگتا تھا کہ تجھ کے یہ ماحول اب تک درخصین کے کتب خانہ میں موجود ہے، اگر یہ ماحول جو کہ جس انداز سے وہ اس کو کہہ رہے تھے وہ خود ان کو پسند نہیں آتا تھا، اور غائب کیا دیکھ سکتے تھے، یہ شخص اس کو زور لگاتا تھا کہ اسے سکونت میں لیں، ایک عورت بھی اس کے متعلق انھوں نے اپنے دوستوں میں سے کسی سے نہیں کیا، صرف ایک خط میں اس کا ذکر کیا ہے، یہ کہتا ہے کہ چودہ آدمی مورفی جین دیا، اندھا دیکھے پاس بیٹھ اچھا کہتا تھا، میں کہتا تھا کہ ان کو جس کن جہاں کی ضرورت پیش نہ آئی، وہ بھی سننے لگا کہ ان کو لکھنا، میں نے یہاں سرور کا ساتھ دیا، انھوں نے اسلام کی سوانح طریقی لکھی، میں نے ان کے اچھے عادات وادین کا پورا پورا جس کے لئے میں تم کی کتابوں کی ضرورت ہے، ہر ایک کا ترجمہ میں ہی دے گا، تیسرا میں جسے روم میں دے گا، لیکن اس پر بھی وہ عوام و خدو سے لگے نہیں جوتے سکتے

مسل یہ ہے کہ ان کے ذہن میں اس زیر غور پر کن جہاں کا سبب بہت ہند تھا، اس سے کہ کوئی

چراغ کے دس کوسوں بھائی تھی، جوتے تھے نہ سو، نہ کھڑی پاکی کھی چائے جس سے صاحب مومن
کا پیرا دیا، خیر، بے یکنی ہم مسلمانوں کے، اور میں سرور کائنات حتیٰ علیٰ علیہ السلام کی عنایت
کا پایا، اتنا دیکھا ہے کہ کوئی تپ سب کی بنہ کی کوئیں پہنچ سکتی، اس نے میرت کی کوئی سن
مشکل ہی سے مینا چرپوری اور سکتی جو فاب ان کے اسی خیال کا مکس ان کے، اس تعداد میں
ہے جس کو کامیاب ۱۹۱۱ء میں نظر فرمادیتا،

فرستوں میں چرچا کر کہ اس سرور علم
دیر چرچا لکھنا یا کہ خود ریا نہا میں کھتے
صد یہ یاد دہانہ ہم تعداد میں سے تھی
کہ کچھ اور ہی کچھ چلے تھے تو میں کھتے
ڈھانے تھے کہ قسمت کے تعلق درستی نہ، بالکل صحیح کہتے۔

۱۰۰ سال شہاب میں رونق ست ہر سحر
ہستہ کہ وہ ہر دم تپا امت قدم و
بُستہ کہ تو ان ایک تہنگ سبز و
مست نہ کوئیں کوئیں کوئیں کے جسم روا
تاریخ میرت ہارم میں مشکل کے، وہ جو میرت کی صورت کے ٹکے مسلمانوں کی حالت سے
پہلے بار اور اگر تو اب بدلتے جوتے تھے، اور وہ ان کوئیں کوئیں رہا جاتے تھے لیکن جدید تعلیم
تجربہ کے ساتھ پھینکی جاتی تھی، یہ کچھ تہری کی ایک قدر ترستی ملی جاتی تھی، اور یہ صورت ملی
بڑی تھی جس کی روک تھام کی بری صورت تھی، یہ نہایت کے احساس کا کلام، ان کو سب سے
میل اور مشفق میں، جس یہ وہ رہا، سے جب نہیں سے یک سال پہلے مشفق میں، ان کو سب سے
پہلے سنی، کچھ چھوڑا، وہ چھوڑا، نہ غلط نہ، اس پر میں ایک کتاب، چھوڑی میں کھلی، اس پر
مست سے کھلی، اور اس خصوصیت کے ساتھ کھلی کہ اس میں، اگر وہ اسے مادیت کی کنجوں کے تھے

یہ کتاب بڑی عمدہ رنگ بنی اور انگریزی تہذیب اس کی شوق و تلاش کے ثمر سے ہدایت مانا جو سچا
 تھا اور اس کا ذکر کا۔ چند سچے پہلوؤں کے لئے انہی سے کہہ جو اس حد میں بہت قلیل کا سب سے بہتر
 فرزند کہہ دیجئے یعنی محمد علی مرحوم کے مرحوم بیرونہ میں تہذیب کی ریاست میں ایک عمدہ و سزاوارتہ
 گروہ کی تہذیب کے سب سے بہترین پیداوار تھے۔ تاہم ان کا دور عیش سے مسلمان تھا۔ ۱۱ اگست ۱۸۵۷ء
 کو جب دہلی کی پالی، سے جان دلا دیا تھیں۔ بچے ایک خط میں لکے جو ان کے محبوبہ صاحبہ
 چھپ چکا ہے، اور جو حسب ذیل ہے،

”مستثنیٰ کیا کہ اس کے مانتی برہم خورہ میری دعوت پر تشریف لائے، اور میرے
 اسی پر کیا مقیم تھے۔ اس وقت میں نے دلتی بہتہ کہ یہ تو فوراً سے کہ میری بیوی کا کہو
 اقدام میں فرمے۔ صدقات میں خون چڑھ گیا، کہ بچے کو بچا ہے یا تیرے طلب کا جواب
 دیا خصوصاً ہے اور کفہ زد کے۔ اس بار کو موت کی طرف اشارہ تھا۔ فرما دیا اس
 قبل سوہ ماہ مرحوم کو گنتی، اس مقدس کام کا حال، اس کے گھر لگنے سے تو یہی حکم جو ناخاکہ میری
 تحریر سے، ان کی اور باخبر ہیصلہ کر کے کہ بہرہ ہی میں وہ کر گیا تھا تو خط میری مکتبہ جامعہ مدینہ
 بہر حال چھپ چکا تھا اس مرحلت کے ساتھ میں نے یہ بھی بتا دیا وہ خبر کے بعد چھاپنے کے
 اس سے اور دشمنی و مخالفت اس کا میری ان کے سامنے آئے ہیں، ان سبب فی کر
 سیرت ہندی کی تابعدار کے اور کہ وہ زیادہ شکم کر دیا، یہاں پہلے اس کے شروع میں ان کے
 منصوبہ کی حد سے۔ چنانچہ لکھی، چنانچہ چھاپنے کے لئے چھاپنے میں اس کے لئے
 اس حکم کا اعلان کر دیا، چھاپنے میں چھاپنے کے بعد اس کے چھاپنے میں اس کے چھاپنے کے

[illegible]

معارف کی طرف سے ملین جو کہ مولانا نے سیرۃ فیضی کا ذکر فرمایا کیا ایک ہے یا کچھ معارف
اور دو انگریزی کے ترجمہ کے مولوی کے دو کار کے حمد و پراہوں نے اپنی شہادت سے پاک
کو منتخب فرمایا اور صحت تعلیم سے منکر سیرت کے امتحان میں سے کیا اور یہ خدمت سیر و سیر
کہ ترجمہ ہماری سیرۃ کے اوقات کو کیا کر رہا ہے اور انگریزی شہریوں میں سے ایک کو جو دوسرے
کو کہ جس کی کتاب تیرا دوسرے کو سرور و غم سیرت کی کہ جب وہ صحت و غم تیرے کے لئے ہو گی
لیکن جو مولانا، شہادت اسلام وغیرہ کی مشہور فیوض کی وجہ سے کام جلد شروع نہ کر سکے اور وہ
سیرت کو نشی ہوا ان صاحب کو لکھتے ہیں کہ ہمارے ہاتھ کی درجہ دست تو کچھ نہیں ہے
گو کہ ایک بڑا دھڑا کرتا ہوں۔

میں آج کا نچھوڑا ہوا چوتھا چوہا، ٹوسلوں بھرے جو عمارتوں کے چھوڑے ہوئے ہیں وہ کھٹ مٹا کر ان کے
تکسید پہنچ گیا ہے اس عرصے کا کام عمارتوں کے ڈھانچے اور دیواریات میں مرکا تپ قائم کرنا مقصود
ہے لیکن چونکہ گریسٹ برج کی جہاں سے یہ دروازہ نکلتا ہے اس کا طرے سے بھی پانی آؤنگا۔ پھر مشرق یا
مغربی جانور نما کتبہ میں ساتھ میں چاکلتیں، اسٹائل ساتھ جا سکتا ہے۔ اس لئے سیرۂ خوبی کا کام ہوتا
یا شمس سے مشرق جو کہ جی جی جاں ہے کہ وہ کاکھی عروج اور بریں میں دیکھ سکیں یا سکنڈے میں پرستار اور چوہے
کو ایک آنکھ میں اپنی آنکھ ہے اس نے جلد کی کھانکھوں کو کہہ کر کوہ جہاں میں خود میں کر سکتا ہے
وہاں کرتے وہاں بھی نظریں آتا کہ تلوں کی مرست تیار بردی ہے۔ ایسے ہی گتہ جی تو جو دروہ میں جو
پیرہہ ہر چہ ہیں کہ نہنگ ہے ۱۱۰۰ کے ٹکڑے کچھ ہیں جو کہ کتہہ ہوں ۱۰۰

تکھڑی رو کر ان کو سکون نہیں ملتا تھا اس لئے سیرۃ کی جامع کی ماہرہ بھی لکھی کہ

گوشہ میں منہ کر کے دست گزریں جو، چاندنی صاحب کو۔ ایسی محنت نہ کر لکھی۔ میرا وارہ ہے کہ
 مشتق ہستی جن قیام کے میرٹ کو ختم کر دوں، یہاں رو، ایک لکھڑا سنا سے اور زمین صیب میں
 ہو کہ اسلاف ساتھ تیار رہا، شہزادگان ساتھ رہیں گے، خوشیوں اور اگر یہی مترجم وغیرہ بچا رہا،
 ہی کئے تھے حرمین بھی مانتے ہوئے سوہانا جو ہیں اور سے اور جھڑی عابد کے شریف طاقا
 بخش، مولوی عبد ذریقی صاحب مصنف الہود کا جو اہل دینی عہدال میں تھے بیان ہے کہ
 مولانا نے اسی موقع پر تپا یہ قطعوں کو مٹا دیا،

علم کی ست کی جالیوں کی دستاں لگی بلجھند سے قہر ستاں غیر ہونا تھا
 گلاب لکھ رہا ہوں سیرت پیغمبر جاگڑا خدا کا شکر جو یوں خاندان بھی ہو مانتا
 سرکار عیسیٰ کو سن کر جھڑنا تر ہو جس اور مصنف کی پیشین گوئی بھی پوری ہوئی
 سرکار مسیحی سے سیرت کی اور دکا جو، صحت دوسری کے لئے جو تھلہ نہ، نہ بھڑکا
 کہ یہاں ایسی بات کہ سب کے لئے پہنچے ہی کرنا چنا کر، فروربر سٹنڈرڈ کو بھی لکھا تھا صاحب
 کو لکھا:۔ میں مانتا ہوں کہ کام دوسری میں نہ ہو گا۔ یہ جیال خال جو کہ سرکار بھپال، رقم بد کہ رہا لیکن
 سپر پیسہ کہ میں میری بات کا ساتھ جو سچا مستحق ہیں کام جاری رکھوں گا۔ ابھی اگر وہ لکھی، اور ایک سنگ
 میں سلاست رہی و دلشا، شہد، سیکو لائی کتاب دسے جائز گا جس کی توقع کئی سہر سہر میں ہیں جسکی
 دوسری تمام جو سنے ہوئے سرکار دھارنہ شہر پتھر کا کپڑا اور کی دست نامکمل بن جا رہی ہیں
 سے خوش ہو کر مولانا سے قطعوں کی جی کو۔ یہی مسئلہ کہ کوئی تھریس صاحب کے خط میں
 لکھ کر بھڑپال بھیجا۔

صدف کی طرف کوٹھنی ہو رہی تھی کہ پریسیدہ صاحبہ نے جواب دیکر فرمایا کہ
 یہی ثابت و عقیدہ رہتا ہے اور یہی قواس کے وسیعہ حیرتوں کی ہواں

غرض دو ذائقہ ایسی کام سے کام میں لائی

کہ جہاں تک ضرورت ہو سکتی ہے ایک سلطان پر

مردانہ کامیابی تھا کہ سرکارِ عالیہ کی یہ اور دوسرے مسائل کی دوسری بیانات کے لئے جیسے
 رہتے تو ہم سے کلمہ نہیں چھاپے۔ چوہدری سلطانہ کو فرمائی کہ حسب موصوفت کوئی اور صورت کی رسم
 میں قتل ہو جاتی تو بہت اچھا تھا اس کی تصدیق و مستقل مسئلہ کا فوراً کاروبار میں بہت قواس
 پہنچ سکتا ہے۔ مسئلہ ہر مسئلہ سے آوارہ رہ کر ہر مسئلہ سے آوارہ رہ کر

عظیم بات جو مولانا احمد سرکار عالیہ کی وفات کے بعد اعلیٰ حضرت توبہ عبد اللہ
 کے علم میں مولانا کی یاد آ رہی تھی کہ سرکار عالیہ اور متعلق ہو گئی اور سیرتِ انصاریہ وغیرہ بھی اس
 بارہ جلدوں میں لکھ کر چھاپی کر دی گئی

تبعیت ہر وقت آوارہ سیرت کی تابعت کا آغاز بہ کلمہ میں ہوئی تھی کہ فرمایا کہ میں وہیں قلم
 سیرت کی پہلی سطر لکھیں۔ آغاز کا زمانہ بھی معلوم ہے اور چون مسئلہ کو لکھتے ہیں۔ اس میں
 میں نے صرف کوئی کام نہیں کیا۔ حسب مصلحت نہیں بلکہ کام سرشار کرنا

اگر اس کتاب میں تفسیر فتح امینات تفسیر میں کثرت ہو جو تو ضرور دیکھ لیتے ہیں یہاں نہیں ہے۔ اس میں
 بہت کچھ لکھا ہے۔ لکھنا چاہیے

مولانا نے مجھے اس لئے بلایا کہ میں انہیں روایات کی تلاش اور رفاۃ کے امور کی تحقیق

میں سو دوں یہ بھی ذکر کے قابل ہو کہ ہمیں میں سیرت کے آثار کا تھیں کام کس مکان میں ہوا
 کفر پارک کے پاس پائن جی چوٹی نامی ایک مکان تھا جس کے دور کے ایک کمرہ میں سیرت
 سترہ تھے اور خاک بھی اسی عمارت کے دور سے گوشہ کے ایک دوسرے کمرہ میں محفوظ
 تھا۔ اس مکان کی ضرورت پڑی کہ اور سترہ زیر نہیں گذرتی تھی اور مکان بھی شریک
 سے بے حد پرت اس سے بھی کے عام شور و غل سے یہ محفوظ تھا اور یہی اس کے کتاب کی
 وجہ ترجیح تھی۔

سولانے بہت روحانی بڑے دھرمی کے ساتھ کتاب کا آوار کیا، ابھی چند ہی منٹ لگے
 پاس سے کہ مغرب کا کمرہ صرت میں آگئی۔ سفر کا باعث تھا کہ یورپی کے جلسہ میں شرکت
 تھی اور اس کا راوی مقصود لکھتے ہیں، شہناک سوسائٹی کے کتب خانہ سے فارغ تھا تھا
 اور جو منٹ کو شروانی صاحب کو لکھتے ہیں وہ سیرت کے لئے ایشیا ایک سوسائٹی میں
 اکٹرا میں بھی دیکھتی ہیں، انگریزی کتابوں سے جیسا کہ تھیں اس سے سیرت میں ان سے کہ پورا
 سیرت سے ان سے مرگوس پر ویرا کھنڈر سے بڑا عرب عالم ہے اس کی لاف آت فیر دیکھے کے
 قبل جسے کھانا سے کہ تھیں لکھتے، مطلب کے کام سے کہ تھیں لکھتے، سیرت سے صرف سیرت سے پہلے کی تاریخ تھی
 ویرا ویرا کام ہے، سیرت کی خاطر بھی صرف تھیں لکھتے ہیں، سیرت میں سیرت میں لکھتے ہیں، ان کے
 تمام روحان کا متفقہ اس کے ان کا اس کا روال متعین ہے سیرت سے سیرت سے کہ تھیں لکھتے
 سیرت میں سیرت میں کام کر رہے ہیں، اور وہ ہیں، ان کے سیرت میں سیرت میں لکھتے ہیں، ان کے
 کتابوں کا ترجمہ بھی ہو رہا ہے۔ "ویرا ویرا"

وہ اگست کے شروع ہوتے ہی ٹھنڈے ہو کر دھاک لگے۔ (پیر ۱۸۵۵ء)۔ چنانچہ اسی وقت سے مکمل
 میں کہ تیرہ بج کر مپنی واپس آئے۔ اسی وقت تک انگریزی میں سیرت کی بہت سی کتابیں
 ذیرواجع ہو گئیں تھیں، اگرچہ اسی گزشتہ دن سے بعض اچانک اور کازیر کر رہے تھے، چھری
 ساری کتابوں کے ترجمہ کے لئے نئی محنت و دہر اس پر یہ دکھ تھا کہ اس سے پہلے یہ ترجمہ کیا کہ اپنے دوست
 میں سے ان کا مصائب جو انگریز کا رہے ہیں ایک ایک ذرا لکھا میں ثابت ہیں، وہ ان سے
 غاشی کریں کہ وہ ان کو ترجمہ کر لیں اور ان کی خدمات پر سب کا دل ہے۔ چنانچہ اسی ترجمہ کے بعد
 ۱۸۵۵ اگست میں ان کو ان کا مصائب کے نام خطوط جاری کئے جتنا میں سے مولانا خرمی اور شیخ
 جعفر قادری صاحب، ام حوطہ کا نائب ہیں، و شریفی، عبداللہ، احمدی، صاحبوں
 کے اس دوست کو قیوں کیا ان کے پاس کتابیں بھیج دیں اور انھوں نے ان کو دلچسپی میں کیا
 تہہ بہ تہہ ایک مولا باغی میں رہے اس اثنا میں وہ مدت ماحول سے سیکر خانہ کعبہ
 کی تعمیر کے باب تک لکھا جاتا تھا کہ تہہ بہ تہہ بندوستان کا رخ کیا، یعنی مولانا مفت و غیر
 کے کمالوں کے حسب سے لکھنا وہاں پہلے ہے ۴۴ ہجری وقت تک کتاب کے سوسٹھ روئے
 تھے، ہر دو ہر سال تک ان پر نظر ثانی ہوتی اور مصنفین میں حدت و اس وجہ سے ایک ایک
 میں لکھتے ہیں۔ یہ سیرت کے سوسٹھ روئے کے تھے، لیکن نظر ثانی میں چرچا کا جو کہ جو کی وجہ سے
 کا ایک دفتر ہے۔ ان کے ایک ایک حوت کے سیکر خانہ وفاق لکھنے پڑے ہیں ایک لکھتے
 ترجمہ میں لکھنے پڑے ہیں لکھتے پڑے ہیں ہر دو ہر سال میں لکھتے پڑے ہیں
 سے چلاؤں ص ۳۳ دیکھ ان ایک

تیار ہو کر جواب دہ رہا تھا۔ اس کا جواب یہ تھا کہ میں نے اس سے کہا کہ وہ بھلا ہے۔ (۱۰۰)

مگر کی بات! اپنا کپڑا اس کو مٹا دیا۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے اس سے کہا کہ وہ بھلا ہے۔ (۱۰۰)

کی کھانسی مٹا دیا۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے اس سے کہا کہ وہ بھلا ہے۔ (۱۰۰)

میں نے اس سے کہا کہ وہ بھلا ہے۔ (۱۰۰)

اس نے جواب دیا کہ میں نے اس سے کہا کہ وہ بھلا ہے۔ (۱۰۰)

میں نے اس سے کہا کہ وہ بھلا ہے۔ (۱۰۰)

اس نے جواب دیا کہ میں نے اس سے کہا کہ وہ بھلا ہے۔ (۱۰۰)

میں نے اس سے کہا کہ وہ بھلا ہے۔ (۱۰۰)

اس نے جواب دیا کہ میں نے اس سے کہا کہ وہ بھلا ہے۔ (۱۰۰)

میں نے اس سے کہا کہ وہ بھلا ہے۔ (۱۰۰)

اس نے جواب دیا کہ میں نے اس سے کہا کہ وہ بھلا ہے۔ (۱۰۰)

میں نے اس سے کہا کہ وہ بھلا ہے۔ (۱۰۰)

اس نے جواب دیا کہ میں نے اس سے کہا کہ وہ بھلا ہے۔ (۱۰۰)

میں نے اس سے کہا کہ وہ بھلا ہے۔ (۱۰۰)

اس نے جواب دیا کہ میں نے اس سے کہا کہ وہ بھلا ہے۔ (۱۰۰)

میں نے اس سے کہا کہ وہ بھلا ہے۔ (۱۰۰)

شک نہیں تھا، قہری خیر و خیر بد ہر گیس جو خیر ملک قائم رہی، ستر گیس کے بعد حالت صحت
 کا سلسلہ جو سو سال قائم رہا، اس سے ان کو اور بھی ضعیف و ناتوان کر دیا، پہلے پھرے سے مدد کو
 بخاندان پہنچا تھا، اور تھوٹ گشت کے بعد اس سے ہی فردم ہو گئے، اس سے صحت کی شکایت
 ہو رہی، مسافر ہو، گھوڑی کی آپ جو اسے ن شکایتوں کو اور بھی مضاعف کر دیا، اور چنانچہ اور
 اس سال کے دور سے پائے گئے، اور حکیم قہر رقی صاحب گھنڑی، اسے ذوق ملک جو بھل گیا
 و جوی کے سلاخ و تھوڑے سے افادہ ہو کر، بدین ہی شکایتوں کی بنا پر اخیر طریقت تبدیل آپ و جو آئے
 سنے بھی کہ پسہ کیا قدر و ہاں ہر سال کو بھی گزرا، جس کا کہ چھ مہینے قیام کرتے تھے، وہ ہاں کی آفت
 ہو کا اثر ان کی صحت پر نہایت عمدہ پڑا تھا، چنانچہ ستر گیس کے بعد ایک خط میں لکھتے ہیں: "ایہ
 ان ہی میں، باہر ہاتھ وہاں، گھوڑی، صحت، روح، سے دعویٰ میں نہیں، کہ یہاں سے گھوڑی
 وہ مہینوں کی بھر پور کئے ہوئی ہیں، یہاں صحت ایک تھوڑے وقت کا حوالہ کر دیا کا، جو تھوڑے وقت
 لیکن اس میں ہم وہاں کی تھوڑے ہو کا اثر بھی ان کی صحت میں کوئی ایسا ناپاؤ نہیں پہنچا
 کہ صحت تھا کہ ان کو محض تندرست کیا جائے، یہی صحت اس سے ایک مہینہ پہلے کہ شتر گیس کے
 خود بھی سے ایک خط میں لکھتے ہیں: "ہاں بہت بہت اچھا ہوں، اور گئی، مگر چھٹی ترقی ہوئی، جتنا بہتر
 ایک وقت کی قدر گئی ہے، اور وہ بھی وہ تو ہے (۲۰۰)

مرنے پہلے اس کے چاروں سے اکثر بڑا کرتے تھے، انہوں سے سوا کر رہ گئی سے بہت
 یکہ دلی سے کر دیا تھا، چنانچہ ستر گیس میں جب گھوڑی، اس سال کا وعدہ پڑا، اور اس سے تھوڑے
 ہو کر گھوڑی شتر گیس کے لئے سووی چند سلام صاحب دعویٰ ساتھ تھے، چنانچہ ضعف سے وہ حلق

سین تیرے علی نبوت اور کائنات کا مظہر جیسے تیرا آئینہ ہے۔

چاند خات تربت و سر میں بحر و پیش قدم سے عروم کا رشتہ قرار ہے۔

تیرا کلک لب ان کی دھت کی حریت شوقی مست ہر پامور ہے، ہر طرف سے طرحی خطروں اور
دار سے لگے خوار، مت میں پیروں ان کا آقا ہو گیا، باطنوں ٹکڑوں اور خواروں کے فزونی
نہ کے ہر ناموس پر پہنچتا، صلیبین اور سوارستان سے ریتے، تیرا تیری قلعے کے دور، نہنگ
احمد اور ساریں پیچھے رہے۔

مروئی حیرت انگیز صبا مروی یا آیتا کے مسئلہ میں کہیں ہیں، کہ وہاں وقت اپنا گزرتا
تھے، تو آسمان و زمین ایک محروم، فی ہر ذرہ کی گدہ چینی، تیری قہر، دیکھ کر غور سے غور سے
دیکھ کر اٹھ کھڑے، اس سے تیری کھلی سیرت سے غور سے، اور سوال، ہم سا کھڑے ہوئے یا ان کو
تیں، دور سے دور خبر و فائز علی، تیرا لہجہ، تیرا لہجہ، تیرا لہجہ، تیرا لہجہ،

جدا کا شکر سے یوں تیرا تیرا تیرا تیرا

(شعری)

آلِ اُولَآءِ

مولا کی دوستانہ رساموں میں پہلی سزا کی خود سزا کے خاندان کی تیرا دوا کا دل
میں جوئی تھی، پہلی سزا میں، اللہ کی محل سے خود دوا کا دل جوئی، زمین میں، زمین نے پہلی سزا میں
تیرا پہلا دوا کا دل جوئی، تیرا دوا کا دل جوئی، تیرا دوا کا دل جوئی، تیرا دوا کا دل جوئی،

مولا کا دل جوئی
مولا کا دل جوئی

پر پڑے تھے قرآن پاک کی کچھ آیتیں جو ان کو یہ واپس بنی کے ساتھ تھوڑا دور سے پڑھنے تھے۔
 پھر جاسکے وہ چار بی بی اشعار و محرو و حر سے گانے تھے اور مطلع صاف جوتو پس ہی چاہتے
 کا جو جو حسن کے تیل سے ہلتا تھا رکھارت تھا جو داٹھ کر رگور وشن کرتے اور چاہے کا وانی
 میں یہ کہہ جتے تھے ساتھ بوسے میں بی بی وقت رکھارت تھا جس سے وہ فرار کرتے تھے
 دہشت کر جیتے تھے وہی وقت ہا سے ہی بی بی تھے ان کو قیص کی شکایت ہمیشہ رہتی ہی
 اس لئے ست و غم میں ہا کو ہر ایک نہینتے تھے اسی لئے وہ ریت و کلا ہمیشہ غیر مشترک چاہتے
 تھے اور نہینتے تھے اور وہی نہایت صاف ایسا صاف کہ وہ ان اخبارات ساتھ ہی جاتے
 تھے اور وہی نہینتے تھے کہ وہ سے بھی صاف نہ ہو جائے نہ رہی سے ہاں ہر کھینے کی
 برصیو سے اور تو بیگ تک سے شروع ہو جاتے تھے ضروری طور کا ہا اب بھی وہ ہی وقت
 کو کہتے تھے یہ وقت ان کی چوری سماں کا ہوتا۔

اس کے بعد وہ کتب میں میں مصروف ہو جاتے تھے کوئی باہر سے یا اند کوئی سناڑاوی
 اگر کوئی بھی نہ کر دوس وقت حرمہ لی سے نہیں ملتے تھے اور میں جب تھے تو ہا تک ہر ایک
 دوس دھار کھا تھا اور کوئی صاحب ایک سے پیارے کی تحفہ گوارا نہ دیتا۔

اسی وقت خود تل بیگ کے قریب وہ کما ہی کاہنے تھے اب وہ بیگے ساتھ تک وہاں
 جت کر گئی ہیں ایک کرتے جو اب وہ کٹھا ہوا اس کا موٹو کٹ کرتے ضروری شہادت پر مائل
 کھا پتے یہ بیگ کے ہوا ہوا۔ اہل و عیال و عورت کی تہ ہر قیشت سے باہر ہوا
 ایک دوکر سیاں بی بی اس بارہ ہونے سے ایک کھری چا پانی میں ہوا خود نہینتے تھے ہر گ

نہیں کہتے تھے، لیکن وہ ہلو اور اس کی غی و دھجلی دیکھنے نے شاق تھے اور وہاں حبیب الرحمن عباس
نہروالی فرماتے تھے کہ میں نے ان کو سب سے پہلے علی گڑھ کی ٹائٹل میں پہنچا دیا، تو اب مرزا تھے
خاں مرحوم نے جو تھے بتایا کہ یہی سو روپیہ ہیں، تو وہ فرماتے تھے کہ مجھے پڑا جب ہوا کہ ایک
سو روپیہ اور دو لاکھ ان کی مسئلہ دانی ہوئی تھی، مگر مسئلہ ہم پر ہوا، اور وہ سر سے پیسہ
کہ جو مسئلہ کتنی ہونے لگی، تاہم وہ سر ایک تھے اور وہ بھی ان لوگوں میں تھے جنہوں نے علامہ
کو تحفے پہناتے تھے

ان کا بیٹا فی کرا، اب تھے جلد جلد حرا کر رہے تھے، جس سے یہ بڑا خاصہ میں دیکھ
موجودی میرزا محمد بن صاحب مرحوم فرماتے تھے کہ صاحب مرحوم، کاشاب تھا تو ہوسے سر کی رگوں
جس میں ان کی تیزی سے حرکت ہوتی تھی، کہ کھڑے کام کی وہ فری تھی جو وہ اس زمانہ تک
پہنتے تھے وہ تھوڑی دیر میں سر سے جھک جاتی تھی، اور کبھی بیٹے کو پڑتی تھی

اس میں ان کا پاس بیٹے میں نے دیکھا یہ ہوا، انہوں نے مل کر کوئی اس سے ہون چاہا، نہ ہر کسی سے
جوڑی تھی کہ سپید چھائی کا ڈھانچہ، تو فی شروانی میں کو وہاں ہر شخص میں پیسے تھے، ہاں اس میں وہی
کاموں کی کام کا سرخ سلیم تھائی، جو تھوڑا خوب کے حادثہ کے بعد ایک خصوصی پاؤں لگانے کے
سب سے جب پاؤں لگانے سے تو بہت پہن لینے تھے، مگر یہ دعویٰ یا اس کے اثر سے کی بار آور
نویں ترک کے سر پر ہی جب آئے تھے تو وہاں تو ہی نوٹی پہنے ہوئے تھے، اور اس کے سوا کوئی
نہ نہیں تھوڑا تھا

مولانا سید آقا درویش نے کہا میں نے جہاں وہ میرا بہت اعلیٰ تھا، میں ان کو دیکھا کہ سر پر ہل

تھے۔ دیکھو میرے مورچے کتنی تمام آدمیوں سے جا سمیت کہ کسی بہن کی بڑا سود و سودی ہو اور کتنی
جو تھے کاما مذہبے گراس قرچنے سے بند صاحب گزیب دیتا ہے۔

مقام کھانے کے شائق تھے لیکن اس کے یعنی نہ تھے کہ وہ اس طرح منور اور شہر و دیہات
کھاؤں کے وہ دہاوتے، فرماتے تھے کہ کھانے کی عمر کے یہ تھی۔ کہ وہ پکا ہوا اور ایسی عداوت کی
جوئی دال کھا سکتا ہوں اور بچہ جو گوشت پس کھا سکتا۔

کھانے میں رنگ پڑ بند تھا، دستہ بن برنگ، رکھینے تھے اور کھانے میں نہایت
شیریں مست و خوب تھی اور اس کے ساتھ کسی شرمناک کی ضرورت، فنی، برعجبی جو اس کی
ابھی ہو فرماتے تھے کہ شیرینی کے لئے ہر شے میں ہونا ہی ہے ایک اور خوب تھی سنی
کے عزیز تھا وہ تھیں اللہ بن سادہ ہوتے۔ چھ صاحب نے سوہانے کے چو گئے شکر کے بیٹے
چلوں پکی سے کھاتے وقت سوہانے پوچھا کہ سوہانہ تو تھیں کبھی جو گئی شکر چھو۔
سکر کر رہا۔ پوچھ کون کت ہے کہ شکر میں بیٹھا ہوئی ہے۔

سوہانہ شہر کی فرماتے تھے۔ ایک بار سوہانے کے پاس سے وہی شہر بڑے ہی گروہ سوہانے
جو رہا ہوئی تھی۔ دیکھ کر ہر چہ نے بڑے انیشین برضائی فریدی، لکھی، عداوتی تھی، خاص میں
استحاب کا ہر کیا تو وہاں مسائی سے، شہر کی کے تعلق بیٹھے خوب خوب یاد تھے۔ وہ، مویش پر ہر ایک
دوست سوہانہ کو شہر میں پرست شہر کہہ دیکھ تو سوہانے کھایا دیکھ کھانے کے ساتھ علی نیٹے چو
کر آکر بہ چھ طلب ہے۔ اور شیریں کی، تھیں، شہر کی کسی چو گئی پش پش، شہر سے کھایا، چھو، چھو، چھو
قریب دیکھتے چاقول تھے، سوہانہ پش پش تھے۔

وقت کا دم کو ٹھیک نہیں دیتے تھے لکھنؤ اپنے ہاتھ سے چاہے بنا دیتے تھے۔ چاہے کل یا یاں
چھوٹی جہتی میں عموماً ساری چاہے پینے لے کر اسے تھے چاہے دور دور کی انگریزوں کی
پرست ہے۔

کھانے میں عموماً چاہے چاہے ایک نمونہ کا سا ہی ہوا تھا۔ اس کے لئے چاہے تمام کرنے تھے۔
دی طرف سے لاسے تھے۔ باقی کے ہاتھ کا سا ہی ہوتا تھا۔ تو اپنے سے لکھنؤ کر اپنے ہاتھ سے
لکھنؤ سے تھے۔ سارے سے چاہے تھے۔ اور اس پر وہی لکھنؤ کر لکھنؤ سے
تھے۔ کھانے میں سادہ پڑا۔ شوق سے کھانے تھے۔ چھوٹے تھے۔ کھانے تھے۔ ہر روز
شہر میں عموماً گھر میں۔ باقی والے اور وہی چاہے کے۔ اور وہی چاہے میں عموماً چاہے کرتی تھی۔ وہی
کے۔ اور شہر میں بھی ملتی تھی۔ انہی میں شہر سے وہی چاہے چاہے چاہے چاہے چاہے چاہے
تھے۔ اور انہی میں تو شہر میں ہی کھانے کرتے تھے۔ کبھی کبھی چھوٹے چاہے چاہے چاہے چاہے
بھی نہایت چھوٹے تھے۔ اور انہی میں لکھنؤ کھانے تھے، اصل میں ہم چاہے کھانے تھے۔ ہر
تھیں بھی کھانے تھے۔ ان میں کاکو لکھنؤ کھانے کھانے تھے۔ ایک بار ہفت کی تھیں۔ کھانے
کو آئیں۔ تو خبر نہ پانچا ہی کسی نے کہ۔ چھوٹے ہیں۔ انہی نے تو ہر چاہے چاہے چاہے چاہے
کھانے کھانے کرتے تھے۔ یہاں تک کہ چاہے میں بھی ہر چاہے استعمال کرتے تھے۔ ہر چاہے
بہت شائق تھے۔ وہی تھے۔ انہی کی وہی کھانے کھانے کھانے کھانے کھانے کھانے کھانے
رہنے والے سا گروں سے ان کے کھانے سے فریادیں کر کے کی لکھنؤ تھے۔ ہر وہی سہولت
صاحب لکھنؤ اور سادہ کی ہر دستہ انجام دیا کرتے تھے۔ انہی میں لکھنؤ چاہے چاہے چاہے

کہیں سرستہ طرہ و فن کی کیلئے۔ چہ، شی کی دست کوئی سے کوئی تعلق میں رہا، چہ
 ہم مدہ سے اور سرخ مولاناں روم سوار ذوق خرم چمچیں ان کے زمانہ میں شہابی
 و گت نخلانی جو نخلانی جو اس مدہ میں اگر کوئی کو نامہ جو انور جو کہ ایک کتاب کی خدمت
 سے جو کچھ آتا رہا اور دوسری کتاب کی چھائی میں خراج ہو جاتا
 تھا۔ اس کے پرچہ سے بھی ان کو کچھ آتی جہاں فی، مگر وہ بھی خودیات ہی میں گنت
 جہد کے جہد سے مدہ اگر جہد یا ایب و تم تھا کہ ملی مذہب، فی کے لوگ
 کو فخر کشی کے خط سے تہیز کرتے تھے، اس وقت مولانا بیچہ حصولِ ساتش کے میوہ
 وہ نہ لے سکے تھے، با حصولِ لکھ کالج فون کے لیے جس جہد پر وہ تھا اور وہ
 اس ملک میں ان کو برقی ترقیت دے کر کالج میں لانا پڑتے تھے، ان جہد میں
 سے جہد، اس وقت ایک مورخہ آج بھی آتا جا رہا تو وہ صاحب کے کھنڈ کو فخر کشی میں جہد
 بعد، مولانا سانی و جہد بھی جاری کر رہے تھے اور خود یہ کالج سے بھی میں لے سکے تھے وہ
 اس کو منظور کیا، اس کے بعد جہد میں یہ جہد جہد پھل کی خدمت سے من کو جہد پھل چنے کی
 زنجیر دی، اس میں یہ امور بھی کارگروہ سکا، وہ ہیں، اس سے بعد بھی ان میں سے جہد کا
 میں جہد پر اپنا جو بک کالج میں لکھی، ایک نئی کتاب لکھی گئی اور اس کے بعد ایک شہد
 جس میں مشن پوسٹ پر جہد سے لے کر وہ اب اس ملک سے سوا کو اور سہرہ پر جہد
 پر ان کی شہد کیلئے جہد کی مولانا نے صاف کر دیا

"شہد پر یہ د نظر سے جہد و صفت"

چند باباویں طرح شرتیو کی ویو سی تا م صوفی تو خط صوف کے لئے ہر ہر صوفی صوفی صوفی صوفی
 ہوا لیکن انھوں نے صاف انکار کر دیا اور ایک خط میں لکھا: "یہ ویو شرتیو کی تعداد مجھ کو پتہ نہیں
 سارہ بھی منظور ہے لیکن اب کسی کے آگے کیا حرکت اور؟" (جلد ۱۰ ص ۱۰۰)

میر جال اگر سو ناکی آمدنی کا ہوسنا تھا رہا ہے تو ستر و پیر و صوفی سے راز و مرعولہ اور ایک
 ایسی طرح جو مولانا کے کلمات کے سامنے کل سچ سے منہ نہ لگے کی دہشتہ اگرچہ ان کے
 ذاتی صفا بہت کچھ بہت زیادہ تھے "جو انھوں نے کبھی بھی جیتی کے ساتھ نہ لگے بہتر نہیں کی
 ایک دو عالم جہنم ان کے ساتھ بہتے تھے بہت سے متوسط بہتے تھے پھٹے تھے ان کے لئے تو
 تھے اپنی جہرہ کھاؤ کبھی نہیں کھا سکتے تھے کئی کئی لوگوں کا شوق لالچ تھا ایک ایک ایک ایک
 کے سوسو اور ڈیڑھ ڈیڑھ سو روپے دو سو ڈالٹے تھے بہت بہت چنڈے بھی دیتے تھے قوی
 اور ملی کاموں کے لئے اکثر اپنے رئیس سے منہ نہ لگا کر جس سفر کرتے تھے بلاد علاقہ کے سفر کے
 کل صاف رفت حدود و اشتی تھے اور کسی سے اس میں ایک جذبہ کی وجہ قبول نہیں کی "اگرچہ
 تبدیل آہ دہوا اور تو فی صحت کے لئے ہر سال سبھی جا رہے تھے مہینے قیام کرتے تھے اور اس وقت
 میں ان کے مصلحت بہت زیادہ بڑھ جاتے تھے ان اباب سے ان کی ذاتی حالت کسی
 جی نہیں رہتی تھی ایچے خوب یاد ہے کہ ایک بار میر جال سے وطنہ آباد اور انھوں نے اس
 وقت کہا کہ قمری کا مصلحت میں حربہ کرنا شروع کیا "اگرچہ صرف چند روپے رہ گئے تو
 دیا؟" ان سے جدا کیا یہ تم کو ہی نہیں ہوئی "اگر اتفاق سے کبھی دیکھے یا جیج ما نہ تو
 ان کو پوچھا ہی دے گئے ایک چوتھوں سے ان کی کسی نہیں رہے اور اس میں سے کچھ نہ

[illegible]

ایک دوسرا پتہ ہے۔ اتفاق سے میں بھی ایسا تھا اس لئے گیا تو فرمایا: بہت پھر میں سے بہت دیکھ گیا۔ کسی پتہ پر سے گئی، ایک چند عطرہ دے کہ کہہ دے پیرا۔ میں شام کو کچھ اچھا کر دیا۔ سو کر لایا، تو وہ موجود نہ تھے، میں شہن کے بستر کے سر پر جا کے چاؤں کھدی، اور ایک کا عطرہ لگا صاحب کھڑے کر رکھا، اور باقی پیسے بھی روٹیوں کھدیئے، دوسرے دن شہن گئی تو ملاں کا، ظہار کہا کہ ایک دوسرے کے صاحب کھنے کی کیا ضرورت تھی۔

[illegible]

وہاں کا انانیت کیساتے بہتر اور کچھوں کا ایک کہیں چاہئے کا مختصر سامان مجھے تہہ سے کی ایک
 نیزہ دو کوپاں، ہر کچھ کوٹھ سے اور میں غرضی دن کی زندگی میں مدد میف برسی
 کہ فی اللہ یا کائنات عروب اور وہاں پر اپنے دھوکہ کی کہ تم سارے ہو
 کھارے سبیل (رحمہ اللہ) مادہ سے گھڑت ہے ہر
 کے مطابق تھی،

مستحقا ہے بندگی | قہر علی کی ایک بڑی خصوصیت ہے کہ وہ کسی بھی دھوکہ پر ہلے نہیں اور مختصر
 نمایاں طور پر پالی باقی تھی، آپ پیچھے پڑے آسے ہیں کا کج سے منہ ہونے کے چند روز بعد میر
 بدطر حسن نام والی کا بل کو جب ترہیز بنی خدیجی کو چاہیہ پیدا ہو، اور غرض سے اس کے ک
 ایک مصلحتی رقم کسی دس ہزار روپیہ صرف کر رہا ہوں، چے صبر مند وستان کو اس کی اطلاع دیا
 اور صبر و صوف نے اس کے لئے سو لانا سے خط کو کرنا برت کی تو وہ لانا نے صاحب الخاڑی، میر
 مناسب نے نہایت دینے پڑے پر کھتے میں ایک دارالترجمہ قائم کرنا، وہ لانا کو اس کے سکرٹری
 مقرر کر دیا، تو وہ لانا نے اس وعدے کو بھی قبول نہیں کیا۔

جیدہ آباد میں چند سال کی ملامت بھی اسیا کرنا ظن کو معلوم ہے، مجھ کو اختیار کی غرضی چنا
 ایک خط میں لکھتے ہیں :- مگر کے معائب نے بیان تک بھی پہنچا ہوا، اور میں اپنے کو ذرا مایہ
 کو شک نہ کہ نہیں سمجھتا ہوں (مکاتیب صحیح ۲۰)

میں وہ بوجہ کہ جب چہ، قبا، میں سیاسی تغیر جو واقعہ ہے، اس کے گرد اپنے لئے کچھ
 قہر کا جزو کر کے نہایت خوشی کے ساتھ اس تعلق کو چھوڑ کر غرضی زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں

چھائی ناگنوں کو یہ کہنے کا حشر سے کہ یہ ہر کام میں اپنے ہی کئی گئے رکھتے ہیں، اس پر صاحب فرمایا
 کہ کتنے جو کو گن سیر سے اُم سے گھر گئے، بھائی یہ کا ذات اور ہنس سے مجھے پُرس جی ویسی ہی خیروری
 فراموشی کرتے دیکھنا جو ہر ماہر ہاں سے ہر وقت پائے پکارا ہوں، اسی شام کے متعلق اہل
 میں خط لکھ چھوڑا۔ سب کوئی نہ کرے اتنا کر کوئی اور اسلوب ام و مودہ اور عریکۃ شوق میں
 کوئی نہ کرے اس کے ساتھ جو ہر اور پر وہی مکتا چھوڑا۔

اسی خط میں لکھتے ہیں: "تم کہنے ہو کہ مجھے اپنے پیڑھیں پاؤں سے علیٰ حق ہو
 کلام گوں، و صحت اولاد کے نقل و منتہی میں سے خود اشتہار دینے کا کہ چند بھیجا جائے، ہنسی و شہ
 کے پاس بچا صحت اور ہنسی، دیکھنے کے پاس اسے، پھر پچھے صاحب کے نام سے انگریزی کا خط
 بھیجے ایک شخص نے اس طرح جواب میں: "یہ میری زمین و غیرہ کام لکھ کر دیکھو، ایک یہ جیتے دلی ہو
 بہت دور ہے، آخر وہ کہ وہ مضمون ہو چلا، تم پچھتے ہو کہ میں اپنے نام کے سے ہر کام میں اپنا نام
 رکھتا ہوں، لیکن سب چیز پر کر کے ایسا کرنا ہوتا ہے۔" (۱)

غیر ہنگامی میں کسی کے چند ہی روز کے بعد صاحب نے وفات پائی، آپے بھائی کو بھی
 چند ہی دن صاحب کو لکھا کہ فرستتے ہیں کی کمی کہ ہمارے مشتعل کے لئے چند لوگ کیا بھیجتے تھے۔
 لیکن میری دہا اعلیٰ کا یہ حال ہے کہ وہ بے نیل ہو گیا، ہوس لیکن عریوں کے لئے تعلقی شوق لگتا ہے۔

چہ

لکھنا کہ خط لکھا
 شکر کی سہ

یہ ہر شہابی کلمہ درگاہ

ہرگز جو کلمہ ہی اسے نہ ہاں

کتنے نثر خورے ہیں،

۱۰۰۰ء) | مولانا اگر چہ فرزند تھے، تاہم وہ فطرتاً ہی عیسائی تھے، اور جب ان کو کوئی کام
 خود داری کے خلاف کرنا چاہتا تھا، تو ان کو عیسائی مذہب سے روکنا تھا، لہذا ان کی کلمات
 دلیل نہیں کے کام سے خلاف مذاق جو سننے کے علاوہ اس بنا پر بھی عار و شرم محسوس ہوتی تھی
 کہ وہ اس کو اپنی خود داری اور عیسائیت کے خلاف سمجھتے تھے، نقل نہیں کی تھی، ان کو اس
 پر باہمی رائے تھی، جس کی سبب فرسٹے تھے کہ جب اس کا قصد کرنا چاہتے تھے، تو ان کا
 کے محسوس علامتوں پہل ہوا کرتے تھے، لیکن مولانا نے اس حالت میں بھی اپنی خود داری کو
 نافذ کیا تھا، اور فرماتے تھے کہ باوجود یہ کہ میری خواہش وہ ہے، تاہم میں کبھی ہمیشہ
 یکے پر چلتا تھا، اور خواہش کے خلاف وہی صورت میں مرثیہ جہاں تھے، علی گڑھ میں گئے
 اور اگرچہ بتا سکتے ہیں کہ ان کی یہ سہیل کرنا تاہم وہ اس کو اپنے لئے موجب ذلت سمجھتے تھے، لہذا
 اس رد کے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں: "میں نے ان کو آریہ مذہب میں مذلت پر خوش پسند نہ دیا"
 تاہم ان کے مذہب پر وہ چہرہ کیسا مسکراتا تھا؟

اس زمانہ میں صرف چالیس روپے اجارہ تھا، تاہم انھوں نے کبھی دولت کے ساتھ
 رہنا گوارا نہیں کیا، اس لئے انھیں رہنے سے روکا جاتا تھا، اور ان کے کرایے میں پہل
 نہیں دیتے تھے، لیکن فرماتے تھے کہ باوجود مذلت، تو ان میں سے کسی کو یہ پورا ناجائز نہیں کیا
 بلکہ سب سے بڑی چیز یہ تھی کہ ان کا

کالج میں ان کے تعلقات نام نہادوں کے ساتھ دوستانہ اور مساوی تھے، اور
 سرپرست خوب محسوس کیا کہ ان کے تعلقات نام نہادوں کی بنیاد پر صرف اور صرف تھے

تھے، انہیں جب کسی محسوس اور ایسی رو سے اُن کو اپنی حیثیت اور گورہ سے کم نظر آتی تھی تو اُن کو اس کا سخت صدمہ ہوتا تھا، فراموش نہ کرے کہ ایک بار اسٹریٹ کی دُل میں چلے ہو، اور لوگ تنہا کے خلاف سے دھیرے دھیرے چلے گئے تھے، اور اس وقت میری کرسی بہت پیچھے رہی تو میں نے یہ منظر دیکھ کر گروں جو مکان اور انکسوس سے ہے اختیار نہ ہمارے چلے گئے۔

ملازم سے صرف وہ ایسا رویہ کی خوشی اگر چہ اُن کو زیادہ تر اس بنا پر تھی کہ کئی ملازمت کی پابندی کے ساتھ خالص علی اور قوی زندگی نہیں بسر کر سکتے تھے، تاہم اس میں خود کا محسوس ہوتا تھا، کیونکہ ملازمت کی دھیرے سے بعض عادات ایسی باتیں میں آجاتی تھیں جن کو وہ گوارا نہیں کر سکتے تھے۔

لیکن باوجود اس خوشی کے محسوس تھے، وطن کے لئے کبھی اپنی خود داری کو مدد میں پہنچایا، وہ جس زمانہ میں علی گڑھ میں تھے، اس وقت وہ اب کئی حق خاں با در بھوپال میں تھے اور ریاست بلکہ خور و آب شاہجہان بیگم پُران کا دست پر آئے تھے، وہ مولانا کے بہت چست دوست اور بہترین دوست، بلکہ ملت متحدہ تھے، اور اپنے چاہ و اقتدار سے مولانا کو ہر قسم کے دشمنی اور نفرت سے بچنے میں مدد دے رہے تھے، اور اس کے لئے مولانا کے دل کے منتظر رہتے تھے اور چاہتے تھے کہ مولانا کی طرف سے کسی حوالہ کا اظہار ہو، لیکن ایک دفعہ ایک قوم پرست خود داری سے جس کا موقع ہی نہیں دیا، اور اُن کے بار بار کے صدمہ سے ایک بار وہ وطن کے لئے کھڑا ہوا، شرم و غیبت سے آپ آپ کو دیا، فراموش نہ کرے کہ وہ نے ایک موقع پر کہا تھا،

ردود البالیہ ہیں گو ہم بس
کہ شرم ہیں مخمخ سے بھر پڑیں دو

میں کے ہی جب وہ بے صاحب کو یہ خط لکھی تو مجھے پسند آیا۔

انہوں نے جیسے پادریوں یعنی مجاہدوں سے جبر کی تفصیل اور پگند پگنی ہے تو کار مستعد
 کر لی تھی لیکن وہ اس کو اس سے پسند نہیں فرماتے تھے چنانچہ ایک خط میں لکھتے ہیں: "میں نے
 اگرچہ مارست فرستنا اور کسی حد دیا مار لیا ہے جس سے اپنی بڑی رو دیا وہی مار سے بہت حاصل ہوتا
 ہے کیسی چالیں ہیں۔ عرصہ بہت بڑا حصہ صرف چھپکا چھپکا چھپکا چھپکا کے لئے دانت مار کر کیا تھوڑے کر رہا
 وہ مار کر وہ کر رہا ہے۔ خدا کی قسم یہ ہے گھر کے صاحب سے یہاں تک بھی پہنچا ہے۔ میں نے اپنے
 کو سہارا دیتا کہ ملک کے لئے کم نہیں بھتا ہوں۔" (صاحب مین، ۱۰)

بعد ازاں وہی مارست سے چند ہی سال کے بعد ان کو ملک چھوڑنا پڑا جس کی بڑی ہرج
 یہ بھی کہ وہ اپنی خود دی جو ذکر مر کے ساتھ سر جھکا کے پرانا وہ نہ ہوجے چنانچہ ایک خط
 میں صاحب محسن، ملک کے باراد کو تحریر فرماتے ہیں: "اے مولوی صاحب، روپیہ اور دولت کی حد
 جو سے زیادہ اور کسی کو نہیں، ایسی کچھ ایذا دیم اور ہم نام نہ نہیں جوں ہی یہ بڑا دانا رو دیا وہی بڑا
 سے سزا ہے لیکن دیا کو سزا کے ساتھ مل کر، چاہتا ہوں کہ مجھ سے جو تھوڑا سا دانا، وہ بار دیا ہو
 کر گرا کی بھڑائی اور جھگڑا جس جو سکتی اور بعد اس کے کامیابی معلوم اس نے میں نے گناہ کا عینت پر کیا
 اینٹیاں سلطوں میں صحت گسٹری اور نصیب و گونی کامیابی کا ایک ہزار ہر خواں کی
 جاتی ہے اور وہیں رہا ستوں میں سب بھی اینٹیاں کی یہ قدیم شان کا نم ہے، سولہ ہزار کی گنت
 بڑے شاعر تھے اس نے انکا ہر لے، اینٹیاں شہر کی اس منہاں روش کو تیار کیا ہے
 اور ادرا کی تھینہ، خونی کر کے ترقی کو بچے کامیابی کا نہایت آسان و دریدہ ہوتا ہے، جانا لیکن نصیب

سے پیشہ امر و مسلہ میں کی مذمتی کو اپنے سے منگوا کر، کچھ مسئلہ میں موجودہ حضور نظامِ جدید
 اپنی دلیل دہی کے ذمہ میں شوق کے صدمے سے مال بہرتا گئے، تو سونا نے اس صورت
 میں بے غشہ ایک قصیدہ لکھی، لیکن یہاں پر چاروں کی فرمائش بلکہ اندر کا تجربہ نہ سہلہ کا
 کی خوشی کو اس میں دخل نہ تھا، اندر بھی تھامہ قسمت اور دعا سے سلائی پر شعلہ
 بیگم صاحبہ سہیل سے جب مسئلہ میں نہ تو داخل دیکھنے سے وہ سو روپیہ ہجو و نظریہ
 فراس کے شکرے کے لئے بوجھ کیا گیا، میں بھی سولانا نے ایک قصیدہ بہت تھا، یہ قصیدہ
 اگرچہ ایک قوی حیثیت رکھتا ہے، ہجو سولانا اپنی خود داری کو ذرا ہر بھیں لگا پائے نہیں
 کرتے تھے، آخر ہم کے سرمیں اپی خود داری نشان کا اظہار کر ہی با

سلی غزوہ، صاحب نہاں شیوہ ہجو، ایک لطیف ہجو، اسان کر سہ
 مسئلہ میں جب ہمارے سر میں پرتا و ذریعہ ہوسے جو حیثیت ملازم سرکار دہی میں
 خود دہی کے ان کے ایذا کا گنتے لگا کہ آپ نے تو تینیت کا قصہ لکھا ہوگا، تو انوں نے ذر
 پکے ہو کر کہا: یہ اور دہی کا پیشہ ہے میں یہ کام نہیں کرتا، اسی پر مدد بدل ہونی اور انوں
 نے انکار دہی کے ساتھ کہ کہیں کسی کی مدح نہیں کرتا

اسی طرح مسئلہ میں بیگم صاحبہ ہجو، اے دہی تم میری ایک دہی تو بھی تو اس کے
 جواب میں ان کو شکر یہ کا ایک قصہ لکھ کر بھیجا، مگر اس میں سے کسی میں بھی شاعرانہ خوشامد
 نکت کی خوردہ انھیں نہ لگی۔

دہی دہی کے طریقہ کو بھی خود دہی کے خلاف سمجھتے تھے، اور اس پر گنتے ہی خوشنما ہوا

۱۔ راجا جے کسین اس سے پیشتر، تھرا، بگرتے تھے، جناب علی حسن خاں بہادر نے ان کے ساتھ
 ایک ہزار اسی قلم کا سلوک کرنا چاہا اور بیل پر بیٹھے وقت ایک معقول رقم نقد کرنی چاہی، لیکن
 انھوں نے قبول کرنے سے انکار کیا، ایک دھرم کا شہرہ ڈال فرماتے تھے، بہت، بیدار، ذکاوت
 تسلیم و عطا کا مستحق ہیں جب سوسا کو میں نے پہچانا، تھا، ایک کتاب محبوب میرے پاس
 طلب خرانی جو میرے پاس نہ تھی میں نے سارہ بولی کے کھدیا اگر کتاب دو کہان سے طلب
 کریں گے یہ قسمیں ادا کروں گا اس پر اس گری سے ڈانٹا کہ آج تک یاد ہے میری مندرست
 سائنس بھی کہ قصہ یہ تھا کہ کتاب آجائے گا تو میرے یہاں رہی، ہر اُس بچہ صاحب مرحوم نے
 خدائی، ایک غنیمت کی، سلوک کے سوا وہ ہیں دو سو روپیہ تہہ کے، لیکن سولہ ماہ ان کے
 خود دینا پسند نہیں فرمایا، امر کارمی الی دفتر کو جا بہت دیر لے کر وہ ان کو نہ دے کہ صاحب میں
 ایک، ان کی کے سفر میں اس قلم کا مہارت بدناما سطر بنے آیا، مولانا کی دشا سے تھے
 گئے، تو خرانی وضع میں تھے، باشاہ مروت کو اس وقت نہایت جلدی تھی، اسلام علیہ السلام کے
 ساتھ یہی سبب ہیں، ہتھ ڈالا اور کچھ عیدیاں، ان کی سکے انھیں، چھ توہ لانا کہ صحت خوب ہو
 چر خیال آیا کہ انھوں نے ان کو گدہ گر بھاء اس خیال سے مولانا کو سخت بیچ جو، اور بیچ کے ساتھ
 غصہ، اور ہلا کر گدہ۔

شہدے۔ ساجنا اھنٹا کسان حصہ
 یعنی، کیا جو ہمیں کو نہیں آئے، ہم تمام تین
 شیخ علی ہوان کی مولانا کے ساتھ تھے، دشا سے مروت نے ان سے مولانا کے حصہ کی وہ
 پر بھی انھوں نے مولانا کے آنے کی عرض و غایہ بیان کی تو، دشا سے مروت کو منفہ تھا

ہوئی اور حضرت کے ساتھ کیا کہ آپ بلا غارت پر پہنچے ہیں تشریف لے رہے ہیں اور مولانا اس کی
کی تفصیل کے بعد لکھتے ہیں: ”مجھے تو اس واقعہ کے معلوم ہونے سے کہ یہاں علماء و مشائخ جیسے کسی
امیر و مجدد و دار سے ملے ہیں، وہی انہوں سے ملے ہیں کہ انہیں خدائی واقعہ آئے۔ ان کی پاشا کی یہ گالی بھاری
تو جانا رہا لیکن اس واقعہ کے حال پر بہت انہوں سے جو خدو خدا کے طرح کہیں بند و ستان کے ساتھ
بجھتا تھا لیکن انہوں نے یہاں بھی اس سے نہات نہیں ہائی۔ اور غلام مسیحا۔“

حضرت خدو تیان جی کو عمر انہی قسم کی، فی امانت قبول کرنا پسند نہیں فرماتے تھے کیونکہ
وہ وہ بیمار تھے۔ ان کے بھائی مولانا اسحاق مرحوم نے بحر علیہ السلام دن کے اس دور و دور
میں، لیکن انہوں نے واپس کر دیئے۔

انہی سے ان کے ہم درمست مل کا تفرس کی شرکت کا دعوت لیا یا تو وہ سب جی جی
نے، جو چیز پیش کی کہ اس علمی سفر کے معاہدات قوی چند سے سے، دیکھنے ہائیں لیکن مولانا
نے ان کو لکھا کہ میری اہمیت کی ضرورت نہیں بلکہ کسی خدو سے نہ اس کو صحت نفس نے رخ کر
ہے۔ اصل یہ ہے کہ ابھی تک کی یہ حالت نہیں کہ اس قسم کے کام ہمیں کی خدو سے دیکھ جائیں آپ
کو تو یہ چہرہ پیش کرنے کے کہ ہم نے لکھا کہ ایک چھانچہ کیا، اس کا نام تباہی پر یہ جو گا کہ یہی نہ چھوڑ گوی
کر کے چھوڑ گیا۔ (مکالمہ ص ۱۰۰)

خدو کی کامیابی کے لئے اگرچہ وہ ہر قسم کی کوشش کرتے تھے تاہم اس کے لئے بھی ہنگام
اس سال شمس کائنات، شمس زہرہ پیش میں گئے تھے، پہلے لکھنؤ، شام، دہلی، دہلی سے چلے
کی تحریک کی نوید شہر زہرا

حاشق بازہ ہوں، رسول کی تہن شیبے
 شرم ہو کہ نہیں سکتا ہوں کہ کیا مطلب ہو
 ایک ہاتھ میں جان لیا ایک ہاتھ میں کی نسبت شہور ہوا کہ وہ ایک معقول و فہم کی
 قوی کام میں دیا چاہتے ہیں بعض اصحاب کے ہزاروں مولانا کی زبان سے ملے گئے اور ان کی
 عمر کی قوی تھی، ہمیں مولانا فرماتے تھے: تجھے قہر تھا کہ میں اس قدر ذلیل ہو گیا کہ وہ تو
 کے لئے دوستوں کے گروہ پر ختم کا قطرہ بنا ہوا میری یہ حالت تھی کہ علی گڑھ کے ایک
 رئیس نے مجھ سے ملنا چاہا اور اس غرض سے اپنی کاڑھی بھری لیکن میں نے صاف کہہ دیا
 کہ اگر ان کو کفایت کا شوق ہے تو خود آئیں، میں نہیں جاسکتا۔

ایک بار خانقاہِ کبیر صاحب رئیس صاحب کا ان پور نے مدد میں پانچ سو روپے بھیجے
 مولوی جید اللہ صاحب ندوی اس وقت اندوہ کے سبب افریقہ کے انہوں نے اپنے
 شہادت میں اس کا ذکر مست پوری کے ساتھ کیا اور فرمایا کہ اگر ان کی یہ مدد کو
 عمل میں کر سکتی ہے۔ چونکہ شہادت میں جو کچھ لکھا جاتا تھا مولانا کی طرف منسوب ہوتا تھا
 اس لئے مولانا نے اس کو دیکھا تو محنت پر ہم برسے اور فرمایا کہ میں اس قسم کے خوش زمانہ افشا
 کہ اس طرف منسوب کرنا پسند نہیں کر سکتا۔

ایک بار کسی شخص کے حوض پر تدو کی طرف سے خوب صاحب بھاول پور کی خدمت
 میں دعا، سر بھیجے کی غرض سے کہیں اور مولانا سے دعا مانگنے کی خواہش کی گئی تو انہوں نے
 اس کو سخت پسند کیا۔ ان کے پاس میں چلے کہ چاہوں گا یہ مایہ نہ ہو کہ یہ ہوا بدعتی شخص
 پر اور شہر کی طرف مذہب کا وہ بھی پہنچ گئے۔ علماء کی شرکت میں تم کے یہاں ہوا کرتی ہو

کی نئی گدہ کاری بھی ایسی برقی کر سکتا ہے۔ (جد علی ۱۰)

میں نے ہلکے اسحاق | خود وہی وہ ہے بیماری سے موزوں کہ بہتہ لوگوں کے اسباب سے سبکدوش
رکھ کر ہلکی طالب علمی کے ساتھ میں تو برسرِ عمر نہا سواں ہوتا سے مگر وہ اس گناہ کے کسی گنہگار
نہیں جو سنے اور جیسے اپنے کھانے پینے کا سامان خود کی ان کے والد جو کچھ ہوا رہی تھے،
اسی میں جس طرح بن پڑا تھا سہ کر تے تھے، طالب علمی کے بعد جب خود اپنے پاؤں پر کھڑے
ہونے کے لائق ہوئے تو والدہ صاحبہ کو بھی اجازت دینے سے خزاں کیا، جیدہ ہو کے والد کے
سے تو بچے بعد انہوں نے سخی اجاب کا سامان اٹھایا، لیکن اس کے علاوہ انہوں نے
کسی سے موزوں سے محسن اسحاق کا اٹھایا، گوارا نہیں کی، مگر سہ سہ کے سفر کو رہا
ہوئے لگے تو اپنے والد سے بھی مالی سدا قبول میں کی، اور نہیں چاہا کہ ان کی وجہ سے کمال
دوسرے پر بار ہو، مصلحت پسندوں نے اس پر بھی ان کے قتل فتنہ پیچھے کے بعد ان کے پاس روپے
بیچے، تو وہ اس کو ریت واداسی کے بعد، یا مست ہر ہند سے سفر کے کل معارف ادا کرنے
چاہے تو اس سے بھی انکار کیا۔

کھنڈ میں نواب سید علی حسن خاں مولانا کے بہت بڑے دوست، بلکہ بہت بڑے
ستھ تھے، وہ بہت چاہتے تھے کہ مولانا مال دیں، چہ بیٹے ان کی کو شجی میں تیار کر دیں، لیکن
مولانا سے اس کو کبھی ہند نہیں کی، بہت ہی اگر چہ سنا بہت گراں ہیں، اور بعض حالات
میں بہت مشکل تھے ہیں، لیکن مولانا سے سوال بھی کئی، وہ مست، ایسی تاجر کے پاس یہ کام کرنا
نہیں کیا، ایک دفعہ بھی میں ایک رئیس نے ان کو اپنے یہاں ٹھہرایا، مگر ان کے یہاں

میں اس اجنبی کی سمت صہارت برنامہ لگائی کی گئی تھی کے پہلو کو دیکھتے ہیں دوسرے سے
 چشم پوشی کرتے ہیں، اصولاً کابل میں کے بہت سے تھیں اس میں ایک تو ان کی خودداری کو مدنظر
 رکھا کہ وہ اس کو بھی دہراؤ کے ساتھ اپنا رجحان بتا رہے تھے، جس سے ان کو یہ سہا جتا جاتا رہا،
 وہ جس قدر صاحب اثر تھے، جتنی قوم کے ٹکڑوں سے ان کے خلیفہ تھے، ان کے دربار سے اگر
 وہ لوگوں کو فائدہ پہنچا دیتے، تو بہت کچھ مدد پہنچا سکتے تھے لیکن میں طرح صحابہ سے یہ ٹکڑے
 کسی کے سامنے نہ سونے میں کھوں دی طرف اپنے افراد و احباب کے سے بھی ان سے سہارا
 کہ چہ نہ میں کیا، مگر ان کے ان کے اپنے قوم کے دوسروں، نائب صہبت، ہی ایک پیسہ کی کوشش
 کرتے رہے لیکن سہارا سے ان کو ان میں کسی قوم کی مدد نہیں دی، چنانچہ عروسی سہارا دہا نظر سامنے
 مدد کی کو محضوں سے ان سے سہارا ان کی خواہش کی تھی، ایک خطا میں لکھتے ہیں: "یہاں یہ کہ
 ہم سے اپنے بیٹے کے لئے ہی نہیں، شائشیں کی، لیکن موقع آجائے تو دہراؤ کی مدد کو کھڑے ہوں"۔
 سہارا کے دہراؤ لوگوں پاس قوم کے اسباب سے، سب کیا کرتے تھے، لیکن سہارا نہ تھے
 کہ کچھ غیب آنا تھا کہ وہ کام سے اس صورت لوگوں کی سہارا نہیں کیا کرتے تھے کہ گویا سہارا نہ بات
 بہت کر رہے ہیں ایک خط میں تو یہ حق اسباب کو جو اپنے کالج کے طالب علموں کے لئے
 ان قوم کی سہارا شعبہ کے لئے تیار، راستے سے یہ کھانا، ہاتھ دہراؤ کی مدد سے تو میں کی یہ مدد نہیں کر سکتی
 سہارا کو کہ وہ ہر لحاظ سے مدد دیتا ہے، ان کو اس قابل ہونا چاہئے کہ وہ اس سہارا کو سہارا
 فردا کرتے تھے، چھوٹے، نہ ان کے کہ یہ کہنا، پیسہ یا جاتا ہے، مدد کو ان کے سہارا
 میں سہارا دہراؤ کو خود دہراؤ کے علاوہ لوگوں کی سہارا نہ کرنے کی ایک ذمہ داری

یہی تھی کہ کب تک کسی شخص کی اہمیت وقت بہت بڑھائی اہمیت نہ ہو جائے اور اس کے
 لئے سفارش کرنا پسند نہیں کرتے تھے اور سفارش میں صرف اس شخص کے لئے تھا ان کو صرف
 پرستار ہوتا تھا اصل معنی بنائی باتوں کی بنا پر بیت فی حسن ظن ومن اخلاق کی بنا پر یہ کسی کی
 سفارش کرنا پسند نہیں کرتے تھے مولوی مسعود احمد صاحب ایم سے مل گئے انہوں نے میل ہونے کے لئے
 پوسٹ چاہتے تھے اور مولوی دخیل کے لئے سند چاہتے تھے اگرچہ ان کو کوڑا کراہ و برص و
 دچے دے تھے لیکن مولوی سے سولا سے بھی سہہ دیا جا رہی اور چونکہ وہ مولوی کے خلق میں سے
 سے واقف تھے اور کے طور پر عربی عبارت میں بھی لکھ کر بھیجی اس کے متعلق مولانا مولوی
 شہداء الرحمن ندوی کو جو اس وقت کالج میں تھے لکھتے ہیں: مولوی برکت تو بہت مولوی حیات
 لگی گئی اور کیا ہوتا سرنگھٹ لکھوں گا تو یہ لکھوں گا کہ مولوی برکت مولوی کو لکھتے ہیں: اسکے صاحب
 دو دم صبا بخون

بہتر جو کچھ علی واقف رکھتے تھے یا علی زندگی بسر کرنا چاہتے تھے وہ اس سے مستثنیٰ تھے اور
 یہ مولانا کی علم پر مدد کی سب سے بڑی دلیل ہے اور انہوں نے اسے اپنے کے سے کبھی سفارش نہیں
 کی لیکن اپنے فرزند مولانا کی سفارش میں کبھی دہشتہ نہیں کیا بلکہ جیسے ان کے لئے جڑ
 موقع کی تلاش میں رہے، حضرت مولانا مسعود احمد صاحب کلمہ میں ایک حدیث کی جگہ غلطی دالم
 نے ازبیل مولوی بند شرف الدین صاحب بیچ لکھ کر کلمہ کی وساطت سے دلا
 دی اور کلمہ جانے لگا مولانا نے من قرآن سورۃ مولوی بند شرف الدین صاحب کے
 ایک سند فی حدیث لکھ کر دیا میں دالم کا ذکر اچھے متون میں فرمایا تھا جاملہ جانیہ میں بھی

سے سعادت فرمائی۔ (سلمان ۳۷) لیکن جب اس کا صورت دیا اور اناطلیہ تہذیب سے سرکار نظام اسلامی
 صاحب ہمارے پچھلے لڑکا پانچویں سال تھا، اس کا سر پہ سرکس بڑی دھڑلہ سی ماری ہو گئی
 تھی، اس نے اس کا رخ پانچویں کی سمت منٹ پر دیکھ کر پھر کا تقریر دولا، اس کی دعا
 لکھ کر تھپتا رہا، سوویں صدی تمام صبا کے سے ہی مولانا نے حوالہ دیا، وہی وہی سعادت میں کہیں
 سوویں صدی ہادی صاحب مدد کی گئی تھی۔ وہ کوئی عظیم عامل کرنا یہ تھے تھے مولانا نے ان کیلئے
 یہی سعادت کی کہ اور وہ وہاں سے چلے گئے، صبا بھی اودھ دیا، کیا تینہ وہ وہاں سے بھی چھوڑ کر
 دوسرا کر رہا، جینہ موجود ہو۔

یہی طرح جن لوگوں کی بابت وہ ثابت پرانی کویت، ان کی سعادت چوری تھی
 سے کہ تھے

مولانا حمید الدین صاحب جو مولانا کی مدد کا بی بی سعادت
 سے لی، وہ وہاں سے چلے گئے، ان کا تقریر دولا، ان کی کوشش ہو رہی

سوویں صدی تیرہ صاحب شریعت، وہ سے محمد، کئے گئے وہ بھی دلا، ان سے کئے گئے

سعادت کی

کلی میں صبا، احمد دینیت کی تجویز ہوئی، اور اس کے شعلی مولانا صاحب برحقان حال تقریر
 ان کی حد میں، مولانا صاحب جیو جی جی کے لئے سعادت، شریعت چاہی گئی، وہ وہاں سے چلے گئے
 سوویں صدی شریعت جیو جی جی سے سعادت، شریعت چاہی گئی، وہ وہاں سے چلے گئے
 فی سعادت، وہی وہاں سے چلے گئے، وہ وہاں سے چلے گئے، وہ وہاں سے چلے گئے

تاکر مولوی جہداتی صاحب ذوقِ ادب کے کسی وجہ سے متاثر نہ ہوئے تھے۔ گویا پتہ یہ مسلک
 کا مخدوم کرنا تھا کہ باوجود اہلِ برائے خدائے گویا، مگر کبھی انہوں نے اس کے سرا کرہ یا لازمِ حجب میں
 اس سے کچھ اور نہیں کیا۔ دہار سے مہرین، مؤلفہ مولوی جہداتی صاحب سزا مولوی سیالپوری
 میرٹھ مولوی کے دیبا پر جب لکھنؤ کے ایک مولوی صاحب نے اعتراضات کئے، اگرچہ
 بعض اصلاح کی بنا پر مولانا نے اس کا جواب لکھا لیکن وہ سچے سچے چھپو داپ نہیں کیا۔ اور مولانا
 دہار پر لکھی کہ :
 کہیں صاحب نہیں کر سکتا اس لئے کسی دے کے بہت سے وہ چھپ سکتا
 ہے۔ یہ سچے بہت سے نہیں چھپ سکتا غرض انہاں حقیقت پر، تو خاطر ہم :

مذہب : ہا میں مولانا صاحب در کتابت غالب شروانی نے تمام ان پر جو اعتراضات کئے
 مولانا نے صرف اس کا جواب لکھا، اس کے علاوہ انہوں نے کسی ریویو کا جواب لکھا پسند نہیں
 کیا۔ اور یہ نتیجہ تھا جیسا کہ خود مولانا شروانی فرماتے ہیں : "ڈیڑھ سو سالہ انہوں کے اصرار کا : مولانا
 شروانی کا بیان ہے کہ : "معاذ اللہ یہ ایک : چھپو شامی کا ماسٹر بل نے جواب لکھا : یہ ہے :
 شروانی جواب : یہ کہہ سکتا ہے :

دیکھا آگے اور دیکھا :
 ختم ہوا مولانا صاحب

مولانا کی خاموشی کے زمانہ میں جیسا کہ بعض : کہان نہ وہ کے حدیثات : ان کو صاحب
 حقیقت کا خوف : تو بے تہدہ : ہاں : ایک : اور صاحب کی تحریریں کا جواب :
 جو حضرات میں شامل ہے :

مولانا : اور مولانا کے نہایت معافی پسند تھے : کہیں جیسے صاحب : پتہ تھے :

اور ہنسنے لگی بار بار جیسے تھے بعض لوگ ہونہار شی صفا پیسہ جوتے ہیں سو کرتے ہیں کہ وہ پوسٹ میں
 کپڑے پہن پتے ہیں اور بچے کی نیلین یا میلان کر رہے دیتے ہیں ایک دوسرا ایک دوسرے
 یہ حرکت کی تو سخت رجم جو ہے وہ نہ تھے آرات دن ایک بچا کپڑے سے بدل میلا ہوتا
 ہے اس لئے ایک بار میں نے خیال کیا کہ دست کو کوئی دوسرا کپڑا پہن کر سودا کروں، لیکن پھر خیال
 ہوا کہ خود بھی تو یہاں ہی ہو گا اور اگر کسی چودہ دوسروں کی تھا وہ ہنسے لیکن خود میری طبیعت
 اس کو گھسیں کرتی تھی کہ میں رہنے سے وہ باوجود سادگی کے نہایت صاف و شفاف
 رہتا تھا اس میں درد و جانا دہوا تے تھے اور میری نگو صافت کرو تھے۔ دوسرے کسی صلیب
 تھے تو ایک جہرہ تھمرنے لگے تھے لہذا جو کہ کوئی ملازم ساتھ نہ تھا اس سے خود ہی جھاڑ دے یا کوئی
 ملازم سے روزانہ سمجھوتے تھے خود چٹا نہیں لکھتے تھے، اسیاں لکھتے تھے وہیں سے سخت
 نکال دیتے تھے، اگر کوئی شخص بان لگا کر ان کے مکان میں ٹھوک دینا تھا تو سخت مشغول ہوتے
 تھے، اس کو چھوڑ دیتے تھے۔

گناہ ہم کہتے تو ملازم ہمارے ایک طبیب رکھ دیتا، اسی میں جھلکے اور ٹھٹھکی رکھتے جاتے،
 زمین پر نہ پھینکتے، ایک بار وہاں ملازم ہمارے ایک بڑے سے اس کے سامنے زمین پر آرام کے چھلکے دیکھے
 تو فوراً وہاں پہنچے کسی برتن میں کون میں رکھوا انھوں نے کہا بیٹھی اسے جھڑکنا اسے مانتے تھے
 ہونے کو سروسای چھوٹے تھے ہیں پھر شاتے ہیں۔

لکھنے میں اتنے جست کم آوردہ کرتے ان کے دستخانہ پر چوہا لگا لگسی کبھی پھری کاٹا بھی
 ہوتا، اور اسی سے دنیاں درکار یاں وغیرہ کاٹتے، پر بوسے صحت و نفرت تھی، اور اسی لئے

ہوا دیکھنے کے ساتھ دیکھنے والی پرچا ہے۔

ی قہاست بہدی کی بنا پر کھٹو کے تھن کو دیکھنے کے تھن پر توجہ دیتے تھے
 چاہے میتہ ساوی پیتے تھے اور اس میں بہت سے تھروں اور گریبی ٹھنڈے کی بھی تھری
 تھے تھے۔ عورتیں تھن کے "اور" سے چاہے کی علامت پتی جاتی ہے "اور" میں ٹھنڈے
 بنیاد باور ہوتی ہے لیکن اس میں ایک ٹھنڈی ایک جوتی ہے "اور" میں ایک ٹھنڈی ٹھنڈی
 فرماتے تھے "اور" گریبی ٹھنڈے تھے "اور" اسٹین میں کرتے تھے "اور" تھے گریبی
 "اور" میں علامت جوتی ہے "اور" میں سے ٹھنڈے تھے "اور" میں سے ٹھنڈے تھے
 "اور" میں سے ٹھنڈے تھے "اور" میں سے ٹھنڈے تھے "اور" میں سے ٹھنڈے تھے
 "اور" میں سے ٹھنڈے تھے "اور" میں سے ٹھنڈے تھے "اور" میں سے ٹھنڈے تھے

خاکہ میں "اور" اور "اور" کی علامت "اور" میں سے ٹھنڈے تھے "اور" میں سے ٹھنڈے تھے
 "اور" میں سے ٹھنڈے تھے "اور" میں سے ٹھنڈے تھے "اور" میں سے ٹھنڈے تھے
 "اور" میں سے ٹھنڈے تھے "اور" میں سے ٹھنڈے تھے "اور" میں سے ٹھنڈے تھے
 "اور" میں سے ٹھنڈے تھے "اور" میں سے ٹھنڈے تھے "اور" میں سے ٹھنڈے تھے

کھنڈ میں رہتے تھے "اور" میں سے ٹھنڈے تھے "اور" میں سے ٹھنڈے تھے
 "اور" میں سے ٹھنڈے تھے "اور" میں سے ٹھنڈے تھے "اور" میں سے ٹھنڈے تھے
 "اور" میں سے ٹھنڈے تھے "اور" میں سے ٹھنڈے تھے "اور" میں سے ٹھنڈے تھے
 "اور" میں سے ٹھنڈے تھے "اور" میں سے ٹھنڈے تھے "اور" میں سے ٹھنڈے تھے

میں رہتے تھے "اور" میں سے ٹھنڈے تھے "اور" میں سے ٹھنڈے تھے
 "اور" میں سے ٹھنڈے تھے "اور" میں سے ٹھنڈے تھے "اور" میں سے ٹھنڈے تھے
 "اور" میں سے ٹھنڈے تھے "اور" میں سے ٹھنڈے تھے "اور" میں سے ٹھنڈے تھے

تو زمین پر بیٹھے تھے جن کو مراد باغ وہی تھی کہ بار بھاتے تھے

کسی مکان پر بھاتے تو تمام ائمہ صاحب کے مکان پر جا کر ان سے طاعات کرتے۔

ایک دفعہ ٹکسویں گورنمنٹ کی ایک شرک پر جلال دارالعلوم تھانہ سے نکل کر وہ دیکھ
تیا گاہ و مکان تو اب مرشد آباد ویرانی و برباد تھا۔ وہ قریب ہی جا رہے تھے کہ قلم احمد فتح
مکان اتفاق سے پھر رہا فیصلہ نہ ہوئی۔ دیکھتے دیکھتے سڑک پر پہنچے۔ جب وہ دیر سے پرچہ
تو چیک سے جو سے پوچھا کہ تو کی ٹیسی میں جوں میں سے کہاؤں وہ آگے نہ بڑھ سکے سولا لے کر
یہ کہتے تھے میں نے کہا پچھتے تھے کہ کوئی تیلی صاحب کی ہیں یہ سنکر حوٹا سا سکڑے اور
قرینہ نہ کیا قلم نے ہی کے اتنے سے غم سے جو خوشی ہوئی وہ توں بند کی غمزدگی میں
مسلم ملت کے خلاف کے نہ تھے کسی سے ہم صاحب عمر و باد کی ہیبت ان سے
کہا کہ یہ صاحب کتنے نہ کہ تیلی کو ہا کر دوس کا قلم صاحب بن گیا باگدوس صاحب نے
آپ بنا دیں کر سکتے ہیں کہ میں کی گاس جو آدھیاں روپے روپے دھنوں کو گزرتی
ہیں۔ زمین کی بے قدر گاس کو میں؟

میرزا حسن کو کہتے بیٹھے تھے کہ پاری اور چٹائی پر بیٹھے تھے۔ اراکین اور محکمات پانچ
غصوں اوقات میں شہر سے گرہ سولا کو شہر محل بنا دیا تھا بہت سے لوگ ان سے ملے
نہایت چسپی تھے۔ وہ دھولہ پری اور بھلوں میں شریک برہتے تھے۔ پاریا ہشیام

مذہبیت میں سما کی تیش میں ہی کیا اچھا سنگ لکھتے تھے لکھتے تھے لکھتے تھے لکھتے تھے
پانچوں صاحبوں کو دستاں کشتی تھی۔ وہ دیر لکھتے تھے لکھتے تھے لکھتے تھے لکھتے تھے

اسباب پندہ تھے، مگر ہمسک اوقات اور سونے کے وقت میں ان کو خلوت ہی پسند تھی، کام کے اوقات اور آرام کے گھنٹوں میں کسی شخص کا وجود بالکل تحمل ہی نہیں کئے سمجھت تھیں، وہ جتنا تعذرت کو جیسا کہ پہلے گزرا تھا ہمیشہ کمرے میں مہمانوں سے دور کھڑی رہا کرتا تھا، لیکن اس میں کسی دوسرے کو سونہ نہیں دیتے تھے، فرماتے تھے کہ دوسرے شخص کے تحمل سے ہی مجھے مشہد ہیں، اسلئے

بعض اوقات بعض لوگ ان سے ملنے آتے اور پرکھ پیٹنے، بستے، دواؤں اور صحت ٹھیک برقی خود فرماتے تھے کہ میں نے عجیب متضاد طبیعت دیکھی ہے، وہ ایک کی صحبت لاد رہی ہے لیکن دوسرے گھنٹوں میں بالکل تنہا برقی چاہئے، محبت کے لئے پار پیچہ شام سے آتو بچے شب تک کا وقت معمول تھا، ان کے دروازے پر جلی قلم میں لکھا ہوا یہ اعلان چھپا ہوا تھا کہ چار بجے سے پہلے بے کی اجازت نہیں۔

بیموں کو انہوں نے جن اسباب کی بنا پر پیدہ کیا تھا، ان میں ایک سے خلوت گزرنے کی بھی نفرت تھی، کہہ سکتے تھے کہ یہاں شہر پر پھر ہے، اور کوئی مانتا بھی نہیں کہ یہ شہر جو آج کل کے لئے ہر کسی کی بات پر ماضی، اوقات میں مستقل کام کا دروازہ کر لیتے تھے، چنانچہ کبک صاحب کہتے ہیں: "میں میں دن کام کے لئے آتا ہے، دن بھر کوئی جانتی نہیں اس لئے برسوں تک بیمار سے نکلے گا، اور میں اس وقت میں بیمار کی حالت میں چھڑے کا کام کر لیتے تھے، اس کے علاوہ میں بے اک تھے جو برگ اس لئے کہ وہ صحت پر قہر تھا، اس کے لالہ کا رویہ بھی سختی سے کرتے تھے، صحت مند ہی اپنے مغربی میں تحریر فرماتے ہیں، وہ دوسری مدت صحت دوروں میں نہیں، لیکن دوسری مدت

کبھی ان کو کسی خلق اور چاہی ہو نامہ نہیں کرتی تھی، سو پڑے وزیر دست کی خاطر وہ بھی ڈسے سے بیس
 جتے تھے، لافیس کی پختہ سے روبرو نہیں کرکے تھے۔ مگر ان کے میں پشت بیا بی، اتفاق میں گیا
 اس کی رہن سے ایسے اٹا دس نکلے تھے جو نصایت اور سادہ ریلب جوی ہر وقت کرتے۔
 نہایت کہ سے کی زد ہر حق سے کرتے تھے، اپنی ہلے کے دھل بھو، ہندو سے اٹھا کر کرتے، ہر جوں
 یہ کبھی نہیں جو تاکہ صاف کے ذاتی یا صافی پلوپ میں کرتے، ان کو نہ لیں ویرا کرتے۔

میں رہا ہر دو اٹلی آئندہ ستر لکھ سے لگے تمام کاریں لکھتا ہر قوم پر تیرا صیب کا نہ
 تھا، ہی ان کا نتیجہ تھا کہ جب سید صاحب نے کہ گزین کی کا نصت کی تو دفتر تمام قوم سبایت
 میں حقیقہ سے ایک ہر لکھی، اور ایک منہ ایک ایک، ہی لیکن مرانا سبیا کہ عوام
 غلام اٹھیں ہر قوم سے ایک سمون میں لکھی ہی اسی وقت سے سید صاحب کی اس پابھی کے
 شہت کے ساتھ مخالف تھے، اخیر میں دھوں سے پائیس پر جو کہ وہ بتلیں اور آواز دہم
 لکھے ان کی بہت مہتری لوگوں کا یہاں سے کہ نہ وہ وہ قوم کی موجودہ روش کا نتیجہ تھے، اور ہی
 اس کو چاہتی تھی، نہ ستر تھی پر بھی لکھی، رتے تھے، لیکن وہ حقیقت اس کو تہی اس
 پابھی سے نصت تھی، اس وقت سے اخیر وہ ایک وہ اپنی اس سے پر تھم رہے

اس وقت تو ہم جوی نصت کی کا نصت کرنا، اور ایک عوامی در سب میں انگریزی اور
 علوم جدیدہ کا لکھی کرنا، ایک سبیا کام تھا، جو ایک شخص کو تمام علم، نہ منہ وہ دست کا
 نہ ہلا نہ پاسک، سب لیکن مرانا، ایک ایک کا خاصہ میں ہی گزین، نہ تکر، میں نے ہر
 سمجھا اس سے پیچھے نہ تھے، مگر وہ دل سے کوٹ پرانی کے خوف سے اپنی نہ تھے، نہ ہلا نہ پاسک

مارکیا جس کی بدولت اُن پر کفر کا فتویٰ بھی لگا آیا۔ مگر اس کی کج پرواہی نہ تھی جب تاں میں ستر
سوتیلی کا تاثیر سے ان پر یہ انقلاب حاصل ہوا تو فوراً سے اور ہو گئی۔

وہ غشی مسلک میں غشی تھے، لارضایت ملت غشی تھے، اس کے بعد کربت مقام اور سستی
نظر سے سب کچھ بن گئے، مگر ہر حال وہ غشی ہی رہے، اور پھر سہرا پی حقیقت کا اعلان کرتے
سے مولانا کا خاندان ایک آسودہ نازن حق تھا ان کے والد بزرگوار بڑے وکیل تھے، اور
کساندہ رگی بسر کرتے تھے، ان کے تین بھائی کا سیلاب وکیل اور پیر شہر اور دیگر بڑی طرز کا
کے زوردار تھے، مولانا نے کمال سولہ سال کی گزشتہ کالج میں بسر کئے، جو دینی جاوہر اعلیٰ کا
شاہد تھے، چیمبر، بادشاہ، ایک مشہور شاہزادہ برطانوی ہے، جہاں کے تھان کا اوازہ دینے کے
سے شہرت ہو سکتا ہے۔

میں حیدرآدریس سے کچھ کم یہاں بھی جے ہی نکال کئے گئے
جی ہاں یہاں ہو سکتا ہے کہ اُن پر بھی اس طرز کا شہرت کا اثر پڑ چکا ہو، اس لیے
قدیم سلوگ کی کہ کوہیا چمکا جو گروہ مل کا کٹھن اسیا ہے۔

لیکن واقعہ یہ ہے کہ مولانا نے غرضاً سب سلوگ کی پسند تھے، اور ہمیشہ اپنے مقصد میں رکھنا
کو سادگی کی تسلیم و اکر تے تھے، یہ سچ ہے کہ خود داری اور غنڈہائی کی وجہ سے وہ کسی سوسائٹی میں
پسند نہ کر رہ سکیں، چاہتے تھے، اس بنا پر وہ حیدرآدریس کی قدرت کو دانتہم کے ساتھ
ہے تھے، چنانچہ وہ اب محسن الملک کو ایک خط میں لکھتے ہیں، ہرگز درست نہ ہو، سچ
تسلیم کرتے، اور یہی یہاں کا خیر ہے، جس میں خود تہذیب و ہستی حالی ہے، خوب چمکا داتا ہے، انگریزوں

لکھنا تھا جس تبدیلی پر غصہ تھا وہ وقت ہمارا چل رہا تھا تو اس انداز میں لکھا جو "محسن ملک" ۱۱

ہم وہ طینساوگی کی طرف اٹل تھے اور بڑے سے شاہک اوروں نے اس شان کو نہ ٹم
سکا، ان کو نہ بت کر سٹ سے سفر کرنے پڑتے تھے، لیکن ان کا خود بیان ہے کہ میں نے
سفر میں ملازم ساتھ نہیں لیا، تنہا لکھنا تھا، قحطی کے حوالے سفر کے لئے اگر یہ مروت
و احسان نے اصرار کیا۔

تاجرم شاہ کے زیرِ عمر ۵۰ء

لیکن سولہ سال کا یہ وقت ہمارا نہ ہو سکے،

۵۰ء اچھوتوں سے خوفناکیت کے بہت دلدادہ تھے، اس لئے مکرم سنگا کی کتہ سچ، پرفضا
غوش سفر پر کرتے تھے لیکن اس کے علاوہ جان کو دوسرے قسم کے ریسپورٹ اور مسافروں
تائید کی کچھ پروانہ بھی ضروری چیز اسلام صاحب کہتے ہیں کہ میں نے ان کو کالج میں سمجھ کے ایک
جرم میں غم رہنے پر نہ دیکھا تھا، وہ ہیں، ترقی و دھار پر کے ایک کمرے میں مقیم ہے، فرنگی
کی کل کائنات، ایک چٹائی، ایک فرش، ایک چنگے زیادہ نہ تھی، ہفتہ میں کسی قدر سیر
تھا، اور اصرار تھا نہایت تھی، اس کے بعد انھوں نے کراؤ کا ایک بر مکان بنا جس میں
کمرے تھے لیکن ان کی ضرورت بات کے لئے صرف ایک کمرہ تھا، بقید میں غلطی اور بعض درستی
تھے، اخیر میں، میں آباد پارک کے ایک بالائی کمرے میں آئے تھے، جس کا کراہے سا ہوا
تھا، ممکن تھا کہ کسی حدایت سے اس قدر شہوت تھی کہ وہ قہر تھک رہی تھی، کئی چائے پی رہی تھی
ایک داریہ رکھ کر کر پڑے پڑے لوگ ان کے پاس آتے ہیں، اس کمرے کو فرش بھی کیا، ایک

اور ایک فائین مشدد کریاں شگوار میں ہیں جب وہ دم و دیہی کی چھ حسہ قائم کیا اور اس کو نہ
و قسقت عساودہ دلی اھتیا کرنے کی طرف : ایک نو کریاں و قسیرت ہوئی تو یہ یہاں
اور دہری اپنے ہر دم و جاہر میں جب کو عسیرت کی اور خود ایک جنائی پر بیٹھا پس یہ خود سے
تھے تو ایک ہنر اور ایک کری تو بہت ہر حسہ سے اور ہی سے کو ہنر سے کوششیں سکے اور قیام
چیزیں ہر فرد کی ہیں :

کیتھرسہ بھی حمایت ما وہ پہنچے تھے، کیڑوں کی تہہ دہلی حمایت مجددی رات اٹھا سلیم
 چاہا ہے، اسی قدر سچید کرتے اور تہی پا، سر: اور گوشت شرفائیاں، اور یہ کہوت کو دل بہت نہ پادہ
 نہیں بھی ہیں ہوتے تھے، اسامہ دہلی کا، شعلیں صرف صحر میں ظ: وہیں کرتے تھے، اور غامہ
 چیریں کی کئی قدریں قیمت، جوتی تھیں، چیرہ چیریں تو قیمت ماوگی کی طرست سے رہنا مال ہو گیا
 تھی، ایک، دھوئی طہہ سدھام صاحب سے ہر، اگر دھلے کے سے بچے کوئی قیمت جود، وہ ہو کر
 کیا، ایک، غلی چاہو وار سے تھے، وہ وہاں میں ڈسٹ تھے کہ اگر یہ ایسہ جوتی تو بچہ پر جتلا نہیں گے
 میں، اس کو پار بار دھو، دودھ سے دیکھ کر دیا کہ پاس نہایت عمدہ ہے، اسہ وہاں سے بہتر کپڑ
 دھلے کے سے کیا ہو سکتا ہو، چہاچہ کی کا دھو نہوا، اعلیٰ وہاں کی کو سینے سے ایک پرتو
 شیروانی وغیرہ سب بالا سے طاق رکھ دی تھی اور حرکت، ایک کرتہ، ایک صدر ہی، اور جرتہ
 کی فونی و متال کرنی شرفائی تھی، مددہ کے جین جبکہ استقامت میں مولانا پر کیش دیشا سہا، اس میں
 مولانا کی دوسرے سے گئے تھے، دیا تے تھے کہ اس میں اس نے مجھ میں بکھڑا دیا، گسار پیدا کر دیا تھا
 اس میں ماحولیت ہماروٹوں کا سد ویت، ج: شرفی پیٹھ سے رہن میں جرمی رہ: جوتی تھی اس کا

اس لئے ان کو ہراس مکے کے لئے شیش پر بڑھ کر عداوت لایا بھی تشریف سے ہا رہے تھے، لیکن
 ان کے پاس کوئی بھی جہاز تھی، لہجے لگا کر تم سے پاس کوئی بھی جہاز ہو تو بھیج دے میں نے اپنی
 دو تین جہازیں بھیج دیں وہ نائن میں سے ایک سرنگ کی جہاز میں پریم کی دعا پال
 تھیں، اور وہ فیوض کی تھی پسند کی، اور اس کو ہنگر تشریف لے گئے، جب میں حسب معمول
 شام کو مروتا سے ملنے بڑے قوربا کر رہا تھا، اسی جہاز سے مجھ کو بہت ذلیل کیا، وہیں صوفی شمس
 حسین (غواب) دعا دیکھا بھی تھے، وہ چارہ سے گز کی سرورانی پہنچے تھے، مجھے بڑی شرم آئی،
 اور لی وہ قطرہ شارب، رقیق لفظ تھے، اس سے صوفی سے صوفی، دلیگڑا، قہر سے ان کا
 بھڑا تھا۔

ایک اور حکم گناہ سے بالی پر سوار جو کر مکان ہا رہے تھے، دسے میں دیکھا کہ چند آدمی قہر
 کے ساتھ گریو، رہی کر رہے ہیں، واقعہ چچا تو معلوم ہوا کہ نریب کا شکر چچا، ان کا بلی سرگ
 ہے، قوربا، ان لوگوں کو دس روپے دیے،

مولانا کے خاندان کے لوگ اسامیوں پر سچی کرتے، ان کو اوستے پٹنے، نرولانا، اس کو
 ہستنا پٹہ، غم داتے، کسی کی فائدہ زندگی سے محبت سا کرہوتے تھے، فراتے تھے کہ اگر مجھے
 یہ معلوم ہو جائے کہ ایک شخص عداوت سے ہے تو میں کھانا نہیں کھا سکتا،
 قوربا کرتے تھے کہ اگر کسی بلا شدا کی عیال میں ایک شخص بھی عداوت سے رہا جانے، تو اس کے
 کھانا حرام ہے،

یہ حوالہ ہی کھاؤ تھا کہ درنورای باست چر رو دیتے تھے، اور دل پر ذرا جھٹ لگی اور

انگوں میں تلو تیر رہ گئے۔

ایک دوسرا نام کے دوست امین آباد پارک کے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ مکان کے
بہلوں ایک لڑکی کا کان پھید چار ہاتھ اور بارہ چپٹی تھی، تو مولہ کے چہرہ و پیشانی پر ٹکلیں
بہتر جا رہی تھیں جب مہمان پر سکا تو ہلانم کر بول کر کہا کہ اس لڑکی کی ماں سے ما کر کہہ دو کہ اسی
لڑکی کو کیڑوں قلعہ کر رہی ہے، مولہ نے سمجھتے تھے کہ ماں لڑکی کو مار رہی ہے، لیکن ملازم نے
بکر کہا کہ لڑکی کا کان پھید چار ہاتھ ہے۔

ذرا دیر میں دیپالیاں جو بڑے بڑے دشنامی گھر سے ہیں، وہ بیشتر نہایت شدید دعا حساس تھیں
اور اسی قریب، انھیں نے ان کو قوم کی، مصلحت نہ ہے کی تجدید اور ملک کی درست پرنا وہ
کہا تھا، مولہ نے اسی ہی یہ قوت شدت کے ساتھ موجود تھی، اور اسی قوت نے ان کو ایک
مطری ستارہ ایک پورچش ستارہ، اور ایک قوی مصلح بنایا تھا،

اس قوت کا شمولہ ان کے اطلاق دعاوات کے ایک ایک جزئیات سے نہیں
ہوتا تھا، معمولی سے معمولی ناگوار واقعات پیش آتے، تو ان کی پیشانی پر گرہ پڑتی تھی، کوئی بات
مروجہ جاتی تو حسرت، جرم پرچا سنے، لیکن تھوڑی دیر کے بعد غصہ کا فورہ ہو جاتا، سکون الہی
پس ذہن پر غلبہ پاتا تو بدحواس ہو جاتا، سہرت کو سوتے تو غصے کے ٹکٹے ٹکٹے کی آواز ہونے لگتی
ہوتی، زمین آباد میں بکڑے چلاتے ترنگ، سی ہا ہر کرنے، اپنی میں مکان بے تر عامی طرح
اس کا لفظ لکھنے کے زیر کی کہ گزشتہ کا آمادہ ان ایک نہ پہنچے، بدن پر کسی مینہ باقی، مصلح
انگور کی محسوس کرتے، قرآن لکھتے کہ مٹی میں ہی ہوئی یہ ہے کہ یہاں کیوں نہیں جرتیں، شدت

سب امید تھا جو کشتی سے تھمت گھرنے تھے، اور مکہ نکلاں میں صرف اسی طے سفر کرتے تھے، وہی طے دوستوں کے ملاوس کے بیکسے بنوں میں گھرنے تھے۔ اور ان باتوں سے ان کو سادہ و معزز مٹھوہ تھمت، اسی نکاوہ میں نے ان کو کسی قدر غلت پیدا بھی بنا دیا تھا، کسی کام کا خیال نہاتوں کے کرنے میں مابیت غلت سے کام پتے، عم کو کوس کو کسی دت کا حکم دیتے تو پتا کہ یہ کام تو بڑا بوجھ ہے، گھرنا دیر بوجھنی تو صحت برعم برت، اکثر ایسا بڑا کہ وہ پاد فراتے تو ہم پر سوچ کر سمجھتے کہ کوئی کام ایسا تو نہیں کہ ابھوسنے کرنے کو مانا، اور ہم تپ تک میں کیا اور وہاں کی باز پرس کے طے مافرہار ہے ہوں۔

جب تک مجھ پر بھاد پور سے دروہ کی مارت کے طے پکاس ہزار رقتہ حنایت فرما سے تو ایک رت مولانا کے دل میں جہاں پیدا ہوا کہ زندہ کا بوزنگہ بھی تھمت مٹھوہ سے کچھ سے تیار ہو، وچال پیدا ہوتا تھا کہ بھڑاپ سے بستر پر کوٹیں ہرنے لگے، آخر صبا نہ بوسکا اور آجیے شیب کوٹیں جلائی اور سوزت کے نام ایک، چلی کی جبر کو جج کے وقت چھپے کے سے چھپا، ایک بار اعظم گڑھ میں برسات کا بارہ غنا اور شیش اسکوں کی مٹھوہ تعمیر ہوئی تھی، ایک رت کو تخت سے پان پر سے نکلا، اور مولانا کے دل میں جمال پیدا ہوا کہ پانی پر رہے، مارت کی دیو میں گر رہی ہوں گل، اس تھمت سے اس قدر پریشان ہوئے کہ کات پھانز کر، دلی بھائی اور کان میں دانی، مگر پانی کی آواز سننے میں نہ سے ابھرتا تھا وہ چھو، اور صاحب الرحمان علی شہرانی نے آواز کی نکاوہ جس کے مٹھوہ کو ان کی تھمت کے مغربی میں مابیت مستعدا کے ساتھ جمع کیا ہے، وہ فراتے ہیں، اس مٹھوہ حیدر

اس لئے نیکو نام سے بہت متاثر ہوتے تھے، سنیوں میں کافر نس کے دھام کے زمانہ میں وہ اور نیکو
 مکان میں مقیم تھے ایک دور ایک عرصہ وہ بڑے نیک کے پاؤں پر ڈنک مارتے، اس قدر نیک بہت
 کہ جو کو برت ہو گئی، اس قدر بارگندہ سے بڑھا کہ اس اضطراب کی صورت نکھوں میں ہے، یہ سنا
 شاعری کا زمانہ تھا

حسین علیہ السلام کے مزاج میں سخت طبیعت پائی جاتی تھی، اس کا اثر نفیست مقام
 سے نمایاں ہوتا تھا، اجتہاد میں وہ ایک متعصب متقی تھے، اور حنفیوں کی تائید اور غیر مقلدین
 کی تردید میں اس سے کہتے تھے "اور ان سے منافرت کرتے تھے، مولانا کے گروس کے متصل
 ایک موضع کا نام نیز تاجر ہیں، یہاں مری سلاست اللہ صاحب ایک غیر مقلد نام تھے، ان کا
 اور مولانا کا حریفانہ مقابلہ رہتا تھا

عام قوی حیثیت سے وہ عموماً احمد کوں کے سمت حای تھے، عموماً کے اس لئے
 کہ وہ اسلام کے پیش و ہادی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم ہیں، اور قرآن و سن کی زبان میں سے
 اور دیگر کوں کے اس لئے کہ ان کے زمانہ میں مسلمانوں کی حریف اور اسلام کی عظمت ان ہی
 کے دم قدم سے قائم تھی، مسلمانوں کے سفر میں جیسا کہ وہ گزر چکا ہے، مشرکوں کو لانا کے ساتھ
 تھے، اور مولانا سے عربی بڑھا کرتے تھے، ہمارے پاس جیسا کہ ایک عربی علی ساتھ تھا، جو مشرکوں کو
 کے عربی پڑھنے سے نہایت جلد تھا، اور تحفہ کے ساتھ عربی عربوں کو نہایت پرستہ ہو، اور
 کہ تھا، اس کا کہنا تھا کہ یہ عربوں کی زبان ہے، اور مولانا غریب میں اس وقت کہ کہہ کر تحفہ پر فرماتے
 میں، مگر یہ کہ اس کی جن حرکتوں سے رنج ہوتا تھا، لیکن جو قوم ایک مذمت تک دوست کے ساتھ

اہوں کی بددست بدچلنی عجب اور بی راسخ کے تھا جس کا یہ مسلک بجا۔ تھلا

اسی سفر میں حولا کی دلگ بخت پر ایک دن سترنگ جب جان و دل کے ہم سفر ہو کر
 قوم کے بخت سے بڑے کے ڈونگیوں پر سو رہا جو کہ جاذب کے قریب تھے، اور بہت سی تہذیب
 دیکھیں کہ شریعت کیسے اپنے جوتے اٹھائیں پائیں اور ان کا سر پہنے کیا کیا یہ تھا کہ لوگ گڑبڑ
 جوتی اپنے جوتے کا انعام میں دیکھا جاتے تھے اس کو منہ میں پیچک دیتے تھے اور وہ خوش
 ہو کر خال دانتے تھے۔ کٹر گریہیں ہنستیں سرور دیتے تھے اور ستر تہذیب کو بھی اس میں سزا
 تانا بیگن ہوا، کی حالت کہ رومی چونکہ غلطی سے ان کا بیان سنا کہ یہ عجب کے پیچیں
 ہم سے یہ ہیں بہت حق کر رہا ان کو قوت و عظمت کی محاذ سے دیکھے لیکن وہ انعام لینے
 کے لئے یہی عقل کی حرکتیں کرتے تھے کہ یہ حولا کو کسی طرح گواہ نہیں جو ملک خدا ان کو کثرت
 ہوئی کہ عجب کی اس پر مانت ہو گئی کہ خبروں کے سامنے ان کو اس نعم کے مرتب سے
 اعلیٰ شرم میں آتی اس لئے ان کا وہ بے اختیار مجراں نگوں سے اسے جاری ہو گئے اور
 بے اختیار مدافعت سے غلام قلم پاؤں ستر تہذیب اس تھے ان کو حولا کا کیا تعمیر حالت کا تھا
 ہوا حولا ماننے پہنے۔ یہی کیفیت ہو رہی کہ سب جہاں کیا تو انہوں نے تہذیب کے
 شاکر ہونا کی طرف دیکھا۔ اور چپ چر رہے لیکن ہر کہ جب معلوم ہوا کہ اسانی قوم عجب
 نہیں ہے تو حولا کو کسی قدر شکین ہوئی اسی غصہ و خنج کا نتیجہ تھا کہ قصیدہ دسویں میں حولا
 کے نظم میں قوم کی جو اس پر اشارہ کیا۔

پھر اس آئے۔ علی از میں ہم چڑھ

فرم شرک حولا۔ اور سانی ہر

سلا دتھی دنگ دہ سلسل وید گہر	۱۸ دہشت وہ کہ وہ پہچانہ کرت
یہا میں اور وروں میں ڈینڈاؤ	خوشن را حوب پتہ وہ تاکہ عت
ہم شان بہتہ جو بالقبہ ہر دہد	چوہ بان بہتاری بود ہم چوہ برب
کو گور تہب دسل دہ سدا دہ دہر	عیان در خطہ فتنہ گمان از ہر
کو دہل جاسے پید دہ دہ شانہ قر	تہم دہم دہشتہ میں نکل دہا کی میں است

جرحی بدن کی کتاب نامیخ تمدن سلائی کی تردید میں اسباب کی نہ پر کی ان میں ایک
 جڑا سبب یہ تھا کہ اس نے عرب کی تحریک کی تھی۔ ان کی طرف بہت سے صاحب نمونہ کے تھے
 چنانچہ انکشاف میں مولفہ سے جو دوست کی ہے اس کی قید ان الفاظ میں شروع کی ہے۔
 "سہ دہلی نوکھت میں" اچھے دہان کا دہا دہی کو مکتا کیونکہ تھے اس کتاب میں میوہ شامہ
 طریقہ سے یہاں ہے جو کو مستند قرار دیتے ہیں اسے اسی سے استہاد کیا ہے، اور جو کو مستند ہیں اسے
 بہت میں تار کیا ہے۔ لیکن ایسی ہر کیا میں یہ بہت کر سکتا ہوا کہ یہ میری فریفت اور دہوں کی جو
 کو یہ ان کی ہے یہ ہر سانس کا آجگاہ ہائیں۔ ان کی طرف ہر قوم کے عیب وشتہ معصوب کر
 یہاں تک کہ ان کے عیب کے ٹکڑے ٹکڑے کر دہاں اور ان کے پرچہ دہاں ہے۔

اسی بصیرت کی بنا پر ترکوں کے تمام معاملات کو نہایت دلچسپی دہتے تھے جب ترکوں پر
 کسی پرچہ سلطنت کی طرف سے جاری ہوتا تھا تو ہر ممکن طریقہ سے ترکوں کی اجانت میں ضم
 ہوتے تھے۔ ان کی کارپائی سے خوش اور ناکامی ہی سے انجیدہ ہوتے تھے ترکوں اور دہوں
 میں ہر جنگ ہوتی تھی اس میں سولانا نے ترکوں کی اور اور اجانت کے لئے ایک انجین تیار کیا

خود اس کے سرکاری ہے اور اپنے شیخ سے بنی راہ کہ قدم چنہ کر کے بھیجے جب اول سے طرابلس
پر چڑھ کر آئے وہاں مولانا سے ایک پرچش تقریر کی۔ تقریر کرنے کے بعد ہر سے زانی پر رشتہ
جو گئی اور کھڑے ہو گئے، چھوڑا تو وہ سو روپے کی رقم دیا،

سلطان اعظم کو نہایت وقت و محنت کی غلطی سے دیکھتے تھے، مصلحتاً میں جوہر کے ذریعہ
سلطان کو جوہر میں دیکھا اس سے محنت متاثر ہوئے، اسی تاثر و غماں کی حالت میں شہنشاہ نے
کئی سب سے اس میں سلطان اعظم کا نام نہایت عقیدہ و تہذیب سے لکھا ہے، اور طرح طرح سے
اس کے بعد جوہر کو اپنے ذوق و سلیقہ سے اس کی نیکی کا سرمایہ بنا دیا ہے،

تو اس کے خلاف اور بھی متاثر ہوئے کے نہایت معترف تھے، چنانچہ سفرِ تہذیب میں ترک کر کے
اطلاق و رخصت و شرف کے عنوان سے ایک عنوان قائم کیا ہے، اور اس میں ان کے نام و نشان
ہی میں لکھے ہیں، سفرِ تہذیب کا انتہائی اہم تر کوئی نام لکھا دیا سرکاری پرکھا، جو

طرابلس اور ترکوں کے علاوہ تمام مسلمانین اسلام کے تحت والی تھے، حضرت عمر فاروقؓ
سے لے کر اتوں، چنانچہ کتب و کتب پر جو عزت و کلمہ لکھے جاتے تھے شہر کے ساتھ ان کی
تذکرہ کرتے تھے، چنانچہ کو تمام دنیا صرف ایک پیش پند و شاہ نہیں کرتی تھی، لیکن مولانا نے
اس پر اندوہ میں جو مضمون لکھا ہے، اس میں اس نام کے مذہبی، سیاسی و علمی اخلاقی اس مکتب
سے جتنے کئے ہیں، اس میں اس کی اس کی کچھ تعداد ہے، چنانچہ اس کی کتب و تصانیف و کتب و کتب
مقام قائم کیا جاتا تھا، ایک سلسلہ مضمون میں اس کی تذکرہ نہایت پڑھ کر تہذیب کے کی جو،

ان کی یہ حیثیت لکھے ہیں، اس کا نتیجہ تھی کہ یہ بادشاہ مہر علی مسلمانوں کے ہاتھ سے اور

اسلام کے دہانہ لڑتے تھے، اچھے بھائی کی بڑیاں ہواں سے دکھاتے تھے کہ اس سے سلام ہو رسول
 خدا ہو، رسول خدا کو یہ بدنامی کسی حال میں گوارا نہ تھی۔

پادری اذیت ادا اپنے سرکوت اور فرہنگ کے سخت پادھے، فرہنگ نے کہ جب میں ٹھیکہ
 میں نہ رہا تو مجھے پتا ہے کہ جب کالج کی کھٹی برقی تھی تو ٹھیکہ وقت پہنچنے کے سہ برس
 میری سے دور تھا کہ پاؤں میں درد ہو جاتا تھا، ملی گندہ سے لہجہ جو کر اگرچہ میں نے تمام عمر
 آواز ہلکی لیکن اس حالت میں بھی جو موس تھا اس میں کون فرق میں آئے پتا تھا، موٹا
 مجھ کو بیت سویر سے اٹھنے تھا، اور دن بھر تک ہم فردیاب سے خانہ جو کر شیشہ
 و آبیٹ کے سے بندھ جاتے تھے، وہاں پہلے تک اس سے بھی خانہ جو جاتے تھے، اس کے
 بعد اجاڑی، کتب بینی، داری و غیرہ کے تفرق کام کرتے تھے، خطوط کا جواب دہا نہ دیتے تھے،
 قلمی آئینہ میں صاحب جو تک، دہا نہ ہو کر انا کے سخت محاسب ہوتے تھے، قلمی آئے کہ
 تمام جو کچے ساتھ سودا، شبلی میں بڑی عربی ہے کہ وہ خط کا جو اس ٹھیکہ وقت پر دیتے تھے
 وہ خطوط کا ہر باب اس پادری سے دیتے تھے، کہ ایک دن کی بجا دیر میں کہتے تھے، جو تک
 ڈاک آنے جانے کے دن گن کر جواب کی امید نہ دیتے تھے، اور ٹھیکہ وقت پر جواب جاتا
 اندوہ کی حالت میں اکثر دیر ہو جا کر کرتی تھی اس سے سخت پریشان ہوتے تھے، وہ
 اس کے لیے صاحب ملے اور مضمون نگاروں پر سخت پابندی عائد کرتے تھے، جب ان
 اسی کام میں نہ تھے تو فرماتے تھے کہ آج تو یہ سب میں رہنے کو ہی چاہتا ہے، مان کام ٹھیکہ
 وقت پر انجام پاتا ہے

اور والدہ سے بچت | حوالہ اگرچہ اصل بے قلعی زندہ گی بسر کرتے تھے، مگر سترہ دن کا بچہ نہایت
 رحمت رکھتے تھے، والدہ کے انتقال کو اگرچہ ایک مہینہ ہو چکی تھی، لیکن حوالہ کے دل میں ایک
 نوعی کی رحمت کی یاد تازہ بھی قرار دے سکتے تھے کہ جب کبھی والدہ یاد آتی ہیں تو رپ ٹپپ جانا ہوتا
 حوالہ کے والد سے حوالہ کی والدہ کی زندگی ہی میں ایک دوسری شادی کر لی تھی، والدہ
 حوالہ کا کس سے اس قدر اختلاف تھا کہ جب تک حوالہ کے والدہ زندہ رہے، انھوں نے آپا
 مکان میں قدم تک نہیں رکھا، یہاں یہ دوسری بیوی رہتی تھیں لیکن والدہ کے مرنے کے ساتھ
 ہی بسندہ مہمانیت کے اہتمام سے حوالہ کے خونی مکان میں قیام کیا، والدہ باوجود بچہ
 کے دوسرے بھائی و گیلی تھے، اور حوالہ تاسے زیادہ مدد ملی رکھتے تھے، لیکن مرنے والے حوالہ، اپنے
 وظیفہ سے متعلق حوالہ کی تحریک متحرک کر دی، اور اس کو بڑا بوجھ رہے چنانچہ، بچے بھائی
 حوالہ کی کھانسی اور دم کو ایک خط میں لکھتے تھے: "بیوی حوالہ سے صاحب دست ہوا،
 رہتا ہوں، خود رہے ہیں، حوالہ، والدہ، اس کے پاؤں پر اس کل جائیں گے، انی جن تھے
 بچے حوالہ، اس سے ملے ہونے، ماحول پر بسر کرتی ہے" (صفحہ ۱۷)

بچوں سے اس قدر محبت رکھتے تھے کہ صدی و حوالہ نے انتقال کی تو بونہ نے سترہ
 کسی سے بابت ہیست تک نہیں کی، فرہانے تھے کہ والدہ حوالہ سے تھے، اور لوگوں سے بچنے
 پڑتے تھے، تو بچے تعجب ہوتا تھا، ایک اور مرد ہی جہاں سلام ماحول سے پوچھا کہ آپ نے
 ان کا دشمن کیوں نہیں کیا، تو بچے نے کہہ دیا کہ اس کی بچہ ہی تھے۔

صدی و حوالہ کی بیوی سے مگر ہر حوالہ بابت خود ماحول رہتے تھے، لیکن اسے وظیفہ

ان کو بھی شریک کر دیا تھا اور ایک مہوار قرآن کو پیشہ دیا کرتے تھے۔

خیر یہی موری اسحاق صاحب کی موت نے قوائی کی نہ دی گئی کا غامہ ہی کہہ پا جولا نا
اس عادت کا جو اثر بر اس کا اندازہ ان خطوط سے ہو سکتا ہے جو انھوں نے اس زمانہ میں لکھے
ہیں ان کے انتقال کے بعد چھ دنوں زندہ رہے۔ ان ہی کے ماتم میں رہے۔ وہ آخر کار اسی
غم میں جان دی۔

پہلے محل سے اولاد تین بی بی حضرت ایک عہد صاحب ہیں، وہ ایک دوسرے والد سے
ناراض ہو کر گئیں چل دیئے تھے تو اس تھوڑے عرصے میں کہ کسی دن تک کہ چنانچہ چھڑ دیا تھا
وہ ایک دفعہ حکم لکھیں طاعون میں مبتلا ہوئے۔ وہ لاکھوں میں تھے خیر فی توڑ کشتہ سے
حفظ شدہ روایت ہو گئے۔ اور ان کی تیار داری کی۔

وہ لاکھ کی دوسری شادی سے جولا کا پیدا ہوا، اس سے بھی وہ بی بی محبت رکھنے لگے۔
اب جو بہترین چیز صرف کتاب تھی لیکن صرف یہی لڑکا تھا جو اس عہد میں کتاب کی
نام نہائی کر سکتا تھا چنانچہ چند دن بعد سے ایک خط میں لکھتے ہیں: "اس بی بی داسانی میں مدینے
بچہ کو پیرا پانپا یا کتاب سے گھرا، چون اس سے بی بی جلا آج رہے۔" (حصہ ۱۰ - ۱۱)

اسی وجہ سے کہ اس رنگے نے وطن میں دستاویز کیا اس وقت مولانا جلا رہا وہی تھا
یہ نو سو تک خبر تھی تو ان پر بدعاشی کا عام طاری ہو گیا۔ خود تھے کہ تین دن تک پڑا ہوا
ہے اور کہنے لگے کہ اگلاتا۔

دیکھو اسے غایت ہنس رکھے تھے چھٹی لڑکی نامہ بی بی جلا رہا وہی سے طر

کچھ نہ تو گھبرا کر حمایت اہل مہم کے ساتھ صلاح کیا، لیکن قائد ہوا اور وطن میں جا کر اس نے
انتقال کیا، اسلئے اس کی خبر نہ ملی تو سب کو بتا دیا اور حکومت میں جا کر غائب ہو گئے۔ اس کی
حالات کی حالت میں اس کے ہم جو خطرہ لگے ہیں، ان سے محبت کا دلی رہن ہے ایک
خط میں لکھتے ہیں: "فرقہ بین میں ہر صنف موسیٰ سے سنا کہ تم کو ابھی تک غلط نہیں ہوا، عزیزی
ہماری اودہ میں اس کو جو تہہ پوری پشت بست، صرف نہیں ہوا اس سے تم سمجھتی ہو کہ مجھ کو کس قدر تھرا
پارہی کو نچ ہے میں اس وقت گھبراہٹ سے است واد ہوں، ورنہ تو اپنی خدائے پاک کو کشتہ پہنچ کر
سب سے پہلے بندوں کو مار دیتا۔" (حافظ نامہ ص ۳۰)

نواسہ سے بھی محبت رکھتے تھے، ایک بار بڑی لڑکی کے نوٹ کے کسی چٹے ساتھ لکھ دیا
اور اس کو چند دنوں کا غور رکھا

پرتے سے حمایت اہل مہم، ایک مرتبہ ملتی پڑتی تھیں، حاتمہ حب کو بچہ بیاہ جو تہ
مولانا، تار میں تھے، خبر ہوئی تو سخت پریشانی کی حالت میں غازی پوچھ گئے، اور کئی دن تعلیم
دلا کر اس کو علاج کیا، چنانچہ ایک دوست کو لکھتے ہیں: "بہاں حاتمہ کا بچہ فوت میں چو گیا، وہ
میں حمایت پریشانی میں غازی پوچھا، اور آج اگر بچہ ہو ہی جاتا، وہ احمدی ہے۔"

بہشتی سے اسی علامت میں اس بچے نے اتفاق کیا، اس کے بعد تارگ دو سرے پرتے
کے پیدا ہونے کی صورت دل میں رہی۔

دوسری بی بی سے بھی محبت محبت رکھتے تھے، چنانچہ ان کا اتفاق ہوا، فرقہ رائے تھے
کہ میں اس زور سے پہنچ کر دیا کہ خود مجھے اپنی جانی کا خوف پیدا ہو گیا۔"

پتہ اس میں زیادہ جانی اور شکر و سووی حیدر اللہ بن صاحب مرحوم سے شہادت تھیں تھا
 اور ان کو بہت میں اپنے دور پر ترجیح دیتے تھے، کابل سے توجہ ابن خلدون کی فکر تک پہنچی تھی
 اسی کام میں یکدم لٹی گئی کی عربی و فارسی کے لئے وابہ میں ملک کے تھے تو انہی کے لئے کوشش
 کی۔ اور وہ اسی کوشش سے وہاں کے پروفیسر سربراہ سے دعا معلوم چھوڑا، وہ کی پرہیزی کے لئے
 سولہ سال کا انتخاب ہمارا اور انہوں نے ہنگامہ بھی سووی حیدر اللہ بن صاحب کو ملائی تھی کی فارسی میں
 کتبہ آلودہ تھی، اور آخر میں ان کی قرآن فہمی کے بعد صرف تھے مسائل کی ترقی میں ان سے شہادت
 کرتے تھے، ان کے ذہن ہی کام کی بہت کتب تھے کہ یہ زبان ہے ان کی مذہبی تھی دینی تعلیم
 اور پند کی بنا پر ان کو دیکھ کر کہتے تھے وہ تھے ایمان، یہی ہی عقیدہ تھا اور عقائد مذہب
 اور تہذیب تھی، و نیز انہوں نے ان کے لئے اور ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے
 اور ان میں سووی حیدر اللہ بن صاحب کی بہت اس تھا چنانچہ سفر تھیں یہ ان کو ساتھ لیا
 چاہا تھا، اسی تعلق کی بنا پر ان کے ہمائی علی ماس کا مسدود رکھتے تھے، اور تعلیمی معاملات
 میں ان کو زیادہ امانت دیتے تھے

۱۰۔ چنے تو خد سے ہی مثل جو زبور ہی کے بہت رکھتے تھے، انہوں نے قرآن کے
 بہت شہادت میں دیکھا، دیکھ کر میں ایک کام سے کے خیال سے کہنے سے جتنے کاموں کو
 دیکھتے ہوئے گیا انہوں نے پچھے آجیل سووی حیدر اللہ بن صاحب کی دینی کتب کے لئے
 کے نام تک سفارشی خط لکھ کر دیا کہ وہ سرکاری میں اس کا حلیہ جو انہوں نے دیکھا کہ
 نے انہوں نے دیکھا کہ وہ سرکاری میں اس کا حلیہ جو انہوں نے دیکھا کہ وہ سرکاری میں اس کا حلیہ
 ہے،

سہنے بلکہ ملا دیں۔ خط لکھ کر میرے ہاتھوں میں دیا تو ان کی نگہیں ڈوبنا شروع ہو گئیں۔
 سہان اگر وہ ہیں گنجائش جو تو میں تم کو کہیں دے دیتا۔

دوسرے ملازم سے بھی اُن کا مذاق اڑایا تھا۔ اب ہر ایک ہی اچھا تھا کہ وہ بھی سے زیادہ
 محنت کرتے ہیں۔ وہ کہہ سکتا تھا مزاج بہت بھلا تھا۔ اُن کی گرفتہ جلد نہ تھا۔ چربی سرشار
 اُن پر سے نچا دے جو سہ کو تیرہ دینا تھا۔ اب وہ اس عہدہ کو بھی ان کی محنت ہی کا سطر سمجھتا تھا۔

کتابیں سونا کو بچین ہی سے کتب بینی کا حمایت خوں ہی جب اُنم گذر میں مبتلا کی کہیں
 چرنے تھے تو وہ دیکھ کر ایک کتب فروش کی دکان پر جا کر دیکھ کر کہتا تھا۔ دیکھا کرتے تھے ایک
 مرد و سونے کے والد نے ہی کو کتب فروش کی دکان پر دیکھا تو خوش مریدا۔ اب سونا نے یہ
 طریق اختیار کیا کہ اس کی دکان سے کہیں بے لگتے تھے وہ دکان پر دیکھتے تھے بڑے سڑے کا
 تو بھلی کہ باوجود اس شوق کے کتب کا مطلب نہیں سمجھتے تھے وہاں تھے کہ منے کے صفحہ پر
 بات تھی لیکن صرف ایک سطر غلط لکھا ایک آدھ سطر صحیح تھی۔ اسی کو قیمت سمجھتا تھا۔
 تحصیل علم سے خوش ہو کر کتب پاشی کے کاموں میں مصروف ہوئے۔ کتب بھی یہ شوق
 قائم رہا۔ صاف لکھ کر لے تھے اور ادھر ادھر گھومتے پر سنا رہا کہ وہ کرتے پھرتے تھے۔ لیکن
 اسی حالت میں بھی وہ ان کتابوں کو سمجھتا تھا۔ جہاں وہ اس آدھ سطر کے کتب کو لائیں کہ وہ
 غرضاً کہہ دے۔

سچ دنیا سے کہ سہ میں جب رہتا تھا۔ اب وہ سہ سے نورانی کتاب خانوں کی
 کسی بیسیک لکھتے تھے کہ احادیث کا سب سے بڑا محدث وہی تھا۔ اس میں غلطی بہت کم تھی۔

سیریں اور کبھی تھی۔

مٹی گزرا قسرت سے گئے نواس شوق کے چاکر لے لاکھاتی ساریں ہاتھ تیرے بہت صاحب
 کا کتب خانہ بہترین کتابوں کا مجرور تھا اور انھوں نے مولانا کے دوقلم کو دیکر ملاحظہ کی
 عام اجازت دے دی۔ مولانا نے اس کو اس گنجینہ عظم سے فائدہ اٹھایا اور نیا ایک نسخہ
 میں نیا سیرت و سیرت کے ساتھ لکھے ہیں۔ یہ نیا نسخہ ایک کتب خانہ کی بیعت عام جاتا ہے کہ
 دی ہے اور اس وجہ سے جو کو کتب خانہ کا بہت حرم و موقع حاصل ہے، اس میں صاحب کے پاس میں ایک
 حویلی کی چوڑائی کنہیں ہیں، جن کو حقیقت میں برسوں سے گنگوٹیاں ہاتھوں میں تھے، مگر سب سے
 بڑی کنہیں چوڑائی ہیں، سو کے لوگوں کو کئی عیب نہیں ہر میں، ان میں صاحب کی تاریخ جس کا مزینہ
 صاحب نے جو سورہ پچھلے کے صفحے سے کر رہے ہیں، ملاحظہ فرمائیے، (۲۰)

مٹی گزرا دس سو سال کے ایک اور دوست تھے، یہی کو کتابوں کا بڑا شوق تھا اور مولانا کے
 پاس عزیز کنہیں، یہ پھر تھے، اور مولانا صاحب شوق سے ان کا مطالعہ کرنے لگے، چنانچہ ایک
 روز کو نیا سیرت و سیرت کے ساتھ ان کی اطلاع دیتے ہیں، چنانچہ ایک شخص جہد مجید نامی وہ لکھنؤ
 لکھنؤ آیا، یہ صاحب حیدر آباد میں اور کتابوں کے بڑے شائق، بہت صاحبان کی تعداد کانپور
 میں صرف ہوتا ہے، ان کو دعویٰ خاں کو کوئی دلیان وغیرہ غازی کا ایسا سنیں جو چھپا ہر مدبر سے
 ان میں سے ان کو بیعت ہی کتابیں لکھوا دی ہیں، اور وہ بہت جلد ان کو شکر ادا کرتے ہیں، ان کو
 آری ہیں ان کے ذریعہ سے کتابیں دیکھنے کو خوب آتی ہیں، چھپے فوری کنہیں، یہ یاد دلا کرتے ہیں
 مگر جس دن ساؤمی صاحب کی دیکھنے کو لے جاتے ہیں، (۲۱)

ہو کم از کم یہ خیال نوہر شخص کے دل میں گتہ تاہر تاہر جگا کہ ان کے سلسلہ میں تہرج دیر کے سوا
 دوسری فن کی کتابیں نہیں رہتی ہوں گی لیکن واقعہ یہ ہے کہ سولہ مائے عہد جنس خلق اندر تعمیر شد
 غرض تمام علوم کو انسانیہ صاحب پر جاتا تھا اور حیثیت ان علوم کی کتابوں کا مطالعہ کیا کرتے تھے یہی
 درجہ کی مہبت جن کو ان کی مائتر کائنات سمجھا جاتا ہے سولہ تاہر و فراتے کے کزیہ تو چار
 دستر خان کی بنتی ہے۔

مست و طاعت، سحر و علم، طاعت و طاعت، عرف بر طاعت میں کہ میں ان کی رفیق
 رہیں، سحر و کفر، دہش و گریب، سخت و بنا پر سے تو اس حالت میں ہی مطالعہ پر بارہا
 تہا فراتے تھے کہ میں اس مائے میں لکڑی کی کتاب تھا:

ایک پادربپ اعظم گذر میں سخت طاعون آیا، اور وہ مائے کے تہر مذہر مائے صاحب شہلا
 طاعون جسے تو لوگ شہوت، بر جہر وں میں نکل گئے، مائے ہی سے مائے کے چہر میں بقیہ تھا
 اور شہلا منزل کو چھوڑ دیا تھا، ایک روز اسی حالت میں مائے طوسی کی شہر اشرافہ دیکر رہے
 تھے، مائے طوسی نے، اہم مائے ہی پر، مائے طوسی کہا تھا، جو مائے ناگر خط معلوم ہوا، باوجودیکہ شہر
 میں طاعون تھا، اور جنگہ جہد تھا، ایک روز اٹھے اور جنگہ کول کر لگا کت کاٹی، اور اس
 میں دیکھا، تو وہی مائے طوسی کا، مائے طوسی خط تھا

وہ ذات خود، گرہ ہر چیز میں ترتیب و نظام جاتے تھے لیکن مطالعہ کے سلسلے میں
 مائے کو کبھی یہ اصول تہر یا پڑا نہ گذرے جس میں کہ ہیں اور مائے مائے ہی، مائے طوسی، مائے ناگر اکر
 جہر ترتیبی، مائے طوسی، لیکن فراتے تھے کہ کیا کیا جاتے، مائے طوسی، مائے طوسی، مائے طوسی

پس غل اچ ہو

مولائی کثرت تعبیحات کو دیکھ کر کتب بچنے میں تھکے رہا اسکے اوقات کا مشہور
 کتاب مصدق صرف ہوا مگر ایک وقت یہ کہ دراج کو صرف ایک دو جیسے تعبیحات تھیں
 پس صرف کر کے تھے اور صرف محدود دفعہ تھے فقیر اوقات کتب میں آئے مگر صرف تھے
 تھے کہ میں مہمان میں بھی پذیر ہوا اسکے میں مقوم نہ ہوئی وہی والد بن بلوچ تھے میں علم
 حضرت کے دفتر تھے اور اپنا دیکھتا تھا کہ اس کے ساتویں آئے تھے دیکھتے تھے کہ وہ انسانی
 کیو مرتا تھا جس کے میں ہیں بیباک، جس میں کو بیباک نہیں پتا، مگر وقت کہ میں اپنا چلا کر
 میں یہ محنت سے محنت اس کے ہوا مگر میں بھی مہم فرنگی ملی کو کسی کی بہ دست صرف کیا تھا
 جو اور وہی اس کا موت کا سبب ہو گیا

اس طرح مولائی کی نظر سے تمام موقوفہ کتابتیں چلی گئیں فرماتے تھے کہ اب تو کتابتیں
 دیکھنے نہیں ملتیں جب کسی سی دربار کتاب کا پتہ چلتا تو اس کے رہنے کے شوق میں پتا
 ہو جاتے تھے کسی کی حاجت مسجد ایک فقیر کا کتب خانہ ہے مولوی جوہر صاحب صاحب
 بہت ہی میں ان کے ساتھ تھے وہ ان سے فرمایا کہ باکر میں کتب خانہ کو دیکھا اور ان کو نوایا اس کو
 کتب خانہ ہو تو اس کا نام کو دیا وہ چند کتابوں کے نام کہ سننے ان کی کتابوں میں تھا وہ
 محسن، شریعہ کو ہم بھی خا تھاں بہت بڑے شکر میں اور علی ظفر پور میں میر کی تفسیر کی کتاب
 لغت کبیر میں ہا بیجا نند کے قابل تھے میں اور مولانا محمد علی علیہ السلام کے فیض میں قرار دیا
 اور علم کو ہم اور ان کا کام میں ان کے جہت بہتہ توں سے جو تفسیر کبیر میں مذکور ہیں وہ وہ اختیار سے مولانا

تھے ان کی کتاب کا نام پڑھا تو شرق کے بھروسے میں حریف کو بھی ایک کتاب دیکھنے کے قابل ہو
 گا اور دوسرے روز خود گئے اسی کو دیکھا۔

۵۴۰ انگلستان کے مے نہایت مکمل اور بلند تھا جس انتخاب کرتے تھے اور جو لوگ معمولی
 کتابوں کا مطالعہ کرتے تھے ان کی حالت پرستش محسوس کرتے تھے اور اس کو نظام تعلیم کی
 اہمیت کی تعجب نہ تھے۔ تھوٹنٹینہ میں جو میلہ لوہے کے نام پر منعقد ہوا جس کی کان ہے جیسا
 اُن کو نظر آیا کہ یہ سا لوگ معمولی اور چمکی کتابوں کے مطالعہ میں مشغول رہتے ہیں تو محنت سے
 نہ تیس یہ وہ لوگ کہ نہ تھوٹنٹینہ میں ہیں بسبب لوگ کتابوں کے مطالعہ میں مشغول دیکھتے تھے۔
 تو جیسے وہ فستکرا پا سنا کہ کس قسم کی کتابیں ان کے چہرے پر ہیں لیکن میں نے کسی کے سامنے غصہ
 محسوس کیا یا غور و خوض اور حیرت کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔

حقیقت یہ ہے کہ لوگ دیکھتے ہیں کہ اسلام میں تعلیم کا طریقہ ایسا برا اور دہلی جو کہ ہے کہ چھوڑ دو
 جس لوگوں کو کسی قسم کی تدریس یا محنت دینا ہی نہیں ہوتی ہیں یا وہ تھوڑے کر
 بہت حد تک ایسا ہی کا مادہ قوم سے سلسلہ ہوتا جاتا ہے۔ جس قدر کہیں کہیں لکھا گیا ہے آئندہ
 ان کی تہذیب نہیں۔ (مشرق و مغرب ۱۹۰۷ء)

کتابوں کا یہ نمونہ خاص طور پر تہذیب میں جو مشرق کی کتابیں ہیں
 جو ہیں ان کی بہت شرق سے منگوتے اور چھوٹے چھوٹے لوگوں کو پڑھنا دیا ہے۔ کچھ
 تعلیم کی کتابوں کی تہذیب میں معروف و مستند اور جیسے کہ فی حدیث کتابوں کی تہذیب میں
 کے ساتھ غریب تھے ان میں اور اس کا ایک مطالعہ درج ہے کہ یہ تو اس کو سہارہ پر خدایا

وہاں شہزادی لکھنے میں کوئی نہیں ہے وہ وقت سوانحی کر یہ بہرحال نہ تھا یہ خانے میں جی مصروف
تھو کہ سرین مونس کا بیٹا اس میں ہے اولیہ کے ایک وقت ہے اس میں لکھ کر رہا کی وہ ساجی
نہ سہرے ہاتھ کی ۱۷۵۰ F. O. RAL. ۱۷۵۰ تصویر ہے

سورہ میں اہل کے فراموشی و غفلت میں تعلیمت تربیت و مصلو بہ و تربیت و تربیت
ملا وہ دوسرے دور میں بھی ہے مولانا نے انگریز اور مسلمانوں کی طرح اپنا کوئی مستقل مقام و سبب
قائم نہیں کیا تاہم سب سے خوش قسمت و گورنمنٹ کی تعلیم و تربیت سے فائدہ اٹھانے کا
حاصل ہوا تحصیل علوم سے فرصت حاصل کر کے بہرہ فطرت میں جو بھی ادب و تعلیم کرے
ہے اور ساتھ ساتھ دوسرے و دوسرے کا سہارا بھی جاری تھا چنانچہ ایک کتابیں لکھتے ہیں یہ دین
فرست و ادب کا دارم حدیث ہے رالپ کی خواہم لکھو یہ نہ وہ دیکھو کی اور نظم و سکا تب نام
دیکھتے کی حالت میں سستی میں بہرہ و دوسرے سے عربی فہمست و نام تو دوسرے بھی پر مشتمل
جائی تھا چنانچہ ایک کتابیں لکھتے ہیں تو یہ رالپ کا کتابت و امر دینی امور میں نہ تو تھا
مولا جہد اللہ بنی و حب مولا علی و مولا کے تربیت یافتہ ہیں

دکانت چھوڑ کر لکھ رہے ہیں اسے تو اگرچہ کالج کے تعلق سے یہ تعلقی شہزادوں ہیں لیکن
ایک ایسے شخص کے نزدیک ہیں کہ سر میں سہرا نہیں خود و سہرا کی وقت و تربیت
اکتاف ہو جس کی باقی پر عرب و غیرت کے شعور پر ہے مولا چھو بیٹ و لغت کے
مترجم علی اسے دوسرے حاصل کر چکا ہو فارسی کے چند کتابت کی گئی وقت ہو سکتی ہے اس
لئے یہاں بھی خارجہ طور سے نہیں رنگ مولا اسے اب کا اس میں حاصل کر لے رہے

دو آواز اٹھیں شریک اسے تو کہتے ہیں جو ان سے متقبل ہوئے کا سوئے جائیگا اور
 میں انہوں سے فائدہ نہ ہو کر ہی نہ رہا تھا، لکھ کر کیا صورت ہو گئی کہ قرآن مجید کے
 حقائق و سوانح پر اس دیتے کہ اپنی حقدار تشریح جی، دو دو پر کے درج کے علیہ شریک پر
 سوا، جبکہ ان صاحب پر دے دے، اس پر لکھتے ہیں کہ اسے، اور کسی مسئلہ پر تحریر کرنے،
 کسی دوسری کوئی کتاب سرساز کر کے لکھتے ہیں، اس پر لکھتے ہیں، وفات قدیم طریقہ
 کے مرقع کسی علمی مسئلہ پر تصدیق دیتے، اور اس میں تمام علیہ شریک ہوتے، اسی طرح علیہ
 اسودہ سے مختلف علوم و فنون کی تحصیل ہو سکتی تھی، انصاف و امانت، تحریر و تصدیق کی
 قلمی سے ایک ہی، اور وہ علیہ میں معروف، بخاری اور تصنیف و تصحیح کا ہر ذوق
 پر، جو ہے وہ اتنی خود تربیت کا نتیجہ ہے،

لکھ کر دیکھ کر کے، اس سوا، لکھ کر دے، ساری اور، اس میں لکھ کر دے، لکھ کر دے
 تھے یہ علیہ دن علم کے، اور وہ شریک کا دوق بھی سوا، اسے حاصل کرتے تھے، چنانچہ جو
 دوقی علیہ ناظر میں لکھ کر دے، جو علیہ شریک کا سوا، لکھ کر دے، لکھ کر دے، لکھ کر دے
 محبت سے منسوب تھے،

مطلب محبت اعلیٰ صاحب مرحوم کا سوا، لکھ کر دے، لکھ کر دے، لکھ کر دے، لکھ کر دے
 علی لکھ کر دے، لکھ کر دے، لکھ کر دے، لکھ کر دے، لکھ کر دے، لکھ کر دے، لکھ کر دے
 لکھ کر دے، لکھ کر دے، لکھ کر دے، لکھ کر دے، لکھ کر دے، لکھ کر دے، لکھ کر دے
 لکھ کر دے، لکھ کر دے، لکھ کر دے، لکھ کر دے، لکھ کر دے، لکھ کر دے، لکھ کر دے

لکھ کر دے
 لکھ کر دے
 لکھ کر دے
 لکھ کر دے

ہرم ہے۔ جب کبھی کسی اعلیٰ مسئلہ پر گفتگو ہوئی، بعض ادا اور اناؤں کے پاس ضرور بیان کئے، خصوصاً ان میں سے میں نے کبھی نہیں۔

ہرم اور پڑھانائی محنت سے مستفید ہونے کا وقت، ہر ایک شام سے شروع ہوتا تھا اور آٹھ بجے شب تک ختم ہو جاتا تھا۔ چار بجے شام کے بعد ان سے شے کی خام، ہمارے قریبی، ہر کہ دور بلا تحفظ ان سے مل سکتا تھا، سو انا اس مخصوص وقت کے لئے کوئی خاص انتظام نہیں کرتے تھے، انا ان کے یہاں زیر تربیت کریاں پائی جاتی تھیں۔ نہ لوگوں کا ہر دست میں پان اور سگریٹ پیش کیا جاتا تھا، انا نہ پائے سے دھواں کا اور چلنا چاہتے کریاں اور چند مہینے اور دو دو ہر تربیت کرتے تھے، اور جو ان کی آدمی کر دیا اور کسی کھڑے چنگ پر بیٹھے جوتے تھے، جو نا کر کسی یا سوڈا کا ٹیسٹ دیتا، اور دیکھتا جاتا، حاضر داری اور تفریح سے کسی کی تنظیم و تکریم حاصل نہیں کرتے تھے، اگر کوئی یا شخص ہوتا تو پبلنگ سے اٹھ بیٹھے یا کر کسی ہون سنبھل کے بیٹھ جاتے، سہولتی طور پر صرف یہ پوچھ پیتے، کہاں سے انا ہوا؟

کیا قصہ ہے؟

حاضر تہ کی کتابوں میں بعض کتابیں تیسب کی گئی ہیں جن کو کنٹرول کئے ہیں، اسی کتاب کو کوئی خاص مضمون نہیں ہوتا، بلکہ ان میں ہم ہرم و ہون کے متعلق نہ صرف تعلیمات کے معنی کر دے جاتے ہیں، بلکہ ان سے دل بھی بھلا سکتا ہے، اور علی واد بھی قابل کر سکتا ہے، بیچہ علی واد کی ہمت کا بھی تھا، اور ایک شخص یقیناً مناسب کہاں تھے، اپنی سمت پر سے شاعر تھے، بہت بڑے خاص تھے، بہت بڑے ہون تھے، بہت بڑے انا ہوا تھے، بہت

بڑے بیارح تھے، بہت بڑے وسیع الملو، عتھے، جس بڑے سیاحت کے کتبہ ساس
 مسرت بڑے جامع الملوں تھے اس بار پان کی محبت میں انہم کے لوگ جمع ہو جاتے تھے، اور
 ہر فن کے متعلق نہایت سے تحقیق کے ساتھ گفتگو کرتے تھے، شعر و شاعری کا ذکر، جانا تو وہی ماہر
 اور ان کے سینکڑوں غنیمت، اسما، سہار، سیتہ، اور اس کے ساتھ ان پر تنقید بھی کرتے جاتے کسی میں کے
 متعلق بہتوں کا ذکر جانا تو عیدوں، عطیہ، اور قلمی کتبوں کا نام تھا، جیسے افسانہ اور مثنوی کے کسی
 کا ذکر جانا تو اس الہ و عید اس پر تفریح کرتے، دوست نظر کی بار پیکڑوں، اور نئی واقعات اس
 سیکڑوں، غنیمت، بیٹے، سہار، سیتہ، اور اس کے ساتھ ان پر تنقید بھی کرتے جاتے کسی میں کے
 طور و حسن، اور سہار، سیتہ، اور اس کے ساتھ ان پر تنقید بھی کرتے جاتے کسی میں کے
 تھے، اس بار پان کی چیزوں کی بہتر تر سے وہ علمی محبت بہت سنگت اور پیچیدہ ہو جاتی تھی، کی
 محبت میں قصور، اور عام باتیں بھی نہیں ہوتی تھیں، کبھی کوئی نئی مسد چھڑ جاتا، کبھی کسی پر
 بہت کتبہ کے متعلق کوئی گفتگو شروع ہو جاتی، کبھی تو سیاحت و سیاحت کا ذکر ہو جاتا، کبھی
 کسی بھون کا ذکر ہوتا،

بڑے بڑے اور پان کی محبتوں میں علو و عام نظر تھا، اور حاضرین اور ہاشم
 کے ساتھ بیٹھے ہیں، اور ایک باوقار اور پر عظمت، ہستی کی رہائی سے جو کچھ نکلتا ہے اس کو کلاں
 سے سن جیتے ہیں، لیکن بے تعلقی، سہار، اور عفا کساری کی بنا پر سہار کی محبت اس سے بالکل
 مختلف تھی، اس کے پس ہر شخص سہار سے بے تعلقی کے اثر میں کرانہ کی گفتگو میں متہ
 سکتا تھا، ان کے خیالات کی فاسف، اور ان پر نہایت بے لگائی کے ساتھ گفتگو میں کر سکتا تھا

اُن کو پہلے مردوں اور عورتوں کی پست جہ سے ہم معافی دینا سے علت متفرعاً
 اس سے ہی ملاعتوں اس کی بھی مان کر تے تھے اُن کی اگر کسی عین میں کوئی خوب نظر آتا تو اسی طرح
 اس کا تذکرہ ہی کرتے اور وہ بہت تذکرہ کرتے بلکہ بزرگوں کو خطرو میں بھی لکھتے تو عجبیہ مدد ہی
 صاحب کی نہ کہ نہاد کے فاس تھے اور تعریف کرتے تھے اور میں ان کی تصویر تھانہ متفرعاً
 کے متعلق دوسرے سال کی کئی مہینوں کے بعد میں جو غیب کی قابل تھانہ مروت سے ان کو
 ہی دینے میں ملے وہ نہاد کی مولیٰ حبیبتہ مدد صاحب فرماتے تھے کہ تھانہ مدد ہی میں نہیں کر کے
 مولیٰ تھانہ اُن کو جو جب کر رہا تھا ہے ہے اس تذکرہ میں مولیٰ اور تھانہ مدد ہی میں اس کا تذکرہ ہے کہ
 کے میں تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد
 مولیٰ اور تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد
 تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد
 دیتے تھے مولیٰ اور تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد
 مدد فرماتے تھے اور تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد
 اگر تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد
 تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد
 کرتے تھے اور تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد

ہی دت مرتبہ کی اشارہ دہی مولیٰ تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد تھانہ مدد
 کے بعد نہاد تھے اور بزرگوں کا ذکر فرماتے تھے،

صاحب مولانا کے تعلقات سہایت دیتے تھے اس لئے ان کے جو کچھ امور کا مقصد
 نہایت مختصر چنانچہ جن لوگوں سے خیرک تعلقات قائم رہے ان میں نواب محسن
 مودناہی، نواب وقار الملک، نواب ہادی الملک، مولوی میمن بکری، مولانا
 حبیب الرحمن، نواب شہرانی، مولانا ملک حکیم اہل غار، نواب بیہ علی، نواب
 امجد علی، مولوی راجہ، مولوی جلال، اور مولوی خیر الدین صاحب عزیز
 لکھنؤ کے نام خصوصاً کے ساتھ تھا۔

نواب محسن الملک کے ساتھ مولانا کے تعلقات علی گڑھ میں پیدا ہوئے اور
 وہ ان تعلقات سے متاثر کیا، نواب صاحب مولانا کے فضل و کرم کے معرفت
 تھے اور مولانا ان کے فضل و احسان اور لطیف علم کے ہمیتہ مدح رہے اس لئے ان کی
 کج رویا جیسی سے بھید گھڑتے بھی تھے تاہم گورنمنٹ سے ان کی صفائی کرے گی
 نواب صاحب کی کوششوں کا براہ راست شامل تھا، جیسا کہ بار کی بار مستور ہو رہے
 و خصوصاً میں بھی نواب صاحب کی کوششیں شامل تھیں، نواب صاحب نے مولانا کو بار بار
 علی گڑھ بلانا چاہا لیکن مولانا نے اس کو منظور نہیں کیا، سفر کشمیر سے واپس آکر مولانا علی
 ہوسے نواب صاحب جی دت کے ساتھ نواب صاحب نے نواب صاحب سے واپس آکر مولانا کی مدد سے
 کے بعد مولانا صاحب نے نواب صاحب سے واپس آکر مولانا کی مدد سے نواب صاحب
 کا مقصد یہ تھا کہ ان کے نام میں مولانا نے مدد دیں، ایک چرہ و مخدع لکھا جس میں
 ان کی تمام خوبیاں لکھی ہیں۔

احداث سے جدا کرتے ہیں۔ جب شمع جلی رہی ہے ایک پورے گندھ بنی عام سامان
ابراہیم کی جان صرف ہی ایک دو روپ تھا جس کا طالعہ شہلی نے جواب لیا۔ یہ بے جا رہا۔ پھر
جی جی وہ پہلی نہ گھر تھا۔

سی۔ گنگو پور۔ داکٹر جی۔ خانہ گیسری اور عربی بنگالی

جی اختلاف باجمعت ملاقات ہوا۔ طاعت بڑو کر مر مر ہزار مہدی گنگو پور
کھانا نہ محنت سے پہنچا ہوا۔ دوا کر دیکھو کہ وہ اندھ جس جانا کر مہرج کی رملہ گنگو پور
اور میں ہے کہ میری عیادت گنگو دلی سے گزرتی ہو گا۔ موت سے، غلام میں کی میں کی
گنگو حسرت کا اصرار کر دیا، فریاد سی مال عودت کے روز میں صدمہ طاعتی ہوئی۔ اور
ایسے رشتہ کا معائنہ ہوا۔ جب گنگو پور بھی پندرہ تیرہ قدم سے شہرت ہوا۔ ہر قسم کے سامان
پر سمجھ رہا ہے۔ اس تمام تجربے کے بعد میں وفاق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ طالعہ
مہرج جی ادا بلاشی دوست تھا۔

تعلقات کی سنگینی کا اعانہ ان دوستوں کی خدمت تفصیل کے ساتھ ہو سکتا ہے۔
اور وہ دوستوں میں باجمعت ہیں۔ اور وہاں حبیب الرحمن صاحب نے کیا میں ہو میں کہے
ہیں۔ اور وہ فی خدمت میں آتے ہیں۔ ان کے تو گنگو پور تیرہ تیرہ کر سکتے ہیں۔
اور ان کی شہرت ہے۔ پورے گنگو پور میں۔ اور سولہ تیرہ دیتے ہیں۔ ان کے وہ تجربے ہو جو کہ

۱۔ سرور۔ مہرجت مولانا احمد علی نے جس میں ایک شہید علی جی وحب دلی ہے

۲۔ سرور میں مولانا احمد علی نے جس میں ایک شہید علی جی وحب دلی ہے
۳۔ سرور میں مولانا احمد علی نے جس میں ایک شہید علی جی وحب دلی ہے

مولانا کا مکتوب نگاری کا میدان شگفتہ نظر آتا ہے اور ایک مکتوب فی نصف کا مشورہ دیتا ہے۔ ایک مشترک کتاب کی قیامت کی تجویز دیتی ہے جس کا نام حبیب بنی تجویز ہے۔ جو تصنیفیں مشورے جوتے ہیں اور مولانا اس کا خاکہ پیش کرتے ہیں مولانا ہمیں چاہتے ہیں تو ان سے یکم حد تک غائب کے مدعا کو کہتے ہیں اصل صحت کے بعد ایک حد۔ دوسرے ترتیب دیتے ہیں تو ان کو خصوصیت کے ساتھ مدعا کہتے ہیں خود وہ ہیں جو ہمہ ملامت پیش آتے ہیں ان میں ان کی اعانت کے محتاج ہوتے ہیں اور اور غرض کہ ان میں نظر سے گذرتی ہیں تو ان کو خبر دے گا مشورہ دیتے ہیں تصنیف رہنا ہی کے لئے کہنا ہوں کی ضرورت مرقی ہے وہ بلا حلف ان سے کتب عامہ سے سکھاتے ہیں۔ یہاں سے آفرودت کر چاہتے ہیں اور اس کی طرف ان کی کو خبر دیا چاہتے ہیں اور ان کو ان کے تعلقات کی بنا پر وہ مولانا کے دوست بھی تھے مولانا مشورہ بھی تھے مکتوب بھی تھے اور ایک خبر بھی تھے۔

مادون ملک حکم جلی ماں۔ تعلقات کی تہہ معلوم ہیں ناپاکیوں صاحب کے قیام پر ہور کے رہے ہو۔ حبیب و سپور کا کتبہ۔ حکم صاحب کے مکتوب کی تہہ رہا۔ یہاں جب حکم صاحب و سپور سے پہلے تھے وہ فوجی کاسری میں دسپتی بنے تھے۔ ان تعلقات میں مزید وسعت ہوئی اور اصلاح مدد کے سلسلہ میں اور بھی تھا۔ رہ گئے تھے۔ اور حکم صاحب ہی کے مکان پر قیام دیتے تھے۔ دہلی میں رہا۔ مولانا نے ان کے حکم ہی صاحب کی کوشش سے جواہر مورخہ نام کے کالم کی دعوت والی تھی

نہ سے نمایاں نہیں ہو سکتا رہا، اصلاح مردہ کے لئے رتی میں جو جسد برہم میں، اگر کلمہ کما
کا، نہ کام نہ کر، اتوں کا اکتا واکن ہو جاتا،

نواب شہ علی من صاحب مولانا کے پیر مستقد و مستر تھے، تعلقات کی تہ
گہرے تعلیم و راہوں سے جوئی مشائخ میں جب جسدہ، دکان سرب کا تو فرب صاحب نے
دست میں مولانا کو سپردی، بھول میں مدد کیا، یہ پہلی تعلقات تھی، نواب صاحب کو
نواب صاحبان، بگم نے جب اپنی رہاست کا دکان گز تعلیم مقرب کا، تو فرب صاحب نے
مولانا سے مشورے طلب کیے، اور اس سلسلہ میں وہ کئی دفعہ بھولیں، بگم نے ان کے اس فہم سے
نواب صاحب سے مشورہ پار مولانا کو، ان کی مدد سے بھی پیش کرنا چاہے، لیکن مولانا

کی خود دہری اور بے بنیادی سے، ان کو قول میں کیا، اتفاق سے مشائخ میں نواب صاحب
بہو پاس چھوڑ کر گئے، آگئے اور مولانا بھی مستقد و معلوم کی حیثیت سے مشائخ میں گئے، پتہ
لگے، تو تعلقات میں اور زیادہ استواری پیدا ہو گئی، اکثر ملاقاتیں، رہتی ہیں، نواب صاحب
مولانا کو کاشی بچا کر ہوتے تھے، اور اپنی کوئی کے تمام پر اصرار کرنے تھے، کبھی کبھی مولانا
دہلی چند دن کے لئے قلم بھی کر سکتے تھے،

مردہ پر انھوں نے اپنا قیمتی کتب خانہ مولانا ہی کے اثر سے وقف کیا، مذہب کی کثرت
اور پس مندی مولانا ہی کے تعلقات کا نتیجہ تھی، یہی وجہ ہے کہ جب مولانا نے استعفا دیا
تو وہ بھی مستعفی ہو کر اصلاح مذہب کی کوششوں میں مصروف ہو گئے، اور آخر میں مذہب کی
نظامت کا کام انھوں نے ہی دستی و محنت کی یادگار میں قبول کیا، جس کو وہ سالہا سال

انجام دیتے رہے۔

ایک ایسی حق سے لھٹ دوسب الرحمن معاشرت کے تعلقات تھے، ان میں اور
مولانا میں نہایت چوڑھٹ اور بے شکستہ ملاؤں پر جوتی تھی۔ وہ سب سے بڑے قسم کے
انسان تھے اور خدا کے کاغذ پر بڑے تھے، کہ ان کے ہاں جو خط طے ہو جائے، ان کے لئے یہ
کاغذ بے قصور کرے جائے، مولانا کی ذات سے ان کے کرنے کے بعد ہی اپنی کسی
قائم رکھی، اور ان کی سب سے بڑی اور میں مراد پر شک کے عواطف سے سہارے میں جو سہارا
کے وہ ہی پڑی کا نتیجہ تھے۔

ان کے علاوہ مختلف شہر میں سلاہتی، علی گڑھ، پٹنہ، لکھنؤ اور الہ آباد میں مولانا
کے بہت سے احباب تھے اور جب مولانا ان شہروں میں جاتے تو مولانا کو سب سے پہلے
احباب ملے، مولانا کے احباب کی اس فہرست پر نظر دے سے مولانا کے ذاتی
کا ملازہ سب سے سب کے ساتھ جو سکتا ہے، مولانا کے ان تمام احباب کی شخصیتیں
گرچہ مختلف ہیں تاہم وہی علم یک ہی چیز ہے جو سب میں شریک ہے، ان میں
ان کے تعلقات، خدا کے سبب سے سب سے قائم تھے، ان میں قابل ذکر ان خاص
بزرگوار ہیں مولانا شاہد حسین صاحب پیر، مولانا قاسم محمد صاحب، مولانا
پوری، مولانا میر محمد علی صاحب سابق ناظم ندوۃ العلماء مولانا تیر علی صاحب مجدد
مولانا فضل حق صاحب دبیہ، مولانا ابی محمد، مولانا اسلام صاحب، مولانا مولانا
صاحب آرومی، مولانا شاد، مولانا صاحب اور قسری، مگر جو گدہ و تیرم و ہر کے درجہ

واسطے تھے۔ اس لئے کبھی کبھی قدیم کی خاطر جدید صحابہؓ، اور کبھی جدید کے سبب قدیم میں سے ان کا تصادم ہوتا رہتا تھا، اور یہی وجہ تھی کہ بے غرض، صحابہؓ علم کے سوا ان سے سب ہی سے اتنی کم ہوتی ہی رہتی تھی، چنانچہ مولانا شوکانی اپنے مخطوط میں لکھتے ہیں: ”ما مشہور علیٰ ہرگز نہ ہا سال تک کلاچ میں رہے تھے، بلکہ حد تک ان کے زیادت آورد تھے علما کے موجودہ دور کی طرح اور کو وہ عوام دین میں جاں کرتے تھے، غرض کہ میں نے بے ہاک تھے ان کی رہنمائی کے واسطے متقدمین کا دور اور اس کے آثار تھے، ہندوستان خارجیہ کے احادیث کے ترجمہ نہ تھے، یہاں تک تھے، جن کی وجہ سے قدیم میں، گو ان کی جانب سے شہادت تھے، معنی کا حرمہ تک، یہاں رہا کہ وہ کلاچ کے معبرین کہ وہ میں آئے تھے، آگ چاں ہی تھو، کارنگ چوہاں ملازمہ کہ اخیر وقت تک ملازمہ شل حرمہ کے محل میں سرور لکھو جو ملکہ، تاہم اس قدر کہ نہ ہو گا کہ ملازمہ شل کی ذات، واسطہ نئی قدیم و جدید موسیقی کی ملحوظاتی کا، لیکن انہوں نے نہ کہ وہ بالاختلافات سے ان کوششوں کو بار آور نہ ہونے دیا۔“

یہی معاصرین کے اختلافات ہوں، اسے اپنے معاصرین کے ساتھ دونوں کے معاصرین نے ان کے ساتھ بیحد خوشگو، تعلقات قائم رکھے، دونوں نے ایک دوسرے کے فضل و کمال کا اعتراف کیا، اور ملائم ایک نے دوسرے کی مدح و ستائش کی،

مولانا کو خواب میں، ملک مولانا حالی، مولانا نذیر احمد مولانا آزاد، اور جو عابدی، اندری کے ساتھ معروف معاصرت، عامل تھا، اور ان کے چار ایک دوسرے کے متصل کمال کا اعتراف تھا، خواب میں ملک کو مولانا کے ساتھ جو جن میں تھا، اس کا اعتراف

انہوں نے بلکہ تھرو میں شایعہ وارش افشا نہیں کیا ہے۔ چنانچہ جس اصل و کے خطاب پر مولانا کو مبارکباد دینے کے لئے علی گڑھ کا رخ میں جو جوسہ ہوا، اس میں بحیثیت پریذیڈنٹ کے انھوں نے یہ الفاظ فرما دیے، ”۱۰ مارچ کے پہلے صفت میں احمد نے اپنی اپنات میں حمایت جانی اور دوستی مبارک اور شریح کی تمام چیزوں کے ساتھ اقبال اور بے قصبی اور مصافحہ کا نہ تھا۔ احمد سحر۔ قیادت و دانشیانی مذاق کے موافق بیانات اور ستارہ جہاد قومی اور شمع سے پاک اور بلاغت سے وسیلہ حرہ پر ہوا محرمی اور بلاغت کے لئے کا طریقہ جاری تھا۔
نواب محسن ملک اور مولانا کے اطلاق و نظریات میں بہت جہد تھا، اس جہد پر گو مستعد پار اختلاف کے اسباب بھی پیدا ہو گئے اور علی گڑھ پارٹی کے بہت سے لوگ نے ان کی مخالفت بھی کی۔ لیکن بایں مولانا اور نواب صاحب کے تعلقات میں اجروم تک ملو فرق میں آوا

مولانا کو اپنے سامعین میں مولانا حالی کے ساتھ ساتھ زیادہ عقیدت، جنت اور لغت جمی زبان کی وقت نظر ورن کی سخن فہمی کے بیچہ درج ہے، وہ اپنے لئے وہ جوہر کو لب سمجھنے تھے، اور بڑی اہمیت تنقید کرنے تھے، فرماتے تھے کہ باطل کی کتاب وہ بیت و آئین میں جب نئی نئی چھپ کر آتی تو مجھے وہ بے ترتیب اور پرانگہ معلوم ہوتا رات کو مولانا حالی نے اور وہ کتاب مانگ کر پڑھ گئے مگر کو اس کی توجہ نہ کیا۔
نواب صاحب نے مولانا کو کہنے تھے کہ ان کے اس ایک فقرے نے کتاب کے موضوع کو سیر سامنے آئینہ گردید اور جس کی ترتیب کا وہ پہلو میرے سامنے آگیا جو پہلے سامنے نہ تھا۔

پاؤں کے عائدہ کے بعد خون، مافی نے ایک راجی لکھ کر اسدہ میں چھپنے کے لئے
 بھیجی تو اس کے شکر پر میں سو لانا نے شہزادہ میں مولانا مافی کی مدد و نوری کے عزائم سے
 نہ ٹوٹا کہ یہ مولانا میری نسبت یہ ہے جو موت ظاہر کرنا محض ان کی ذمہ داری ہے وہ
 میرے احباب میں شامل ہوئے کاتنگ گوارا کرتے ہیں، لیکن میری موت یہ ہے کہ جو کہ اپنے
 سوار سندھوں کے درجہ میں شامل ہونے کی اجازت دے، اب یہ ہم ہی ایسی صورتیں مافی رہ گئی
 ہیں، ان کو دیکھ کر فدا کی یاد آئے، جو مافی سے جدا ان بڑے گوں کا یہ نہ تھا، کہے:

مولانا مافی کو بھی مولانا سے حمایت عقیدت اور محبت تھی، سیرۃ الساجدین سے
 جہی تو مولانا مافی نے اس پر رویہ رکھا جس میں فرماتے ہیں: انھوں نے (شیلے سے) اپنی
 ہر ایک پہلی تعریف میں جس جہی پر آپ کہہ کیا ہے، اس کے بعد کی تعریف میں ان کی
 بیانت اور روشن دماغی اس سے بلند و سطح پر جلوہ گر ہوتی ہے، اور جہاں تک میری نگاہ پہنچتی
 ہے سیرۃ النہایں کو اس سے کمالی نظر پر آتا ہوں، اس طرح میں متناسب حصہ کا نام ہے،
 سیرۃ النہایں میں روایت و حمایت کی تطبیق اور جس صورتوں طریقہ پر اسے دنیا سے کام
 لیا گیا ہے اس طریقہ استدلال سے جسے وہ سب کا یہ واقعہ قائم ہوتی ہے، اور مصنف (میری
 شیلے) نے اپنی حقیقت اور بیانت پر اسے پردے افشا دیے ہیں:

مولانا مافی مولانا کی تعریف کوشوق و شگفتہ تھے، اور وہ میری ہی میں کہتے تھے
 ایک، مولانا کی چند کتابیں، اس (میری ہی) کے لئے لکھا گئیں اور لکھا گئے، تو ان کے ہر عزم
 میں، لیکن یہ کہ ہیں دوسروں کے لئے لکھی ہیں کہ

کا تمام صواب و درست کرتا ہے کہ خداست تعالیٰ کو بھی آپ کی قوی خداست کا مندرجہ بہت و بڑی نیک نیتی
 رکھنا منظور تھا۔ غلطیوں خدوہ نہ سمجھو، غلطی مایہ اندر علیہا با بقائے شکر عینا ویتعدتہ و جود کبر
 مودنا کے پڑوں میں گولی ٹپی تو مولانا جان کو اس سے صحت تشویش لاحق ہوئی اور انہیں
 میں جو حالت شایع ہوئے اس کے سنے سے تسکین نہیں ہوئی اور مولانا کے فرزند محمد
 نانی کو مرض استقلال حال ایک خط لکھا اور بارہوہی منصف کے مولانا کی جی ویت
 کے لئے اعظم گزروانے کا ارادہ کیا چنانچہ اس خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ "مجھ کو چاہیے
 کے حوالہ سے جناب مولانا کے جاہت سے ملنے ہیں ان سے کچھ تشویش نہیں ہوئی اس لئے چاہ
 آپ کو تحفہ دیتا ہوں کہ آپ بیرون خطروہ کو دکھا کر اور جو کچھ وہ دینا چاہیں اس کو
 اطمینان کے لئے اور غلط سیر سے پاس بھیج دیں نیز یہ بھی لکھیں کہ میں نے ڈاکٹر حبیب علی و مولانا کو
 ادھر پہنچاتے ہیں اور دیکھا جائے گا ارادہ ہے یہ ہیں۔"

بہت وق سے ارادہ کر رہا ہوں کہ میری پوتی میری تمام اہلیان کی بدحواسی سے اس سے
 ملنے کے لئے لکھتو اور اندوہ ہے جو مولانا کو رکھے اعظم گزروانے کا بھی قصد ہے اور اب تک اس
 موضع میں آتے رہتے کہ وہ ارادہ چوڑا نہ ہو سکا مگر کھڑا ہوا تو اعظم گزروانے سے پہلے آپ کو آپ
 سے اطلاع دلی تھا اور اس کی درست میں بعد صحت و بار و استیفاء تباہ و سلام و بار کمریجے
 لیکن ہر دو جوان غصہ و تعلقات کے مولانا کی بیعت عمارتوں اور بعض غلط سے یہ
 نیز بخلا جاتا ہے کہ وہ دو سالہ سحرین میں باہم چٹنگ بھی تھی مثلاً ایک موقع پر سرحدوں
 روم میں کھٹے ہیں:- تاہم اب مذکورہ متفق ہیں کہ جن لوگوں نے مولانا کو غول بنایا وہ سب ہی مولانا

اور سواروں میں سے کسی کا جیسے سو، گئے دو تین پروردگار کی کرتے جو سہ سواروں کی جاکہ سوار کی آمد کو
 سے ان کا سوار دیکھا جاتا ہوئی زندگی کے توستے رکھنا چاہئے۔ انہیں ایک کی صورت سے
 کی جائے۔ اور چونکہ سوار سے سوار پروردگار سے، انہماں کے موافق وہ خود بھی سوار کی کرتے
 اور جانی انکی حقیقت۔ ہے کہ ایک ان کو سوار کی کے طرف کے داخل ہوتا ہے۔

معدہ۔ تیس اور دیر میں ایک موقع پر کھتے ہیں۔ "جس سے" مانتے ہیں جو سواروں کی کرتے
 ہیں جن میں اور جو دوسرے آدمی کے مفید اور جہ سے اصل کام میں باقیہ آدمی کا حصہ
 کیا جاتا ہے کہ بھی قوم کو یہ حالت میں کو تصویر کے دہرے سواروں کو رکھنا چاہئے۔

معدہ اور سوار قاری کے متعلق ہی قوم کی تفسیر دلاتے ہے بعض معانی میں
 کی ہے اور ایک جگہ یہ طریقہ جاری، ان کے سواروں کو دوسرے یورپ سے چکا ہے اور وہ
 ان سے اس سوار کی طرح کی لایا ہے۔

ان سواروں سے یہ ظاہر ہے کہ یہ قوم سواروں کی پر ہے اور ان کی سے ملی سواروں
 سے پیدا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ یہ قوم کے گند کر سواروں کے خطرات میں چاہئے اور یہ کے متعلق
 ظہور کیا ہے ان کے کھتے ہیں کہ یہ سواروں کو میں اور ان کے کتاب الہیہ تھا جس
 اور ان کی میں نہیں اور ان کے میں چاہئے اور ان کے کتاب الہیہ تھا جس

لیکن یہ سواروں کی دست پر نہیں جن کی یہ سواروں کے کرتے تھا بلکہ سواروں کے
 دیگر سواروں کی سواروں کے اگر جات سواروں کا منتفہ سواروں کی اور جی
 سواروں کے سواروں کے سواروں کے سواروں کے سواروں کے سواروں کے

تیب ہی وہ اس شخص کے متعلق ہی حکم کی اسے قائم کرتے،

سہوئی مذہب ہمیں دو سو فی بیس اگر ہم وہ ربط اور خاص نہ تھا اور نہ اس کو سزا کی کہتے ہیں
 مگر کوئی نہ کیا تھا پہلے بے اطلاق میں ذہنی، کا نفرنسوں کے اس میں اگر وہ نوں زرگ
 ایک ساتھ بیلاک اسٹیج پر نظر آتے تھے، اور ایک دوسرے کے متعلق جو کچھ کہتے تھے، اس
 بے تحاشہ متعلقات کی جھلک نمودار ہوتی تھی، ایک بار سرگرمی، اس میں کا نفرنس کا اجلاس
 ہوا، تو سووی تیار ہونے پہنی تقریر میں طریقہ بہر میں کہا کہ ہم نے کسی راہ میں سوئی تھی
 ہی۔ تو یہاں ہرگز کر دہی شیلی ایک سینہ پر جو نہیں تو نہیں جاکتی نہیں۔

وہی میں درود کا اجلاس ہوا، سووی مذہب ہمیں سے سے اور چونکہ چند لوگوں
 کو کوئی میں تقریر کرنے کے سے ساتھ سے گئے تھے، اس نے ہوا اس نے خصوصیت کے ساتھ
 اس کو جلسہ میں شریک ہونے کے سے دولت دی، اور وہ جاری ہوا، تو سووی مذہب
 اس جہان نے اس کی تعریف میں ایک تھا کہ اور چہ وہی سرگرمی میں کو ہوا اس نے
 اور اس کے تدارک میں شریک، اس پر تھے۔

جیوں اب عالمہ الفصد والہی
 جیس علی اعتقاد والہی
 فلک صمدنا صمدنا
 وجودنا باں بعضنا صمدنا
 ترجمہ: ہر گز نہیں کو بعض دکن ہاگوں کا تھا، اگر تب میں نے امداد کے مننے دیکھے تو یہاں
 کو بعض دکن ہاگوں کو چھوڑ دی کا حسب

ہو اس نے دستخط کی کا نفرنس میں جو تصدیق کا تھا اس میں اس دووں ہاگوں کے

ام ہرگز عین سے لئے ہیں۔

گئے دیکھ جسے تامل آنا وہ لگن وہاں تدریس، جہڑی ٹھکانا بکر

سوزنا کہ حسین آنا دوسے تعلقات نہ تھے، اُن سے مراد ایک بار احمد میں ملاقات ہوئی تھی، جبکہ اُن کا دماغ خواب جھپٹکا تھا، دیکھ کر سوزنا اُن کو اندوہ کا سبب بڑا افسانہ پروار
باتے تھے، وہ فرما لے تھے کہ آنا دوسے مٹی کا پیر ہے جس کو کسی سہارے کی ضرورت
نہیں اور وہ مٹی مٹی میں ایک زبردست افسانہ پرواز ہے۔

اندوہ میں جہڑی پر چڑھ کر مٹا ہے، اس کی تہ میں ہر گنگ جہاں کی عمارت کا تہ
ان، افسانہ میں کیا ہے، جہڑی مٹا ہے، سب سے بڑے افسانہ پرواز نے ہر گنگ میں جہڑی
یہ تصویر کھینچی ہے۔

میں نے اس میں شرمیلہ لکھ رہے تھے، آنا کوئی کتابت حد تک دوسری مٹی، اس کی نسبت
ایک دوست کو تحریر فرماتے ہیں: "آنا کوئی کتابت حد تک دوسری مٹی، اس کی نسبت
اکارہ نہیں، عام وہ، اصرار دھڑکی نہیں، مٹی ایک رہنا تو وہی معلوم ہوتا، یکساں نہ ہو، شکر ہے کہ
ہر گنگ اس نے میری سرحد میں قدم ہی سمیٹا، اور جو یہاں چڑھنا ہی تو ہے، لیکن وہ چھ
مرتب ہو چکا تھا، اس سے بڑی سرحد پر کچھ کر لیں، تو وہی ہے۔"

مونا لالہ حسین آنا کوئی دماغ کی خیر جب سرور مار پائی، تو وہی پر ہے، صاف تر ہو، اس
وقت وہ دوسرے ہر گنگ، یہ وہ قزاق کا ایک ہر گنگ، جس کے پچھلے مفرد وہ خود تھے، اس تقریر
کے وقت نہ صرف ان کے چہرے سے ہر گنگ ایک ایک لفظ سے شہتہ علم کا اثر محسوس ہوتا

تذریب میں مستحکم پہلا فقرہ جہاں کے سوسے لکھو وہ یہ تھا :-

”آٹا خدا سے من مر گیا“

خواجہ عزیز الدین صاحب فرخ لکھوی سے نہایت مہین تعلقات تھے تبصر مسلمان کی مشورہ داری فتویٰ ہے مولانا کی تہ سی وانی اور داتا در لکھوی کے ذائل تھے تعلقات کا دارنا ہائیں وقت سے ہر صوبہ میں گزروا کر مولانا کے بچے اور حرمین کی داری و دیں وہ ہر صاحب کے پاس ہمارا اس کے لئے لکھی تھیں اس کے بعد سے تعلقات گہرے ہوئے پڑ گئے آئندہ کے خیام سے چلے رو واجب کھڑے تھے تو اکثر تہی کی کیاں تہا ہڑ تھے قیاد کھڑے گا دیں بھی بعض اوقات ان کے کیاں جا کر دن دن ہر رہتے تھے سر ہر صاحب کی جد جہتی اور عروا دی کے دل سے سرف تھے ایہہ شاعری میں ان کے مر جہت میں کو پسند میں فرماتے تھے مولانا کے باؤں میں گولی لگی تو وہ صاحب نے ایک ربڑ لکھی مولانا میں داری غریبوں کے متعلق خواجہ صاحب سے مشورہ بھی لیتے تھے کہ ”میں نے فرمے ہوئے کو خواجہ صاحب کا شاگرد کہہ دیا تھا اس کی تردید میں میرے کیا کہ خواجہ صاحب میرے لئے ہوں نہیں میں ان کا شاگرد نہیں“ (مکتبہ ۱۱)

خواجہ صاحب کو سافر کے دیان کا حال معلوم ہوا تو مختلف انداز میں کامیاب کیا مسئلہ تھا کہ مولانا کے حضور نظام ساقی پیر محبوب علی دانا ہوا کہ ہر مسجد میں اور ہر کی دولت سے ایک فرمودہ پیش کرنے کے لئے یہ شکر کا تھا

انجاں ہر شکر میں گنبد گرداں ہائے دہر فرماں پر محبوب علی دانا ہائے

یہ شہر غرض شوق خواہد رہا سب کے پاس بیٹھا جو صاحب گئے تھے، انہوں نے ان کے کہنے پر جو کچھ
نے فرمایا کہ گہر گرہوں کی ترکیب بھی نہیں معلوم ہوئی، مولانا نے یہ سنی کہ فرمایا کہ اب ہاں
نہ ابو صاحب سن لیا گئے

آخر میں مولانا کے معاصر دوستوں میں سے ایک بزرگ کا نام یاد آتا ہے جس نے
تفاتی اس وقت تک سمجھ میں نہیں آیا، اور گزشتہ سال کے باوجود قلم کو فطرتی تفویضات اور غلطی
میں مصروف تھا۔ میری مراد مولوی بلالہ الرحمٰن صاحب کا چوری سے ہے جو مشفق و مہربان
کی حیثیت سے مشہور ہیں اور اس وقت تک جبکہ ان کی عمر اسی کے قریب ہو گئی ہوگی۔ جو ہاں
کے مکتب تالیف کے قلم ہیں اور ابھی اپنی کتاب "میر کمال" کا دوسرا ایڈیشن جو پچھلے سے دنیا ہے
کر کے چھپوا رہے ہیں۔ صاحب محراب مولانا سے ان کے علمی تہذیب کے زعمیام سے متعلق
ادبی، ادبی اور شاعری میں استشارہ کا تعلق تھا۔ وہ گویا علمی میدان میں مولانا کے
کے عرصہ تک رہے مولانا نے جو سلسلہ قرآن و حدیث اسلام کا شروع کیا تھا اس کی حمایت
سے انہوں نے سلسلہ ذریعہ اسلام شروع کیا تھا، انہوں نے سلسلہ میں بہرہ اور مدد و کتاب
طوبی و کتابیں لکھیں اور دونوں کے مسودے چھپنے سے پہلے مولانا کی نظر سے گزر چکے تھے
مولوی صاحب نے اپنی زندگی کے دو سبب متبادلات یا قرآن کے نام سے لکھے ہیں اس میں
مولانا کے اور اپنے بچے کا لکھنے کے وقت تھا اور نہ وقت کے ساتھ ہی وہی وقت کے ہیں مگر
مولانا کے بچے کی بات کہ باپ

انہوں نے مولانا کے قلم کے لئے قیام میں رہے تھے مولانا کے لئے قیام میں رہے تھے مولانا کے لئے قیام میں رہے تھے

کے آثار حسی ہمارے اندر دھڑکنے لگے ہیں، دوسری وضو کی ملاقات کا ذکر مکاتیب میں بخیر
اشرفی راہ (۱۰) اس سفر میں ہر غنیمت محو حور سے مولا سے دریافت فرمایا تھا آپ کی
کی یہ حالت ہے، آپ اپنا جائزین تو توہ کر رہے ہیں، مولا نے ہیرت کے متعلق دوسرے کے
تھے جن میں ایک یہ ہے،

عرس دعا تم میں کام کے انجام میں شامل کہ میں میں کفیر بے زہ ہے ایک سلطان
سلطان کا اشارہ سلطان جہاں بیکم کی طرف تھا،

جب مولا کا انتقال ہوا تو بیکم صاحب نے ہر صحت فرمایا کہ غیریے تو قبول ہوتا
باقی ہے، بیکم صاحب نے بھی بعض تسانیع میں بھی مرانا سے مشورہ دیا ہے

نوب صاحب علی علی ہمارہ ولی دام توہ سے ان کے تعلقات ان کی ویددی کے
زمرہ سے تھے، جب ہم انتظام حرم غفر و تدین خان کے ہاتھ میں تھی، اور مولا دوسرا
اور کتب خانہ کے تعلق سے رابطہ برپا کیا کرتے تھے، مولا جب سفر ترکی سے واپس آئے
تو یہ مستاد پورنے ان کے اس سفر کے مصارف یاد کر کے ان کی اس محنت پر حیرت
کا شکر کیا، اور ان کا چاہا، مگر مولا نے قبول نہیں کیا، ہر تہ کی وجہ سے بعد دام چور میں جب
ریورٹنل کا نفرنس کا اجلاس ہوا تو اس میں ہر ملاقات ہوئی، مسئلہ میں مولا کے تعلق
سے پھر جانکے اور نواب صاحب نے پانچ سو روپیہ سالانہ ندوہ کے لئے مقرر فرمائے، جو
چند سال جاری رہے،

نوب صاحب جزیروہ دھیرہ، اور ان کا پورا خاندان مرانا کا شہر والی تھا، چنانچہ جب

میں جانتے تھے تو آئین و گوں سے ملا تاتین اور گھنٹیں رتنی تھیں ایک بار گنڈہ چٹا
میں خود لہریہ و مجیدہ، شہریت سے گئے تھے۔

حکامانہ صورت بہت دسان ہی میں یہ حوت فائل نہ تھی بلکہ ان کی شہرت کا غلط
ایرودلی ملک میں بگڑ چکا تھا اور اس سے محاسن کا خرافہ ہوا تھا، چنانچہ شہر
میں قسطنطین گئے تو اس کے تمام کام بہتے ملا تھیں، یہیں اور گنڈہ چٹا کی طرف سے
نئے جمہوری حکام اور دیگر عہدہ دار تاتین واپس کاہلی سے ترمو کا مسکر کا نام کیا تو اس کی
سکڑ پڑنے کے انور سے کا کتاب کی، لیکن سو دہائی اس حد تک قبول کرنے سے انکار کر دیا
مگر یہی کی منت نے شمس اعلیٰ کا خطاب دیا، اور اپنی تحت علی و علی کی جیوں میں
کو بھرتا رہا، اس میں ہی سرشت شمس اعلیٰ ان کی کر کی تھی و ساتھ چوٹی کے موثر پر ہی
شریک رہا، اس سے تھے، اوشا، پورہ سے ان کو بارشنا تھا،

ذہب اور ناک کی زندگی میں مختلف تغیرات پیدا ہوتے رہے، ان میں دو ایک
مستحب تھی اور تشدد و روی نے غیر مخلوق سے سادہ کرنے تھے، ان کی ترو پر
میں سادہ لکھتے تھے خود فرائض و سن کے صنف پاند تھے، اور دوسروں سے سادہ
سختی کے ساتھ ان کی پاندی کر دیتے تھے، و نیز ان سے تو زائد طالب علی ہی میں مشر
ہو چکے تھے، اور دوسرے فرائض کا بھی ان ثابت شدت سے اہتمام کرتے تھے۔

ان کے ہونے علم گندہ میں ایک بہت ناہ برا تاہ فرماتے تھے کہ جب ہم
گرمی کے زمانہ میں انھ کے وقت بہت پتے تھے تو بے ناو کے ہی میں نہ نہیں کرتے

تھے، اہانت کا کام کرتے تھے تو اسی لڑائی کے بارے میں مفصل کئی کئی کوسوں کا دورہ کر چکا تھا لیکن باپس جلد وہ دورہ تفسا نہیں کر سکتے تھے، علی گڑھ کے زمانہ قیام میں صحت گر سبوتا میں سرینہ کے ساتھ جی تالی لٹے تھے، اس سفر میں بھی روزہ کا اہتمام تھا، اٹھنا سے قیام نہ دیا، اس وقت سیر کے رہنما ان میں جو گسٹ مسٹرز میں پڑا تھا، اون میں کثرت مطالعہ کے سبب ایک ایک کو میں پڑا ہوا تھا، اور اس کی بینا باقی رہی تاہم دورے کے بعد وہ میں آئے کے بعد بعض اوقات جماعت میں شریک ہوتے تھے، ابھی پادریا کے حادثہ کے بعد منہ پوری جو لگی تھی، پھر بھی ایک دلوہ اہتمام کیا کہ کنا مقرر کئے اور دلوہ پر مین کر سہا جانے لگے، اگرچہ کہ یہ وہ حدیث اللہ صاحب رحمہ اللہ جو راستہ فرماتے تھے، تاہم وہ میں بھی سوتیں پڑھتے تھے، وہ کہتا و سجد میں دیر تک رہتے تھے، اور وہ لانا بیٹے پادریا کی منہ پوری کے سبب اس کو برداشت نہیں کر سکتے تھے، اس لئے چند روز کے بعد جماعت کی شرکت چھوڑ دی۔

اسی طرح اخیر ذوقیہم غلام تھو میں ایک دفعہ ایک حافظ صاحب سے جو بہت کچھ سمجھ کر کرتے تھے، معرپ کی نازیبا امت کی مولانا مقتدی تھے، دعوت ملی کی ایک پادری نہ جاننے کی وجہ سے وہ ایک ایک پلو پر بیٹھے ہیں، ان کو تبلیغ جرتی تھی، اس لئے نماز کے بعد بہت جھگڑا، اور حضرت سجاد رضی اللہ عنہ والی حدیث کا حوالہ دے کر فرمایا کہ آپ لوگوں کو صدوروں کا ذرا خیال نہیں ہے، ۱۹۱۰ء تک کہ یہاں سے چلے گئے تھے، اور سورج سے بھی دھند کر کے ناز پڑھتے تھے۔

میں کر کے دی، ہانی اور کبھی قرآن پاک دیکھ کر تھوڑے وقت کا سکون تھا۔ اور اس میں بھی ان کے
مختلفا میں یہ خاصیت پسند کا تھی کہ وہ تلاوت کے لئے مطہرہ قرآن کے نسخوں کو مست کم
پسند کرتے تھے، وہ جیسے اس کے لئے قرآن پاک کا کوئی نہ کوئی علی مرتضیٰ رکھتے تھے، اور نیز
میں بھی بھی میں اس کے لئے جو نسخہ خرید تھا وہ چاہتی تھا۔

لی گھر دہاکرائن کی مذہبی زندگی میں جو انقلاب پیدا ہوا، اس کے شعلے لوگوں کے دل
بمیں عیب عیب پگھلایاں ہیں، اور عوام ہلکے ہلکے کا خیال ہے کہ وہ علی گڑھ میں جا کر
وضع قطع عائدہ حال کے معاملہ سے معاذ اللہ باطل تازہ دنیاں دیکھ کر ہر گئے تھے، لیکن
یہ تمام غلط فہمیاں تھیں، اصل سچ ہے کہ علی گڑھ دہاکرائن کے مذہبی چالاک میں بہت
کچھ درست اللہ تبارک و تعالیٰ پیدا ہوئی تھی، یہ بھی سچ ہے کہ میں شیعہ کے ساتھ وہ پہنچے پائے
تھے علی گڑھ میں وہ تمام دشمن و بدعتی نہیں، بلکہ پیر، تہذیب و ادب کا حامی ہیں، اور یہ شیعہ
کی ہر قسم کی کتابوں کے معاملہ کا نتیجہ تھا، اور کچھ، حل کا اثر بھی، لیکن اس پر بھی ان کی
کافور اپنی جگہ پر قائم رہا۔

مطابق یہ ان راہروں کی پالی سیاست کے ضمن میں ایک مشفق عرض تھا، خاکسار
نے ایک دفعہ عرض کے پاس سے وٹو کر، اور اس کی چھت پر تازہ پڑنے لگا، ساتھ ہی
میں اپنی خاطر کی بنا پر اتفاقاً اس وقت، رشتہ یارین بھی کیا، میں نے مولانا کو نہیں دیکھا وہ مولانا
حیظ اللہ صاحب کے چہرے کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے دیکھ رہے تھے، غار پر وہ چکا تو اس بلو
پھر فرمایا، میری عیب قسمت ہے، میں تو بچہ حق بول، اور جو گھر سے پڑھا ہے وہ اپنا

جہاں، بچے عظیمہ الدین کا ایسی حالت میں آئے ہیں، اوتھہ راہی میں حال سے

جسبہ وہ کچھ کہیں گے جس کی فطرت کی مذہبی، مگر ان کو ہندوئی، گویہ ان کے عقیدے
اسی میں، نہ خائبہ، خود نے طلبہ میں تار کی پادری کا شوق پیدا کر دیا، پھر افسوس کے
نام سے طلبہ کی ایک فہمیں نام برائی میں وہ شریک تھے، کھوج کے طلبہ میں مذہبی مسرت
پیدا کرنے کی خاطر، سال میں ایک دفعہ طلبہ میں دیکھ کر کہتے تھے، اور خود اس میں یا
فردا کرتے تھے، اور دینا سب کے دہم میں وہ دھچکی پیدا کر دی تھی کہ طلبہ ان کے پاس
میں شوق سے شریک ہونے لگے، خود سر ہند کی اس شکایت پر کہ طلبہ غارتہ کیوں نہ
انہیں پر نہ، یہ ملک کہہ کر جو نہ کمپ شریک میں جو نہ، اور یہ مسئلہ اس کی
کے سبب گھر چاکر نہ تھے، اور مع بین، اندرون ہی کرتے تھے،

دفعہ قطع کے حامی سے سوال کیا اگر وہ کوئی تفتیش عوامی نہیں سلوم جوتے تھے ہجر کردہ
 عباسیوں نے کہیں دستوں نہیں کی۔ لطیفہ سیرۃ النہات کے جواب میں مولانا بڑھنور
 صاحب یہ جواب دیئے کہ میں اب بیان ہم کتاب لکھی تھی جس میں خط غلطی کا بنا پر مولانا
 اچھر گجراتی عباسی پہنے کا اصرار تھا؛ مولا نے فرماتے تھے کہ اتفاق سے ایک گجر میری
 کتاب کی حفاظت جو ان تو میں نے چھپا کر میں، گجر بڑی عباسی تو کہیں نہیں پہنتے مولا نے ایسی بات
 سے پیشانی ظاہر کی، اور فرمایا کہ میں نے ہوں ہی سنا تھا۔

[illegible]

رازی کی غیر شرعی حیثیت سے بھی ان کو منع دینا ہی تھی۔
ایک مزید کی شادی کی تقریب میں لوگوں نے انھیں سرو و کاسا بن کر ان کو معلوم
ہوا تو سخت جھگی نا ہر فری اور شرکت سے انکار کر دیا۔ آخر وہ شرکت منوی کی گئی، تب
انھوں نے شرکت کی

بچے صا جزاء کی پہلی شادی میں ہر قسم کے رسوم و رعات سے خوار کیا اور اس
سوق پر ایک موثر تقریر کی جس میں ان تمام رسوم کی جرکات دی۔ اور کہا کہ رازی کے
لئے شادی میں چیز و غیر کا ایک تاہرہ سفر کر دیا جس کی قیمتیں بہت و خیر نکلتی تھیں
رہی اور سب بھی کسی قدر سے

تسلطیہ کے سفر میں جا، پر پردوں کے گوشت کھانے سے کئی روز تک اس نے
پرہیز کیا کہ ان کو پیسے سے یہ معلوم تھا کہ جائز پر پڑنے ذبح نہیں کئے جاتے مگر حوں
جو دہا کر دیکھا کہ اس جائز پر پڑنے ذبح کئے جانے میں اگر وہ مردہ کر کے پیسے مانے تب
گوشت کھا انصر کیا،

حقانہ جنات | ہم خدا و خداست کے کا ذات و عظمت پسند تھے، لیکن ان کی عقلیت
پسندی کے معنی یہ ہیں کہ وہ احکام مذہبی کو معارض حکم پر بھی سمجھتے تھے۔ اسی لئے وہ احکام
الہی کی صحت اور حکمتوں کی تلاش میں رہتے تھے۔ اور شاعر کے اس خیال کے کہ احکام
الہی کا نشا منشا نیست الہی ہے اور وہ کسی محنت و کسب پر تکی نہیں کرتے خاص تھے
لئے لوگ ان دونوں باتوں میں جیسا کہ ہم میں تمیز نے ثابت کیا ہے اور تاہم یہ کامسک بھی ہے

سہی بنا پر لوگ پہنچتے تھے کہ وہ ہجرت کے بھی قائل رہوں گے، کیونکہ وہ خیریت و عافیت پر مبنی اور عطا فی ثقل جو ہے وہی یہ سونے کا قطر عطا ہے، وہ ہجرت کے قائل تھے، اور سرسید و غیرہ کی تاویلات کو دور اندازہ اور طبع سمجھتے تھے، چنانچہ انکلام میں لکھتے ہیں کہ لیکن حقیقت ہمارے تمام مذہب کا ایک ضروری حصہ ہے اور اس سے منہ پر نہیں ہو سکتا، کہ اسلام میں بھی کچھ ایسا ہے جو ایک سوچ و سمجھ میں آئے ہیں، خدا کا اصل کرنا ضرور ہے۔ قرونِ بیہ میں اس قسم کے کئی مثالیں ملتی ہیں، مثلاً یہودیوں کی عمر، ان کی دل سے اور فرما ہے کہ قرآن مجید میں اس قسم کا ایک واقعہ بھی ملتا ہے، لیکن انصاف و سبب کو قرونِ بعید بلکہ تمام انسانی تاریخوں میں اس قسم کے واقعات کے بار بار ملتا ہے اور ہمیں سوچنا ہے جیسا تادمہ کی الزامات پر ہم کی وہم و گتہ کے درجہ تک پہنچنا چاہیے، لیکن انہیں کچھ ایسا کچھ علم و روش دینی میں سے ہمارے زمانہ کے لوگوں سے جتنا دلچسپی کی ہے، جس سے بڑی دلچسپی ہے۔ یہ جیسا کہ تاویلیں سے غلط بات تو دوسرے کے لئے کافی ہیں جو پچھلے سے دہائیوں اور اس کے علاوہ ہمارے زمانہ میں اگر ہمارے وقت کے سامنے یہ قلعہ کی کلام دے سکتی ہے (ص ۹-۱۱۵)

لیکن یہ ہمہ روزہ است کہ سب سے نہیں آتے تھے، ان کے نزدیک ہجرت کے ثبوت کے لئے انسانی شہادت کی ضرورت تھی، اور قرونِ بعید پر کچھ غلطی اور شبہ ہے جو اس لئے

رہتا ہے، یہ وہ ہے کہ کوئی عداوتیں کے بعد یہ حکام و حکم دہی ہیں، لیکن یہ بھی شبہ ہے الہی کا کہ شہادت خالص کا ایک شہر ہے

ترجمہ: یہ وہ ہے کہ سب سے بڑی شہادت ہے، اگر بڑی شہادت، اب ہمارے حکم ہے

لیکن یہ ضرور ہمیں کہ یہ عداوت و حکم دہی عداوت کی جھڑپیں آج ہیں، اور جو نہ سے جھڑپیں آج
آخر جموں جی ہو۔

اس میں جان خرقی ماریت کا ذکر ہو گا، وہ جب تعلیم ہو گا۔
 لیکن مولانا کے نزدیک یہ اور نہایت غور و ادق نظر سے ملے کر ناہستہ آگئی ہو
 قرآن مجید کے الفاظ اس کے تحت میں قلمی اللہ لے رہا ہے یا نہیں انفس میں جس امور مولانا جو
 صحت گذرے ہیں، مثلاً تعالیٰ اور سطر صفاتی اور کبریم وغیرہ ان کی تحقیقات کے مطابق
 قرآن مجید میں بسف کم حین ما جات نہ کہ ہیں اور جو واقعی نہ کہ ہیں ان کی صحت سے
 کسی کو انکار ہو سکتا ہے

ان کا یہ خیال انکلام کے لئے وقت مینی مسئلہ سے مسئلہ ایک تھا، لیکن سیرت
 کی تعریف کے وقت وہ اپنے پچھنے خیال سے جو کچھ تھے چنانچہ، عادیث مجموعیوں میں
 صحیحہ و صحیحہ کے جو سہرت نہ کہ وہ اب ان کا ذکر و سیرت مینی کی وجہ سے وہ یہ کیا ہے؟
 سند میں لکھا ہوا ہے، ابنتہ جن عزت کی تاریخ اس سے متعلق ہو، مثلاً معراج اور
 کعبہ طہارہ وغیرہ ان کو اس مسئلہ کے واقعات میں لکھ دیا ہے، زعمہ و بنا پر سیرت جہازوں
 وہ جن ہر شیطان کے وجود کو بھی تسلیم کرتے تھے، لیکن ان کے متعلق جو ہم جو انھیں
 بیان کیا کرتے ہیں ان کو جو ہم یہ سمجھتے تھے، چنانچہ علامہ ابی نعیم کے حاشیہ میں ان کا جو
 مشہور ہے اس میں لکھتے ہیں ۱۔ ان کے وجود سے غبار ہیں، لیکن جن پر ہر صورت میں کر
 جو گوں کے پس آجایا نہیں کرتے، مثلاً تنبیہ و احتیاج

اس سے شاید مولانا کا یہ مطلب ہو گا کہ وہ دوسروں کی صورت میں کرنا یا نہیں

جو اگر ستر و درختیں مٹوئی سے ان اٹھ جسے بسا اٹھ بیٹ میں سیاطیں کا یہ پہلی صورت
نظر اُصاف و عرض مذکور ہے،

وہ گورشنوں کے وجود کے پہلے ہی قائل تھے لیکن اس کے ساتھ ان کا یہ بھی خیال
تھا کہ مادہ کا اطلاق حسب تعریض ہوا، آدم و سوانا ہر مسموم شایع ثنوی بعض حکمت
برسی اور حکمت بشری پر بھی ہو ہے۔ جیسا کہ مضاف مولانا آدم میں انہوں نے لکھا ہے۔
لیکن سیرت کی کیفیت کے راز میں اس حقیقت کے چہرہ سے بھی پردہ اٹھ چکا تھا، اور
جریل اٹین اور دوسرے رشتوں کے مستقل شخصی وجود کے نام ان کی اس کتاب میں کیا
شرح آئے ہیں جس طرح عام سلطان مانتے ہیں۔

خبرہ مشرقت اور وزخ اور اصابت اور عورت کے متعلق چار کتابوں
کی عدم کلائی تصنیفات کے مطابق سے ظاہر ہوتا ہے، جو اپنی کلائی مشہورینوں کے راز
میں ان چیزوں کو مختار روحانی سمجھتے تھے، مگر جب سے ہنس رہے تھے، دھرندہ میر رسول
میں سیرۃ البیہ کے مطلق سے احادیث کا مطالعہ شروع کیا تھا، ان کے خیالات میں بڑا انقلاب
پیدا ہو گیا تھا، ان کے دہن و عقل کی دیواری ہٹ گئی تھی، ان کے اس انقلاب میں علامہ
امین امین کی تصنیفات کو بھی بڑا دخل تھا،

یہ بات سے ان کو بیشک سے سخت نفرت تھی، بہاؤ شہباز و کرم کائنات کے
ہر پہلو پر۔ تاہم ہی طرح ہر گز کے حراست پر ہا کہ وہ ہم جن ہمارے کا دیکھا کرتے
ہیں وہ ان کو شریک سمجھتے تھے، بلکہ بعض دفعہ وہ عقیدہ میں اختیار دے آگے بڑھ جاتے تھے۔

عکس محمد زکریا خان

پیشہ سائنس دان

ایک خط جو میں نے جو حضرت خلیفۃ المسیح پہنچا دیا ہے۔
وہ بھی نصیبِ رؤفان پر ہے۔ خلیفۃ المسیح

علیہ السلام

۱۰ جولائی

مولانا شبلی کی غزل خود ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی

2

1990

100

میں نے اس کے لئے دعا کی ہے کہ وہ جلد صحت یاب ہو۔

جہاں اس وقت ہندوؤں کی حکومت تھی وہاں ان کے مذہب کے مطابق ان کے گائے کو بھگوان سمجھا جاتا تھا۔

ماہنامہ

[illegible]

جاءه من قبله

میں نے اس کی طرف اشارہ کیا۔

10/10/1919

شعاع در صورت

وہی ہے جس نے ان کو شہرہ آفاق بنا دیا۔

بسم الله الرحمن الرحيم

سید محمد علی

10

100

1

—

1

L. (L.)

دلی نے مولانا سے اس کے متعلق سوال کیا، مولانا نے اس کا یہ جواب دیا کہ: "جس کا یہ عقیدہ ہو کہ آدمی عظیم ہے، اور خدا کا مخلوق نہیں، جو وہی وہی، بدیثی سے اس بات کو کہ قدم، لذت، تسلیم، ناموس، تقدیم، لا، ہی، اہستہ میں یہ انسا جس کے خدا کے تمام اوصاف تقدیم ہیں،

تلاطم میں اگر اس قسم کے اوائی مذکور ہیں، تو وہ پھر مضبوطی کے عقائد میں، اور اس طرح سے نقل کئے ہیں کہ ان کا رد کیا جاسکے۔

نبوت کے متعلق پھر سرگزیدہ عقائد ہیں کہ وہ کتب الہیہ سے اور ہر شخص الہی جو سکتا ہے میں نبوت کو عقیدہ رکھتا ہو، اور اس شخص سے کلی شہادت کو خدا کے نبیہ و ائمہ میں کرتا ہو، اور جو شخص اس سے کافر ہو، اس شخص سے کلی شہادت کو خدا کے نبیہ و ائمہ میں کرتا ہے، اس کو سنی میں پسند آیا، یعنی یہ عقائد اور روایات مذکورہ ہیں، میں عقیدہ اور عقائد دونوں کو خدا سے مل کر منبوجا عقائد میں:

اس عقائد میں آخری سطر میں یہ منہی چھپی ہوئی ہیں مگر چونکہ میں اس واقعہ کے وقت حاضر تھا، جیسا کہ میں نے پہلے ہی لکھا ہے، اس نے مجھے علم ہے کہ محل میں پہلے جو کچھ ہو، نے لکھا تھا اس کی اخیر سطر میں منہی لے رہی تھیں، چونکہ اس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ایک میسرہ میں یہ منہی لکھی تھی اور وہی ہیں جو صورت حقیقہ کے عقائد میں یہ عقائد اسلام میں منہی عقیدہ دونوں میں حقیقی ہیں

شیل و سہیل

فونو

بہر حال، غنیمت کے رد و مقابل کے فرقے تھے، علامہ کی جو مشہور اشعری ہیں، صریح عقیدہ کا بنی حاسب میں لکھتے ہیں :-

کبریا بسمتہ صمد، صمدی، صمدی، مستحق، یا لا شفعہ	کمال یہ کہ اہل سنت کے تین گروہ ہیں، پہلا
اللائع طوائف الاولیاء اهل لونی یتہ و	گروہ اولی مرتبہ جاہل و غبی کے، جن میں
اسلامیہ الاصولۃ السمعیۃ والذاتی اهل	کی مبد و نقل، چوں کہ اسے اہل و درگزر
اصطلاحی الصلۃ اعتقاد النکرة و	عقل و دسکری گروہ استدلالی و مستند
و لا شریعت و حنیفہ کفر لا تسبیحہا	وہ شریعت و حنیفہ ہیں، فقیر کلام
الاعتقادی و یتہ الحنفیۃ الاولیاء صمدی	اہل حق، اشعری و حنفی کے نام

لو مصلحہ ہادیہ ہیں،

راحت و اسادۃ جہان

یہ مشاہیر اور ائمہ، اُنہی طرح، نام غنیف اور دست و گریبان ہیں، جس طرح اسلام کے اوروہ سرے فرقے، گمراہی میں صلح پسندوں کے بیچ، ہمارے کسی بھی مذکر علم بھی ہوتی ہیں، ان اختلافات کی شدت کی موجودیت، اگر کسی کو دیکھنی ہو تو اہل ترمذ کی ایک شرح تہذیب و تہذیب دیر، امام غزالی اسلام پرودی کا کتابہ عقیدہ، اور شکرہ سامی کی کتابہ عقیدہ، ابن ہمام کی سبوح، اور متاخرین میں ملا علی قاری کی تہذیب تہذیب و تہذیب،

جہاں مسائل میں غنیف اور شعریہ کا اختلاف ہے، ان میں چند مسائل حسب ذیل ہیں :-
 ۱۔ اہل حقائی کے معانات علیہ جیسے حق و رزق و رحمت وغیرہ اشعریہ کے نزدیک
 مادہ ہے، اور ترمذیہ کے نزدیک نام معانات، اُنہی ترمذیہ ہیں،

۷۔ اشیا میں حق و باطل اشعار کے نزدیک حفظ شرعی ہے، اور مآثر یہ ہے کہ نزدیک شرعی کے ساتھ عقل بھی ہے،

۸۔ اشعار کے نزدیک بندوبست میں اپنے افعال پر جو تصدیق ہے وہ بھی ہے اس کو احوال کے صدور میں کوئی دخل و تاثیر نہیں، مآثر یہ ہے کہ نزدیک شعروں کی تشدد کو ان کے افعال کے صدور میں دخل و تاثیر ہے، اور اسی لئے ان سے جو صحت ہے

۹۔ مآثر یہ ہے کہ نزدیک خبر جس طرح جو دخل سے اور جو صفات اس کے ثابان متاق نہیں ان سے شرف پاک ہے، اسی طرح صفا بھی پاک ہے، اشعار کے نزدیک صفا پاک ہے، حفظ نہیں

۱۰۔ مآثر یہ ہے کہ نزدیک ہونے اپنے احکام بنے ہون پر اپنی رسم سے صاف اور حکمت پر مبنی کئے ہیں، اشعار کے نزدیک صاف و حکمت پر مبنی نہیں،

۱۱۔ مآثر یہ ہے کہ نزدیک اقد تعالیٰ سے اشیا میں خواہی اقد تاثیر ہے وہ صحت کی میں، اشعار کے نزدیک اشیا میں کوئی ماحد اور تاثیر نہیں، اقد تعالیٰ فرمودے کے وقت ان میں تاثیر یہ کرتا ہے

۱۲۔ مآثر یہ ہے کہ کسی کو تحلیف، لا یملاق نہیں دیتا، اشعار کے نزدیک نہ صرف یہ کہ وہ دوسے سے ملتا ہے بلکہ اس نے دی ہے

۱۳۔ مآثر یہ ہے کہ نزدیک ہون مکمل، یادہ میں ہوتا، اشعار کے نزدیک ہونا جو مآثر مولانا شبلی نے علم الکلام اور احکام وہ کتبوں میں طرح طرح سے اشعار پر

کے ہیں اور جسے زور خود سے اُن کے دلائل کا رد کیا ہے، بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اپنی
کارروائیوں نے معتزلہ کی جنت میں کیا ہے، حالانکہ معتزلہ کی جنت میں نہیں، بلکہ تاریقہ
کی جنت میں ہے، البتہ اُن کا تصور یہ ہے کہ وہ اس غایت پر ہیں اپنی کلامی تصدیقات
میں، اشیاء کے پکڑے نہیں چل سکے، اور اُم قرانی اور امام زاری کی گرفت میں، جو
اس، اشیاء، ہیں، حوصلہ شک رہے۔

امام قرانی اور امام زاری کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے امام رسائل میں اشعریت کا قائل
انقرض کرتے ہیں، جن کی کہ امام زاری تفسیر میں کسب کی جہرنگ کے ثابت کرنے کے مقصد
قدم پر کھڑے ہیں، مگر وہ صاحب مایہ وغیرہ مصدقین کا یہی ہیں بلکہ تفسیر میں بھی بعض صحاح
کی جگہ زعفرانی میں اشعریت کی کوئی پروا نہیں کرتے، امام قرانی کبھی معتزلہ کے جہر زبان
جوہرے ہیں، کبھی حریفہ کے، کبھی ملکہ کے، یہی سب ہے کہ فاسی دی رتد نے اپنی کتاب
انکشت احوال میں، امام قرانی کی نسبت مل کر یہ لکھ دیا کہ جو امام قرانی کا کیا کتا وہ اشعریت
کے ساتھ اشعریت معتزلیہ کے ساتھ معتزلی، جو یہیوں کے ساتھ حوالہ ہیں۔

امام قرانی کی کتابوں میں سے جو اہل انحراف، انحراف، اصحاب، انحراف میں اسلام
و تہذیب، انحراف، علی غیر جہد وغیرہ ابتدائی کلامی رسائل حوالہ کے یہ نظر دیا ہے، اور
ان دونوں، اس کی ان ہی تصانیف سے مراد لائے ان کے، ان نیالیت کو چہاں
ہے جو انجیل کے چہاں حدیث کے مدافعی ہو سکتے تھے، یہ یہی اُن کا علم کلام ہے
نقض انکلام لکھتے وقت ان پر سب سے زیادہ قرانی کا دور پھر زاری کا اثر تھا، لیکن

اس کے بعد جب علامہ اپنی تسمیہ کی کنجیں چھپ چھپ کر گئے تو علامہ مرحوم کا خزانہ غائب ہونے لگا۔ اس دشمن کا غارت خانہ ابن عمید کی کتاب "رد علی المنہجین" سے شروع ہو۔ اور قریباً ایک ہزار کا وہ جو لائی اسلئے میں بیٹی وفات سے چار ماہ پہلے مجھے لکھے ہیں کہ "تم سے شروع کر دیا تو خیر نہ رہا بنی عمید کی لائق فرس تو میں ہے۔ مجھے اس شخص کے سامنے راز دہی و دہلی سب بیچ نظر آتے ہیں۔ اُنہی کہ تصنیفات میں سرور ترقی یافتہ ہیں مگر اس سے آخر میں جو سے فرماتے تھے کہ میں اب برصغیر میں بن عمید کا ہاتھ پکڑ کر چلے کوئی۔ جو اُن کے زمانہ میں اُن کی حالت عالی جنوں کی مثل پیدا ہو گئی تھی۔ اسی زمانہ میں بعض موبوں نے کہا "لا قاتلین کیس۔ ایک دفعہ ایک خانہ میں سو ناوارت حسن صاحب نے جن کو روکنے کے بجائے مولانا حمید ندین صاحب ادا۔ دو چوبیس رسی کی عری پر دھیسری کے زمانہ میں جو شاہ فرستے ہو۔ بیعت ہو چکے تھے۔ مولانا کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ لیکن مولانا نے تعجباً بیعت پسند نہیں کی مگر ان کو مانتے تھے۔

مولانا کے اخیر زمانہ کی تاریخی نمونوں میں خواجہ شیراز کی شریک کا رنگ صاف نظر آتا ہے۔ جس کو دیکھ کر بھی مساجدوں کو نہیں چھوڑا کہ مولانا پر تصوف کا رنگ نہ رہا ہے اور

نے کوڑھائی تباہ و تباہی تباہ مولانا، رشتہ دار صاحب گنگوڑی سے فیض حاصل کیا۔ کھنڈ میں تباہ و تباہی کا جو یہی قیام فرمایا تھا۔ وہی وفات پائی اور وہی وفات ہوئی۔ کھنڈ کے بہت سے پتھر، تباہ و تباہی ان سے شریعت پائی اور وہ بہت سے شہروں میں ان کے میں۔ روحانی نے دستِ جاں کی ناکارہ بھی ان کی زارت سے بارہا تہذیب ہوا۔

اس کی فاش مٹی کہ ان کا اس غریب حقیقت کا پرستان کون ہے، مگر یہ وہ خود تھا،
 اتنا درست ہے کہ لٹنہ و گلت کو انتہائی کے سر سے ترپکا تھا، یہ بکنے لگے تھے۔

وہاں ہونے والی روایت توجیب اسٹاکٹ غلی بتم نکرو کو کہ وہ بوسے و جان ہم
 غلی بتم حقیقت تو انتہائی کشت رو دگر لڑا دگر مٹی کا کر

غلطی۔ اسٹاکٹ کے شروع میں جب اصلاح مذہب کے سلسلہ میں ان کو قادی میں
 قیام کا اتفاق ہوا، تو ایک دفعہ جوہر حسن علی صاحب کے علمہ کشائے میں، غریب سے غلی
 پر تقریر فرمائی، جوڑی صاحب و اسٹاکٹ و نوٹری تقریر کے بعد خواجہ صاحب سے کہا کہ اگر انھوں
 تنہا چیز ہوتی تو میں آج آپ کے ہاتھ پر بیٹھ کر بیٹھا

ہی۔۔۔ میں وہی میں اہل حدیث کے برابر تمام ایک مجلس میں توجیب و اصلاح و اسٹاکٹ
 اور نوٹری بیان فرمایا کہ خود اہل حدیث اس غالی مٹی کی پاکیزہ توجیب سے متاثر نظر آتے تھے، اگر
 کچھ وہ وہاں کی زندگی و دنیا کرنا تو عجیب نہیں کہ یہ حال حال بناتا ہو، جو مطالبہ روحانی کو شہرہ
 شکلوں کے حالات و خیالات میں پیش آیا، وہ جوہر صاحب کے اس منظم میں بھی نظر آتا
 جس کے آثار میں دور دور نمایاں سے نمایاں رہ جوتے پھرتے تھے، امید اسی عالم
 میں یہ روایا ہو،

سجود ہم چھٹ کر چرہ نہشت جوہر صاحب جوہر خیر کہ پیاں زود ہم
 مولوی اقبال احمد صاحب آمل نہت، ایسا کہ جس زمانہ میں مولانا الکلام کو رہتے تھے

طرح روایت مولوی کلام نہت صاحب مدظلہ، ڈاکٹر حسن گشت علی گٹھ، یہ مولانا کا چرہ نہیں، بلکہ

اور یہی محنت، بیان کا وہ اخیر نقطہ ہے جس پر نام نہ دینی لازم قرار ملی جو، نام، اسی ملک پر لکھی
 ابھی آئندہ بھی جو غیر عقلی دہلوں کی طرح درنہیب میں سرگردان رہے، ہاتھ نہ دے گئے۔ اے
 انہی پرانے کا نام ہے۔

بَلَاءُ اَللّٰہِ اَکْبَرُ ہے مَعْتَدُ رَسُوْلُ اللّٰہِ یہ کہ

حضرت سرور کائنات، حضرت پیغمبر اکرم ﷺ کے ساتھ تھی جو غیر حسوی
 پیشگی مشیت سے تھی۔ یہی ایک سیرۃ آسمان کے دیباچہ میں علامہ لڑا اور شہیدانہ نیم دھیمہ
 وہ سیرت تھی کہ، بیعت و ضعیف کے زمانہ میں جو بوجھ آگے بڑھتے ہاتھ نہ دے
 کرتی جاتی تھی، احادیث کے مطالعہ نے اُسی میں روحانیت کی ایک سرخوشی پیدا کر دی
 تھی، اور آخر میں بیتہ اسی پاک شرب کے نشہ میں غور و جستہ تھے، چنانچہ اسی زمانہ میں
 انسانی نظموں کو جو مسند انہوں نے شروع کیا تھا، اسی ذاتی اور دہرائی حالت کا نتیجہ
 یہ بھی مسئلہء اخلاص میں اوپر آپ پڑھ چکے کہ مرنے وقت بھی جو ہیز ان کے
 آواز پر مارا، وہی تھی وہی احمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت تھی۔

تھامے نام کی رت جو خدا کے نام کے بند

آفران کی پیشین گوئی بھی جو اسی سال کا تھی پوری ہوئی،

بحر کی مہر کی جہاں کی داستان لکھی

گر پھر لکھ راہوں سیرتِ نبیؐ قائم

دو سال پہلے سنائے میں، ایک ادب نواز دوست کو کس سیرت سے لکھ تھا۔

شہزادہ اب کیوں ایک ناکہ میں، فی الترتیب، دوسری بھی ضمیمہ ہو گئی، سیرت پر خاتمہ ہوا ہے تو
یہ حق خاتمہ ہے؟

بھروسہ کہ یہ دعا قبول ہوئی اور محبوب کی سیرت بھی پر خاتمہ ہوا جو حق خاتمہ کی طرف
خاتمہ انظرین! آپ سے فوٹو مسخوں تک میری رفاقت کی، اس بات میں آپ کے اس
شریک سفر دور برق فطرت نے ایک مجسمہ علم و فن اور پیکر خدمت دین و ملت کی زندگی کا
مختصر چیراگ اُس نے دیکھا پاؤں کچھے داور نے پایا کچھ نہ کر آپ کے سامنے پیش کیا، اس
مختصر میں کیس کیس ہنسی کر دہوں کی محو یا مابھی ہوں گی، لیکن جیوی حور سے سن
جہاں کا ایک غیر معمولی مستور بھی تصور کی آنکھوں کے سامنے ہو گا، آئیے ہم اور آپ سبکی
دعا دے گئے، خاتمہ انظرین اور زبان سے کہیں، مَا تَلَفَعْنَا مِنْ عَذَابٍ لِّئَلَّا نَذْهَبَ،

خدا رحمت کند، جس کا شان پاک نیست را

۳۰ اپریل ۱۹۹۷ء

شبلی منزل اعظم گڑھ



مراتی و قیصعات

مولانا رفیع الدین علی کی وفات پر راجہ دست و رسائی میں اس کتب خانے سے مرثیے اور کئی
 قلمی نسخے بہتے رہے کہ ان کو اگر جمع کیا جائے تو ایک مستقل کتاب جیسے لیکن
 اس کو جمع پانچ چند خاص مضمون جو تاریخی تصوف کا مجموعہ کرنا مناسب معلوم
 ہوا ہے جو ان کے نامیں شہادت ممدون نے لکھے ہیں اور جو ان کی زندگی کے
 سوانح کے بیان میں کمال کی حیثیت رکھتے ہیں۔

مرثیہ رسی

۱۱

کوئی نہ دل خون حنا شیش اہل لہا کچھ نہ ملے

اگر دست مرثیہ شیش و ہوا نہایت
 کوئی نہ ملے کہ چاک و شیش نہایت
 نہ ہر دست مرثیہ زواریں بہرہ نہایت
 اگر دست دل گرفتہ نہایت نہایت
 دنیا بھر نہایت و دست و دست نہایت

جیسے قضا و قدر نہایت روزگار نہایت
 کہ نہ کہ دوزخ و جہنم نہایت نہایت
 فرشتے سے قہر و کفایت نہایت نہایت
 سنگست و ہر گز نہایت نہایت نہایت
 نہایت نہایت نہایت نہایت نہایت نہایت

<p>قبا و کتاب حرم و دوسه صدمه ۸۰ دکامان سر تن خانه ساقین یا به کزین خرمه و دوش سال ایستاده و دوازده شیون و هر</p>	<p>آهسته خا و دوتوی تو در نیست تو این در به نیست گردن نیست اکابرین و اساس بقا است کوانی که خوش نشین جان پانده است</p>
<p>آرام جو جام پیش درین خاکه دن رون برنگی زمانه تیر و دوش سال رون</p>	
<p>میکون کنون کسلی خورشید بگذشت بهانه دل و غم تنی کنم بپذیرد و غم نری زمین که باز چون کعبه گریه و در غم می سرور آه و گشته که در چو پاس خواب نیست آهسته آهسته که اندک کالی قوم دید گرفته غم سسرتگون ز بهت گویند که جان بگشاید ماح و دبدادی ترکان ماگیر</p>	<p>باید بشنود من بچهارم گشته کادم کنونی می توان چار گشته از هر چه غم که تا به سر گشته کام نغزید سیرت خزان گشته در به بماند فایده و به به سر گشته بسته به بی چه بر سر علم و به سر گشته کر که در کار سینه و در گشته بانش که گنبد و پر سپید سر گشته کامی گریست به روزی که به گشته</p>
<p>این نشان به یکسوی علم و فن گشتم یا شمع به زنی به یسین نشستم</p>	

و مشهور بکاشیده را انوار شد
 با صحرای اتم و آوار کشید
 و انشوراق و هرب اتم نشسته اند
 تا رخ شفت ساقی خواند علوم
 دهد اگر گنبد رسالت ز سرایت
 است جل شادان کس که شمع به کام
 تو خ که هیچ گنج به جانش نماند
 گلزار وین که از دم گلش بهار داشت
 عیسی شد که عیان و حق را گمان داد

آید اگر جان بهر سو رود شد
 چشم تبار در غم و شکیب شد
 کز روزگار نادره روزگار شد
 آتپ بنای کام خضر ناگو شد
 در احمر تا که ششلی بهر پنج شد
 و نس علم خون بشکوه است نگاشته
 کز ت غرر غلج نهال و همکار شد
 به رنگ اتم است که آن بیار شد
 آخر چه شد که در جهان برکن شد

نقطه رخ پ و بهر جنبه کرد و خست
 بهر جنبه نر و زمره سپید کرد و خست

در داکو و تازشی ایها با نماند
 اکنون که چار گیسو نظیری نظیر و
 یکت گیسو که با وید و گذر شده و
 از سر پیست تا تم بانی وین و شد
 در داکا با وین و زده و پاک و حق
 در وین و شمر و زکیا کنسیر

فخر زین و ع و بهر تسلیان نماند
 در تیوه سخن شرف و بسایان نهد
 آن هم کنونی غارت و او خزان نماند
 کاف و دگاه و دانش و پیشینان نماند
 ککله که بود و ما و چو محمد و ان نماند
 کاف و دل که بود و ز غم و نماند

ما تکیاں پہ آنکھ تو خاک بر سریم	نور فراز چیرہ مسند چکر
بنیادت چید بہ چرخ سقے	در خدمت وصال یفر چکر
در فکر تو میر جمن خوش تدرستی	ہر جرحہ خلد سکیا چکر
ہل بنان بس کلام نو کے پسند	ہر بزم خسند فحش نہ چکر
و چارہ عجب سرایت بہشتی	اچھا بچا۔ پودہ عجیب چکر
ہائے تو ہم چو مسکریے شاہانہ ہم	اسے نامہدا: مثل توبہ چکر
ہا تکیاں تیر و دردن سخت نرستی	و قد سسعیان نام ہا چکر
دیراست، خالی تو نگاہ نصیر	ہائے بہ گو بہ چکر و تا چکر

وقت است سرور را کہ سوز خوب رکنی
 ابرو ہاں نشگان بہ بیت نعل سر رکنی

بنگر کہ حال، بفرق تو جوں تہ است	انورید خواب رفتہ و اندول سکون شد
بزم عشق از نو کہ بر آئے خستہ نم در	چو س رشتہ نچو کہ سنو تکی و دل شد
آن تہ وہ کز بیوفی تو ہمہ کس بود	ہر خام و تنہیہ گرد و سون شد
و آن تہیل کہ کتبہ تودہ شہر	یکسر غریب و عشقہ تودہ ہون شد
ہائے کز آریا، کیا تو تری گرفت	تا درج قہر مازی چرخ حردن شد
ہائے کہ جزو دادہ نا بس گہ ہشتی	چون کاسہ سہو دگر و آگہ گون شد
و آرا تھین کہ بہنت دیو ہست	ہی سو دسہرہ چرخ توبہ ستون شد

<p>چہرہ دینی کو چہرہ اساس چھانکنا قرون کلم طو شین محاسب و قوم</p>	<p>پاراگمہ براری کلکتہ معونی شد ادب دلی فریفتہ ہر فردی شد</p>
<p>بریزو بہر دھت بہ اہل نیت زکس برماہر جزیمہ تحقیق باز کس</p>	
<h2 style="text-align: center;">نور استاد</h2> <p style="text-align: center;">نکسار مشیقاں ندوی</p>	
<p>سہ ماہ توشہ شین کے چنے کاروں شام افان گدہ شہنہ بنطس حد سلف غنچہ اصل پیر بہ موج نسیم سجدم علم دین کا عشق تھا جسکی بعیت کا نیر جس کے سب کی چھوٹی نور سلاطین جس کی ہر واسطہ نہیں آدہ دست کا لاج جس کی ایک سبک بہ تھیں روح ہانی کی ہوا جس کے ہر سحر میں سوز آتش فہم دہی جس کے خامہ کی روئی ہر نسل رو و رفت</p>	<p>آہ وہی سن گیا باقی ہر خاتہر شار شیخ برجمت تاخر بہ نشاب رنگار ننہ تر سحر مرغ خلستان حزن صفیہ فرطاس جس کا فر قومی کوثر جسکی ہر فریاد تھی صوٹ در اکامروں جس کی ہر تونیر قومی زندگی کی پاساں جسکی رنگ میں نہیں سوز درد کی چنگاریاں جس کے ہر فقر میں غنی مہم در ہمنان جس کے ہر کلام میں رشک دیا جاں</p>

<p>کچھ میسر ہو تھا زودہ جانار بہ پروردہ برسی کون بننے کا بھی کون کوئے کا مراد ہفتہ نکال فرس کون دیکھے گا مراد ہفتہ زودہ سے قلم کون نامیں کرے گا بہ عزیزی جو تھا س کے نام کا ہفتہ بہ بین عربی تھا س کی مجلس تھی ناشاکا و مراد بہ نظر بہ سنجب پوچھا تائے جس ہرگز نہ بہ اسے دیکھی درج کل پہ ہر</p>	<p>بندہ شوق زیارے پہلے کیسے کس پست مغنوں کون پہنچا گیا اب آسماں کون بھائیگا رجز حین اسلوب بیاب کون دیکھا مری بولانی طبع دوس کس کا تم کسنا بھائی مری تو قیروش سیدی نمودانی تہ ذی مغربی ان تو نے دست بل تو نے نہا دوسال بہ اگر جاوے تو دھو نہا آگ کس است بہ کی باتیں جہیں پانی تھی تہا</p>
---	--

اس دلی پرشور میں گردش تھا تو اس سے تھا
میر سے اند میں اگر کچھ زود تھا تو اس سے تھا

<p>کسی ہے نہ نہیں کہتے ابھی رنج چہر رو کے پہلے ہیں کہ کیوں آفاق چہرہ جو کس طرح بھی میں تہ کو حد نہ دینا چکر جو طالی طبع جم سے باعث عزم سفر وہ کس امید سے تو نے کھاسے تھے شجر وہ کس کتھ ہیں کہ کی لایں گے بہ بگ و ب</p>	<p>نہ سے فرزند ان مددہ تیری کوشش کے شر لکھ ابھی پہلے ہیں بلزمرگ سو دقت میں یا ابھی جا میں پختہ چہ قشائی چشم کی تو جو نہ ہیں کہتے ہیں میں ایسا نہ ہوا کس عجز سے تو نے ان نہریت زدنی تھی بہ نہ سکا بہ کس میں سکے ہوا کی فصل کس</p>
--	--

<p>حاجب پر فاذ کسنا غیر کرتی تھی ضرور جب کہ بھی یا ہر ہر جا مان سے مل گئے تھی کی خاطر سے ہوئے اکثر داسے ملوئی اور گرا دھرو تھی ہر کوئی مل سکتے نہیں</p>	<p>اب غل تاسے لگے تھے ہانڈی پمال و پر و ہنا ویدار کوسا تھا ہے ہکی حشر پر ملوئی ہو کس کچھ دن کے لئے ہر دم سر ملوئی اتنی ہے کہ ہر آن کی تھی پر غل</p>
--	--

اپنی غل سا کا کوئی سامان کرنا تھا ضرور
 پھر نہ چاہئے کہ مل کب ہوا جا، خود

مرا

<p>دو نے جب چیز ہر کوئی سخت یا سان کام مقصد غل ترا میسی پیاسے دس گھ شانی فن کے لئے سانی ٹکیر علوم تھے بھی پیش نظر کچھ مدد قوی سے ان متا حد کے علاوہ اور بھی تھو کچھ احمد کام دھو دھو سکین بہت کچھ کچھ ہر روز سفر</p>	<p>نہا پند آیا جس کو چھوڑ دیا، تمام جس میں طرز سے ہر تعلیم فن کا احکام اور اک جھوٹی سی تفسیلی چاہت کا قیام نشر دین تعطیل بعد انتظام و قیام تیرے ہاتھوں سے بھی نہ تھا کچھ نظر اس قدر نہ ہو وقت انکا بن جسے نظام</p>
---	---

لوگ ٹھہر گئے جانا دھو چھوئی بھولا ہوا
 یا ہوا اس وقت اور دھو میں گھس یا پند ہوا

<p>کوچ ہر ہر جہاں ہر ذمہ کے علم و رکا شغل و اہم تر کا تھا غل و ہر دین بہین وقت اہم جو جگہ کسٹین جا رہا</p>	<p>کون جواب چارہ ساز اس تالوں یا مار اسے دھو جانے ہر جس غم و رکا کون اسے ماتم کہے اس جان ماتم و رکا</p>
--	---

قطعات شیر قماریخ

از

نیکو از پیمان

کون کسانست که زیر خاک ناپید، هر عشق پیغمبرین زرقعت کویست بکس قفا	شبی سیرت همکار مرشدی اندی سرشت سے گیا جو شوق دیدار بختی سو جو بشت
فلک پر صوم حولی مانتی بر دل بر روی حکم ای بے پست آید	سوارج بر محاکر باز خوشم رتم محدومیں آگولاؤ بید و تار و دھم

براسے طرح قرار

سہی صبر و خالی زبان، غلوں قوت بیزوہ صبر و دوسری درد و روز و شب	شبی نغمہ سانی داء اگر حال سرشت بست بخت و دوا و بیک کس منزل بشت
---	---

قطعات مریخ

از روی بندہ مرتضیٰ تفریحی کیل سرد تک (مالہ) نوشتہ ناما و دو شعر شریفی

چہ ملازم شیبلی پاک باطن نظر باغبان سال و فاش	بکرم رانی زور و تار و تفت الغیا کہ شبلی بدوا بقا رت
---	--

میرے (۱۵۰۰ کے بعد)

انچھوڑی ہوئی میں خود
 سنبھلنے
 ناچھوڑی ہوئی یعنی سربستو سربستو کی چوڑی ہوئی جس کا صدر مقام
 ناچھوڑ ہے۔ اس وقت جو زرخیز خیال کی منزل میں تھا مسرت و مسرت میں
 میں وہاں کے زرخیز اور اس خوبصورتی کی گنجی کے سحر زری تھے، جو صوفی نے سولہ ناچھوڑ ۱۵۰۰ گشت
 کو سب زری سرکار غامضی لکھی۔

آپ شاید واقف ہوں گے نہ صرف سربستو سربستو کے لئے ایک چوڑی ہوئی نام کر
 کی جو زری لگی اور اس کی ہر مرتبہ کہے کے لئے کچھ کہنے کی لگی ہو، وہاں تک
 کی طرف سے اس امید کا، خدا کی گائی، جو کہ اعلیٰ تسلیم سے دلچسپی رکھنے والے اسکا
 اس کی گائی کی، اور دکر یہ گئے۔

مجھے کوئی شبہ نہ پڑتا ہے کہ ہدایت وہی گئی جو کہ حوالی اور غامضی
 تھا اور کے لئے ایک سبب کی گئی کی تشکیل ہوئی جو وہاں اس کام کی گئی کے لئے آپ
 کی اور وہ سربستو کی صورت پر، اس سے اس سے زیادہ نہیں لی ہونے کی
 کہ آپ بعض مسائل سے متعلق خط کا جواب دینا، ان مسائل کے متعلق آپ کی سزا
 اور جس سے فتنی ہوئے گئے اس کے میں، وہ وقت کرتا ہوں کہ اس کو کہ ضرورت پیش
 کہ زری آپ خطہ پاکر جو آپ دینے پر رضامند ہوں گے

آج کے کہ اس کا جواب دے، جو کچھ ضرورت ہوگی گے۔

سنانے اس کا جواب، اور گشت سنانے کو دیا مگر یہ وقت سنانے کے لئے بڑی

کا تھا۔ اور چند ہی عینوں کے بعد وفات پائی، اس لئے مجھے امید نہیں کہ انہوں نے اس یونیورسٹی
 کے مشرقی سینٹر کی تشکیل میں کچھ زیادہ شہر سے دئیے ہوں گے۔ یونیورسٹی کا یہ خاکہ چھ برس
 تک مکمل کو نہ چلا، اور مشق میں اس کا قیام عمل میں آیا، نیز اس کا مشرقی سینٹر جو سڑکی، دفاتر کا اور
 پریشانی ہے نام ہے۔ اور اس کو یہ سہارا مل رہا ہے کہ وہ علامہ شبلی کی بنیاد پر یہ بھی کسی
 ملک متون ہے۔

